ماہِ کنعان

مصنف

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ ۵

ماہِ کنعان

مصنّف: صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی

ملنے کے پتے:

۱۔ مکتبہ رُشد و ھدایت طارق آباد گلی ۱۴۔ فیصل

۲۔ نوری بک ڈپو امین پور بازار۔ فیصل آباد

۳۔ مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے۔ فیصل آباد

۴۔ چوھان بکڈپو۔ طارق آباد۔ فیصل آباد

marfat.com

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

پبلشر : صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی
پرنٹر : لائلپور نفیس پرنٹنگ پریس۔ فیصل آباد
تعداد : ایک ہزار
قیمت : اسّی ۸۰ روپے

مِلنے کے پتے :
۱۔ مکتبہ نوریہ رضویہ ، گلبرگ اے۔ فیصل آباد
۲۔ نوری بک ڈپو۔ امین پور بازار فیصل آباد
۳۔ پیرجوان بک ڈپو۔ طارق آباد۔ فیصل آباد
۴۔ مکتبہ رشد و ہدایت۔ طارق آباد فیصل آباد

marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۱-	انتساب	۵
۲-	آغاز	۱۲
۳-	تعارف	۱۶
۴-	حسن یوسفؑ	۲۷
۵-	حسنِ مصطفےٰؐ	۳۲
۶-	خواب کی حقیقت	۳۷
۷-	ماہِ کنعان	۴۹
۸-	شانِ نزول	۵۱
۹-	چند حقایق اجرامِ فلکی	۶۹
۱۰-	حسد کی مذمت	۷۶
۱۱-	بہن اور بھائی	۸۵
۱۲-	یوسف علیہ السلام پر بھائیوں کا ظلم	۹۸
۱۳-	اندھیرا کنواں	۱۰۳
۱۴-	مردِ صالح	۱۱۱
۱۵-	خون آلود قمیص	۱۲۱
۱۶-	حضرت یوسف علیہ السلام اور بھیڑیئے کی گفتگو	۱۲۷
۱۷-	مدین کا سوداگر	۱۳۷
۱۸-	وادیٔ کنعان سے مصر تک	۱۴۶
۱۹-	عظمتِ ماں	۱۴۹
۲۰-	شہرِ تابان میں داخلہ	۱۵۷
۲۱-	شہرِ قدس میں ورودِ مسعود	۱۵۸
۲۲-	مصر شہر میں ورودِ مسعود	۱۶۱
۲۳-	مصر کا بازار اور یوسف کا سودا	۱۶۶
۲۴-	بازغہ شہزادی	۱۶۹

marfat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ	نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۲۵	بی بی زلیخا	۱۷۳	۳۴	والیٔ مصر کا خواب اور یوسف کی رہائی	۳۰۵
۲۶	جمال یوسف کا سودا	۱۷۹	۳۵	قید سے رہائی	۳۳۰
۲۷	ایک ایمان افروز نکتہ	۱۹۰	۳۶	جیل کی کہانی میری زبانی	۳۳۵
۲۸	عصمت حضرت یوسفؑ	۱۹۵	۳۷	وزارتِ خزانہ	۳۵۱
۲۹	بُرہان کیا تھی	۲۰۰	۳۸	ملاپ	۳۶۹
۳۰	حضرت یوسفؑ اور حضرت زلیخا کا نکاح	۲۳۸	۳۹	خون کا رشتہ	۳۹۷
۳۱	جیل	۲۶۳	۴۰	اختتام	۴۶۰
۳۲	درسِ توحید	۲۷۹	۴۱	خصوصی معاونین	۴۷۹
۳۳	ماہ کنعان کا سپرل تاجر	۲۸۷	۴۲	ضروری گزارش	۵۴۲

marfat.com

اِنتساب

میں اپنی اس مایہ ناز کتاب ماہِ کنعان کی نسبت اپنے بڑے بھائی صاحبزادہ پیر و علاّمہ سیّد محمّد یعقوب شاہ صاحب کی طرف منسوب کرتا ہوں ۔ اور میں ایسا کرکے قلبی مسرّت و راحت پانے کے ساتھ ساتھ کونین کی سعادت بھی حاصل کر رہا ہوں ۔ وہ بھائی صاحب کہ جن کا دستِ شفقت ہر وقت اور ہر حال میں میرے سر پر سایہ فگن رہتا ہے اور جو میرے ہر دکھ درد اور غم ناک اندھیروں میں روشنی کی کرن بن کر مجھے حوصلہ دیتے رہتے ہیں ۔

پچھلے سال میں بیمار ہوا تو فیصل آباد کے ہسپتالوں سے لے کر لاہور کے شیخ زاہد کے بیمار خانہ تک میری تیمار داری اس انداز سے کی کہ اچھے بھلے اور تجربہ کار ڈاکٹر معلوم ہوتے تھے ۔

اور جو میرے علم دین کے حصُول کے دوران ابتداء سے لے کر انتہا تک آغاز سے لیکر انجام تک اور ملتان کی بستی لوسن کے مدرسہ فیض العلوم سے لے کر ہندوستان کے شہر مُراد آباد کے عظیم مدرسہ جامعہ نعیمیہ تک میری ہر ضرورت پوری کرتے رہے !

تعلیمی معیار اتنا بلند کہ فارسی میں منشی فاضل ۔ اُردو میں ادیب فاضل اور انگریزی میں ایم ۔ اے ہونے کے ساتھ ساتھ عربی میں قرآن و حدیث کے علمی و تحقیقی نکات سے پوری طرح دسترس رکھتے ہیں ۔

اور ملکی و غیر ملکی سیاسی شطرنج کی ہر چال سے آشنا اور فیل۔ خیل اور پیادہ کی برات سے واقف اور تحریک پاکستان کے صف اوّل کے مجاہد۔

یہاں تک کہ انگریزی عہدِ حکومت میں ایشاپور (کلکتہ) میں محکمہ دفاع یعنی اسلحہ ساز فیکٹری میں ملازم ہونے کے باوجود مسلم لیگ کا پرچم اٹھائے رکھتے تھے۔ اور خواجہ ناظم الدین مرحوم، سیّد حسین شہید سہروردی مرحوم۔ مولانا فرید احمد مرحوم اور مولانا تمیز الدین مرحوم کے دوسرے مسلم لیگی راہنماؤں کے ساتھ مل کر پاکستان کے حصول کے لیئے گلی گلی تقریریں کیں۔

مگر۔ افسوس۔ کہ

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

آج کوئی دنیا دار۔ دولتمند۔ سرمایہ دار۔ کوئی خان بہادر اور کوئی چوہدری مرتا ہے تو صبح اخباروں کی سُرخیاں کچھ یُوں ہوتی ہیں۔

قائدِاعظم کا ساتھی فوت ہو گیا۔ مسلم لیگ کا عظیم راہنما ہمیں داغِ مفارقت دے گیا اور تحریکِ پاکستان کا بے لوث رضا کار ہم سے جُدا ہو گیا۔

مگر اس میدان کے صحیح۔ سچے اور وفادار مُجاہد۔ غازی اور سرفروش کارکن کا کبھی ہمارے نام نہاد قومی پریس میں ان کا نام نہیں آیا۔

چونڈہ — جہاں سنہ ۱۹۶۵ء میں ٹینکوں کی سب سے بڑی اور خوفناک جنگ لڑی گئی وہاں انجمن تبلیغ الاسلام کے زیرِ اہتمام سالانہ تبلیغی جلسہ تھا

حضرات :۔ یاد ہے کہ اس انجمن کی بنیاد میرے والدِ گرامی مناظرِ اسلام محقق و محدث اور سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے یعنی

marfat.com

علامہ سید محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی جو آج تک قائم ہے ہزاروں کا مجمع تھا جس میں اکثریت مجلس احرار کے رضا کاروں کی تھی جو پاکستان کے مخالف تھے۔

دنیائے اسلام کے عظیم خطیب مولانا سید عطا اللہ شاہ صاحب کی تقریر تھی۔

شاہ صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اور سامنے ایک بے تکا سا اور بڑا سا میز پڑا تھا۔ شاہ صاحب نے بلند آواز سے کہا۔

"میز میرے آگے سے اٹھا لو"

حکم کی تعمیل کی گئی — مگر میز اٹھانے والے رضا کاروں کی زبان سے یہ نکل گیا۔

کہ — "اٹھاؤ پاکستان کا جنازہ"!

ہم دونوں بھائی ایک کونہ میں خاموش بیٹھے تھے۔

مگر یکدم ایک پُرجوش آواز مجمع کو چیرتی ہوئی شاہ صاحب کے کانوں تک جا پہنچی —

کہ — واپس لو اپنے الفاظ ورنہ تقریر نہیں ہونے دی جائے گی — مجمع میں ایک شور برپا ہو گیا۔ میں گھبرا گیا کہ مجمع مخالف ہے اور مجلسِ احرار کے رضا کار کلہاڑیوں سے مسلح ہیں۔

رضا کاروں نے ہلڑ بازی اور دنگا فساد کرنے کی کوشش کی تو دو چار آوازیں پاکستان زندہ باد کی اور بھی آنے لگیں۔

شاہ صاحب معاملہ فہم تھے اور ایسی واہیاتیاں وہ کئی بار دیکھ چکے تھے —

marfat.com

نوجوان — کرسی سے اُٹھے ۔ بالوں کو جھٹکا دیا اور بلند آواز سے پکارا
۔ خاموش ۔ بن کے رہے گا پاکستان !

اس نوجوان نے جس جوش سے اپنے مسلم لیگی ہونے کا ثبوت دیا ہے
میں اسے مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

یہ تھا تحریک پاکستان کا غازی — مسلم لیگ کا راہنما اور قائدِ اعظم
کے نظریۂ پاکستان کی بھرپور حمائت کرنے والا — عَلامہ سَید
محمد یعقوب شاہ صاحب ۔

قائدِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بہادر قیادت میں دنیا کے نقشہ پر پاکستان
کا نام اُبھرا ۔ تو پاکستان آگئے ۔

اور پھر واہ کی اسلحہ ساز فیکٹری کے ایک بہت بڑے افسر کی حیثیت
سے ریٹائر ہو کر خالص دین پسند ۔ مذہب پرست اور مبلغ اسلام بن گئے
۔ اور پھر وہیں کی نوجوان نسل کے لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآنِ مجید کے درس
کے ذریعہ خدا اور رسول کے احکامات امر و نہی اور حقوق العباد
کا سبق دینے لگے اور گھر گھر جا کر جہاں دین و مذہب اور نیکی و شرافت
کی ایک کرن بھی نہ ہوتی تھی وہاں حق و صداقت اور رشد و ہدائت کی
شمعیں روشن کرنے لگے ۔

اور پھر آہستہ آہستہ اپنی ذاتی قابلیت اور خاندانی ذہانت کے باعث
راولپنڈی اور آزاد کشمیر کے ریڈیو سٹیشن پر آنے لگے ۔ اور مشکل سے مشکل
موضوعات اور گہرے سے گہرے مسائل کو بڑی خوش اسلوبی سے حل کرنے
لگے !

آج کل مرزا طاہر بیگ کے ساتھ مباہلہ کرنے کا شوق ملک کے کسی علمائے کرام

کے دلوں میں پیدا کر رکھا ہے۔ حالانکہ اس فرقۂ ارتادیہ کے راہنماؤں کے ساتھ کئی بار پہلے بھی کئی مباہلے ہو چکے ہیں، جن میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور، مولانا سید محمد مسعود البڑوی پیش پیش تھے! علامہ سید محمد یعقوب شاہ صاحب جن دنوں ایشا پور۔ بنگال میں سرکاری ملازم تھے انہی ایام میں ایک مرزائی ڈاکٹر غلام علی کے ساتھ ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔

ایک دن اس مرزائی ڈاکٹر نے مباہلہ کی دعوت دے دی کہ جھوٹا پہلے مرجائے گا۔ اور سچا بعد میں فوت ہو گا۔

علامہ صاحب نے یہ دعوت قبول کر لی اور اللہ کریم کی شانِ قدرت کے قربان کہ وہ مرزائی ڈاکٹر تو سات دن کے اندر ہی مر گیا اور میرے بھائی صاحب علامہ سید محمد یعقوب شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابھی تک زندہ ہیں — اور اللہ انہیں تا دیر قائم اور زندہ رکھے! آمین

اور پھر بیس سال کے بعد اپنے خرچ پر پورے یورپ کا تبلیغی دورہ کے ذریعہ یورپ کے کفر و باطل کی تاریکیوں میں حق و اسلام کی شمع روشن کرنے اور وہاں کی غلیظ اور نجس بود و باش کی ظلمتوں میں طہارت و نفاست کے چراغ جلانے اور ضلالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں نیکی و شرافت کی روشنی پھیلانے اور وہاں کے باشندوں کو اسلامی اقدار سے روشناس کرانے کے لئے چلے جاتے ہیں اور یہ ساتھ ہی علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کی عملی تفسیر بن کر سامنے آتے ہیں کہ ؎

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
مگر — نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحر خیزی

marfat.com

اور — اس شعر کا عملی نمونہ کا سبق مسلمانوں کو دیتے ہیں ۔

کہ — خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ

کیونکہ — سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

حضرت شاہ صاحب نے اس رمضان المبارک میں تراویح کی نماز ناروے کے قریب ایک گاؤں میں پڑھائیں جہاں پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت ہے!

پچھلے سال دنیائے عیسائیت کے مذہبی پیشوا پوپ جان سے ملے تو اس نے امنِ عالم کا علمبردار ہونے کا خطاب دیا ۔ ایران گئے تو وہاں کی وزارت نے انسانی حقوق کے ممیتستان کا نگہبان ہونے کی سند دی اور جہاں بھی گئے تو وہاں کے دانشوروں ۔ دانشمندوں اور صاحبِ بصیرت لوگوں نے انہیں مُبلغ اسلام کہا ۔ سیاح سمجھا ۔ مورخ جانا ۔ اور درویش کے لقب سے سرفراز کیا ۔

مگر یہ کتنے افسوس اور دُکھ کی بات ہے کہ درویش لاہوری اقبال مرحوم کے کلام کے اس مُفسر اور مردِ مومن کو نہ حکومت کے نمائندے جانتے ہیں اور نہ ہی ہمارے عوام ۔

آؤ ۔ ذرا دیکھو تو سہی ۔ چہرہ جلال و جمال کا آئینہ ۔ پیشانی محبت و الفت کی محراب ، دل عشقِ مُصطفٰے سے لبریز صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ، سینہ درد و سوز سے بھرپور اور آنکھیں فغانِ سحر خیزی سے نمناک ۔

اور کبھی محراب و منبر کی زینت اور کبھی تسبیح و مُصلّی کی رونق ۔ مزاج میں شگفتگی و تازگی ۔ طبیعت میں مذاق و مزاح اور گفتگو میں شیرینی و مٹھاس ۔

نہ حسد کی بیماری ۔ نہ بُغض کی مرض ۔ نہ کینہ کا عارضہ اور نہ ہی بدخواہی کا مظاہرہ ۔

marfat.com

اور سب سے بڑی بات یہ کہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کے خلیفہ مجاز بھی ہیں اور پھر اسی پاک نسبت کے باعث اور اسی روحانیت کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے بعد طہارت و پاکیزگی اور زہد و تقویٰ کا یہ عالم ہو چکا ہے کہ جب کبھی میرے غریب خانہ کو رونق بخشنے کے لیئے تشریف لاتے ہیں تو چھوٹے سے سفری بُغچہ میں ایک تھالی۔ ایک گلاس۔ ایک پیالی اور ایک چھوٹی سی لُٹیا وضو کیلئے ساتھ لے آتے ہیں۔

اور پھر مُرغ پلاؤ۔ مچھلی۔ فالودہ اور کھیر کے علاوہ اور کوئی چیز بازار کی نہیں کھاتے۔

اقبال مرحوم کے ان اشعار بھی علامہ شاہ صاحب پر صادق آتے ہیں۔ کہ

گزر اوقات کر لیتا ہے وہ کوہ و بیاباں میں!
کہ شاہیں کے لئے ذلت ہے کارِ آشیاں بندی

اور۔ فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ صحرائی یا مردِ کہستانی

اور۔ دیں آذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

قارئین کرام! حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب کے اس مختصر سے تعارف کے بعد میں پھر اپنی کتاب ھالہِ کنعان کے پہلے حصہ کا انتساب ان کی خدمت میں پیش کر کے اپنے لیئے فخر اور برکت سعادت سمجھتا ہوں۔

(سید افتخار الحسن)

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

آغاز

مکتبہ رشد و ہدایت کی اس پیش کش سے پہلے بھی دینِ اسلام کے متقدر علمائے کرام اور بلند پایہ مُصنفین نے احسن القصص یعنی قرآنِ مجید کے اس سوہنے قصّے کو اپنے اپنے حسنِ ذوق اور قلبی کیفیات کے مطابق مزّین کیا ہے جن میں حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ علیہ اور مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ سرفہرست نظر آتے ہیں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے عربی زبان میں احسن القصص

marfat.com

لکھی اور اسے اپنے عجیب و غریب حقائق و نکات سے آراستہ کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحؒ نے فارسی زبان میں قرآنِ کریم کے اس مُقدّس قصّہ کو یُوسف زلیخا کا نام دے کر اس میں عشق و محبت کی چاشنی بھر دی اور پھر مولوی غلام رسول عالم پوری نے اس سوہنے قصّے کو پنجابی زبان سے رنگین کر کے ہر شعر میں ایسا درد بھر دیا کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں میں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے

اور یاد رہے کہ مولوی غلام رسول کی احسن القصص یعنی یوسف و زلیخا امام غزالی کی ہی احسن القصص کا لفظی ترجمہ ہے اور مولینا عبدالرحمٰن جامی کی یوسف و زلیخا کے مطالب و معانی پر مشتمل ہے۔

مثلاً ـــــ بی بی زلیخا رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے جب آخری بار حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور پتہ ٹھکانہ پوچھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ یُوں ہے۔

احسن القصص امام غزالی صفحہ ۹۸ ـــــ اَخبِرْنِيْ اَیْنَ اَطْلُبُکَ ـــــ اے میرے محبوب کہاں تلاش کروں تجھے ؟

حضرت یُوسف علیہ السلام نے جواب دیا :۔

اُطْلُبْنِیْ بِمِصْرٍ فَاِنِّیْ مَلِکُ مِصْرٍ ـــــ کہ مجھے مصر

marfat.com

میں تلاش کرنا کیوں کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں!

مولوی غلام رسول اس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

پہلے نام ٹھکانہ اپنا مینوں دس شتابی

پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں جاوے دِلوں بیتابی

ہیں توں کون کتھے گھر تیرا جگ وچہ کی سراویں

دے جواب سوال میرے دا فیر متاں لبھ جاویں

فرمایا جے تدھ زلیخا ایہا دل دا بھا ناں

میں ہاں آپ عزیز مصر دا میرا مصر ٹکاناں

(دیا)

احسن القصص امام غزالیؒ صد ۳۴ ـــــ حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن زینب نے خواب میں بھیڑیوں کو دیکھا کہ یوسفؑ پر حملہ کر رہے ہیں۔

فَرَاتْ زَيْنَبُ اُخْتَ يُوْسُفَ فِیْ مَنَامِهَا كَاَنَّهٗ

وَقَعَ بَيْنَ الذِيَابِ وَهُمْ يَنْهَشُوْنَهٗ

مولوی صاحب اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

آہی یوسف دی ہمشیرہ گھر وچہ شتی ہوئی

رو ویر گیا نہ معلم اسنوں دِٹھسی خواب انہوئی

امام غزالیؒ صد ۳۵ ـــــ فَقَالَ لَهَا يَعْقُوْبُ لِمَ تَبْكِيْنَ

ـــــ قَالَتْ عَلٰى سَاعَتِهٖ اُخْرٰى تَبْكِيْ اَنْتَ مَعِیْ

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹی سے پوچھا ——— تو کیوں روتی ہے ؟

تو بیٹی نے جواب دیا کہ تھوڑی دیر کے بعد آپ بھی میرے ساتھ روئیں گے ———

مولوی صاحب اس المیہ کو اس طرح سے لکھتے ہیں ۔

کیوں فرزند کریں توں زاری رودن وقت کیائی
یوسف میرا جب مڑ آسی نہ رو غم نہ کائی
یوسف گیا ڈٹھا میں جاندا صبر نہ رہے کدائیں
نال میرے توں روندا رہسی جان رہے یا نائیں ۔

مولوی صاحب خود اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اس مطلب وچہ خاص قرآنوں سورۃ یوسف والی
کجھ تفسیر حدیث نبیوں کہے امام غزالیؒ
ایہ تفسیر غزالیؒ وچوں اکثر مطلب پائے
حال زلیخا جامی کولوں جیوں سننے وچہ آئے

مولانا جامی اور مولوی غلام رسول نے نہ صرف امام غزالی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرآنِ مجید کے اس سوہنے قصہ احسن القصص کو حقیقت و معرفت کا رنگ دے کر خوبصورت بنا دیا ہے بلکہ اس میں محبت کی چاشنی الفت کی مٹھاس اور عشقِ حقیقی کی لذت پیدا کر کے درد و سوز۔ ہجر و وصال اور کیف و مستی کے جذبات سے بھی بھرپور کر دیا ہے ۔

marfat.com

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۰

تعارف

حضرت امام غزالیؒ کا مختصر سا خاکہ یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کی روح کو پیش کیا۔ مولانا جامی کی پہچان یہ ہے کہ فنا فی الرسول ہو کر اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گم ہو کر جب محبوب خدا علیہ السلام کے روضۂ اقدس کی زیارت سے سرفراز ہونے کے لیے مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین میں قدم رکھتے ہیں تو والئ مدینہ کو حکم دیا گیا کہ میرے عاشقِ زار کو شہر سے باہر ہی روک لیا جائے ورنہ جس دیوانگی کے عالم میں وہ آ رہا ہے اس کی دلداری کے لیے مجھے گنبدِ خضرا سے باہر آنا پڑے گا۔

marfat.com

ہاں ـــــ وہی جامی جو کبھی نسیم سحر کے ذریعے اپنے محبوبِ خدا کی بارگاہِ عالیہ میں پیغام پہنچاتے ہیں۔

نسیما جانبِ بطحا گزر کُن

ز احوالم محمدؐ را خبر کُن!

توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ

ز روئے لطف سُوئے من نظر کن

مشرف شد ز لطفش گرچہ جامی

الٰہی ایں کرم بارِ دگر کُن

اور کبھی ہجرِ رسولؐ میں آنسو بہاتے ہوئے یوں فریاد کرتا ہے۔

زمہجوری برآمد جان عالم

ترحم یا نبیؐ اللہ ترحم

اور کبھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے تابی کے عالم میں نظرِ رحمت کی بھیک مانگتا ہے۔

ز رحمت کن نظر برحالِ زارم یا رسول اللہ

غریبم، بے نوائم، خاکسارم یا رسول اللہ

ہاں ـــــ وہی جامی جنہوں نے تحفۃ الاحرار۔ نفحات الانس اور شواہد النبوت جیسی ایمان افروز اور روحانیت سے بھرپور تصنیفات کے ساتھ ساتھ علمِ نحو کی گراں قدر اور مشہور زمانہ کتاب شرحِ ملا جامی لکھ کر علم و فن کی دنیا پر ایک عظیم احسان کیا ہے ۔ لیکن

marfat.com

—— یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان کی کتاب شرح جامی رح دیوبندی اور اہلِ حدیث حضرات کے دینی مدرسوں میں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے مگر اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک و عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔

ایسے بے ادب اور گستاخ لوگ یا رسول اللہ کہنے والے کو مشرک کہتے ہیں —— اور جامی ہر قدم پہ یا رسول اللہ پکارتا دکھائی دیتا ہے اور ہر شعر کو یا رسول اللہ سے مزین کرتا ہے۔

ایسے علماء کو چاہئیے کہ یا تو اس حق پرست اور ولی کامل کی کتاب شرح مُلا جامی اپنے مدرسوں میں پڑھانی چھوڑ دیں اور یا پھر اس کے عقیدہ کو صحیح مان لیں اور مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا حسین خاکہ کچھ یوں ہے ——

میں پروردہ عشق سخن دا جان غفلت وچہ آیا
مدت وچہ حجاب غماں دے میرا وقت وہایا

درد و سوز کی آگ میں دن رات جلنے والا یہ عاشق مزاج انسانِ کامل عالم پور کی جامع مسجد کا امام اور بچوں کو قرآنِ حکیم پڑھانے والا ایک نیک سیرت استاد تھا۔

آپ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد سید روشن علی بھی تھا ایک دن مولوی صاحب آگے آگے اور شاہ صاحب پیچھے پیچھے مسجد کی طرف جارہے تھے —— مولوی صاحب نے جوتے اتارے اور شاہ صاحب

marfat.com

سے فرمایا۔

شاہ جی میرے جوتے بھی اُٹھا لانا۔

شاہ صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔

رات کو سیّدالانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت مولوی غلام رسُول کو نصیب ہوئی ——— فرمایا

مولوی صاحب ـــ اب میری اولاد سے بھی جوتیاں اٹھوانے لگے ہو ——— ساری رات مولوی صاحب شرمندگی میں آنسو بہاتے رہے صُبح ہوئی تو سیّد روشن علی شاہ صاحب کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگی ——— اور ساتھ ہی دست بستہ عرض کی کہ شاہ صاحب یہ آپ کا مجھ پر احسان ہے کہ آپ کی معرفت مجھے آپ کے نانا جان کی زیارت نصیب ہو گئی۔ چوں کہ مولوی صاحب شاہ صاحب کی وجہ سے محبُوب خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار پاک اور جلوۂ حسنِ زیبا سے مشرف ہوئے تھے اس لیئے مولوی صاحب کے دل میں عشقِ رسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کی بھی عزت اور محبت زندگی کا حسین خاکہ بن گئی۔

اور ہر صُبح نماز سے پہلے شاہ صاحب کے پاؤں کو بوسہ دینا اُن کے نیک اعمال کا ایک حصّہ بن گیا۔

پھر سیّد روشن علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سُواری بن کر مالوہ چلے گئے اور ایک سال تک ان کی طرف سے کوئی خبر اور کوئی چِٹھی نہ

marfat.com

آئی ۔

بھلا مولوی صاحب اتنی لمبی جدائی کا صدمہ اور ہجر و فراق کا غم کیسے برداشت کر سکتے تھے ۔۔۔۔ اپنا غم دور کرنے اور افسردہ دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے شاہ صاحب کی طرف کئی چٹھیاں لکھیں اور قاصد کے ذریعہ انہیں ارسال کرتے رہے ۔

مولوی صاحب کی وہ درد بھری چٹھیاں آج بھی زبان زدِ خاص و عام ہیں اور آج بھی دردِ دل اور سوزِ دروں رکھنے والے حضرات انہیں پڑھ کر قال مقال کی دنیا سے گزر کر مستی و حال کے عالم میں کھو جاتے ہیں

قارئین کرام بھی ملاحظہ فرمائیں ۔

پہلی چٹھی :۔

ندیوں پار وگ چھیتے ملتیں خبراں کہے پے معاملے دُور والے
ساڈے نیں وچھنڑے رَت تھبنے لہریں یار وگا ونے ندی تلے
ندیوں پار وسیدیا بیلیا او تیریاں الفتاندے ڈھٹھے عجیب چالے
تیرے درد فراق دیاں شورشاں نے تر ہاوندے نیں وچہ نیر گلے

دوسری چٹھی ۔۔

جے توں یار میرا میں دل کریں پھیرا ایس جند دا کجھ اعتبار ناہیں
خاکی تیلا کلا دا پنجرا اے اڈ یا بھور تے فیر درکار ناہیں
جے توں چار دن مالوہ چھڈ آویں کھس جاونی تیری پتوار ناہیں
نوکر دس توں کس سرکار دا ایں پرے سیدوں ہور سرکار ناہیں

marfat.com

غرضیکہ ـــــ قرآنِ مجید کے اس احسن القصص یعنی سوہنے قصّے میں امام غزالی جیسے مجدّدِ وقت ـــــ مولٰنا جامی جیسے ولی کامل اور مولوی غلام رسول جیسے عاشق رسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حضرات نے اتنا سوز و گداز بھر دیا ہوا ہے کہ پڑھنے والے ہر صاحبِ دل اور صاحبِ ایمان انسان کے لیئے ہر منزل پر حقیقت و معرفت کی ایک ایسی قندیل روشن کر دی ہوئی ہے کہ دل کی ہر دھڑکن ایک پر سوز نغمہ بن کر قلب و جگر کی تاروں سے عشق و محبت کا ساز بجا سنائی دیتا ہے ـــــ !

ان تینوں حضرات کے علاوہ بھی موجودہ دور کے ایک عظیم شاعر جناب دائم اقبال نے اس حسین قصّہ کو پنجابی زبان میں اپنے پاکیزہ تخیل کے ذریعہ نظم کا خوبصورت رنگ بھر کر احسن القصص کو سُچے موتیوں کی ایک حسین لڑی بنا دیا ہے اور درد بھرے اشعار میں اتنا سوز سمو دیا ہے کہ پڑھنے والوں کے دلوں سے ایک غمناک آہ نکل کر آنکھوں کے راستہ آنسوؤں کی جھڑی بن کر بہتی ہوئی نظر آتی ہے ۔

مثلاً ـــــ حضرتِ یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی مصنوعی خون آلود قمیص سونگھتے ہیں تو اس جانگداز منظر کو دائم اقبال مرحوم یوں پیش کرتے ہیں ۔

ہتھ پکڑ قمیص رنگدار خونی نبی سچ دا قول پکار دا اے
خون اپنا خون پچھان لیندا ایہہ خون نہیں یوسف دلدار دا اے

marfat.com

نالے گرگ دی کیتاں رحیم ہیسی کرڑتے نال پیار اتار دا اے
کھا گیا یوسف سر پیتر یاتیں ایہ کرڑتے نوں ونڈ نہ مار دا اے
چیرے بدن تے رکھتے بچا کرڑتے ایہہ کم نہ گرگ خونخوار دا اے
ایہہ مکر فریب مینوں جاپدا اے کرڑتے پیچ تے کوڑ نتار دا اے

یاد رہے کہ دائم مرحوم کے یہ اشعار کئی مستند تفسیروں کا ترجمہ ہے جسے دائم صاحب نے قلبی واردات کی صحیح عکاسی کرتے ہوئے فن شاعری اور تخیل کی بلندی پرواز کی آخری منزل کا راستہ بتا دیا ہے حیران ہوں کہ جناب صائم چشتی صاحب اور سردار حسین صاحب سردار چشتی ابھی تک کیوں خاموش ہیں اور ان دونوں نے ابھی تک قرآنِ حکیم کے اس سوہنے قصہ کو شاعری کا روپ دے کر کیوں نہیں نکھارا حالانکہ یہ دونوں عظیم شاعر شاعری کے میدان میں تیز رفتار گھوڑے دوڑانے بھی جانتے ہیں اور اپنے عرش پرواز تخیل کے ذریعے اہلِ ایمان اور درد آشنا لوگوں کی نبض بھی پہچانتے ہیں!

تفسیر کبیر ــــــ تفسیر روح البیان ــــــ تفسیر مظہری ــــــ تفسیر نسفی ــــــ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر کنز الایمان کے علاوہ اور بھی قرآنِ مجید کے صدیوں پرانے مفسرین اور علماء حق پرست نے احسن القصص کی تفسیر کرتے ہوئے ایسے ایسے گوہر نایاب اس اتھاہ سمندر سے نکالے ہیں اور بصیرت افروز حقائق اور دل کش معانی و مطالب کے سنہری موتیوں کے ہار بنا کر ملت اسلامیہ کے گردنوں میں ڈالے ہیں کہ خارزار

marfat.com

جھاڑیوں میں اُلجھنے کی نوبت نہیں آتی ـــــــ دوسری طرف اِن بے ادبوں مفتروں ـــــــ گستاخ مصنفوں اور گمراہ مبلغوں کو دیکھیے جنہوں نے قرآنِ پاک کے اس احسن القصص کو اتنے گھناؤنے انداز میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے کا دل و دماغ گمراہ کن الجھن میں الجھ کے رہ جاتا ہے اور بے مقصد و لایعنی اور واہیات سوالات پیدا کر کے اور انبیاء علیہم السلام کی عزت و تکریم کے دامن پر گناہ و معصیت کا سیاہ داغ لگا کر دنیائے عیسائیت کو موقع فراہم کر رہے ہیں کہ وہ اسلام اور انبیاء علیہم السلام کی عظمت و آبرو پر حملہ آور ہوتے رہیں ـــــــ

مثلاً ـــــــ حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو اگر علم ہوتا کہ میرا بیٹا یوسف کہاں ہے تو چالیس برس تک اس کے غم و فراق میں روتے کیوں رہتے۔

اور کہیں حضرتِ یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے نکاح کا انکار کر کے عوام میں ضلالت و گمراہی کا سامان پیدا کرتے ہیں ـــــــ

مولانا مودودی صاحب نے تو اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں اپنے قلم کی سیاہی سے اپنی سیاہ باطنی کا ثبوت دیتے ہوتے یہاں تک لکھ دیا ہے ـــــــ

کہ بھلا یوسف علیہ السلام ایک ایسی عورت سے کیسے نکاح کر سکتے تھے جس کی فحاشی کا انہیں ذاتی طور پر تجربہ ہو چکا تھا۔ مجھے ایسے

marfat.com

نام نہاد اور بے علم مفسروں کی گمراہ کن تفسیروں پر افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر قرآنِ مجید کے اس احسن القصص سوہنے اور مقدس قصّہ میں کہیں ذرّہ بھر بھی لغزش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس قصّہ کو احسن القصص نہ فرماتا۔

اور ایسے بے ادب مصنفین کو اتنا بھی علم نہیں کہ حضرت زلیخا کی عصمت کی چادر پر فحاشی کا داغ لگانے سے خداوند کریم کے علیمٌ بالذّاتِ الصدور ہونے کی نفی ہو جاتی ہے کہ اپنے ایک برگزیدہ رسول کی نسبت ایک فاحشہ عورت سے کرکے اور پھر احسن القصص کا نام دیتا ہے۔

اور ایسے بد مذہب مُبلغین کو اتنی بھی خبر نہیں کہ حضرت زلیخا اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے شہنشاہ طیموس کی اکلوتی اور حسین و جمیل بیٹی ہے جو ناز و نعمت سے بھرپور دستر خوان پر پل کر ــــــ سونے چاندی کے خوبصورت کھلونوں سے دل بہلا کر ــــــ شاہی محلات کے نقش و نگار کے حسین نظّارے ــــــ دیکھ کر ہزاروں کنیزوں کی مسحور کن لوریاں سن کر اور شرم و حیاء کے رنگین پردوں کے جھرمٹ میں اپنی عمر کی نو بہاریں گزار کر بھرپور اور خوبصورت جوانی کی حدود میں داخل ہوتی ہے۔

اور پھر اسی عمر میں خواب میں حضرتِ یوسف علیہ السّلام کا حسن و جمال دیکھ کر فریفتہ ہو جاتی ہے ــــــ اور پھر کسی دنیادار کی محبّت اور کسی عیّاش انسان کے عشق میں نہیں بلکہ اللہ کریم کے

marfat.com

ایک برگزیدہ نبی ——— خدا تعالیٰ کے ایک سرکردہ رسول اور رب العزت کے ایک معصوم پیغمبر کے عشق میں یہاں تک فنا ہو جاتی ہے اور شوقِ وصال میں اتنی گم ہو جاتی ہے کہ مصر کا تاج و تخت ٹھکرا کر ——— دنیا کی حکومت چھوڑ کر ——— اور زمانہ کی بادشاہت سے دستبردار ہو کر اور ہزاروں لونڈیوں کی خدمت و اطاعت سے منہ موڑ کر اور زرق برق شاہانہ لباس اُتار کر اپنی ایک پُرانی دائی کو ساتھ لے کر پھٹا پُرانا لباس زیب تن کر کے جنگل میں ایک بوسیدہ سی جھونپڑی میں دن رات یُوسف کے نام کا وظیفہ پڑھتی ہے ———

اور پھر جسے گلاب کے پھول میں یُوسف کی خوشبو آتی ہو۔ تاروں کی لَو میں یُوسف کی پیاری صورت دکھائی دیتی ہو اور جس کے خون کے ہر قطرہ سے یُوسف کا نام سنائی دیتا ہو ایسی عورت پر فحاشی و بدکاری کا الزام لگانا ضلالت و گمراہی نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

ایسے واہیات اور بازاری قسم کے سوالوں کے جوابات تو انشاء اللہ کریم آگے چل کر دیئے جائیں گے ——— یہاں صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ قرآنِ مجید میں لفظ فاحشۃً نہیں ——— بلکہ فحشاءَ ہے

عمر کی آخری منزل ——— صحت کی کمزوری۔ ضعیفی کا سایہ۔ ذہن کی نارسائی ——— علم کی کوتاہی اور جوان شہزادہ کی موت

marfat.com

کائنم ———

میں اس قابل کہاں کہ قرآنِ مجید کے ایک لفظ کا بھی صحیح مطلب ومعنٰی بیان کر سکوں چہ جائیکہ احسن القصص یعنی سورۃ کی تفسیر لکھوں تاہم پھر بھی مرشد کی نگاہ اور ماں کی دُعا جو ہر وقت میرے شاملِ حال رہتی ہے کے سہارے کوشش کروں گا کہ اس سوہنے قصہ کو احادیث وتفاسیر کی مستند کتابوں کے حوالوں کے زیور سے آراستہ کر کے اسے خوبصورت بنا دوں!

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

حُسنِ یُوسف علیہ السلام

اَلقُراٰن ــــــ ہاں وہی حُسنِ یوسف جسے دیکھ کر مصر کی امیرزادیوں اور پاکباز عورتوں نے اپنے ہوش و حواس گنوا کر اور محوِ جمال ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے اور بے خودی کے عالم میں پکار اُٹھی تھیں کہ یہ کوئی بشر نہیں ہے بلکہ کوئی مکرم فرشتہ ہے۔

مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ۔

ہاں ــــــ وہی حُسنِ یوسف جس کے متعلق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۸ باب فی المعراج ــــ کہ شبِ معراج کو جب میں تیسرے آسمان پر پہنچا تو ــــــ فَاِذَا اَنَا بِیُوۡسُفَ

marfat.com

اِذْ هُوَ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِیْ وَدَعَالِیْ بِخَیْرٍ۔

——— پس میں حضرتِ یوسف علیہ السلام کے سامنے ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے بہت ہی حسن عطا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ بحوالہ مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹۱ ، الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ ، نزہت المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ ، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۳۴۴۔

یہ محدثین کرام اور علمائے حق رحمۃ اللہ علیہم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث پاک نقل کرتے ہیں ——— کہ

رَاَیْتُ فِیْهَا شَابًّا کَالْقَمَرِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا۔

کہ شب اسرا میں نے ایک حسین وجمیل اور چاند سے چہرہ والا جوان دیکھا میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ خوبصورت جوان کون ہے؟

قَالَ یُوْسُفُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ وَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ عَلَیَّ اَحْسَنَ تَحِیَّةٍ۔

جواب ملا ——— حضرتِ یوسف علیہ السلام ہیں ——— میں اُن کے قریب ہوا ——— السلام علیک کہا۔

انہوں نے اچھے انداز میں مجھے جواب دیا۔

وَقَالَ عِکْرِمَةُ فَضْلُ یُوْسُفَ فِی الْحُسْنِ عَلَی النَّاسِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلَی النُّجُوْمِ ———

اور حضرتِ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حسن یوسف کی فضیلت

marfat.com

دوسرے انسانوں پر ایسی ہے جیسی فضیلت چودھویں رات کے چاند کی تاروں پر ہے۔

وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ ذَهَبَ يُوْسُفُ وَاُمُّهٗ بِثُلُثَيِ الْحُسْنِ

حضرت ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت راحیل رضی اللہ عنہا کا حُسن دنیا کے حُسن کا تیسرا حصّہ ہے۔

اور یہ حسن کی دولت انہیں انکی دادی حضرتِ سارہ رضی اللہ عنہا سے ملی تھی۔

ہاں ــــ وہی حُسنِ یوسف جس کی تلاش میں یمن کا سوداگر مالک ابن زعر پچاس سال تک سرگرداں رہا۔

ہاں ــــ وہی حُسنِ یوسف ــــ جس کا نظارا کرنے کے لیے بازغہ شہزادی ستر اُونٹوں پہ مال و دولت لے کر آتی ہے اور یُوسف کے قدموں میں نچھاور کر کے کُفر کی ظلمت سے نکل کر اسلام و ایمان کی روشنی سے دامن بھر لیتی ہے۔

ہاں ــــ وہی حُسنِ یُوسف جسے دیکھ کر شہر عریش کے بُت پرست لوگ بتوں کو توڑ کر وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں سربسجُود ہو گئے اور پکار اُٹھے۔

سیس جُھکا کے عرضاں کردے اے نوری سلطاناں
حد بشریت تھیں ودھ گیاں تیریاں اُچیاں شاناں

marfat.com

ہاں ـــــ وہی حُسنِ یوسُف جو کبھی مصر کے بازاروں میں بے حجاب ہوجاتا تو اس کی شعاعوں سے شہر کے در و دیوار یوں روشن ہوجاتے جیسے سورج کی کرنیں آسمان سے پڑتی ہیں ـــــ

ہاں ـــــ وہی حُسنِ یوسُف جس کی رعنائیوں کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کریم نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر انہیں اپنی ساری انسانی مخلوق دکھائی ـــــ تو

چوں آدم سوئے آں مجمع نظر کرد
ز ہر جمع تماشائے دگر کرد

اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے انسانی مخلوق کی طرف نظر کی تو ہر طرف ایک نیا ہی رنگ دکھائی دیا۔

بچشمش یوسف آمد چوں یکے ماہ
نہ ماہ و خورشید ازو عزت و جاہ

کہ ناگاہ حضرتِ آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے چاند کی طرح سے چمکنے والی یوسُفؑ کی صورت دکھائی دی ـــــ جس کی عزت و عظمت کو چاند اور سُورج بھی نہیں چھُو سکتے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی۔

یا رب ایں نہال از گلشنِ کیست
تماشا گاہِ چشمِ روشن کیست

کہ اے ربِ دو جہاں یہ گلاب کا پھُول کس کے باغ کا ہے۔

marfat.com

اور یہ حسین و جمیل جوان کس کی آنکھوں کا نور ہے۔

اللہ کریم کی طرف سے جواب آیا

خطاب آمد کہ نورِ دیدۂ تست

فرح بخشِ دلِ غم دیدۂ تست

کہ یہ تیری ہی آنکھوں کا نور اور تیرے ہی غمزدہ دل کا سُرور اور راحت بخشنے والا ہے۔

زباغستانِ یعقوب ایں نہالیست

زصحرائے خلیل اللہ غزالیست

کہ یہ حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے باغ کا پھول اور حضرتِ خلیل اللہ علیہ السلام کے صحرا کا ایک ہرن ہے۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس خاندان اور نبوت کے گھرانے کا ایک فرزند ہے۔

یعنی یوسف علیہ السلام ـــــ

ہاں ـــــ وہی حُسنِ یوسف جس نے زلیخا کو خواب میں جلوہ دکھا کر عشق و محبت جیسے رشتہ کو قرآنِ مجید میں احسن القصص کا عنوان دیا۔

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن مجید اور احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ تمام محدثین و مفسرین اور اہلِ ایمان کا متفقہ فیصلہ ــــ عقیدہ اور ایمان ہے کہ حُسنِ یوسف علیہ السلام سے حُسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ــــ برتر اور اکمل ہے۔

حُسنِ مصطفےٰ علیہ السلام اللہ کا نور

حُسنِ مصطفےٰ علیہ السلام ہمیشہ چمکنے والا چراغ !

اور ــــ حُسنِ مصطفےٰ تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز

گویا کہ ــــــــ حُسنِ مصطفےٰ علیہ السلام سورج اور حُسنِ یوسف علیہ السلام اس کی ایک شعاع ــــ

marfat.com

حُسنِ مصطفیٰ علیہ السلام چاند اور حُسنِ یوسف علیہ السلام اس کی ایک کرن ـــــ !

اور حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور کا چمکتا ہوا چراغ اور حُسنِ یوسف علیہ السلام اس کی لَو ـــــ

کتاب مطالع المرات فی شرح دلائل الخیرات صفحہ ۳۹۱ امام محمد المہدی بن احمد بن علی بن یوسف الفاسی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ وَحُسْنُ یُوْسُفَ وَغَیْرِہٖ جُزْءٌ مِنْ حُسْنِہٖ ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حُسن اور دوسرے حُسن ـــ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی ایک جز ہیں۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۵۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۸ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ۔ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْہِہٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حُسنِ مصطفیٰ علیہ السلام سے زیادہ حسین کوئی شے نہیں دیکھی ـــ گویا کہ سورج آپ کے چہرۂ انور سے طلوع ہوتا تھا۔

یا سورج آپ کے رُخِ انور پر کھیلتا تھا۔

شمائلِ ترمذی صفحہ ۲۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۸ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات چودھویں رات کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

marfat.com

فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلَى الْقَمَرِ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِی

اور میں کبھی حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتا اور کبھی چاند کو ____

لیکن میرے نزدیک حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھا!

بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰۲ ترمذی شریف شمائل صفحہ ۲

کسی نے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا :-

کَانَ وَجْهُ النَّبِی مِثْلَ السَّیْفِ ____ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ ____ کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح صاف تھا ؟

جواب دیا نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا ____ قِطْعَۃُ قَمَرٍ ____ چاند کا ٹکڑا ۔

اس لیے کہ چاند میں گولائی نہیں ہوتی اور چاند میں گولائی ہوتی ہے اور چہرہ کی گولائی خوبصورتی اور حسن میں زیادتی کی طرف اشارہ ہے۔

کل چودھویں کی رات تھی

شب بھر رہا چرچا تیرا

کچھ نے کہا یہ چاند ہے

کچھ نے کہا چہرہ تیرا

marfat.com

ہم بھی وہاں موجود تھے

ہم سے بھی پوچھا گیا

ہم ہنس دیئے اور چپ رہے

منظور تھا پردہ تیرا

المواہب اللدنیہ مطبوعہ بیروت

قَالَ الْقُرْطُبِی لَمْ یُظْھَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ لِاَنَّہٗ لَوْظَھَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ لَمَا طَاقَتْ اَعْیُنُنَا رُؤْیَتَہٗ

کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پورا حسن ہمارے لیئے ظاہر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اگر حضور علیہ السلام کا پورا حسن ہمارے لیئے ظاہر کر دیا جاتا تو کسی کی آنکھ میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین چہرہ کو دیکھ سکے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

نشر الطیب صفحہ ۱۳۳ مولانا اشرف علی تھانوی

لَمْ یَظْھَرْ جَمَالُہٗ کَمَا ھُوَ ـــــ کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال جیسے تھا ویسے ظاہر نہیں کیا گیا

حضرت جبریل علیہ السلام حضور پر نور علیہ السلام پر ۲۴ ہزار بار آئے ـــــ اور پھر

marfat.com

معراج کی شب جبریل سے کہنے لگے خیر الامم
تو نے دیکھے ہیں جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

عرض کی جبریل نے شاہا مجھے تیری قسم

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

سیّد مہر علی شاہ صاحب :—
سُبحَانَ اللہ مَا اَجْمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

اور —
میں وہ شاعر نہیں کہ چاند کہدوں انکے چہرہ کو
میں انکے نقشِ پا پہ چاند کو قربان کرتا ہوں

اور —
لکھ دنیا تے سوہنے ہو دن میرے مدنی نال نئیں رلدے
کن فیکون تے کل دی گل اے میرے آقا دے پیار ازل دے
یوسف نبیؑ وچہ مصر دکاوے جدوں زور عشق دے چل دے
سبھ صدقہ محبوب میرے دے اکو طور تے دیوے بل دے

marfat.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ہ

خوابؒ کی حقیقت

قرآنِ حکیم کے اس سوہنے قِصّہ احسن القصص کو دل ودماغ میں پاکیزہ تخیلات پیدا کرکے اور اپنے ناپاک لباس کو آنسوؤں کے قطروں سے دھوکر اگر پڑھا جائے تو دوسرے کئی بصیرت افروز حقائق کے علاوہ یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ سوہنا قِصّہ چند خوابوں میں گھومتا ہے اور اس کی بنیاد ہی خوابوں پر ہے۔

اَلقُرآن ـــــ اِذْ قَالَ یُوسُفُ لِاَبِیهِ یٰاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ٥

کہ جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے آبا جان میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ تارے اور سورج اور

marfat.com

چاند مجھے سجدہ کرتے ہیں۔

(۲) اَلْقُرْاٰن ــــــ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥

اور اس کے ساتھ یعنی حضرتِ یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو جوان اور بھی داخل ہوئے ــــ ان میں سے ایک بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں ــــ

اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔

ہمیں اس کی تعبیر بتائیے ــــ بے شک ہم تمہیں نیکوکار اور احسان کرنے والا دیکھتے ہیں۔

(۳) اَلْقُرْاٰن ــــــ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ ــــ اور مصر کے بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب میں سات گائیں دیکھی ہیں موٹی و فربہ اور سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں سوکھی اور سات بالیں ہری۔

(۴) پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن زینب کو جو خواب آئی۔

احسن القصص امام غزالی صفحہ ۳۴ ــ خَرَاَتْ اُخْتُ يُوْسُفَ فِىْ

marfat.com

مَنَامِہَا ــــــ

(۵) پھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔

احسن القصص صفحہ ۹۶ ــــــ وَاَنَّهَا رَاَتْ صُوْرَتَہٗ یُوْسُفَ فِیْ مَنَامِہَا۔

(۶) پھر یمن کے سوداگر مالک بن زعر نے یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔

احسن القصص صفحہ ۵۳ ـ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ :۔

اَنَّ مَالِکَ بِنْ زَعَرْ لِیَکُنَّ بِمِصْرَ فَرَاٰی فِیْ مَنَامِھِمْ فِیْ صِغْرِہٖ کَاَنَّہٗ خَائِضٌ بِاَرْضِ کِنْعَانٍ فَنَزَلَتْ الشَّمْسُ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَتْ فِیْ کُمِّہٖ۔

کہ مالک بن زعر مصر کا رہنے والا تھا اس نے بچپن میں خواب دیکھا کہ کنعان گیا ہوا ہے وہاں آسمان سے سورج اتر کر اس کے دامن میں آ گیا ہے

قرآنِ حکیم ــــــ امام غزالی کی احسن القصص اور دوسری تفسیروں کے حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس مقدس قصہ کا تعلّق خوابوں سے ہے اور اس کی اصل بنیاد بھی پاکیزہ رویاءِ صالحہ پر ہے۔

تمام حق پرست محدثین ــــ حق گو مفسرین اور حق بیں علماءِ کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی الٰہی پر اور حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔

مثلاً ــــ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اپنے بیٹے کو اللہ

marfat.com

کی راہ میں قربان کرنے کا حکم دیا گیا جسے اللہ کے خلیل نے بیٹے کو ان الفاظ میں حکم سنایا۔

اِنّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنّی اَذْبَحُکَ ـــــ کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔

حفیظ جالندھری مرحوم :-

کہا بیٹا کہ میں نے آج شب اک خواب دیکھا ہے
کتابِ زندگی کا اک نرالا باب دیکھا ہے

سورۃ الفتح ـــــ لَقَدْ صَدَقَ اللہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَاءَ بِالْحَقِّ

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ میں بمعہ اصحابہ کرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہا ہوں ـــــ تو اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ـــــ فتح عظیم کی بشارت دی گئی جو فتح مکہ پر پوری ہوئی

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۳ :-

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِیَ بِہٖ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحِیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ فِی النَّوْمِ :-

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اول ابتداء میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی الٰہی نیک اور اچھے خوابوں کے ذریعہ آیا کرتی تھی۔

marfat.com

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱

حضرت ابی سعید الخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

اَصْدَقَ الرُّوءيَا ءِ بِالْاَسْحَارِ ۔۔ کہ سحر کے وقت جو خواب آئے وہ زیادہ سچی ہوتی ہے۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۲ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا :۔

کہ میں نے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ اُن کے لیئے دنیا میں خوشخبری ہے ؟

تو محبوبِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

ھِیَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ یَرَاھَا الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰی لَہٗ ۔۔۔ کہ یہ سچی اور نیک خوابیں ہیں جو مردِ مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔

مشکواۃ شریف صفحہ ۳۹۴ ، بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۴ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ۔۔ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطَانِ کہ اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور بُری خواب شیطان کی طرف سے ۔۔ اور جب کوئی اچھی اور نیک خواب دیکھو ۔۔۔ فَلَا یُحَدِّثْ بِہٖ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ ۔۔ تو اپنے کسی اچھے دوست کے سوا اور کو نہ بتاؤ اور

marfat.com

جب کوئی بری اور مکروہ خواب دیکھو تو شرِ شیطان سے پناہ مانگو اور تین بار بائیں جانب تھوک دو ــــ وَلَا یُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا مَنْ تَضُرُّہٗ ــــ اور کسی نقصان پہنچانے والے شخص کو نہ بتاؤ ــــ اور کروٹ بدل لینی چاہیئے۔

ایک روائیت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔

لَا تُحَدِّثْ اِلَّا حَبِیْبًا اَوْ لَبِیْبًا ــــ کہ کسی اچھے نیک سیرت اور خیر خواہ دوست کے سوا کسی اور کو خواب نہ بتانی چاہیئے۔

کیوں؟ ــــ اس لیئے کہ اگر اچھی ــــ خوبصورت اور نیک خواب کسی اچھے اور خیر خواہ دوست کو بتلائے گا تو وہ سن کر خوش ہوگا اور اس میں حسد و بغض اور عداوت و دشمنی پیدا نہ ہوگی۔

وَلِذَالِكَ اَمَرَ یَعْقُوْبُ یُوْسُفَ بِكِتْمَانِ رُؤْیَا عَلٰی اِخْوَتِهٖ

ــــ اور اسی لیئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فرمایا تھا ــــ کہ یہ سہانی ــــ پیاری ــــ خوبصورت اور نیک خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۳۷ قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی طبرانی کی صحیح سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے۔

رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ یُكَلِّمُ الْعَبْدُ رَبَّهٗ فِی الْمَنَامِ ــــ!

marfat.com

کہ مردِ مومن خواب میں اپنے ربّ سے کلام کرتا ہے۔

ابنِ ماجہ شریف صفحہ ۲۸۷ حضرتِ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اَلرُّؤْیَا ثَلَاثٌ فَبُشْرَایَ مِنَ اللّٰہِ وَحَدِیْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِیْفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ ـــــ ایک روایت میں تَحْزِیْنُ الشَّیْطَانِ ـــــ بھی آیا ہے۔

کہ خواب تین قسم کی ہوتی ہے۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۳۷ ـــــ اَوَّلُ فَھِیَ اِلْھَامٌ وَاِعْلَامٌ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ لِعَبْدِہٖ عَلیٰ شَیْءٍ مِمَّا فِیْ خَزَائِنِ الْغَیْبِ اَوْ عَلیٰ شَیْءٍ مِنْ مُمْکِنَاتِ صِفَاتِہٖ وَاَحْوَالِہٖ وَدَرَجَاتُ الْقُرْبِ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ حَتّٰی تَکُوْنَ لَہٗ بُشَارَۃٌ۔

کہ خواب کی پہلی قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کے خزانوں اور ہونے جانے والے ممکنات اور اپنے قرب کے درجات خواب دیکھنے والے پر ظاہر کرتا ہے!

اور یہی حسین ـــ نیک اور ایمان افروز خواب اس کے لیے جنت کی خوشخبری بن جاتی ہے!

خواب کی دوسری قسم : حدیث النفس ہے اور وہ یہ ہے ـــ

مِنْھُمَا مَا تَرَاہُ النَّفْسُ مِنْ صُوْرَۃِ الْاَشْیَاءِ الَّتِیْ رَاَتْھَا فِی الْیَقْظَۃِ ـــــ کہ انسان جو کچھ اپنی قوّتِ متخیلہ سے دن کو

marfat.com

دیکھتا ہے جاگتے ہوئے وہی رات کو خواب میں نظر آجاتا ہے۔

تیسری قسم خواب کی یہ ہے تخویف الشیطان ۔ یا تحزین الشیطان اور وہ یہ ہے :-

مَا اَلْقَاہُ الشَّیْطَانُ فِیْ خَیَالِہٖ وَتَمَثَّلَ لَہٗ تَخْوِیْفًا اَوْ مُلَاعَبَۃٍ ۔ کہ شیطان خوف و ہراس اور ڈرانے والی اشیاء کی تمثیل خواب میں انسان کو دکھاتا ہے ۔ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ ۔ کیوں کہ شیطان خون کی طرح انسان کے جسم میں دوڑتا ہے۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۳۸ وَرُؤْیَا الصُّلَحَاءِ اَعْنِیْ الْاَوْلِیَاءِ الَّذِیْنَ زَکَّوْا اَنْفُسَہُمْ بِالرِّیَاضَاتِ وَاَزَالُوْا عَنْہَا الْکُدُوْرَاتِ الْجِبِلِّیَّۃِ وَتَنَزَّہُوْا عَنْ ظُلُمَاتِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ وَتَجَلّٰی بَوَاطِنُہُمْ بِاقْتِبَاسِ اَنْوَارِ النُّبُوَّۃِ صَالِحَۃٌ صَادِقَۃٌ فَرُؤْیَا الْاَوْلِیَاءِ شَبِیْہَۃٌ بِالْوَحْیِ ۔ یعنی صلحاء و اولیاء کی خواب وحی الٰہی کے مشابہ ہوتی ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتے ہیں اور فطری کدورتوں سے دل کو صاف کر لیتے ہیں اور گناہوں کی تاریکیوں میں مبتلا نہیں ہوتے اور باطن کو انوارِ نبوت سے روشن کرتے ہیں۔

عام انسانوں ۔ پھر عام مسلمانوں اور صلحاء و اولیاء کے درمیان خوابوں کا یہی فرق ہے کہ ان کے خواب گندے تخیلات ۔ غلیظ تصورات ۔ دن کے کاروبارِ حیات اور شیطان کے پیدا کردہ وسوسوں میں گم ہو کر رات کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ دشمن حملہ کر رہا ہے ۔ سانپ

marfat.com

ڈنگ مارنے آرہا ہے۔ مکان کو آگ لگ گئی ہے۔ یا ڈاکو سامان لوٹ رہے ہیں۔

لیکن اولیاء کرام کے قلوب چونکہ تجلیاتِ الٰہیہ سے منور اور انوارِ نبوت سے روشن ہوتے ہیں اور وہ عبادت و ریاضت کے ذریعہ اپنے نفس کو شیطان کے غلبہ سے محفوظ رکھتے ہیں اور گناہ و معصیت کی ظلمتوں میں گم نہیں ہو جاتے اور ہر وقت ان کی نگاہوں میں جلوۂ حُسنِ محبوب رہتا ہے اس لیے ان حضرات کو رات کو خواب میں جنّت کے باغات دکھائی دیتے ہیں۔ گنبدِ خضرا نظر آتا ہے۔

نہیں۔ بلکہ زیارتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بھی مشرف ہوتے ہیں۔

مثلاً — نزہت المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۸۲ علامہ عبدالرحمٰن صفوری زرقانی جلد ۱ / الریاض النضرۃ — كَانَ اِسْلَامُهٗ شَبِيْهًا بِالْوَحِيْ — کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا اسلام وحی الٰہی کے مشابہ ہے۔

کہ وہ ملکِ شام میں تجارت کی غرض سے گئے — فرماتے ہیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹ کر میرے دامن میں آگیا ہے!

وَقَصَّهَا عَلٰى بَحِيْرَا — صبح ہوئی تو شام کے راہب بحیرا کو خواب سنائی۔

بحیرا راہب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سر سے پاؤں تک

marfat.com

بڑے غور اور نہایت ہی تعجب سے دیکھا۔ اور پوچھا۔

راہب ــــ مِنْ اَیْنَ اَنْتَ ــــ تو کہاں سے آیا ہے۔

ابوبکر ــــ مِن مَکَّۃَ ــــ مکہ مکرمہ سے آیا ہوں!

راہب ــــ مِنْ اَیِّ قَبِیْلَۃٍ ــــ تو کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ابوبکر ــــ مِن قبیلۃِ قریشٍ ــــ قبیلۂ قریش سے ہوں۔

راہب ــــ اَنْ صَدَّقَ اللّٰہُ الرُّؤْیَاکَ ــــ

کہ اللہ تمہاری خواب سچی کرے گا۔

فَاِنَّہٗ یَبْعَثُ اللّٰہُ نَبِیًّا مِنْ قَوْمِکَ، تَکُوْنُ وَزِیْرَہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ وَخَلِیْفَتَہٗ بَعْدَ وَفَاتِہٖ۔

کہ تمہارے قبیلہ قریش میں سے آخری نبی مبعوث ہوگا اور تم اس نبی کی زندگی میں اس کے وزیر ہوگے اور اس کے وصالِ پاک کے بعد اس کے خلیفہ ہوگے۔

پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔

اور عرض کی۔

یَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ ــ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟

قَالَ ــــ اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَاَیْتَ بِالشَّامِ

marfat.com

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

وہ خواب جو تو نے شام میں دیکھی ہے۔

پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو گلے لگا لیا اور زبان سے کلمہ شہادت بول کر حلقہ بگوش اسلام اور صاحب ایمان ہو گئے۔

اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال کی اور حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی۔

مشکوات شریف صفحہ ۳۹۶ ـــ عَنْ اَبِی خُزَیْمَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ـــ اَنَّہٗ رَاٰی فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ اَنَّہٗ سَجَدَ عَلٰی جِبْھَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَاضْطَجَعَ لَہٗ وَقَالَ صَدِّقْ رُؤْیَاکَ فَسَجَدَ عَلٰی جِبْھَتِہٖ۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر رہے ہیں!

صبح کو انھوں نے حضور علیہ السلام کو اپنی خواب کی خبر دی ـــ تو دُرِ یتیم صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے لیٹ گئے اور فرمایا۔

خزیمہ اپنی خواب سچی کر لے۔

ان احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض خوابیں ایسی ہوتی ہیں کہ رات کو خواب دیکھی اور صبح کو اس کی تعبیر ظاہر ہو گئی۔

اور بعض خوابیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کی تعبیر بیس سال کے بعد اور کبھی چالیس سال کے بعد ظاہر ہوتی ہے ـــ جیسے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر ـــ اور پھر نیک ـ اچھی ـ خوبصورت اور ایمان افروز خوابوں کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتدا بھی نیک خوابوں کے ذریعہ

marfat.com

ہوئی ___

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۰۳۳ - باب ما بُدِئَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ___ عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمؤمِنِیْنَ ___ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مِنَ الْوَحِیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ فِی النَّوْمْ -

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الٰہی کی ابتدا اچھی اور خوبصورت خوابوں سے ہوئی -

ے اب جو بچھڑے ہیں تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جیسے مُرجھائے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ماہِ کنعان

میری تحقیق کے مطابق سورۃ یوسف علیہ السلام کی تفسیروں کے علاوہ جو مستقل کتاب اس مقدس موضوع پر سب سے پہلے لکھی گئی وہ جناب حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احسن القصص ہے۔

اور اس کتاب کی مقبولیت۔ شہرت۔ عظمت اور ہر دل کے لیے پسندیدہ ہونے کی میرے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیائے سنیت کے ایک بہت بڑے عالم دین، عظیم محدث، بلند پایہ محقق، مقتدر مصنف، مستند مدرس اور شیریں گفتار خطیب جو میرے اُستاد بھائی بھی ہیں۔

یعنی جناب مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی تحریر جو میرے پاس محفوظ و موجود ہے ——— جس پر ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ہجری بمطابق ۳ جون ۱۹۶۳ء عیسوی دوشنبہ کی تاریخ درج ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب اپنے وقت اور اپنے زمانے میں

marfat.com

دنیائے سُنیت کے لیے علم و تحقیق کا ایک قیمتی خزانہ تھے ــــ جنہوں نے جاء الحق شانِ حبیب الرحمٰن اور تفسیر نعیمی لکھ کر سُنی عوام پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے جنہیں پڑھ کر عالم۔ خطیب اور واعظ حضرات رہتی دنیا تک فیض حاصل کرتے رہیں گے

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شانِ نزول

قرآنِ مجید کی یہ سورۃ پاک مکی ہے۔ اس میں بارہ رکوع ہیں۔ ایک سو گیارہ آیات ہیں اور سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ حروف ہیں۔

۱۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۱۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ تفسیر روح البیان چھوٹی تقطیع جلد ۱۲۔ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ تفسیر المظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۳۔ قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ تفسیر کنز الایمان۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ اَنَّ الْیَھُوْدَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قِصَّۃِ یُوْسُفَ ——— (۱)

تفسیر روح المعانی علامہ السید المحمود الوسی جز ۱۲۔ صفحہ ۱۵۲

۶۔ تفسیر کشاف ۷۔ تفسیر روح المعانی ۸۔ ابن کثیر ۹۔ تفسیر خازن

۱۰۔ تفسیر جامع البیان طبری ———

marfat.com

اَحْبَارُ الْيَهُوْدِ وَقَالَ لِلرُّؤسَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ سَلُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا ذَا انْتَقَلَ آلِ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الشَّامِ اِلٰى مِصْرَ وَعَنْ قِصَّةِ يُوْسُفَ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ۔

کہ یہودیوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کیا ہے۔

یا — یہودی علماء نے مشرکین مکہ کے سرداروں سے کہا کہ تم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کنعان سے مصر کیسے اور کیوں گئی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کیا ہے؟ انھوں نے ایسا ہی کیا تو یہ سورۃ نازل ہوئی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہودیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بذاتِ خود اور مشرکین مکہ کے ذریعہ یہ سوال اس لیے کیا تھا کہ وہ جانتے تھے اور دیکھتے تھے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے ایک حرف تک بھی نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا ہے۔ اور نہ ہی یہ تورات وانجیل اور زبور وصحائف آسمانی سے واقف ہے۔

اس لئے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصۂ یوسف سے بے خبر ہوگا لیکن وہ کفر وباطل کے اندھیروں میں زندگی بسر کرنے اور ضلالت وگمراہی کے دریا میں ڈوبے ہوئے انسان نہیں جانتے تھے کہ دنیا میں نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا اور انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ رسول کا حقیقی استاد اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور وہ اس حقیقت سے بھی ناواقف تھے کہ یہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُمی لقب یعنی بے پڑھا پانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کُل کی بدولت ساری ارضی وسماوی — فرشی وعرشی اور لوح وقلم کی کائنات کا علم رکھتا ہے اور۔

marfat.com

الرحمٰن ــــ علم القرآن خلق الانسان کے تحت حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بہت پہلے ہی اس نبی علیہ السلام کے سینہ اقدس کو ظاہری و باطنی علوم کا خزینہ بنا دیا گیا تھا!

اور اس منیظر و بے مثال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کرنے کے ساتھ ہی اس کے منصبی فرائض میں دوسرے ہزاروں حقایق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کا ایمان افروز درس بھی نسل انسانی کو دیتا رہے یعنی کتاب و حکمت کی تعلیم دینا اللہ کریم نے ایک ایسے نبی کے سپرد کر دیا جسے قرآن اُمّی کے عظیم لقب سے یاد کرتا ہے۔

مطلب یہ کہ اسلام کے دشمن اور رسول کے باغی یہودی نہیں جانتے تھے کہ یہ اُمّی یعنی پڑھا لکھنے کے باوجود اعجازِ نبوت کے طور پر عالمٌ علیٰ کلِّ شیٍٔ ہے۔

پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کے قصہ مبارک... یہودیوں اور مشرکوں کو بیان فرمایا تو انھوں نے قرآنِ حکیم کے اس سہانے قصہ احسن القصص کو تورات کے موافق و مطابق پایا لیکن وہ پھر بھی ایمان کی دولت سے سرفراز نہ ہو سکے۔

(۱) الر ــــ تفسیر روح البیان - ای - اَنَا اللّٰہُ ــــ اَرٰی وَاَسْمَعُ سُوَالَھُمْ اِیَّاکَ عَنْ ھٰذِہِ الْقِصَّۃِ ــــ

کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس قصہ کے متعلق جو لوگ آپ پر سوال کرتے ہیں میں انہیں دیکھتا ہوں اور ان کے سوالوں کو سنتا بھی ہوں۔

(۲) وَاَنَا اللّٰہُ اَرٰی صَنِیْعَ اِخْوَۃِ یُوْسُفَ وَمُعَامَلَتِھِمْ مَعَہٗ ــــ اور معاملہ کیا میں سب کچھ دیکھتا ہوں اور جانتا ہوں۔

(۳) یُشِیْرُ بِالْاَلِفِ اِلَی اللّٰہِ وَبِاللَّامِ اِلٰی جِبْرِیْلَ وَبِالرَّاءِ اِلَی الرَّسُوْلِ

marfat.com

مَا اَنْزَلَ اللہُ تَعَالیٰ عَلیٰ لِسَانِ جِبْرِیْلَ عَلیٰ قَلْبِ الرَّسُوْلِ دَلَالَۃُ الْکِتَابِ مِنَ الْمَحْبُوْبِ اِلَی الْمُحِبِّ لِیَقْتَدِیَ الْمُحِبُّ بِالْبَیَانِ طَرِیْقَ الْوُصُوْلِ اِلَی الْمَحْبُوْبِ۔

یعنی الف کا اشارہ اللہ کی طرف ہے اور — لام کا اشارہ حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف ہے اور ر کا اشارہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ جبریل کی زبان یا جبریل کی معرفت اپنے رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قلبِ منور پر یہ کلام نازل فرمایا — تاکہ محب اپنے محبوبِ حقیقی تک جانے کے لیے صحیح راستہ پالے۔

تِلْکَ آیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ — کہ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

مُبِیْنُ الْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ وَالْحَرَامُ مِنَ الْحَلَالِ!

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ — کہ اس سورۃ میں حلال و حرام کے حدود — حق و باطل کے نشانات اور نیکی و بدی میں پہچان کرانے کے لیے روشن اور غیر مشتبہ حقائق و احکام بتائے گئے ہیں۔

مطلب یہ کہ ان آیاتِ مبارکہ کے ذریعہ حق و باطل میں امتیاز اور حرام و حلال کی پہچان اور اچھائی و برائی میں فرق نمایاں طور پر بتا دیا گیا ہے اور کئی طرح کے حقائق اور کئی قسم کے احکام روشن کر دیئے گئے ہیں تاکہ سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا انسان ان کی روشنی سے منزلِ مقصود تک پہنچ جائے اور ضلالت و گمراہی کے تاریکیوں میں ڈوبا ہوا آدمی اس شمع سے رشد و ہدایت کا نور پا سکے۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

بے شک — ہم نے اسے عربی میں قرآن اُتارا کہ تم سمجھو! یعنی — ہم نے قرآنِ مجید کو عربی زبان میں نازل فرمایا۔

marfat.com

مطلب یہ کہ اللہ کریم اس بات پر قادر تھا کہ قرآنِ حکیم کو عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں بھی نازل کر سکتا تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

کیوں ۔۔۔ اس لیے تاکہ اے عرب کے رہنے والو اور اے میرے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم پر سوال کرنے والو تم یہ نہ کہہ سکو کہ قرآن مجید کی زبان ہم نہیں جانتے ! قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مقدس قصّہ کو احسن القصص فرمایا ہے ۔۔۔

یعنی ۔۔۔ سوہنا قصّہ ۔

کیوں ۔۔۔ تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۲ ۔ تفسیر کنز الایمان

سَمَّاهَا اَحْسَنُ الْقَصَصِ لِاِشْتِمَالِہٖ عَلَی الْعَجَائِبِ وَالْعِبَرِ ۔۔۔ والحکم سیر الملوک وَالملائیک وَالعلماء ومکر انساء ۔۔۔ والبصر علی البلاءِ و الایذاء الاعداءِ ۔۔۔

کہ یہ قصّہ اس لیے احسن القصص ہے کہ یہ عجیب وغریب حقائق سے بھر پور ہے ۔۔۔ حکمتوں اور عبرتوں سے لبریز ۔۔۔ دین و دنیا کے احوال سے روشن ۔ بادشاہ اور رعایا کے حقوق سے مزین ۔ علماء و فضلا کی عظمت سے معمور ۔ عورتوں کے خصائص و عادات اور ان کے مکر و فریب کے نشانات سے بھرا پڑا ہے ۔

اور مصائب کے وقت صبر و شکر کرنے کا اجر اور دشمنوں کی طرف سے ایذا رسانی اور اس پر قابو پانے کے طریقوں کا نفیس بیان ہے ۔

اور پھر اس قصّہ میں چند فوائد کا احسن طریقہ سے ذکر کیا گیا ہے ۔

فائدہ ۱ ۔ یہ ہے کہ ۔۔۔

اِنَّہٗ لادافع لقضاءِ اللہ تعالیٰ وَلامانعَ من قدر رحمۃ اللہ تعالیٰ وَ اِنَّہٗ تعالیٰ اذا قضی للانسان بخیرٍ وَمکرمۃ فلو ان اھل العلم اجتمعوا علیہ لَمْ یقدروا علیٰ دفعہٖ ۔

marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور تبدیل نہ ہونے والا ہوتا ہے ۔ اور کوئی شے اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی قدرت کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ اگر کسی انسان کے لیے کوئی اچھا اور مکرم فیصلہ کر لیتا ہے تو دنیا کے تمام علماء کرام جمع ہو کر بھی اگر کوشش کریں کہ اللہ کریم کے اس فیصلہ کو روک سکیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے ۔

فائدہ ۲ یہ ہے :-

دلالتها علیٰ ان الحسد سبب الخذلان وَ النقصان ـــــ کہ حسد کرنا شرمندگی ، ذلت اور نقصان کا سبب ہوتا ہے ۔

جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حسد کرنا نہ کے باعث انہیں طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا ۔ مارا پیٹا ۔ کنویں میں ڈالا ۔ قتل کر دینے کا فیصلہ بھی کر لیا اور پھر کھوٹے سکوں کے عوض انہیں بیچ کر چالیس سال باپ ۔ بھائی اور بہن سے جُدا رکھا ۔

لیکن آخر انہیں ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں بھکاری بن کر جانا پڑا اور شرمندگی ۔ ذلت اور نقصان اٹھانا پڑا ۔

فائدہ ۳ یہ ہے کہ :- اِنَّ الصَّبْرَ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ ـــ کہ کسی مصیبت ۔ مشکل اور ایذاء کے وقت صبر کرنا خوشی و مسرت کی کنجی ہے ـــ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ـــ کہ اللہ کریم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔

جیسے کہ ـــ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے نورِ نظر حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے صدمہ اور ہجر و فراق کے غم کو نہایت ہی صبر و استقلال اور سکون و حوصلہ سے برداشت کیا تو اللہ کریم کی طرف سے انعام کے طور پہ صلہ یہ ملا کہ اُن کی ساری اولاد کنعان سے مصر چلی گئی اور وہاں پورے جاہ و جلال

marfat.com

اور بڑی ہی شان و شوکت سے زندگی بسر کرنے لگی۔

اور ــــ ان کے ساتھ ساتھ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے بھی آلام و مصائب اور مشکلات کے راستہ کو صبر کے ساتھ طے کیا جس کا بدلہ انہیں یہ ملا کہ تخت و تاج کے مالک و وارث بنے اور یہی نوشتۂ تقدیر تھا اور یہی ان کی آخری منزل تھی۔

اور پھر انہیں نبوت کے عظیم منصب کے ساتھ ساتھ مصر کی بادشاہت بھی عطا کر دی گئی۔

ابنِ ماجہ شریف صفحہ ۳۰۱ ۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شبِ معراج کو وَجَدَ رِیْحًا طَیِّبَۃً ـ فَقَالَ یَا جِبْرِیْلُ مَاھٰذِہِ الرِّیْحُ ـ بھینی بھینی خوشبو پائی۔

جبریل علیہ السلام سے پُوچھا۔

یہ خُوشبو کیسی اور کس کی ہے؟

جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔

ھٰذِہٖ رِیْحُ قَبْرِ الْمَشَاطِبَۃِ وَابْنَیْھَا وَ زَوْجِھَا

ــــــــــ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ ۔ امام جلال الدین سیوطی رح

کہ یہ دل لبھانے والی پیاری پیاری خوشبو اس عورت کی اور اس کے دونوں بچوں اور اس کے خاوند کی قبر سے آرہی ہے جو فرعون کی بیٹی کو کنگھی کیا کرتی تھی۔

ایک دن اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس کی زبان سے نکل گیا ـــ تَعِسَ فِرْعَوْنُ ـــ کہ فرعون ہلاک ہوگیا۔ فَاَخْبَرَتْ اَبَاھَا۔

بیٹی نے اس کی خبر اپنے باپ فرعون کو دی۔

نزہت المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ ۔ کنگھی گری تو مشاطہ نے کہا۔ تَعِسَ مَنْ کَفَرَ

marfat.com

بِاللّٰہِ۔ کہ اللہ کی توحید کا انکار کرنے اور اس کے ساتھ کفر کرنے والا ہلاک ہو گیا۔

فرعون نے یہ سُنا تو اس عورت کو دونوں لڑکوں کو اور اس کے خاوند کو بھی قتل کروا دیا۔

فرعون کی بیٹی نے اپنی شاطہ کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر کہا۔

اَلَکِ اِلٰہٌ غَیْرُ اَبِیْ ــــ کہ میرے باپ کے علاوہ تیرا کوئی اور رب بھی ہے؟ ــ

شاطہ نے جواب دیا۔ ہاں

اِلٰھِی وَاِلٰہُ اَبِیْکِ وَاِلٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰہ۔

واحد ــــ کہ میرا اور تیرے باپ کا اور زمین و آسمانوں کا ایک ہی اللہ اور رب ہے!

فرعون نے اس عورت کو بلایا اور پوچھا کہ میری بیٹی نے جو تیرے متعلق خبر دی ہے کیا وہ سچ ہے؟

مشاطہ نے جواب دیا۔ نَعَمْ ــــ ہاں

فرعون نے اسے سخت ایذا و سزا دی، لوہے کی سلاخیں اس کے ہاتھوں میں گاڑ دیں لیکن بڑے ہی صبر و تحمل اور سکون و شکر سے اس نے اس عذاب کو برداشت کیا جس کا اجر و صلہ اس مشاطہ کو یہ ملا کہ اس کی قبر کی مٹی کی شہانی خوشبو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج کو جنت میں پائی۔

نزہت المجالس جلد ا صفحہ ۵۶۔ جب فرعون کو حضرتِ آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کی اطلاع ملی تو اس نے قصاب کو بلایا اور حکم دیا۔ اصنع بھا کما تصنع بالشاۃ اذ ذبحتھا ــــ کہ جس طرح تو بکری ذبح کرتے وقت کیا کرتا ہے وہی آسیہ کے

marfat.com

ساتھ کر ــــ فرشتوں نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی کہ آسیہ فرعون کی طرف سے دیئے گئے عذاب میں مبتلا ہوگئی ہے اس کی مدد فرما ــ

فرشتوں کو جواب ملا :۔

قَالَ اِنَّهَا قَدْ اِشْتَاقَتْ اِلٰی لِقَائِنَا ـــــ کہ یہ میری ملاقات کا شوق رکھتی ہے !

نزع کا وقت آیا تو آسیہ کے لبوں پر جنبش آئی ۔ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا ۔

اس کے ہونٹ ہل رہے ہیں ــــ اس سے پوچھ کیا چاہتی ہے ۔

عرض کی ــ تَطْلُبُ بَیْتًا ــــــ تجھ سے جنّت میں گھر مانگتی ہے ۔

فرشتے بول اٹھے ۔

بَلَاءُهَا شَدِیْدٌ وَصَبْرُهَا کَثِیْرٌ وَ سُوَالُهَا حَقِیْرٌ ۔

کہ اس کا عذاب سخت ہے ۔ صبر بڑا ہے ۔ اور سوال چھوٹا ہے !

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ۔

یَارَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ ۔

کہ اے میرے ربّ اپنی طرف سے میرے لئے جنّت میں ایک مکان بنا دے ۔

آسیہ نے دیکھا تو سفید موتیوں کا محل جنّت میں نظر آیا ۔

قارئینِ کرام ــ صاجزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ انسان کی زندگی میں جہاں خوشیوں کا چمن مہکتا ہے وہاں غموں کی خزاں بھی آتی ہے ــ جہاں مسرتوں کی چاندنی دل کو بھاتی ہے وہاں دکھوں کا اندھیرا بھی مسلّط ہوتا ہے اور جہاں ہنسی و مسکراہٹوں کے چراغ جلتے ہیں وہاں ظلمتوں کے سائے بھی چھا جاتے ہیں ۔

غرضیکہ ــ زندگی کے سفر میں پھولوں کی کیاریاں بھی آتی ہیں اور خار دار

marfat.com

جھاڑیاں بھی ۔

برگ وصل کی لذت سے سرفراز بھی ہوتے ہیں اور جُدائی کے غم سے افسردہ بھی۔

اور جس گھر سے دلہن کی ڈولی نکلتی ہوتی ہے وہاں سے جنازہ بھی اُٹھتا ہے۔

جیساکہ میرے ساتھ ہُوا۔

ایک سوموار کو صاحبزادی کی شادی تھی اور بارات آنے والی تھی ۔ رشتہ دار اور مُریدین دُور دُور سے میل بن کر آئے ہوئے تھے ــــ گھر میں رونق اور گہما گہمی تھی ایک خوبصورت جشن کا سماں تھا کہ نوشتۂ تقدیر نے ایک دیوار کھڑی کر دی کہ جمعۃ المبارک کو جوان شہزادہ موت کی آغوش میں چلا گیا۔

اور پھر جس گھر سے ڈولی نکلنی تھی وہاں سے جنازہ اٹھایا گیا۔

لیکن اگر کوئی انسان ایسے پریشان کُن حالات اور مصائب و آلام کو صبر و تحمل سے برداشت کرے تو پھر ایسے ہی انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے اور اللہ کریم اسے دُنیا کی ہر خوشی و مسرت اس کے دامن میں ڈال دیتا ہے۔ جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور فرعون کی بیٹی کی مشاطہ کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبانِ پاک سے فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ جیسے روح پرور الفاظ کی ہی برکت تھی کہ انہیں بیٹے کی جُدائی کے بعد ملاپ کی خوشی نصیب ہوگئی اور بیٹے کو نبوت کا تاج اور مصر کی حکومت مِل گئی۔

القرآن ــــ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝

(ترجمہ) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ــــ اور یاد کرو اے میرے محبوب علیہ السلام جب یوسف ؑ نے اپنے باپ سے کہا۔

اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے ــ سورج اور چاند دیکھے ہیں ــ انہیں

marfat.com

اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

یاد رہے حضرتِ یوسف علیہ السلام کی عمر شریف اس وقت بارہ سال کی تھی۔ جمعۃ المبارک اور شبِ قدر تھی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ تارے سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

گیارہ تاروں سے مراد ان کے بھائی اور سورج سے مراد ان کے باپ اور چاند سے مراد ان کی والدہ یا خالہ مراد ہے! کیوں کہ ان کی والدہ حضرتِ راحیل تو وفات پا چکی تھیں۔ اور اگر خالہ بھی مراد لی جائے تو بھی درست اور صحیح ہوگا اسلیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کو بھی ماں کا درجہ دے رکھا ہے۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲ مشکوات شریف صفحہ ۴۲۰ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ۔

کہ میں ایک عظیم گناہ کر بیٹھا ہوں۔

میرے لیے توبہ کرنے کی کیا صورت ہے؟

قَالَ ـــ ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ ـــ قَالَ لَا ـــ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟

عرض کی نہیں ـــ

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا۔

ھَلْ لَکَ مِنْ خَالَۃٍ ـــ

کہ ماں نہیں تو نہ سہی ـــ تیری کوئی خالہ ہے۔

marfat.com

کے گردو نواح میں گزر رہا تھا۔ فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَ
هُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَام۔

جواب ۵ :۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۴۰۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ حضرت موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، رسول کریم علیہ السلام بچپن میں حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کے ملک میں گئے۔

شام کے راہب نے استقبال کیا اور نبی اکرم علیہ السلام کا دستِ مبارک پکڑ کر کہنے لگا۔

هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ ــــ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ــــ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ــــ کہ یہ دو جہانوں کے سردار ہیں۔ اور یہ ربِ دو جہان کے رسول ہیں اور انہیں اللہ کریم نے دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تو راہب نے جواب دیا ــــ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا ــــ

کہ کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا جو انہیں سجدہ نہ کرتا ہو۔ اور یہ کسی نبی کو ہی سجدہ کرتے ہیں۔

جواب ۶ :۔ نبی اکرم علیہ السلام کی انگلی کے اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا اور انگلی کے اشارہ ہی سے چاند پھٹ گیا۔

القرآن الحکیم ــــ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ــــ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۳۷۲۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین مکہ کے سوال پر کہ اگر تو نبی ہے تو آسمان پر چاند کو توڑ دے

marfat.com

انشق القمر علی عہد رسول اللہ علیہ السلام

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ـــــ اِنْشِقَاقُ الْقَمَرِ مَرَّتَیْنِ۔

کہ چاند دو بار ٹوٹا۔

خصائص الکبریٰ جلد ۲۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عصر کی نماز جو قضا ہو چکی تھی اسے ادا پڑھنے کے لیئے سورج عصر کے وقت پر آگیا۔

سورۃ یٰسین ـــ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ـــ کہ سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیئے

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ـــ اور چاند کے لیئے چلنے کیلئے منزلیں ہیں۔

خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۵ امام الحافظ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ جنہیں بیداری میں محبوب خدا علیہ السلام کی ۷۵ دفعہ زیارت نصیب ہوئی اخرج البیہقی والطبرانی وابو نعیم وابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ ان تمام محدثین کرام نے حضرت عثمان ابن العاص سے روائت بیان فرمائی ہے کہ میری ماں نے مجھے تبایا جو امام الانبیاء علیہم السلام کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھتی ـــ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْا اِلَیَّ لَاَقُوْلُ لَیَقَعَنَّ عَلَیَّ ـــ کہ میں نے اچانک ستاروں کی طرف دیکھا کہ وہ اتنے قریب آگئے ہیں کہ میں سمجھی کہ وہ میرے اوپر گرنے لگے ہیں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن ـــ کہتا ہے کہ سورج، چاند، تارے اور پتھر جمادات میں سے ہیں اور جمادات کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پہ قائم رہتے ہیں۔ جنبش و حرکت نہیں کرتے اور ادھر ادھر چلتے پھرتے نہیں اور

marfat.com

کلام بھی نہیں کرتے لیکن قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ سورج چلتا ہے۔ چاند چکر لگاتا ہے۔ ستارے گردش میں ہیں اور پتھر اپنی جگہ پر حرکت کرتے ہیں اور کلام بھی کرتے ہیں۔

تو اگر ان میں عقل و شعور نہیں ہے تو پھر سورج کا لوٹ آنا۔ چاند کا پھٹ جانا۔ ستاروں کا زمین پر اُتر آنا اور پتھروں کا حرکت میں آکر نبی اکرم علیہ السلام کو سلام کہنا کیسے ہو سکتا ہے۔

سوال :۔ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے اپنی خواب بیان کرتے ہوئے رَأَیْتُ —— اور رَأَیْتُھُمْ یہ لفظ دو بار کیوں استعمال کیا اور تکرارِ لفظی سے کیا فائدہ ؟

جواب ۱ :۔ پہلے لفظ رَأَیْتُ صرف مشاہدہ تک کے لیے ہے اور دوسرا لفظ رَأَیْتُھُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ مشاہدہ کے ساتھ حقیقت بیان کرنے پر محمول ہے

جواب ۲ :۔ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے جب اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خواب بتائی کہ میں نے سورج۔ چاند اور گیارہ ستارے دیکھے ہیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا —— کَیْفَ رَأَیْتَ —— کہ تُو نے کیسے دیکھا اور انہیں کس حال میں دیکھا تو باپ کے اس جواب میں عرض کی —— رَأَیْتُھُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ —— کہ انہیں مجھے سجدہ کرتے دیکھا ہے ——

سوال :۔ اگر سورج اور چاند سے مُراد حضرتِ یوسف علیہ السلام کے والدین ہیں تو پھر انہیں ستاروں کے بعد کیوں لایا گیا ؟

جواب :۔ والدین کی فضیلت و عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے

مثلاً —— ایمان کی صفت ایک یہ بھی ہے۔

آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ

marfat.com

یہاں ملائکہ اور کتابوں کا ذکر پہلے ہے اور رسولوں کا بعد میں مگر پھر ان کی فضیلت وعظمت میں کوئی فرق نہیں آیا تو اسی طرح گیارہ ستاروں کے بعد سورج اور چاند کا ذکر لانا باپ اور ماں کی شان وعزت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۳، تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۶۲، الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳، تفسیر جامع البیان جز ۱۱ صفحہ ۹۰/۹۱ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تفسیر روح البیان جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۰

اِنَّ یہودیاً جاءَ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلام فَقَالَ یا مُحَمَّدُ عَلَیْہِ السَّلام اَخْبِرْنِیْ عَنِ النُّجُوْمِ الَّتِیْ رَاٰھُنَّ یُوْسُفُ ـــــ وَسَاجِدَۃٌ لَہٗ وَمَا اَسْمَاءُ ھُمْ ـــــ کہ نبی اکرم علیہ السلام کے پاس ایک یہودی آیا اور کہا یا محمد علیہ السلام مجھے ان ستاروں کی خبر دو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اور جنہیں یوسفؑ نے خواب میں دیکھا تھا۔

محبوبِ خدا علیہ السلام نے فرمایا:۔

اِنْ اَخْبَرْتُکَ ھَلْ تُسْلِمَ ـــــ کہ اگر میں نے ان ستاروں کے نام بتا دیئے تو کیا تو اسلام لے آئے گا۔

قَالَ نَعَمْ ـــــ

یہودی نے کہا ـــ ہاں

رسولِ معظم علیہ السلام نے فرمایا ان کے نام یہ ہیں

۱۔ جریان۔ ۲۔ ولذیال ۳۔ والطارق ۴۔ وقابس ۵۔ وعمودان ۶۔ والفلیق ۷۔ والمصبح ۸۔ والعروح ۹۔ والفرغ ۱۰۔ ونباب ۱۱۔ ذوالکتفین

پیارے رسول علیہ السلام کی زبانِ حق ترجمان سے ستاروں کے یہ نام سن کر وہ یہودی پکار اُٹھا ـــــ

marfat.com

وَاللّٰہِ ھٰذَا الْاَسْمَاءُ ھُمْ ــــــ کہ اللہ کی قسم اُن کے نام یہی ہیں

یاد رہے ۔ کہ ہمارے وہ غیب دان نبی جوان ستاروں کے نام بھی جانتے ہیں جنہوں نے حضرتِ یُوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا پھر ان کے علمِ غیب کا انکار کرنا ضلالت و گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

مشکوات شریف صفحہ ۵۶۰ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سرِ اقدس میری گود میں تھا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ کیا آپ کی اُمّت میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کی اتنی نیکیاں ہوں جتنے کہ آسمان کے تارے، تو رسولِ اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔ نَعَمْ ۔ ہاں ۔ حضرت عمر رض کی۔

عرض کی ۔ فاین حسنات ابی بکر ــــــ کہ میرے باپ حضرت ابوبکر رض کی کتنی نیکیاں ہیں۔

ارشاد فرمایا ــــــ ابوبکر رض کی غارِ ثور والی ایک نیکی ایک طرف اور عمر رض کی تمام نیکیاں ایک طرف ۔ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم آسمان کے تاروں کی تعداد بھی جانتے تھے اور حضرتِ عمر رض کی نیکیوں کی تعداد بھی۔

یہ بھی یاد رہے کہ نیکیوں کا تعلّق ظاہر سے بھی ہے اور باطن سے بھی ــــــ تو یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کے ظاہر کا بھی علم تھا اور اس کے باطن کا بھی۔

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

چند حقائق

اجرامِ فلکی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں سے کچھ لوگ ستاروں کی پوجا کرتے تھے اور کچھ سورج کی پرستش۔ کچھ انسان چاند کو خدا مانتے تھے اور کچھ افراد پتھروں کی مورتیاں بنا کر ان کے آگے اپنے سر جھکاتے تھے۔

کفر و الحاد کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والوں اور شرک و باطل کی تاریکیوں میں صراطِ مستقیم بھول جانے والوں کو حق و صداقت کی روشنی عطا کرنے اور رشد و ہدایت کا راستہ دکھانے کے لیئے اپنی پیغمبرانہ صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے جو انداز اختیار کیا قرآنِ مجید میں اس حسنِ انداز کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً

پارہ ۷ سورۃ الانعام۔ آئیت ۷۷-۷۸

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ـــ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ ـــ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ۔

marfat.com

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا۔ ایک تارا دیکھا۔ فرمایا۔ اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔ جب وہ ڈوب گیا۔ فرمایا۔ مجھے خوشی نہیں اسے ڈوبنے والے۔ یعنی جو طلوع ہو کر ڈوب جائے وہ میرا رب نہیں ہو سکتا۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا۔ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ

پھر جب چاند چمکتا دیکھا۔ بولے اسے میرا رب بتلاتے ہو۔ فَلَمَّا اَفَلَ۔ جب وہ بھی غروب ہو گیا۔ فرمایا اگر میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَۃً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ۔ فَلَمَّا اَفَلَتْ۔ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۔

یعنی پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا۔ بولے اسے میرا رب کہتے ہو۔ یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی ڈوب گیا۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیزار ہوں۔ میں بری ہوں اور میں ان اشیاء سے دور ہوں جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو (هٰذَا رَبِّیْ۔ ای فی زعمکم واعتقادکم) کہ کیا تمہارے گمان اور اعتقاد میں یہ ستارے، چاند اور سورج میرے رب ہیں؟ ——

بے عقل لوگو! — تم ہر روز دیکھتے ہو کہ ستارے۔ چاند اور سورج روشن ہو کر اور طلوع ہو کر ڈوب جاتے ہیں اور جو طلوع ہو کر غروب ہو جائیں وہ رب کیسے ہو سکتے ہیں ——

اور کیا میں بھی تمہاری طرح ان اجرامِ فلکی کو رب مان لوں۔

اور پھر جب قوم کے بڑے بڑے سرداروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل کر ہمارا سالانہ میلہ دیکھو تو آپ نے تارا دیکھ کر فرمایا۔

marfat.com

اِنِّی سَقِیمٌ — کہ میں بیمار ہونے والا ہوں علم کلام میں اسے توریہ کہتے ہیں —

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے گیارہ ستارے، سورج اور چاند کو سجدہ کرتے دیکھا تو اپنے باپ سے خواب بیان کر کے اپنے نبی ورسول ہونے اور اپنی شان وعظمت ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ اس زمانہ کے تاروں۔ چاند اور سورج کی پرستش کرنے والے جاہل لوگوں، بے عقل انسانوں اور کفر وضلالت کے جال میں پھنسے ہوئے اللہ کے بندوں کو یہ سمجھانا اور بتلانا بھی مقصود تھا کہ جن کی تم پرستش کرتے اور جنہیں تم اللہ وخدا تسلیم کرتے ہو وہ تو مجھے سجدہ کرتے ہیں۔

اور پھر اسی خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت مبارک اور انہیں کی اولاد پاک میں سے حبیب اللہ یعنی حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں اور انھوں نے انگلی کے اشارہ سے چاند توڑ کر ڈوبے ہوئے سورج کو واپس موڑ کر اور ستار کی گردش کو شب معراج روک کر بتا دیا کہ وہ ستارے، سورج اور چاند جو میری انگلی کے اشارہ کو برداشت نہیں کر سکتے وہ تمہارے رب کیسے ہو سکتے ہیں قرآن حکیم کا فیصلہ ستاروں کے متعلق یہ ہے — وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ — اور هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ — کہ ہم نے ستارے اس لیئے پیدا کئے ہیں کہ رات کے اندھیروں اور خشکی وتری کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے مسافروں کو صحیح راستہ دکھا دیں سمندروں میں رات کو کشتیاں چلانے والے ملاح ستاروں کو دیکھ کر ہی اپنا راستہ متعین کرتے ہیں۔

ہر مسجد کا رُخ قبلہ کی طرف درست کرنے کے لیئے مغرب کے وقت قطب تارہ کو ہی دیکھ کر سیدھا کیا جاتا ہے۔

مشکوٰت شریف صفحہ ۵۵۳ حضرت ابی بُردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

marfat.com

رفع یعنی النبی علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ اور وحی کے انتظار اور اپنے بلند مقامات کو دیکھنے کے شوق میں اکثر آسمان کی طرف سر اُٹھایا کرتے تھے ۔۔۔

فقال النجوم اَمَنَتہُ السَّماء ۔۔۔ کہ تارے آسمانوں کے لیے امن کا سبب ہیں ۔۔۔

الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۶، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔ عَنْ انس بن مَالک ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامِ اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَھْلِ الْاَرْضِ ۔۔۔

پھر حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بھی تاروں سے تشبیہ دی ہے ۔

مشکوات شریف صفحہ ۵۵۴ اور اللہ کریم نے بھی اپنے محبوب علیہ السلام کے صحابہ کو بمنزلہ تاروں کے فرمایا ہے ۔

قرآن و حدیث کے ان روشن حقایق کے بعد بھی اگر کوئی ستارہ شناس نجومی یہ کہتا ہے کچھ تارے منحوس ہوتے ہیں غلط ہیں ۔

کیونکہ اگر کچھ ستارے منحوس ہوتے تو نہ خداوند کریم قرآن مجید میں تارے کی قسم اٹھاتا ۔۔۔ اور نہ اپنے محبوب پاک علیہ السلام کے صحابہ کرام کو بمنزلہ تاروں کے فرماتا اور نہ ہی نبی اکرم علیہ السلام اپنے صحابہ کے متعلق یہ فرماتے

اصحابی کالنجوم ۔۔۔ کہ میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں۔ جس کا بھی دامن پکڑ لوگے ہدائیت پا جاؤ گے ۔

اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَتِہِ النُّجُوْمِ ۔۔۔

اور پھر سید الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اُمت کے ۷۳ فرقوں میں سے جنتی اور نجات پانے والا فرقہ وہ ہوگا جو مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کہ جس مسلک عقیدہ اور دین پر میں اور میرے اصحاب کرام ہیں ۔

marfat.com

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی خوبصورت۔ پاکیزہ اور ایمان افروز خواب سنائی تو حضرت یعقوب السلام اس انوکھی نرالی اور دلکش خواب کی تعبیر اور اس خواب کے آئندہ پیش آنے والے واقعات و حالات کا پوری طرح علم رکھتے ہوئے فرمایا۔

القرآن الحکیم — قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا — اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔

کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

وَكَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَیُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ —

اور اسی طرح تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا چن لے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔ یعنی تیرا رب تجھے مقبول و برگزیدہ کرے گا اور تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم ہو جائے گا۔

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ

کہ جس طرح اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام پر اپنی نعمتوں کا ظہور فرمایا اسی طرح خداوندِ دوجہاں تجھے بھی اپنی نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۵ نعمت سے مراد یہ ہے خلاصہ من المحن — یعنی رنج والم سے تجھے خلاصی دے گا۔ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحٰقؑ سے اس نعمت کی تشبیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ :۔

ھو انعام اللہ تعالیٰ علی ابراھیم بانجائہ من النار و علی ابنہ اسحٰق

marfat.com

بتخلیصہ من الذبح

کہ حضرت ابراہیم علیہ پر اللہ تعالیٰ کا انعام یہ ہوا کہ انہیں آگ سے نجات دی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچا لیا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی و رسول کو اللہ کریم سے انعام و اکرام عطا ہوتے ہیں

مثلاً — حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ امام الانبیاء علیہ السلام کے وسیلہ سے قبول فرمائی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو طویل بیماری کے بعد شفا بخشی حضرت موسیٰ علیہ کو فرعون کے ظلم و ستم اور دریائے نیل کی طوفانی موجوں سے نجات دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے ارادۂ قتل کو ناکام بنا کر زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔

لیکن — جب خداوند کریم کے اپنے محبوب پاک علیہ السلام کی باری آئی تو ہزاروں لاکھوں، کروڑوں اور بے شمار نعمتیں عطا کرنے کے بعد ان کے حق میں اپنا آخری حتمی اور تبدیل نہ ہونے والا فیصلہ سنا دیا۔ اکملت لکم دینکم واتممتُ عَلَیکُمْ نِعمَتِی — کہ اے ایمان والو میں نے تمہارے دین کو اپنے محبوب علیہ السلام کی معرفت مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا ہے۔

یہی نہیں — بلکہ میرا محبوب علیہ السلام میری سب سے بڑی نعمت ہے۔

سوال :- حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب بیان کرنے سے کیوں منع فرمایا ؟

جواب :- اس لیے کہ — اَنَّ یَعقُوبَ عَلَیہِ السَّلام کَانَ شَدِیدُ الحُبِّ لِیُوسُفَ وَ اَخِیہِ۔

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت

marfat.com

بنیامین سے بہت ہی زیادہ محبت تھی ـــــ وَحَسَدُوا اِخْوَتُہٗ
اور وہ جانتے تھے کہ اگر یوسف علیہ السلام نے یہ خواب بھائیوں پر ظاہر کر دی ـــ تو ـــ
اِنَّھُمْ یَعْرِفُوْنَ تَاوِیْلَھَا ـــ اور وہ اس خواب کی تعبیر و تاویل جان جائیں گے اور پھر حسد و بغض کی بنا پر یوسف علیہ السلام پر ظلم و ستم کریں گے۔

احسن القصص امام غزالی صفحہ ۲۱ ـ حضرت یعقوب علیہ السلام خواب سن کر ـــ فَبَکٰی یَعْقُوْبُ بُکَاءً شَدِیْدًا ـــ رونے لگے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کی ـــ یَا اَبَتِ ھٰذَا مَوْضَعُ اَطْرَبِ لَا مَوْضِعُ الْکَرْبِ ـــ

اے ابا جان ـ یہ مقام تو خوشی و مسرت کا ہے کسی مصیبت و بلا کا مقام نہیں ہے پھر آپ روتے کیوں ہیں ؟

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ـ بیٹا ہر خوشی کے بعد غم ہوتا ہے۔
وَمَا تَاوِیْلُھَا ـ کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے ؟

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خوف سے کہ کہیں یہ خواب بھائیوں کو نہ بتا دے جواب دیا۔
فَاِنَّ رُؤْیَا النَّھَارِ لَا تُصِیْحُ ـــ کہ دن کی خواب سچی نہیں ہوتی۔
عرض کی ـــ ابا جان اگر آپ کو مجھ سے واقعی محبت ہے تو اس میری خواب کی تعبیر بتلائیے۔

جواب دیا ـ کہ گیارہ ستاروں سے مراد تیرے گیارہ بھائی ہیں اور سورج سے مراد میں ہوں ـ اور چاند سے مراد تیری خالہ ہیں۔

marfat.com

حسد کی مذمّت

القرآن الحکیم — قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ — آپ فرما دیجئے۔ میں اس رب کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ — اور حسد کرنے والے کے شر سے جو وہ مجھ سے جلے — حسد کرے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں — قال ایاکم والحسد — فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔

کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح سے کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

احسن القصص صفحہ ۲۶ — الحسود لا یشم رائحۃ الجنۃ — حسد کرنے والا جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا۔

ان موسٰی علیہ السلام لقیہ ابلیس علی طریق الطور — کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو کوہِ طور کی راہ میں شیطان ملا — حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنا عصا اسے مارنا چاہا — تو شیطان نے کہا۔

یا موسٰی اِنّی لَا اخشی العصا ولکن اخشی قلبھا فیہ الصفا۔

marfat.com

کہ اے موسیٰ میں تیرے عصا سے نہیں ڈرتا البتہ مومن کے دل سے ڈرتا ہوں جو پاک وصاف ہو۔

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

یاعدو اللہ ما علامۃ الصفا ـــ اے اللہ کے دشمن دلِ صفا کی کیا نشانی ہے؟

قال ترک الحسد ـــ وانتظار الوعد ـــ کہ حسد کو چھوڑنا اور صراطِ مستقیم کا انتظار کرنا۔

شیطان نے پھر کہا ـــ اے موسیٰ علیہ السلام میری چار باتیں یاد رکھنا۔

(۱) اِیَّاکَ وَالحسد ـــ حسد سے اپنے آپ کو بچانا اور ـــ قابیل نے ہابیل سے حسد کیا تو وہ کافر ہو گیا۔

(۲) وَاِیَّاکَ وَالکِبْرَ ـــ اور تکبر سے بچنا۔ کیوں کہ میں تکبر کے سبب ملعون ہوا ـــ

(۳) وَاِیَّاکَ اَنْ تَخْلُوْ بِامْرَاَۃٍ لَیْسَ بَیْنَکُمْ ثَالِثٌ فَاِنِّیْ ثَالِثُکُمَا ـــ کہ جب تک تیسرا آدمی نہ ہو کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ بیٹھنا۔ کیونکہ جہاں صرف ایک عورت ہو وہاں تیسرا میں ہوتا ہوں۔

شیطان جب چوتھی بات کرنے لگا تو ـــ فنزل ملک من السماءِ ـــ آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اس کی چوتھی بات نہ سننا۔ اور یہ بات حق ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

تفسیر کنزالایمان۔ مجدد دین ملت حضرت مولانا احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ۔ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوال کی تمنا کرے۔ حسد انسان کی بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے سرزد ہوا۔ اور زمین پر قابیل سے

marfat.com

ہاں ۔ البتہ ۔ دو وجوہات سے حسد کرنا جائز ہے ۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۲۰ ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سالم بیان کرتے ہیں ۔ کہ رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا ۔

لَاحَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ آنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّھَارِ وَرَجُلٌ آتَاہُ الْقُرْآنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ آنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّھَارِ (ھٰذا حدیث صحیح)

کہ ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالےٰ نے مال عطا کیا اور وہ اس مال سے رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے ۔ تو دوسرا آدمی بھی یہ تمنا کرے کہ اگر خدا تعالےٰ مجھے بھی اتنا مال دے تو میں بھی اس کی راہ میں خرچ کرتا رہوں ۔

دوسرا وہ شخص جسے رب تعالیٰ قرآن پاک کی دولت سے سرفراز فرماتے اور وہ دن رات اس کی تلاوت میں کھڑا رہے ۔ تو دوسرا آدمی بھی یہ خواہش کرے کہ مجھے بھی اللہ کریم یہ دولت عطا فرماتے تو میں بھی دن رات قرآن کی تلاوت میں مشغول رہوں ۔

سوال :۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منع کر دیا تھا کہ اپنی یہ خواب بھائیوں کو نہ بتانا اور پھر اس کی قباحت و خرابی بھی بیان کر دی تھی تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو خواب کیوں بتائی ؟

۔ یہ تو باپ کے حکم سے روگردانی اور نافرمانی ہو گئی ۔

جواب :۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۲۰۹ ، ۲۱۵ ، تفسیر کشاف ، امام جار اللہ محمود بن عمر زمخشری جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ علم یعقوب ان یوسف یکون نبیاً ۔ تفسیر کنز الایمان صفحہ ۳۲۹ ۔ تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۵ ۔ یجتبیک ۔ ویصطفیک ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے نبوت کیلئے چن لے گا اور

marfat.com

منصب رسالت کیلئے برگزیدہ کریگا۔

احسن القصص صفحہ ۲۸ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو جب اس خواب کا پتہ چلا تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے پڑ گئے اور پوچھنے لگے ــــ کَیْفَ رَاَیْتَ الرُّؤْیَا ــــ کہ تو نے کیا خواب دیکھا ہے۔

فَنَکَسَ یُوْسُفُ رَاْسَهٗ طَوِیْلًا ــــ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا سر جھکا لیا اور دیر تک اس فکر و سوچ میں ڈوبے رہے کہ اگر خواب بتاتا ہوں تو باپ کے وعدہ اور حکم کے خلاف ہوتا ہے اور اگر خواب چھپاتا ہوں تو یہ جھوٹ ہو گا۔ اور نبی جھوٹا نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو خواب اس لئے بتا دیا تھا کہ باپ سے معافی مانگ کر انہیں تو راضی کر لوں گا لیکن جھوٹ بول کر نبوت کے دامن پہ داغ نہیں آنے دوں گا۔ اور پھر خواب ظاہر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی ــــ قَالُوْا لَهٗ بِحَقِّ آبَائِكَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اِلَّا اَخْبَرْتَنَا بِرُؤْیَاكَ ــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں یہ کہا کہ تجھے اپنے آباء و اجداد حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی عظمت کی قسم ہمیں خواب بتا دے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا اور سنا کہ بھائی میرے آباؤ اجداد اور خصوصاً میرے باپ کا واسطہ دے کر مجھ سے خواب پوچھنا چاہتے ہیں تو انہوں نے یہ سمجھ کر خواب بتا دی کہ اگر باپ نے پوچھا کہ تجھے خواب بتلانے سے منع کیا گیا تھا تو تُو نے کیوں بتائی تو میں کہہ دوں گا کہ آپ کی عظمت، آپ کی نبوت اور آپ کی خُلّت کا لحاظ رکھتے ہوئے۔

خواب بیان کرنے کے ساتھ ہی وہی ہوا جس کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو ڈر تھا ــــ بھائیوں کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ آپس میں مشورہ

marfat.com

کرنے لگے کہ ہمارا باپ ہم سے زیادہ یوسفؑ و بنیامین سے محبت و پیار کرتا ہے بلکہ ان دونوں کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے حالانکہ ہم ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں، کیوں نہ یوسفؑ کو قتل کر دیا جائے۔ اور یا کسی دور دراز زمین میں پھینک دیا جائے۔

سوال :- ایسے بُرے ارادے انہوں نے کیوں کئے؟

جواب ۱ :- تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ اِنَّهُمْ کَانُوْا اَکْبَرُ سِنًّا مِنْهُمَا ــــ کہ وہ ان دونوں یعنی یوسف و بنیامین سے عمر میں بڑے تھے۔

جواب ۲ :- انهم کانُوا اکثر قوۃ واکثر قیاماً بمصالح الاب منهما ــــ کہ وہ ان دونوں سے قوت و طاقت اور باپ کے لیے مصلحت و اچھائی وہ زیادہ جانتے تھے۔

جواب ۳ :- اِنَّهُمْ قَالُوْا نَحْنُ القائمون بدفع المفاسد وَالآفات ــ کہ وہ کہتے تھے کہ کسی وقت بھی پیدا ہونے والے فتنہ و فساد اور مصائب و آلام کو روکنے اور دفع کرنے اور انہیں نفع پہنچانے کے لیے ہم ہر وقت تیار و مصروف رہتے ہیں پھر ہمارا باپ ہم سے زیادہ ان دونوں سے محبت و پیار کیوں کرتا ہے؟

جناب امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی عمر میں بھی بڑے تھے اور تجربہ کار بھی زیادہ تھے۔ قوت و طاقت کے مالک بھی تھے اور نفع و نقصان کو جانتے تھے، اچھائی و بُرائی کو بھی سمجھتے تھے۔ اور یُوسف و بنیامین سے عقل و فراست میں بھی بہت آگے تھے۔

لیکن ــــ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے کے لیے کئی وجوہات تھیں۔

marfat.com

(۱) اِنْ کَانَ صَغِیْراً اِلَّا اَنَّہٗ یَخْدِمُ اَبَاہُ بِاَنْوَاعِ مِنَ الْخِدَمِ ـــ
کہ ـــ اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے تھے لیکن ایک خادم کی طرح سے اپنے باپ کی کئی طرح سے خدمت کرتے تھے ـــ

صاجزادہ سیّد افتخار الحسن امام رازی کے قول کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دوسرے بھائی تو اپنے باپ سے اکثر علیحدہ و دُور رہتے تھے سیر و تفریح اور شکار کھیلنے میں مشغول رہتے تھے اور حضرت یُوسف علیہ السلام ہر وقت اپنے باپ کے پاس رہتے اور خدمت کرنے میں معروف رہتے تھے ـــ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اسی خدمت کے لحاظ سے زیادہ محبت و پیار رکھتے تھے ـــ

(۲) اَنَّ اُمَّہُمَا مَاتَتْ وَھُمَا صِغَارٌ ـــ کہ ان دونوں کی والدہ فوت ہو چکی تھیں اور یہ دونوں چھوٹے تھے۔

(۳) لانّہٗ کان یرای فِیْہِ آثارِ الرشد وَالنجابتہ مالم یجد فِی سائرِ الاولاد ـــ

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرتِ یُوسفؑ میں رشد و ہدائیت اور حق و نجابت یعنی نبوت و رسالت کے آثار دیکھ لئے تھے جو دوسری اولاد میں نہیں تھے

صاجزادہ سیّد افتخار الحسن ـــ کہتا ہے کہ یہ ایک فطری امر ہے کہ ہر باپ اپنے چھوٹے بیٹے سے دوسروں سے زیادہ محبّت کرتا ہے اور پھر جب کہ کسی بیٹے کی پیشانی پر نبوّت کا نور جلوہ فگن اور رسالت کی شمع فروزاں ہو تو والہانہ محبت کا دریا اور بھی موجزن ہو جاتا ہے۔

الغـــرض ـ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہماری تمنا و خواہش ہے کہ کل

marfat.com

یوسف کو ہمارے ساتھ باہر بھیج دو۔ میوے کھائیگا، کھیلے گا، سیر و تفریح کرے گا اور شکار کھیلے گا۔ وَاِنَّا لَہٗ لَنٰصِحُوْنَ۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اور آپ ہماری بات پر یقین کیوں نہیں کرتے اور یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار کیوں نہیں کرتے۔

حالانکہ۔ ہم یوسف کے ہمدرد اور خیر خواہ اور محافظ و نگہبان ہیں بیٹوں کی اس درخواست اور یقین دہانی کے باوجود بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا اس لیئے کہ وہ بیٹوں کے مکر و فریب اور حسد و عداوت کو نورِ نبوت سے جان چکے تھے۔

احسن القصص صفحہ ۳۱ اور جواب دیا۔

لَا افصل فَاِنَّہٗ حبیبی وَقُرَّۃُ عینی وَاِن فراق الحبیب عِنْدَ المحبوب شَدِیْدًا۔

کہ میں یوسف کو جدا نہیں کروں گا۔ کیونکہ یوسف میرا حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور محبوب کے لیئے حبیب کا فراق بڑا سخت اور تکلیف دہ ہوتا ہے

القرآن۔ اور فرمایا۔

اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ۔ کہ یہ میرے لیئے حزن و غم کا باعث ہوگا کہ تم یوسف لے جاؤ اور مجھے خوف اور ڈر ہے کہ اسے بھیڑیا کھا جائے۔ اور تم سارے اس سے بے خبر و غافل رہو۔

احسن القصص صفحہ ۳۱ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہیں غافل کہا۔ کیوں؟

اس لیے کہ۔ لئلا یاخذہم اللہ تعالیٰ با فعالہم۔ تاکہ اللہ

marfat.com

کریم ان سے ان کے فعل کا بدلہ نہ لے ۔

لاَنّ اللہ تعالیٰ یاخذ العبد فیِ حالتہ الغفلۃ والنسیان فی العصیان

— کہ جو گناہ بندہ سے غفلت اور بھول سے ہو جائے اللہ کریم اس کا بدلہ نہیں لیتا — وَانتم عنہ غافلون — میں کئی ارشادات مضمر ہیں ۔

(۱) غافلون عن والدہٖ وحبہٖ — کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ باپ کو اپنے بیٹے سے کتنی محبت ہے ۔

(۲) غافلون عنْ افعالکمُ — کہ تم اپنے فعل سے غافل ہو

(۳) غافلون عن امر یوسف وَسعادَتہٖ ومُمْلکتِہٖ — کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ یوسف نبی اور مصر کا بادشاہ بننے والا ہے ۔

(۴) غافلون عن الذلۃ بَیْنَ یَدیہٖ — کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ ایک دن تم اس کے سامنے ذلیل ہو گے ۔

(۵) تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ تم بھکاری اور سوالی بن کر اس کے پاس جاؤ گے ۔

(۶) غافلون عن عفوفیِ حسدکمُ وکیدکم — کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ یوسف تمہارے مکر و فریب اور حسد کو بخش دے گا ۔

سوال :۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو یوسف علیہ السلام کو بیٹوں کے ساتھ کیوں بھیجتے ؟ بدعقیدہ و بے ادب لوگوں کی طرف سے سوال کیا جاتا ہے ۔

جواب :۔ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئبُ — میں جواب ہے کہ وہ بات جو بیٹوں نے کل رات کو واپس آکر باپ سے کہنی تھی کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے وہی بات حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک دن پہلے فرما دی کہ

marfat.com

مجھے ڈر ہے کہ کہیں یوسفؑ کو بھیڑیا نہ کھا لے۔

الغرض۔۔۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی انہیں سیر و تفریح اور شکار کے بہانے ساتھ لے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان کے دروازہ پہ اپنے لختِ جگر کے انتظار میں کھڑے رہے۔

جب تک انہیں باپ نظر آتا رہا یوسفؑ سے پیار و محبت سے پیش آتے رہے اور شفقت کا اظہار کرتے رہے لیکن جب باپ کی نظروں سے غائب ہو گئے تو پھر قہر و غضب پر اُتر آئے۔

marfat.com

بہن اور بھائی

ہن العقص صفحہ ۳۴-۳۵ ـــــ فرات زمینب اخت یوسف فِی منامھا کانہ وَقع بین الذیاب ـــ حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن زینب نے خواب میں دیکھا کہ بھائی خونخوار بھیڑیوں میں گھرا ہوا ہے ـــ اور بھیڑیئے اس پر حملہ کر رہے ہیں۔

ومضت الیٰ ابیھا باکِیَتہٗ ـــ اور وہ بے تاب ہو کر اٹھی اور روتی ہوئی باپ کے پاس گئی، اور پوچھا کہ میرا بھائی یوسف کہاں ہے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ سیر و تفریح اور شکار کو گیا ہے شام کو واپس آجاتے گا۔

بیٹی نے پھر کہا۔ فَبِئسَ مَا فَعلَتَ ـــ ابا جان آپ نے اچھا نہیں کیا اتنا کہہ کر بھائیوں کی طرف دوڑ پڑی۔ اور جب ان سے جا ملی۔

اَمسَکتْ بِیُوسُفَ وَتَعَلَّقتْ بِذَیلِہٖ ـــ تو زینب یوسف کے دامن سے چمٹ گئی۔ فقالت لا افارقك ابدا ـــ اور کہنے لگی کہ میں تجھ سے کبھی جدا نہیں ہونگی ـــ اور میں تجھے ہرگز نہ جانے دونگی ـــ

marfat.com

بھائی یوسف نے بہن کو حوصلہ دیا کہ کوئی بات نہیں میں شام کو واپس آ جاؤں گا ۔

پھر وہ روتی ہوئی واپس آگئی

فَقَالَ لَهَا لِمَ تَبْكِيْنَ ـــــ باپ نے پوچھا کہ تو روتی کیوں ہے ؟

قَالَتْ عَلٰى سَاعَةٍ اُخْرٰى تَبْكِىْ اَنْتَ مَعِى ـــــ

عرض کی ـــ تھوڑی دیر کے بعد آپ بھی میرے ساتھ روئیں گے ۔

پہلے بیان کے مطابق حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی احسن القصص لفظی ترجمہ ہے امام غزالیؒ کی لکھی ہوئی احسن القصص کا ۔ اس لیے اس جان گداز واقعہ اور پر سوز قصہ کو مولوی صاحب یوں لکھتے ہیں ۔

آہی یوسف دی ہمشیرہ گھر وچہ ستی ہوتی
دیر گیا نہ معلم اس نوں ڈٹھس خواب انہوئی
جنگل دے وچہ یوسف تائیں گھیر لیا بگھیاڑاں
یوسف روندا باجھ قراروں تکدا طرف اجاڑاں
تے بگھیاڑ ٹلے کر یوندے یوندے کھاون تائیں
گردو گردوں یوسف گھیریا گھیریا درد بلائیں
روندی اٹھی یوسف کہتے سنیا کھڑیا بھایاں
دوڑی آئی باپ ڈٹھا سو کھڑا اڈیکاں لائیاں

بی بی زینب یوسف علیہ السلام کی بہن نے باپ سے پوچھا میرا بھائی یوسف کہاں ہے ؟

باپ نے جواب دیا۔

marfat.com

باپ کہے اوہ سیر کرن نوں جنگل طرف سدھایا
دختر رو قرار روں کہیا بابا قہر کمایا
ایہہ گل کہہ نسی ول بھائیاں مل بھائیاں نوں روئی
یوسف ڈٹھا ٹریا جاندا دامن پکڑ کھلوئی
میں ویراتیں جان نہ دیساں بھلائیں تُد جانا
باپ سُتے میں روندی رہساں کر جا کجھ ٹکاناں
تیرے باجھوں میں مر جاساں تے کی باپ کریگا
بنیامین تیرے وچھڑے درداں میرے وانگ مریگا

حضرت یوسف علیہ السلام نے بہن کو تسلی دی اور گلے لگا کر کہا بہن فکر نہ کرو میں شام کو واپس آجاؤں گا۔

مگر بہن کو بھائی کی محبت نے بے چین کر رکھا تھا اور اسے چالیس سال کا [illegible] دکھائی دے رہا تھا۔

اسے صبر و قرار کہاں ___

پھر دامن سے لپٹ گئی اور بھائی کو آغوش میں لے کر پکار اٹھی ۔ کہ

بازاں سنگ جو اڈیاں کونجاں قید کدوں گھر آئیاں
گرگاں نال جو چرن غزالاں اوہناں مار مکائیاں
خوشی گئی غم سر تے آیا گیا سی بدل زمانہ
اج کنعان نظر وچ ساڈے ہوسی ماتم خانہ

مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب یوسف زلیخا میں اس دردناک منظر کو یوں پیش کرتے ہیں۔

چوں یوسف را بداں گرگاں سپردند فلک گفتہ کہ گرگاں برہ بردند

marfat.com

کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان بھیڑیا خصلت بھائیوں کے سپرد کر دیا تو آسمان بول اٹھا کہ بھیڑیوں نے ایک بکری کے معصوم بچہ کو پکڑ لیا ہے۔

قرآن مجید نے بہن اور بھائی کے مقدس اور ایمان افروز واقعہ کو نہایت ہی پرسوز انداز میں بیان فرمایا ہے۔ کہ فرعون کے ظلم و ستم اور بچوں کو قتل کر دینے کے سفاکانہ عمل کے خوف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق میں بند کر کے خداوند تعالیٰ کے حکم سے دریائے نیل کی طوفانی لہروں کے سپرد کیا۔ تو قرآن مجید کی پیاری زبان کھلی۔

سورۃ القصص، سورۃ طٰہٰ:۔ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ـــ

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا جس کا نام مریم تھا کہ اس صندوق کے پیچھے چلی جا ـــ پھر وہ دور سے اس صندوق کو دیکھتی رہی جس میں اس کا بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام بند تھے۔ اور فرعون کے تمام اراکین سلطنت نہیں جانتے تھے!

سورۃ طٰہٰ کے الفاظ یہ ہیں ـــ اِذْ تَمْشِيٓ اُخْتُكَ ـــ کہ جب چلی تیری بہن۔ حاصل کلام یہ کہ ـــ صندوق کے ساتھ ساتھ دریائے نیل کے کنارے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم رضی اللہ عنہا نہائیت ہی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں ساتھ ساتھ دوڑتی جاتی تھی

اور جب کبھی وہ صندوق دریائے نیل کی خوفناک لہروں میں ابھر آتا تو بہن کا دل خوشی سے اچھل پڑتا اور جب وہ صندوق تباہ کن تھپیڑوں میں ڈوب جاتا تو بہن کا دل بھی ڈوب جاتا تھا۔

marfat.com

مگر ــــ چونکہ اس صندوق میں اس وقت کی دنیا کا ہادی ــــ اس زمانہ کا رسول اور اللہ تعالیٰ کی تشریح، امانت تھی ــــ اس لئے

؎ تھپیڑوں پر تھپیڑے کھا رہی تھی
مگر کشتی سلامت جا رہی تھی

آخر وہ صندوق بخیر و خوبی فرعون کے شاہی محلات میں جا پہنچا۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریا سے صندوق نکلوایا ــــ اسے کھولا تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انگوٹھا چوس رہے تھے انہیں دودھ پلانے کے لئے مصر کی دایوں کو بلایا گیا۔ ہر دائی نے اپنا اپنا دودھ پیش کیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام منہ پھیر لیتے۔

القرآن ــــ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ ــــ کہ ہم نے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر مصر کی دایوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی یہ جان چکے تھے اور انہیں علم ہو چکا تھا کہ اللہ کریم نے مجھ پر مصر کی دایوں کا دودھ حرام کر دیا ہوا ہے۔

بہن مریم بھی بے تابی کی حالت میں وہاں پہنچ گئی اور اس نے جب دیکھا کہ بھائی کسی کا دودھ نہیں پیتا تو مجمع کو چیرتی ہوئی آگے بڑھی اور بولی۔

فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ــــ

کہ کیا میں تمہیں ایسے گھر والے نہ بتا دوں کہ جو تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ گھر والے اس بچہ کے خیر خواہ ہیں۔

ان سب نے بہن کی یہ بات تسلیم کر لی اور اجازت دے دی کہ کوئی ایسی دائی لا دے جس کا دودھ یہ بچہ پی لے۔

marfat.com

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن حضرت مریم پھر خوشی و مسرت کے عالم میں واپس دوڑتی ہوئی اپنی ماں کے پاس آئی ـــ اور کہا۔

بھائی کسی دائی کا دُودھ نہیں پیتا جلدی اُٹھ اور فوراً چل تاکہ میرا بھائی دُودھ پی لے کہیں ایسا نہ ہو کہ بشدّتِ پیاس سے تڑپنے لگے۔

(کنز الایمان) ـــ چنانچہ وہ اُن کی خواہش پر اپنی والدہ کو بلا لائیں ـــ حضرت موسیٰ علیہ السّلام فرعون کی گود میں تھے ـــ اور دودھ کے لیئے روتے تھے ـــ فرعون آپ کو شفقت کے ساتھ بہلا رہا تھا۔

جب آپؑ کی والدہ آئیں اور آپ نے ان کی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آگیا ـــ اور آپ نے ان کا دُودھ منہ میں لے لیا۔

فرعون نے کہا تو اس بچّہ کی کون ہے یعنی کیا لگتی ہے کہ تیرے سوا اس بچّہ نے کسی اور کے دُودھ کو منہ تک نہیں لگایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ نے جواب دیا کہ میں ایک عورت ہوں ہمیشہ پاک وصاف رہتی ہوں ـــ میرا دُودھ خوشگوار ہے اور جسم خوشبودار ہے اس لیئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہےؑ وہ اور عورتوں کا دُودھ نہیں پیتے ـــ میرا دُودھ پی لیتے ہیں۔

فرعون نے بچہ انہیں دے دیا اور دُودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزندِ ارجمند کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے دشمن اور انا ربکم الاعلیٰ ـــ کا اعلان کرنے والے فرعون کے شاہی محلات سے بچ کر اپنے گھر واپس آگئے۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس دل گداز واقعہ اور ایمان افروز قصّہ اور حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کا واپس اپنے گھر لانے کا

marfat.com

سہرا ان کی بہن مریم کے سر ہے ___ وہی اپنے پیارے بھائی کی محبت میں دیوانی ہو کر کبھی دریائے نیل کے کنارے دوڑتی پھرتی نظر آتی ہے اور کبھی بھائی کے پیار میں گم ہو کر فرعون کے شاہی محلات میں ایک دائی کا پتہ بتاتی دکھائی دیتی ہے ۔

بہت پرانا واقعہ ہے اور میں نے بھی پرانے بزرگوں سے سُنا ہے کہ ___

قتل کے ایک مقدمہ میں ایک عورت کا خاوند ۔ بھائی اور لڑکا عدالت میں پیش ہوئے جج نے اس عورت سے کہا کہ ___ میں تینوں میں سے ایک کو بری کر دیتا ہوں جس کے سر پر چاہے ہاتھ رکھ دے ۔

عورت اٹھی اور بھائی کا بازو پکڑ لیا ۔

جج نے پوچھا ___ ایسا کیوں ؟

عورت نے جواب دیا ۔

خاوند مر گیا تو اور کر لوں گی ___ لڑکا سولی چڑھ گیا تو اور پیدا کر لوں گی ۔

لیکن بھائی نہیں ملے گا ۔

نہ ماں ہے نہ باپ ۔ بھائی اب کہاں سے آئے گا ۔

جج نے اس عورت کا بھائی کے متعلق یہ حقیقت افروز بیان سنا اور اس کے جذبہ وایثار کو دیکھا تو دوسرے دو بھی بری کر دیئے ۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک رضاعی بہن شیما رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی محبت بھری اور ایمان افروز داستان بھی سنیئے ۔

کتاب الوفاء صفحہ ۱۰۷ جلد ۱ علامہ المحدث عبد الرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۶۰ ۔ الشیخ الامام العلامۃ یوسف بن اسمٰعیل انبھانی رحمۃ اللہ علیہ ۔ مدارج النبوت اردو جلد ۲ صفحہ ۸۴۸ شیخ عبد الحق دھلوی رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب حضرت حلیمہ سعدیہ کی

marfat.com

مبارک آغوش میں آئے تو حلیمہ کے گھر میں دینی و دنیا کی برکت آگئی۔ دونوں جہانوں کی رونق آگئی۔ پوری دنیا کی دولت اسے حاصل ہوگئی، سوکھی، پھنڈر اور لاغر بکریوں میں دودھ کی نہریں جاری ہوگئیں اور اس کے کھجوری چھپر کا فرشتے طواف کرنے لگے۔

حلیمہ کے اس کھجوری چھپر میں بی بی شیما بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ پیتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خونی بہن نہ ہونے کے باوجود بھی اپنے رضاعی بھائی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حسن و جمال کی متوالی اور ان کے خوبصورت رخساروں پر چمکنے والے انوار پر فریفتہ تھی اور وہ اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرنے کی خاطر اپنی گود میں لے کر فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں لوری دیتی رہتی تھی۔

هٰذَا اَخٌ لِّیْ لَمْ تَلِدْهُ اُمِّیْ

وَلَیْسَ مِنْ نَسْلِ اَبِیْ وَاُمِّیْ

یَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا

وَاَعْطِهٖ عِزًّا یَدُوْمُ اَبَدًا

کہ یہ میرے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں میری ماں نے نہیں جنا اور میری ماں کے بطن سے پیدا نہیں ہوئے

اور یہ میرے بھائی میری ماں باپ کی نسل میں سے نہیں ہیں اور اے ہمارے رب میرے بھائی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی اور زندہ رکھ اور انہیں ہمیشہ کے لیے عزت و توقیر اور احترام و وقار عطا فرما پھر ـــــ جنگ حنین میں حضرت شیما کے قبیلہ کے کچھ آدمی قیدی بن کر حضور علیہ السلام کے پاس چلے گئے قبیلے کے معزز لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر قیدیوں کو رہا کرانے کا

marfat.com

فیصلہ کیا۔

شیما کو پتہ چلا تو کہا۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔

لوگوں نے پوچھا کہ تو کیوں جائے گی اور وہاں جا کر کیا کرے گی۔

شیما نے سیّد افتخار الحسن کی زبان سے جواب دیا۔

؎ میں مسلماناں دے نبی نوں جانتی آں بڑا رحم تے کرم کمان والا
آپ بہنداکھجور دی صف اُتّے تے چادر دشمناں تھلّے وچھان والا
خالی آئے سوالی نوں موڑ دا نئیں ستھیں آپ خزانے لٹان والا
گنہگاراں دی لج اے ہتھ اوہدے روز حشر دے امت بخشان والا

لوگ ـــ مدینہ منورہ پہنچے ـــ

والیٔ دو جہان حجرۂ اقدس میں آرام فرما تھے ! دروازے پر غلام پہرہ دے رہے تھے۔

شیما اندر داخل ہونے لگی تو دربانوں نے روکا ـــ شیما نے بڑے فخر سے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا۔

وَاعْلَمُوْا اَنِّیْ اُخْتُ نَبِیِّکُمْ ـــــ کہ جان لو کہ میں تمہارے نبیؐ کی بہن ہوں۔

غلاموں نے سُنا تو دروازہ کھول دیا۔

فَلَمَّا اَتَی بِہٖ عَرَفَھَا فَاَغْنَاھَا !

شیما اندر گئی ـــ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے پہچان لیا ـــ

اپنی چادر مبارک بچھا دی اور آنکھوں سے آنسو نکل آتے ـــ اپنی رضاعی

بہن شیما کو بیٹھنے کا اشارہ کیا ——— اور پھر پوچھا!

بہن شیما کیوں آئی ہو؟

جواب دیا اپنے قبیلے کے قیدی رہا کروانے آئی ہوں!

شفیقِ اُمّت نے بہن کے سر پہ شفقت کا دستِ مبارک رکھا اور فرمایا —

بہن کوئی قاصد بھیج دینا تھا!

بہن بولی!

بچپن کے بچھڑے ہوئے تھے سوچا کہ ملاقات بھی ہو جائے گی اور قیدی بھی چھوٹ جائیں گے!

فرمایا — اس یقین کے ساتھ آئی ہو!

عرض کی — ہاں —

مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے — آواز دی اور غلاموں کو بلا کر فرمایا —

کہ — قیدیوں کے معاملات میں اس سے پہلے میں تم سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ لیکن آج میری بہن سوالی بن کر میرے دروازے پر آئی ہے کسی سے مشورہ نہیں لونگا۔

میری بہن کے تمام قیدی رہا کر دیئے جائیں!

حکم کی تعمیل ہوئی —

مدارج النبوّت کے الفاظ یہ ہیں۔

حضور علیہ السلام نے بہن شیما کو دیکھا تو فرطِ محبت میں پکار اُٹھے — مرحبا اور پھر وہ مسلمان ہو گئیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بہن کو تین غلام — دو باندیاں — پندرہ اُونٹ اور بہت سی بکریاں دے کر واپس کیا — فَاَغْنَاهَا

——— یعنی بہن کو غنی کر کے واپس کیا۔

marfat.com

حضراتِ محترم و قارئینِ کرام!

آؤ آخر میں آپ کو اسلام کی ایک عظیم ہستی اور جذبۂ ایثار سے بھرپور ایک بہن کی دردبھری داستان سناؤں جو اپنے تقدس اور شرم و حیاء کے لحاظ سے دین میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی پیاری، حوصلہ مند اور بہادر بہن تھی نام جس کا سیّدہ زینبؓ اور لقب جس کا ثانی زہرا تھا۔

وہ بہن جس نے معرکۂ حق و باطل میں کربلا کے میدان میں مجاہدانہ کردار ادا کیا اور پھر مدینہ پاک کی دیواروں سے لے کر کربلا کے ریگستان تک اور پھر کربلا سے لے کر شام کے قیدخانہ تک اپنے بھائی حسینؑ کا ساتھ دیا!

مدینہ کے گورنر ولید نے حضرت امام پاک کو دربار میں بلایا اور یزید لعین کا خط پیش کیا جس میں بیعت لینے پر زور دیا گیا تھا۔

حضرتِ حسین علیہ السلام نے خط پڑھا اور وہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کیا جواب دوں کہ نانا نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز گنبدِ خضرا سے ٹکراتی ہوئی اور مدینہ کی سدابہار فضا کو چیرتی ہوئی ان کے کانوں میں پہنچی ۔ لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ ـــــ کہ کسی گنہگار فرمانروا کی اطاعت ــ کسی عیاش حکمران کی فرمانبرداری اور کسی زانی و شرابی شہنشاہ کی قیادت مسلمانوں پر حرام ہے!

ولید نے پوچھا ــ یا امام

یزید کی بیعت ــ

فرمایا ــ نہیں!

امام عالی مقام واپس آگئے ـــــ نہیں کہہ کر!

بہن نے پوچھا ـــ

کیا بات ہوئی ؟

جواب دیا ـــ نہیں کہہ آیا ہوں !

پوچھا ـــ بہن آپ کا ارادہ کیا ہے !

جواب دیا نہیں !

فرمایا ـــ سوچ لو بہن !

بہن نے پورے وثوق ـــ پورے عزم اور پورے حوصلہ سے ۔

جواب دیا ـــ حسین تمہاری رگوں میں علی کا خون ہے اور میرے سینہ میں فاطمہ کا دودھ ہے۔

تمہارے سر پر نانے کی دستار ہے اور میرے سر پر اماں زہرہ کی چادر ہے اور ـــ اب دنیا کی کوئی طاقت ہماری نہیں کو ـــ ہاں میں تبدیل نہیں کر سکتی ـــ

اور پھر جب میدان کربلا میں حق و باطل کی جنگ ـ نیکی و بدی کی لڑائی اور ہدایت و ضلالت کے درمیان خونریزی شروع ہوئی تو یہی بہن سیدہ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا بھائی حسین کے پاس آئی۔

بھائی نے پوچھا بہن کیوں آئی ہو ؟

جواب دیا ـــ !

سوالی بن کے آئی ہوں تمنا پوری کر دینا
سخی ماں کے سخی بیٹے میری جھولی کو بھر دینا
جہاں میں بھائی بہنوں کا ہمیشہ مان رکھتے ہیں
بہن کی ہر تمنا کو عزیز ان جان رکھتے ہیں

maarifat.com

مجھے بھی آج میداں میں سخاوت کی اجازت دے

اور میرے بچوں کو بھی آقا شہادت کی اجازت دے

اور پھر بھائی کے آگے اپنے دونوں لختِ جگر عون و محمد پیش کر دیئے۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ بہن اور بھائی کا رشتہ ایک ایسا خونی رشتہ ہے کہ جس کے ہر قطرے سے محبت و پیار کی خوشبو مہکتی دکھائی دیتی ہے خلوص و ایثار کا جذبہ موجزن نظر آتا ہے۔ اور ایک دوسرے پر مرمٹنے کا غیر فانی نقش ابھر کر آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتا ہے۔

اور بہن جب محبت بھری آواز سے جب اپنے بھائی کو ویر کہہ کر بلاتی ہے تو جنّت کے حوریں بھی اس آواز پر جھوم اٹھتی ہیں اور حسرت بھری نگاہوں سے جنّت کے پھولوں کے ہار گلے میں ڈال کر پکار اٹھتی ہیں کہ ــــ کاش ہمارا بھی کوئی بھائی ہوتا۔

marfat.com

یوسف علیہ السلام پر بھائیوں کا ظلم

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۹، تفسیر نسفی جزو ۲ صفحہ ۱۶۱، تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴، احسن القصص صفحہ ۳۶، کنز الایمان

جب تک انھیں حضرت یوسف علیہ السلام نظر آتے رہے حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرتے رہے اور شفقت سے ہر ایک اپنے کندھے پر اٹھاتا رہا اور جونہی باپ کی آنکھوں سے اوجھل ہوا یوسف کو زمین پر پٹخ دیا۔ وَجَعَلَ هٰذَا اَخٌ يَضْرِبُهٗ ـــــ ہر بھائی انہیں مارنے لگا۔ فَيَسْتَغِيْثُ بِالْاٰخَرِ فَيَضْرِبُهٗ ـــــ وہ فریاد کرتے اور دوسرے کے پاس جاتے تو وہ بھی مارنا شروع کر دیتا۔

وَلَا يَرٰى فِيْهِمْ رَحِيْمًا فَضَرَبُوْهُ ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں میں سے کوئی بھی رحم کرنے والا نہ دیکھا۔ اور وہ انہیں مارتے رہے ـــــ حَتّٰى كَادُوْا يَقْتُلُوْنَهٗ ـــــ یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ انہیں قتل کر دیتے ـــــ وَهُوَ يَقُوْلُ ـــــ يَا يَعْقُوْبُ لَوْ تَعْلَمُ مَا يَصْنَعُ بِابْنِكَ

marfat.com

اور حضرت یوسف علیہ السلام فریاد کرتے، آوازیں لگاتے اور پکارتے کہ اے میرے ابا جان کاش کہ آپ جانتے کہ آپ کے بیٹے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

تفسیر مظہری کا بیان اس طرح ہے

فَالْقُوْہُ عَلَی الْاَرْضِ وَقَالُوْا یَا صَاحِبَ الرُّؤْیَا الْکَاذِبَۃِ اَیْنَ الْکَوَاکِبُ الَّتِیْ رَاَیْتَھُمْ لَکَ سَاجِدِیْنَ حَتّٰی یُخَلِّصُوْکَ مِنْ اَیْدِیْنَا۔

پس انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر پھینک دیا اور کہنے لگے — اے جھوٹی خوابیں بیان کرنے والے وہ ستارے کہاں ہیں جو تجھے سجدہ کرتے تھے — انہیں کہو کہ آج وہ تجھے ہم سے رہائی دلائیں۔

وَجَعَلَ یَبْکِیْ بُکَاءً شَدِیْدًا وَیُنَادِیْ یَا اَبَتَاہُ —— اور حضرت یوسف علیہ السلام زور سے روتے اور پکارتے کہ اے ابا جان اس دردناک منظر کو دیکھ کر یہودا کو رحم آ گیا اور دوسرے بھائیوں سے کہنے لگا کہ تم نے یہ وعدہ اور فیصلہ کیا تھا کہ اسے قتل نہیں کریں گے۔ لہٰذا قتل کے ارادہ سے باز رہو اور اسے اس اندھیرے کنوئیں میں پھینک دو۔

قَالَ قَائِلٌ مِّنْھُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ (القرآن)

جب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اسے قتل نہ کرو بلکہ اسے کسی اندھیرے کنوئیں میں پھینک دو کوئی مسافر اسے لے جائے گا۔

نام اس کا یہودا تھا۔

احسن القصص صفحہ ۳۶ — فجر و شمعون ارادا ان یقتلہ فتعلق بذیل روھیل فطرحہ وضربہ —— کہ شمعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے چھری نکال لی۔

marfat.com

حضرت یوسفؑ روبیل کے دامن سے لپٹ گئے لیکن اس نے بھی دُور پھینک دیا اور مارنے لگا اور ہر بھائی نے ایسا ہی سلوک کیا اور ظلم و ستم کی انتہا کر دی

فَضَحِکَ عِنْدَ ذَالِکَ یُوسف ـــ حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت ہنس پڑے ـــ

فَقَالَ لَہٗ یَھُوْدَا وَیْحَکَ یَا ھٰذَا اَلَیْسَ مَکَانَ الضحک ـــ یہودا نے کہا۔ اے یوسف یہ مقام ہنسنے کا نہیں ہے ـ تو کیوں ہنستا ہے ـــ

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ـــ

بَیْنِیْ وَبَیْنَ اللہِ لِی سر ـــ کہ یہ میرے اور اللہ کے درمیان ایک راز ہے ۔

جواب دیا کہ ایک دن میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ جس کے ایسے قوی ــ طاقتور اور بہادر بھائی ہوں اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا اور اس پر کوئی بھی قابو نہیں پا سکتا ۔

مطلب یہ ـــ کہ جن بھائیوں پر میں نے فخر کیا تھا ـــ بھروسہ کیا تھا اور مان کیا تھا آج وہی بھائی میرے دشمن بن گئے ہیں اور مجھے قتل کرنے لگے ہیں ۔

فلما قال ذالک وقعت الرحمۃ فِیْ قلب یَھُوْدَا ـــ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب یہ کہا تو یہودا کے دِل میں رحم پیدا ہو گیا اور یُوسف سے کہا کہ میرے دامن میں چھپ جا ـــ

میں تیرا محافظ و نگہبان ہوں ـــ

اور پھر بھائیوں سے مخاطب ہو کے کہا ـــ

اِن اردتم قتلہ فاقتلونی ـــ

marfat.com

سب نے یہودا کی بات مان لی اور اسے اندھیرے کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہوگئے۔ اور اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام قتل ہونے سے بچ گئے۔ اور ماہِ کنعان غروب ہونے سے محفوظ ہوگیا۔

مولانا عبد الرحمٰن جامی اس جانگداز حادثہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔

گہی آں بر سر دوشش گرفتے
گہی آں تنگ اندر آغوشش گرفتے

کہ جب تک بھائیوں کو حضرت یعقوب علیہ السلام نظر آتے رہے کبھی وہ یوسف کو سر اور کندھوں پر اٹھاتے اور کبھی آغوش میں لے کر پیار کرتے۔

چوں پا بر دامنِ صحرا نہادند
بر و دستِ جفا کاری کشادند

اور جب باپ آنکھوں سے غائب ہوگیا اور وہ جنگل و بیابان میں پہنچے تو یوسف پر ظلم و جفا کرنے لگے۔

ز دوشِ مرحمت بارش فگندند
میانِ خارہ و خارش فگندند

اور پھر محبت و پیار کے کندھوں سے بڑی بے رحمی سے زمین پر دے ٹپکا اور ایک سخت پتھر اور خار دار جھاڑی پر پھینک دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بلند آواز سے پکارا اور فریاد کی۔

کجائی اے پدر آخر کجائی
ز حالِ من چنیں غافل چرائی

کہ میرے ابا جان آپ کہاں ہیں اور میرے حال سے کیوں غافل ہیں

بیا بنگر مرا تا در چہ عالم — بدستِ ایں حسوداں پائمالم

marfat.com

اے ابا جان ــ آؤ اور دیکھو کہ میں کس عالم میں ہوں اور اپنے حسد کرنے والے بھائیوں کے ہاتھوں پائمال اور خستہ حال ہو رہا ہوں۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس ظلم و ستم اور المناک واقعہ کی منظر کشی اس طرح سے کرتے ہیں۔

جاں پوشیدہ ہوئے نظروں یوسف سٹیا دھرتی
تن نازک جاں ڈگا درددں کیا کہاں سر ورتی
پکڑ بھراواں مار چپیڑاں لال کیتے رخسارے
چک چک ماریا دھرتی اُتے زخم لگے تن سارے
یوسف کہندا مار و ناہیں باپ سُنے رو مرسی
رحم کرو تسیں میرے اُتے رب تساں تے کرسی

marfat.com

اندھیرا کنواں

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاَجْمَعُوا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِي غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ـــــ (القرآن)

پھر جب اسے لے گئے اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اس اندھے کنوئیں میں ڈال دیں ـــ اور ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ضرور تو انہیں ان کا کام جتا دے گا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے۔

تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ ـــ حَفَرَهٗ شَدَّاد ـــ کہ وہ کنواں شداد نے بنوایا تھا۔

احسن القصص صفحہ ۳۸ اَنَّ الْجُبَّ الَّذِيْ اُلْقِيَ فِيْهِ يُوْسُفُ حَفَرَ شَدَّادُ بْنُ عَادٍ۔

کہ وہ کنواں جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا شداد بن عاد کا تیار کردہ تھا۔

وَكَانَ يُسَمّٰى جُبُّ الْاَحْزَانِ ـــ اور اسے غموں کا کنواں کہا جاتا تھا ـــ اور یہ کنواں حضرت یعقوب علیہ السلام کی قیام گاہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔

اور یہ کنواں اُردن کے ایک جنگل میں سرِ راہ واقع تھا۔

marfat.com

بَیْنَ مدین و مصر ـــــ مدین اور مصر کے درمیان تھا۔

کنز الایمان ـــــ یہ کنواں کنعان سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حوالیِ بیت المقدس یا سرزمین اردن میں واقع تھا۔ اوپر سے اس کا منہ تنگ تھا اور اندر سے فراخ

حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور قمیص مبارک اُتار کر کنوئیں میں ڈال دیا جب وہ اس کی نصف گہرائی تک پہنچے تو رسی چھوڑ دی تاکہ آپ پانی میں گر کر ہلاک ہو جائیں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام بحکم الٰہی پہنچے اور انہوں نے آپ کو ایک پتھر پر بٹھا دیا اور آپ کے ہاتھ کھول دیئے اور حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی قمیص مبارک جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو رخصت کرتے وقت تعویذ بنا کر گلے میں پہنائی تھی اسے کھول کر آپ کو پہنا دی۔ بس پھر کیا تھا اس اندھیرے کنوئیں میں روشنی ہو گئی ـــ سبحان اللہ ـــ انبیاء علیہم السلام کے مبارک اجساد میں کیا برکت ہے کہ ایک قمیص جو بدنِ مبارک سے مَس ہوئی اس نے اندھیرے کنوئیں کو روشن کر دیا۔

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۴۹۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۹ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب انہیں کنوئیں میں ڈالنے لگے تو ـــــ فَنَزَعُوا قَمِیْصَہٗ انہوں نے قمیص مبارک اُتار لی۔ تاکہ اسے خون میں ڈبو کر باپ کو دکھائیں گے ـــ فَقَالَ لَھُمْ رُدُّوْا اِلَیَّ قَمِیْصِیْ ـــــ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میری قمیص مجھے واپس لوٹا دو کیونکہ میں نے ساری زندگی کبھی ننگا بدن نہیں کیا۔

فَقَالُوْا ادع الشَّمس وَالقَمر و الاحد عشر کوکب لتونسک ـــ وہ بولے سورج۔ چاند اور گیارہ تاروں کو بلا تاکہ تیری مدد کریں اور ہم سے تجھے چھڑا لیں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن ـــ کہتا ہے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام، حضرت

marfat.com

یعقوب علیہ السلام اور تفاسیر و احادیث کے مطابق تو گیارہ تارے یہی بھائی تھے جو آج یوسف کو ایذا و دکھ پہنچا رہے ہیں۔

اور وہ بھی جانتے تھے کہ گیارہ تارے ہم ہی ہیں۔

پھر جب وہ اسے اندھیرے کنوئیں کے قریب آگئے اور اسے کنوئیں میں ڈال دیا۔ رسی کاٹ دی۔ وَكَانَ فِى الْبِئْرِ مَاءٌ ــــ کنوئیں میں پانی تھا۔

ثُمَّ آوىٰ اِلىٰ صَخْرَةٍ فَقَامَ بِهَا ــــ پھر وہ ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قمیص مبارک جو حضرت اسحق علیہ السلام سے ہوتی ہوئی حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچی تھی۔

فَجَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْرَجَهٗ وَاَلْبَسَهٗ ــــ

پس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور وہ قمیص نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنا دی۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب اس اندھیرے کنوئیں میں گرنے لگے تو بارگاہِ ربّ العزّت میں یہ فریاد کی کہ ــــ

یا شاھدا غیر غائب ویا قریبا غیر بعید ویا غالبا غیر مغلوب اجعل لی من امری فرجا و مخرجا۔ (تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۶۵ ــــ وَكَانَ مَاؤُهٗ مِلْحًا فَعَذُبَ حِيْنَ اُلْقِيَ يُوْسُفُ فِيْهِ ــــ کہ اس اندھیرے کنوئیں کا پانی کڑوا، کھارا اور نمکین تھا لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام اس میں گئے تو ان کی برکت سے پانی میٹھا ہو گیا۔

زلعل خوش گوار و شکر آئیں — شد آں شورابہ ہمچو شہد شیریں
شد از نور رخش آں چاہ روشن — بہ چوں شب روئے زمیں از ماہ روشن

marfat.com

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے پُر لطف و پُر بہار چہرہ کے باعث اس کنوئیں کا کھارا پانی شہد کی طرح سے میٹھا ہو گیا۔ اور اُن کے رُخِ انور کے نور سے وہ اندھیرا کنواں ایسے روشن ہو گیا جیسے زمین کا خطہ چاند کی سنہری کرنوں سے روشن ہو جاتا ہے۔

برکت لب سمھ پانی شیریں ہو گیا وچہ دم دے
آب صفا پر لذت ہو یا برکت نال قدم دے
یوسف دی خوشبوئیں اس دی دور ہوئی بدبوئی
وانگ چراغ بدن دے نوروں جاگہ روشن ہوئی

وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ ـــــ اور ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ـــ اکثر علماءِ حق اور عظیم مفسّرین کرام نے اس وحی سے مراد وحیٔ نبوت لی ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس بات میں کہ یوسف علیہ السلام اس وقت بالغ تھے یا نابالغ تو ـــ بعض محققین کا کہنا ہے ـــــ كَانَ فِىْ ذَالِكَ الوقت بالغا دكان سنه سبع عشر سنته ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت بالغ تھے اور اُن کی عمر شریف سترہ سال تھی اور بعض نامور علماءِ دین کہتے ہیں ـــــ

اِنَّهٗ كَانَ صغيرالا ان الله تعالىٰ اكمل عقله وجعله صالحا لقبول الوحى والنبوته كما فى حق عيسىٰ عليه السلام ـــــ

کہ بے شک وہ نابالغ تھے لیکن اللہ تعالٰے نے ان کی عقل و فراست کو مکمل کر دیا تھا۔ اور ان میں وحی و نبوۃ کے فرائض قبول کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا کر دی ہوئی تھی ـــ جیسے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حق میں فرمایا گیا ہے۔

marfat.com

یعنی انہوں نے صغر سنی میں ہی وحی اور اپنی ماں کا اشارہ سمجھ کر مخالفین اور حضرت مریمؑ پر الزام لگانے والے یہودیوں کو فرما دیا تھا۔ انی عبد اللہ۔

اگرچہ ابھی حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا لیکن پھر بھی نبوّت کے اعلان سے پہلے ہی انہیں تسلّی دینے اور ان کے غم کا ازالہ کرنے تسکینِ قلب اور وحشت و دہشت کو دور کرنے کے لیئے وحی کے ذریعہ انہیں محبّت کا پیغام پہنچا دیا گیا۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے لیئے ہے —— وَاَوحَینَا الیٰ ام موسیٰ —— وَاوحیٰ ربک الی النحل —— اور اس وحی و پیام کو وَھُم لَا یَشعُرُونَ فرما کر پوشیدہ رکھنے کی خاص وجہ یہ تھی کہ اگر بھائیوں کو پتہ چل جاتا کہ یوسفؑ کو نبوّت عطا ہونے والی ہے اور اسے رسالت کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز کیا جائے گا تو ان میں حسد کی آگ اور بھی تیز ہو جاتی اور پھر یوسفؑ کو قتل کرنے سے باز نہ آتے۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ اس مقام پر یوں لکھتے ہیں۔

رل مل بھائیاں یوسفؑ اتوں جامے پکڑ اتارے
بدن مبارک ننگا ہویا فلک چڑھے لشکارے
ستر ڈھکاجاں ننگا یوسفؑ آہیں بھر بھر رویا
شرم زدہ ہو منتاں کردا دامن پکڑ کھلویا

اور فریاد کی —— کہ اے میرے پیارے بھائیو مجھ پر رحم کرو —— مجھے کیوں مارتے ہو —— میرا کوئی قصور بتاؤ —— میں نے ہمیشہ تمہارا ادب کیا ہے اور تمہارے ہر حکم کی تعمیل کی ہے۔

تم بڑے ہو میں چھوٹا ہوں اور معصوم ہوں اور میری ماں بھی نہیں ہے

marfat.com

مجھ پر ظلم نہ کرو اور اگر میرا باپ مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے میرے باپ سے پوچھو۔ اور خدا کے لیے میری قمیض مجھے واپس کر دو۔ کنوئیں کے پانی میں گر کر اور ڈوب کر مر جاؤں گا تو غسل تو اس پانی سے ہو جائے گا کفن کہاں سے ملے گا۔

رہنے دو میری قمیص اور واپس کر دو میری قمیص میرے کفن کے کام آئے گی۔

لیکن ان پتھر دل انسانوں میں رحم کا چراغ نہ جل سکا اور کنوئیں میں ڈال دیا اور ابھی آدھا فاصلہ پر ہی گئے تھے کہ انہوں نے رسّہ بھی کاٹ دیا۔

ادھر ان کا یہ ظلم و ستم اور ادھر اللہ کریم کا یہ لطف و کرم ایوانِ قضاء قدر سے حکم ہوا۔ یا جبریلؑ!

عرض کی۔ یا ربِ جلیل۔ جو حکم ہو گا اس کی تعمیل ہو گی۔

فرمایا۔ اٹھو اور سدرہ پر میری حمد و ثنا کا وظیفہ چھوڑ کر کنعان کے اس اندھیرے کنوئیں میں فوراً پہنچ کر میرے یوسف کو پانی میں گرنے سے پہلے اپنے پروں پر اٹھا لو۔

سُن کے حکم فرشتہ نیا سدرہ تھیں یکبارگی
اکھ جھمکن تھیں پہلے پہنچا کر کے تیز اُڈاری

حضرتِ جبریل علیہ السلام حضرتِ یوسف علیہ السلام کو پانی میں گرنے سے پہلے ہی اپنے پروں پر اٹھا لیا۔ قرآن پاک اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

واوحینا الیہ۔

قارئینِ کرام۔ غور فرمائیے۔ بے ادب اور گستاخ اور فلسفہ و مادیت کے جال میں پھنسے ہوئے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک آن

marfat.com

واحد میں عرش پر کیسے چلے گئے جب کہ وہ جسم کثیف رکھتے ہیں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن ایسے بے ہودہ قسم کے لوگوں سے پوچھتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کروڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے آنِ واحد میں سدرہ سے کنوئیں میں کیسے آ گئے جب کہ جبریل کا جسم ــ جسم لطیف ہے۔

اور پھر ان پاگلوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس جسمِ کثیف کب تھا۔

وہ تو مجسمۂ نور تھے اور نور میں کثافت کہاں ہوتی ہے اور پھر نور بھی اللہ تعالیٰ کا۔

اور پھر میں ایسے بے دین ـــ بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ـــ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر جو ایک فقیر بھی تھا اور اس کے پاس کتاب کا علم بھی تھا ـــ

سات سو میل کے فاصلہ سے بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے کیسے لے آیا؟ ـــ

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ـــ

کا جواب دیں۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ قرآنِ مجید کی اس روشن حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں

رسید از سدرہ جبریلِ امیں زود
زبا زوی وے آن تعویذ بکشود
از اں پس گفت اے مہجور و غمناک
پیامت می رساند ایزدِ پاک

marfat.com

کہ حضرت علیہ السلام سدرہ سے بہت ہی جلدی اس کنوئیں میں پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بازو سے وہ تعویذ اتار کر ان کے گلے میں ڈال دیا اور کہا کہ اے ہجر و غم کے دریا میں ڈوبے ہوئے یوسف علیہ السلام میں اللہ کریم کی طرف سے تمہارے لیے خوشی و مسرت اور کنوئیں سے نکلنے کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مردِ صالح

احسن القصص صفحہ ۳۸ — امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں قرآن مجید کے سوہنے قصہ کو اپنے قلبی واردات کی گہرائیوں سے نہ صرف تفسیر کی ہے بلکہ اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے کئی ایک حقیقت افروز نکات۔ عجیب و غریب حکایات اور دلکش و دلچسپ فکاہات سے بھی مزین کیا ہے!

مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ —

وَكَانَ فِي زَمَانِهِ رَجُلٌ صَالِحٌ يُقَالُ لَهُ يَهُودَا قَرَأَ فِي صُحُفِ شِيْثَ عَلَيْهِ السَّلَام قِصَّةَ يُوسُفَ۔

کہ اس زمانہ میں ایک درویش اور صالح مرد تھا — اور اس نے حضرتِ شیث علیہ السلام کے صحیفہ آسمانی میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مبارک پڑھا تھا —

وَكَانَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنْ قَوْمِ هُودَ النَّبِي عَلَيْهِ السَّلَام

اور مردِ درویش حضرت ہود علیہ السلام کی قوم میں سے تھا۔

marfat.com

وَكَانَ مستجاب الدعوت ____

اور اس کی دُعائیں قبول ہوتی تھیں بارگاہِ رَبُّ العِزت میں ___

جب اس نے حضرتِ یُوسف علیہ السلام کے سوہنے قصہ میں حضرت یُوسف ؑ

کا حسن وجمال پڑھا تو اللہ کریم کی بارگاہ میں اس نے یہ دُعا کی ___

اللّٰھُمَّ اِنّی اسالك ان توخرنی فِی حیَاتِی حَتّٰی اریٰ یوسف

کہ اے بارِ الٰہ جب تک میں حُسنِ یُوسف نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے ___

اور میری زندگی اس وقت تک ختم نہ ہو۔

اس مرد درویش کی یہ دُعا قبول ہوئی ___

وھتف بہ ھاتف ان امض الی الجب الذی حَضَرَ شداد بن

عاد واسکن فیہ حَتّٰی یا تیك یُوسف۔

اور ہاتفِ غیبی نے آواز دی کہ اے مردِ صالح کنعان کے اس اندھیرے

کنویں میں چلا جا جسے شداد بن عاد نے تعمیر کروایا ہوا ہے ___ اور اسی

کنویں میں اپنا بسیرا کرلے یہاں تک کہ یُوسف علیہ السلام تیرے پاس آجائیگا۔

اور اس مردِ صالح کی عمر بارہ سو سال تھی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری سن کر اس کنویں میں چلا آیا ___ اور عبادت

الٰہی میں دن رات مشغول ہو گیا ___ قدرت کی طرف سے اسے دن رات کے کھانے

کے لیئے صرف ایک انار ملتا تھا جس میں اتنی غذائیت تھی کہ وہ سیر ہو جاتا تھا۔

اور اس ظلمت کدہ یعنی اندھیرے کنویں میں اسے بتی کی ضرورت پیش نہ

آئی تھی کیونکہ قدرت کی طرف سے اس اندھیرے کنویں میں ایک روشن قندیل لٹکا

دی گئی تھی۔

فَلَمَّا بلغ یُوسف قعر الجب فھض من مکانِہٖ وضمہ الی صدرہٖ

marfat.com

اور پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کنویں کے گہراؤ میں پہنچے تو وہ مردِ صالح اپنی جگہ سے اُٹھا اور یوسفؑ کو سینے سے لگا لیا۔ اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔

یا نبی اللہ ___ اے اللہ کے نبی اور یا حبیبی ___ اور اے میرے حبیب ___ اے میرے دل کی خوشبو، اور میرے دل کے سرور اور میرے دل کے چین و قرار مدت سے اس اندھیرے کنویں میں تیرا حسن و جمال دیکھنے کی غرض سے اور تیرے دیدار کی تمنا لئے بیٹھا ہوں۔

لاتشک عن اخوتک الیٰ احد فان اللہ تعالیٰ ___

اور کسی سے اپنے بھائیوں کی شکائیت نہ کرنا۔ کیونکہ اللہ کریم نے تجھے میرے شوقِ دید کو پورا کرنے کے لیے تجھے یہاں بھیجا ہے ___ اور تیرے بھائیوں کو میری ملاقات کا سبب بنایا ہے۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن ___ کہتا ہے کہ حضرتِ آدم علیہ السّلام سے لے کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف عام انسانوں سے ہی نہیں بلکہ اپنے مقبول اور برگزیدہ بندوں اور خصوصاً انبیاء علیہم السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کئی طرح کے امتحانات میں مبتلا کر کے دیکھتا ہے۔ اور اس کے دیکھنے کے کئی رنگ ہیں۔ کئی روپ ہیں اور کئی ڈھنگ ہیں۔

وہ کبھی اپنے پہلے نبی و نائب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کی پُربہار اور مسرور کن فضاؤں میں سیر کر کے دیکھتا ہے اور کبھی تین سو سال تک رلا کر دیکھتا ہے! اور کبھی حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کو آتشِ نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈال کر دیکھتا ہے اور کبھی اُنہیں شعلوں کو نرگس کے پھولوں کا گلستان بنا کر دیکھتا ہے۔

marfat.com

اور کبھی وہ حضرتِ امام حسین علیہ السلام کو فاطمہ رض کا پاکیزہ دودھ پلا کر دیکھتا ہے اور کبھی اُن کے سرِ اقدس کو نیزے پر چڑھا کے دیکھتا ہے۔

اور وہ کبھی اپنے محبوب پاک علیہ السلام کو غارِ ثور میں چھپا کر دیکھتا ہے۔ کبھی میدانِ اُحد میں دانت تڑوا کے دیکھتا ہے اور کبھی شبِ اسریٰ میں عرش پر بُلا کے دیکھتا ہے۔

اسی طرح وہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کو کبھی کنعان کے اندھیرے کنوئیں میں ڈلوا کے دیکھتا ہے۔ کبھی چند کھوٹے سکّوں کے عوض بِکا کے دیکھتا ہے اور پھر کبھی یوسف کو مصر کے سنہری تخت پر بٹھا کے دیکھتا ہے۔

حضراتِ گرامی! — یہ قدرت کی ایک کرشمہ سازی ہے ورنہ کہاں کنعان کا اندھیرا کنواں اور کہاں مصر کا سنہری تخت۔

احسن القصص صفحہ ۳۵۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک لطیف سا نکتہ بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے اور سننے والے اہلِ ایمان کے لئے تو نہ مٹنے والا ایک خوبصورت نقش ہے اور اہلِ کفر کے لیے عبرت آموز سبق!

اجتمع اھل نوح علیٰ قتلِہٖ ففرق اللہ تعالیٰ جمعھم۔

کہ حضرتِ نوح علیہ السلام کی قوم جب انہیں قتل کرنے پر متفق و آمادہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو درہم برہم کر دیا۔

واجتمع آلِ نمرود علیٰ قتلِ ابراھیم ففرق اللہ جمعھم۔

کہ نمرود اور اس کی رعیّت نے جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا تو اللہ کریم نے انہیں بھی منتشر کر دیا۔

وَاجتمع آلِ فرعون علیٰ قتل موسیٰ ففرق اللہ تعالیٰ جمعھم

کہ فرعون اور اس کی قوم نے جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینے کا

marfat.com

متفقہ فیصلہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں تفرقہ ڈال دیا۔

اور جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے فیصلہ کیا تو اللہ کریم نے انہیں بھی درہم برہم کر دیا۔

وَاجتمع اھل مکۃ علی قتل محمّد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ففر اللّٰہ تعالیٰ جمعھم ـــــ

اور جب اہلِ مکہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اہلِ مکہ کو بھی باز رکھا۔

وَانت کذا یا مومن اِذا جمعت الشیاطین علیک ففرق اللّٰہ تعالیٰ ـــــ اور اسی طرح اے مردِ مومن جب شیاطین کے گروہ تجھے بہکانے اور گمراہ کرنے پر جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ کریم شیطاطین کی اس جماعت کو پراگندہ و متفرق کر دیتا ہے!

جیسا کہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ میرے مخلص بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چل سکتا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن ـ کہتا ہے کہ مذکورہ انبیاء علیہم السلام کو دشمنوں کے ارادہ قتل سے محفوظ رکھنے کا طریقہ کار اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار فرمایا ـــــ

کہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی کے ذریعہ عظیم طوفان سے بچایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کو ٹھنڈا کر کے اور پھولوں کی گلزار بنا کر جلنے سے محفوظ رکھا ـــــ

اور ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے نرغہ سے ایک مکان کی چھت پھاڑ کر انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔

marfat.com

اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کا ارادہ کر کے آنے اور مکان کا محاصرہ کرنے والوں کو سورۃ یٰسین کی ایک پھونک پریشان کر دیا اور والئی دوجہان علیہ السلام کو حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں مدینہ پہنچا دیا۔

وَیَا اَھْلَ مَکَّۃَ لَیْسَ لَکُمْ عَلٰی قَتْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبِیْلٌ فَاِنَّہٗ نَبِیٌّ ــــ وَرَسُوْلٌ وَّحَبِیْبِیْ۔

اور اہلِ مکہ تم میرے محبوب کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ میرا نبی ہے ــ رسول اور میرا حبیب ہے۔

ویا شمعُوْن لیس لک علیٰ قتل یُوسف سبیل فانہ نبی ــــ

اور اے شمعون تو بھی یوسف کو قتل نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ میرا نبی ہے۔

وابلیس لیس لک علیٰ ضلال المومنِیْن سبیل فانھم اولیائی ــــ

اور اے شیطان تو بھی اہلِ ایمان کو گمراہ نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ میرے دوست ہیں۔

سوال :۔ دیوبندی حضرات کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میرا بیٹا یوسف کنویں میں ہے تو اسے وہاں سے نکال لیتے!

جواب :۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۱ ــ انہ کان عالما بانہ حی! ــــ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے، اور حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا دو طرح سے تھا ــــ

ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے اور نبی اللہ کریم کی طرف سے عطا کردہ علم کا عالم ہوتا ہے۔

marfat.com

دوسری — یہ — کہ ان کے اپنے قول کے مطابق کہ یوسف علیہ السلام پر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔

مثلاً — یجتبیک ربك ویعلمك من تاویل الاحادیث ویتم نعمته علیك —

کہ رب تعالیٰ تجھے نبوت و رسالت کے لیے چن لے گا اور تجھے خواب کی تعبیروں کا علم سکھائے گا۔

تو حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ جب تک میرے بیٹے یوسف علیہ السلام پر یہ دونوں فرائض منصبی عطا نہیں ہو جاتے اسے موت نہیں آئے گی اور وہ زندہ رہے گا۔

کیوں کہ قرآنِ مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے تین الفاظ کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں بیان فرماتے اور انہیں الفاظ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے نبوت و رسالت کی خوش خبری اور نشان دہی کی گئی ہے۔

یجتبیك ربك — ای بالنبوۃ

ویعلمك من تاویل الاحادیث — المراد منه تعبیر الرویاء

یا — تاویل الاحادیث فی کتب اللہ تعالیٰ والاخبار المرویۃ عن الانبیاء المتقدمین۔

یا — الاحادیث جمیع حدیث — الحوادث الی قدرۃ اللہ تعالیٰ —

اے میرے بیٹے یوسف — تیرا رب تجھے نبوت کیلئے چن لے گا! تاویل الاحادیث

marfat.com

سے مراد تمام آسمانی کتابوں میں جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے حالات وواقعات جو بیان کیے گئے ہیں اور وہ خبریں جو دن رات چلتی رہتی ہیں ان کی خبر۔

اور یا زمانہ تک کے وہ حوادث جو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں ان کا پتہ بتایا۔

ویتم نعمتہ علیک ـــ النعمتہ ھھنا با النبوۃ ـــ کہ اس نعمت سے مراد یہاں نبوت ہی ہے۔

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ امام جاد اللہ زمخشری ـــ عَلِمَ یَعْقُوْبُ اَنَّ یُوْسُفَ یَکُوْنُ نَبِیًّا ـــ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا بیٹا یوسف نبی ہوگا۔

تفسیر نسفی جز ۳ صفحہ ۱۶۲ ـــ عَلِمَ یَعْقُوْبُ اَنَّ یُوْسُفَ یَکُوْنُ نَبِیًّا۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۲ ـــ یجتبیک ربک ـــ ای لِلنّبوّۃ وَ الْمُلْکِ ـــ وَالاُمُوْر العظام ـــ کہ اللہ کریم تجھے نبوت۔ بادشاہت اور عظیم کارناموں کے لیے چن لے گا۔

ویتم نِعمتہ علیک ـــ بالنُبوّۃ ـــ اس نعمت سے مراد بھی نبوت ہے۔

تفسیر روح البیان صفحہ ۲۰۹ وصفحہ ۲۱۵ ـــ یجتبیک ویصطفیک ـــ لما ھو اعظم منھا کا النبوۃ بنعمتہ بالیضم الیٰ النبُوّۃ۔ یعنی تیرا رب تجھے نبوت کے لیے چن لے گا۔

مذکورہ بالا مستند تفسیروں کے علاوہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کے نبوت کے اعلیٰ منصب پہ فائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں نبی ہونے کا

marfat.com

لفظ ادا ہوا ہے۔

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۷۹ عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس اکرم ـــــ قال اکرمھم عند اللہ اتقاکم ـــــ قالوا لیس عن ھذا نسالک ـ قال فاکرم الناس یوسف نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ

کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا گیا کہ۔ انسانوں میں سے زیادہ عزت وتکریم والا کون سا انسان ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زیادہ متقی و پرہیز گار ہو

عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ایسے ہی آپ سے نہیں پوچھا یعنی ہمارا سوال عام لوگوں کے متعلق نہیں ہے۔

تو پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

سب سے زیادہ تکریم و عزت والے حضرتِ یوسف علیہ السلام ہیں۔ جو اللہ کے ب اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں۔ اللہ کے نبی کے بیٹے کے بیٹے ہیں اور اللہ کے خلیل کے بیٹے ہیں۔

ان احادیث وتفاسیر سے جب پتہ چل گیا کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام نبوت ورسالت کے عظیم منصب پر فائز ہونے والے تھے اور انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم عطا ہونے والا تھا اور ان پر اللہ کی بارہا نعمتوں کا اتمام ہونے والا تھا اور حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام پر ہونے والے انعامات کا پوری طرح یقین تھا۔ اور یوسف علیہ السلام پر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا اس لیے حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ یوسف کنوئیں میں ہے۔

اور نکالا اس لیئے نہیں کہ دوبارہ پھر حضرت یوسف علیہ السلام پر اس کے بھائی ظلم و

marfat.com

ستم اور جبر و تشدد کریں گے اس لیئے کہ وہ کنویں میں ہی رہے تو اچھا ہے۔

اور انہیں اللہ کریم کے ان وعدوں پر یقین تھا کہ جب تک یُوسف کو منصب نبوت سے سرفراز نہیں کیا جاتا اور جب تک اسے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا نہیں کیا جاتا اور جب تک یُوسف پر نعمتوں کا پُورا اہتمام نہیں کر دیا جاتا اللہ کریم خود اس کی حفاظت و نگہداشت کرے گا۔

وَکَذٰالِکَ کَانَ عَالِمًا بِاِبْنِہٖ حَیٌّ سَلِیْمٌ ۔۔۔

اور ان مذکورہ وجوہات کی بناء پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا بیٹا یوسف صحیح سلامت ہے!

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۲ وھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔۔۔ کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی اس وحی الٰہی کو نہیں جانتے تھے اور کنویں میں جو وَاَوْحینا الیہ ہوا یوسف پر اس وحی الٰہی کو بھائیوں سے پوشیدہ رکھنے میں یہ فائدہ حاصل ہے ۔۔۔ لو انھم عرفوہ فربما ازداد حسدھم فکانوا لیقصدون قتلہ ۔۔۔ اگر وہ جان جاتے ہیں یوسف نبی بننے والا ہے تو ضرور اس کے قتل کا قصد کرتے!

کنز الایمان، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔ یجتبیک ربک ۔ ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک ۔۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی بندے کو برگزیدہ کر لینا یعنی چن لینا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی بندے کو فیض ربانی کے ساتھ ساتھ مخصوص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات و کمالات بے سعی و محنت حاصل ہوں یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اور انکی بدولت انکے مقربین و صدیقین شہداء و صالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کیئے جاتے ہیں۔

علم و حکمت عطا کریگا اور کتب سابقہ اور احادیث انبیاء کے غوامض کشف فرمائیگا۔

نبوت عطا فرما کر جو اعلیٰ منصب میں سے ہے۔

marfat.com

خون آلود قمیص

القرآن۔ سورۃ یوسف۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی رات کو عشا کے وقت روتے ہوئے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آئے۔ اور باپ سے کہا کہ ہم تیراندازی کرتے یا دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں دور نکل گئے تھے اور یوسف کو سامان کی حفاظت کے لیے سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے ۔ فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۔ پس اسے یعنی یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔

اور آپ ہماری بات پر یقین نہیں کریں گے چاہے ہم سچے ہوں۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک پر جھوٹا خون لگا لائے۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کی اس بے معنی اور بے مقصد گفتگو کے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ سب کچھ تمہاری کہانی من گھڑت ہے بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے لیئے بنالی ہے۔

تشریح ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۱۔ تفسیر الکشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۱۔ تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۶۵۔ احسن القصص صفحہ ۴۸۔ ۴۹۔ کنز الایمان صفحہ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۶

حضرت یوسف علیہ السلام کنعان کے اس اندھیرے کنویں میں تین دن تک رہے اور ان کا بھائی یہودا ان کے لیئے چوری کھانا لاتا۔ چوری اس لیئے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر میری اس رحم دلی کا دوسرے بھائیوں کو پتہ چل گیا تو پھر میری خیر نہیں۔

کیونکہ دوسرے بھائیوں کے دلوں میں حسد و بغض کی آگ اتنی بھڑک چکی تھی اور

marfat.com

یُوسف کے خلاف اتنی نفرت و عداوت پیدا ہو چکی تھی کہ یوسف کی حمایت و اعانت کسی صُورت میں بھی انہیں قبول نہیں تھی۔

اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ روانہ کر کے خود کنعان شہر کے دروازہ پہ انتظار میں کھڑے رہے۔

اور ادھر بھائیوں نے انہم ذبحوا سخلۃ ولطخو بدمہا و ذلّ عنہم ان یمزقوہ ــــ

کہ انہوں نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک رنگین کی اور ڈبوئی ـ لیکن وہ قمیص کو پھاڑنا بھول گئے !

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ قرآن مجید کے اس غمگین لمحات کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ؎

رات پئی سب روندے پٹدے گھر دی طرف سدھائے
بیٹھا باپ اڈیکے اُگے دِل وِچہ شوق سوائے

کہ میرا یوسف بھائیوں کے ساتھ ہنستا کودتا شکار کھیل کر، تیر اندازی کر کے اور سیر سے خوش ہو کر واپس آتے گا۔

مگر جب انھوں نے بیٹوں کی آہ وزاری اور چیخ وپکار کی آواز سنی تو گھبرا کے اٹھے اور انتہائی بے چینی، بے قراری اور پریشانی کے عالم میں دروازہ سے آگے چلے گئے۔ اور سمجھ گئے کہ ہجر و فراق کا طویل سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور بیٹوں کا حسد اور مکر و فریب اپنا کام کر گیا ہے جس کی وجہ سے اب مجھے کئی سال تک یوسف کے وچھوڑے میں رونا پڑے گا۔

بیٹے قریب آتے ـ تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اپنا محبوب بیٹا۔ نورِ نظر بیٹا۔ لختِ جگر بیٹا۔ دل کا قرار بیٹا اور ضعیفی کا سہارا بیٹا یوسف بھائیوں میں نظر نہ

marfat.com

نہ آیا تو ـــ پوچھا ـــ اَینَ یُوسُف ـــ کہ میرا یوسف کہاں ہے ؟

مولوی غلام رسول ؒ اپنے الفاظ میں اسے یوں لکھتے ہیں۔

کہ ـــ یوسف کتھے دسدے ناہیں میرا نور خزانہ

وچ تساں او شمع نئیں دسدی دِل جِسدا پروانہ

اور پریشان ہو کر پوچھا۔

مَا لَکُمْ یَا بَنِیَّ ـــ کہ اے میرے بیٹو تمہیں کیا ہوا اور تم روتے کیوں ہو۔

ھَلْ اَصَابَکُمْ فِی غَنَمِکُمْ شَیئٌ ـــ کیا تمہاری بکریوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔

وَمَا فَعَلَ یُوسُف ـــ اور میرے بیٹے یوسف کے ساتھ کیا ہوا ہے ؟ ـــ

تو بیٹوں نے باپ کے سوالات کا ایک ہی جواب دیا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے

وَلَمَّا سَمِعَ بِخَبَرِ یُوسُفَ صَاحَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ ـــ

کہ جب حضرت یوسف علیہ السّلام کے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ المناک خبر سنی تو بلند آواز سے رونا شروع کر دیا۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ پوچھنا کہ کیا تمہاری بکریوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے بیٹوں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ میں جانتا ہوں کہ تم یوسف کی قمیص بکری کے خون سے رنگین کر کے لائے ہو۔ تم کہتے ہو نہیں ـــ حالانکہ نقصان تو ہوا ـــ

فَقَالَ اَیْنَ الْقَمِیْصُ ـــ فرمایا وہ خون میں ڈوبی ہوئی قمیص کہاں ہے ؟

بیٹوں کے پیش کر دی ـــ

فَاَخَذَہٗ وَاَلْقَاہُ عَلٰی وَجْھِہٖ وَبَکٰی حَتّٰی تَخَضَّبَ وَجْھُہٗ بِدَمِ الْقَمِیْصِ ـــ

marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام اس قمیص کو پکڑ کر اپنے چہرہ پر رکھی اور رو دیئے، یہاں تک کہ ان کا چہرہ مبارک قمیص پر لگے ہوئے خون سے رنگین ہو گیا اور بول اٹھے

تاﷲ مارأیت کالیوم ذئبا احلم من ھذا اکل ابنی ولم یمزق قمیصہ ـــــ

کہ اللہ کی قسم ہے میں نے آج سے پہلے کوئی ایسا رحیم بھیڑیا نہیں دیکھا کہ جس نے میرے بیٹے یوسف کو تو کھا لیا مگر اس کی قمیص نہیں پھاڑی

اس درد بھرے الفاظ کو جناب دائم اقبال مرحوم اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ہتھ پکڑ قمیص رنگدار خونی نبی سچ دا قول پکار دا اے
خون اپنا خون پچھان لیندا ایہہ خون نئیں یوسف دلدار دا اے
اوہ گرگ وی کیڈا رحیم ہیسی جامہ نال پیار اتار دا اے
کھا گیا یوسف سر پیر تائیں ایپر کرتے نوں دند نہ مار دا اے
پچیرے بدن تے لوے بچا کرتہ ایہہ کم نئیں گرگ خونخوار دا اے
مینوں مکرسازی نظر آندی اے تے فریب کے فریب کا دا اے

مولوی غلام رسول مرحوم اس پرسوز واقعہ کو یوں لکھتے ہیں:۔

کھول قمیص کہے فرزنداں پیغمبر کنعانی
تسی کہو بگھیاڑے کھادا پتر میرا نورانی
کھول قمیص ڈٹھا ایس سارا دل پئی حیرانی
سچ کہو کی بھیت نیارا اس وچ نئیں نشانی
نہ پیراہن خاک آلودہ نہ پھٹیا وچہ دندان
کیڈک گرگ پیارا اسدا نبی کہے فرزنداں

marfat.com

تن یوسف دے زخم نہ لایا نہ وچہ خاک رُلایا

لاہ کُرتہ لے گیا وچہ جنگل بھیر کس رنگ چڑھایا

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ احسن القصص صفحہ ۴۸ میں اس اندوہناک حادثہ کو تفصیل کے ساتھ یوں رقم طراز ہیں۔

فاخذ یعقوب القمیص وبکٰی حین راٰء علیہ الدم فلما قلبہ ضحک

حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی خون مکر میں ڈوبی ہوئی قمیص پکڑلی اور جب اس پر خون لگا ہوا دیکھا تو رونے لگے۔ مگر جب انھوں نے قمیص کو الٹ پلٹ کیا تو ہنسنے لگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ حقیقت افروز اور معنی خیز حرکت دیکھ کر بیٹوں نے حیران ہو کر کہا۔

کہ۔ اے اباجان، ایک ہی وقت میں رونا اور پھر اسی وقت میں ہنسنا دیوانوں کا کام ہے نعوذ باللہ، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ۔ جب میں نے قمیص خون آلود دیکھی تو میں نے گمان کیا کہ بھیڑیا واقعی یوسف کو کھا گیا ہے تو مجھے رونا آگیا، لیکن جب میں نے دیکھا کہ کرتہ صحیح سلامت ہے تو میں سمجھ گیا کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے اس لیے کہ اگر بھیڑیا اسے کھاتا تو کرتہ ضرور پھٹا ہوا ہوتا۔

قَالُوا یا اَبانا انا ناتی بذالك الذئب ـــ بیٹوں نے جواب اے ہمارے باپ ہم آپ کو یقین دلانے کے لیے وہ بھیڑیا پکڑ کرلے آتے ہیں۔

قالُو نعم ـــ فرمایا ہاں ـــ ٹھیک ہے وہ بھیڑیا ضرور لاؤ۔

بیٹے جنگل میں گئے ـــ واصطادوا ذئباً ضعیفاً وکسروا ثنایا ـــ اور وہاں سے ایک بوڑھا سا بھیڑیا پکڑ لائے اور اس کے دانت توڑ ڈالے تاکہ باپ کو یقین ہو جاتے کہ اس بھیڑیئے نے ضرور میرے یوسف کو کھایا ہے کیوں کہ اس کے

marfat.com

دانت ٹوٹے ہوئے ہیں۔

قارئین کرام ۔ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھو تمام بھائی اللہ کے عظیم نبی کے بیٹے ہیں اور عقل و ہوش رکھتے ہیں ۔ جوان اور بہادر ہیں اور وہ اس سے پہلے شرافت اور انسانیت کے جوہر سے بھرپور تھے لیکن اپنے ہی ایک ایسے بھائی کے خلاف حسد و بغض کے باعث عداوت و نفرت کے پتلے بن گئے جو دوسری ماں سے تھا اور حسن و جمال میں بے مثال تھا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ وہ نبی بننے والا تھا اور اسے اللہ کی طرف سے ہزاروں انعامات و تجربات اور علم کتب سابقہ کے علوم عطا ہونے کے ساتھ پہلے انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا جانا ہے ۔ اس لئے ہر مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان پر حسد نہ کرنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خود ہی اس آگ میں جل جائے اور دوسری ماں کے بطن سے جنم لینے والے بھائی پر بھی محبت و شفقت کا ہاتھ رکھنا چاہیئے اور پھر جو چھوٹا بھی ہو اور حسین و جمیل بھی اور فرمانبردار بھی ہو اور اطاعت گزار بھی ایسے بھائی پر تو لطف و کرم کی بارش کر دینی چاہیئے اس لیئے کہ دوسری ماں کے بطن کو نہ دیکھا جائے اپنے باپ کے خون پر نظر رکھی جائے۔

marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھیڑیئے کی گفتگو

تفسیر کنز الایمان۔ نزہت المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۵۱۔ احسن القصص صفحہ ۴۹ تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۲۔

جب بھیڑیئے کو زنجیروں سے باندھ کر بیٹوں نے باپ کے سامنے کر دیا ــــ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

یا ایھا الذئب بئسما فعلت حیث اکلت وجھا کالبدر المنیر ــــ کہ اے بھیڑیئے تو نے میرے چودھویں رات جیسے چہرہ والے یوسف کو کھا کر بہت بُرا کیا ہے!

مارحمت علی ذالک الصغیر

تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا

وما اشفقت علی الشیخ الکبیر

اور تجھے میرے بڑھاپے کا خیال نہ آیا۔

فانطقھم اللہ تعالیٰ لسان الذئب ــــ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ــــ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بھیڑیئے کو قوتِ گویائی عطا ہو گئی۔

قال انت اکلت یوسف ـ قال ـ لا

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا ــــ تو نے میرے بیٹے یوسف کو کھایا ہے۔ بھیڑیئے نے زبان کھولی اور جواب دیا

نہیں ـ میں نے تو نہیں کھایا۔

marfat.com

قَالَ فَاَخۡبَرَنِیۡ اَوۡلَادِیۡ ـــــ

فرمایا۔ میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے۔

قال ۔ لا ۔ بھیڑیئے نے عرض کی ۔ آپ کی اولاد جھوٹ کہتی ہے۔

قال ۔ وَلِمَ قَالَ ـــ فرمایا تیرے نہ کھانے کی دلیل!

قَالَ ـــ لِاَنَّ الۡکَلَامَ الذِّئۡبِ کَرَامَۃٌ وَالۡعَاصِیۡ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِھَا

بھیڑیئے نے ایک محققانہ اور ایمان افروز جواب دیا کہ بھیڑیئے کا کلام کرنا کرامت ہے اور کسی درندے کا کسی انسان کے بچے کا بدن کھانا گناہ اور ظلم ہے اور ظالم اور گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی ۔ اور اگر میں نے یوسف کو کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی ۔

وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ لُحُوۡمُ الۡاَنۡبِیَاءِ حَرَامٌ عَلَیۡنَا ـــ

اور بھیڑیئے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کہی اور پھر یہ بھی جواب دیا کہ ہم پر انبیاء کے بدن مبارک کو کھانا حرام ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر پوچھا۔

مِنۡ اَیۡنَ اَنۡتَ ـــ کہ تو کہاں سے آیا ہے ـــ یا تو کہاں رہتا ہے۔

قَالَ ـــ مِنۡ مَصۡرٍ جِئۡتُ اَطۡلُبُ اَخًا لِیۡ بِاَرۡضِ الشَّامِ ـــ بھیڑیئے نے جواب دیا ۔ کہ میں مصر سے آرہا ہوں اور سرزمین شام جارہا ہوں ۔ اپنے بھائی کی تلاش میں ۔

اور مجھے بھیڑیوں نے خبر دی ہے کہ میرے بھائی کی وہاں کے بادشاہ نے پکڑ لیا ہے اور کل اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ولی سبعۃ عشر یومًا لَمۡ اکل شیئًا ـــ مجھے آج سترہ دن ہو گئے ہیں بھائی کی رہائی کے لیئے سفر کر رہا ہوں اور اتنے دنوں میں میں نے کوئی شے

marfat.com

نہیں کھاتی۔

پوچھا۔ اے بھیڑیئے تجھے میرے یوسف کی کوئی خبر ہے

جواب دیا ہاں۔

فرمایا۔ اَخْبِرْنِی بِہٖ ۔ کہ مجھے اس کی خبر دے دو۔

قَالَ ۔ النَّمَّامُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ ۔ جواب دیا کہ میں چغلخور نہیں ہوں۔ اور چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

قال ۔ فانا الشفع فِی اخیک عند الملک ۔ فرمایا۔ میں تیرے بھائی کی رہائی کیلئے بادشاہ سے سفارش کروں گا۔

قال ۔ وانا اسال ربک ان یجمع بینک وبین یوسف ۔ بھیڑیئے نے کہا۔ کہ میں بھی آپ کے رب سے سوال کرونگا کہ آپ کا اور آپ کے بیٹے یوسف کا ملاپ ہو جائے۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۸ میں یہ مضمون کچھ اس طرح ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خون آلود قمیص دیکھی۔

وجعل یقلبہ فرای اثر الدم ولا یری فیہ شقاً ولا خرقاً ۔ اور پھر قمیص کو اُلٹ پلٹ کرکے اور پھول پھال کے دیکھا تو اس پہ خون کے دھبے تو نظر آئے لیکن اسے پھٹا ہوا کسی حصہ میں نہ دیکھا۔

اور فرمایا۔ اے میرے بیٹو

واللہ ما ابصرت الذئب حلیماً اذا کل ابنی وابقی قمیصہ۔

اللہ کی قسم ہے میں نے آج تک ایسا حلیم و رحم دل بھیڑیا نہیں دیکھا جو میرے بیٹے کو تو کھا گیا اور قمیص کو باقی رکھا۔

بیٹے۔ بھیڑیئے کو لے آئے اور باپ سے کہا۔ ھٰذا الذّی اکلہ ۔ کہ

ہے وہ بھیڑیا جس نے یوسفؑ کو کھایا ہے ۔

حضرتِ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

یا ذئبُ ءانت اکلت ولدی وشمرۃ فوادی ۔۔۔ کہ اے بھیڑیئے کیا تو نے میرے بیٹے یوسفؑ کو کھایا ہے ۔۔۔ بھیڑیئے کو قدرت نے قوتِ گویائی عطا کر دی تو اس نے جواب دیا۔

تَاللّٰہِ مَا رَأَیتُ وَجھہٗ اِبنکَ قط ۔۔۔ کہ قسم ہے اللہ کی میں نے تو آپ کے بیٹے یوسفؑ کی آج تک صورت تک نہیں دیکھی۔

قارئین کرام صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ بھیڑیئے نے تین جواب دیئے اور تینوں ہی حقائق پر مبنی ہیں!

پہلا ۔۔۔ لحوم الانبیاء علینا حرام ۔۔۔ کہ ہم پر انبیاء علیہم السلام کا بدن مبارک ہے۔

مولوی غلام رسول مرحوم نے پنجابی زبان کا رنگ دیکر ادبی رنگینی پیدا کر دی ہے ۔ کہ

آتش، آب درندیاں ہر شے مڈھوں حکم ربانان
پیغمبر دا بدن مبارک دوانتیں اساں کھانان

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ مولوی غلام رسول صاحب نے بھیڑیئے کی ترجمانی خوب کی ہے۔

کیونکہ ۔۔۔ اگر آگ پر کسی نبی کے بدن کو جلانا حلال و جائز ہوتا تو حضرتِ ابراہیم علیہ السلام پر آتشِ نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلے خوبصورت پھولوں کی گلزار نہ بن جاتے اور اگر پانی پر نبی کے بدن کو ڈبونا جائز ہوتا تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی دریائے نیل کی طوفانی موجوں سے نکل کر فرعون کے شاہی محلات میں نہ

marfat.com

پہنچ جاتے ۔

اور اگر جنگل کے درندوں پر نبی کے بدن مبارک کو کھانا درست ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے تخت و تاج کے وارث نہ بنتے ۔

اور آتش ۔ آب اور درندے تو در ہے ایک طرف انبیاء کرام تو جس مٹی میں دفن ہوتے ہیں وہ مٹی انہیں نہیں کھاتی ۔

جیسا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

مشکوٰۃ شریف ـــــ ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی فیرزق ـــــ کہ تحقیق اللہ کریم نے مٹی پر انبیاء کے جسم مبارک کو حرام کر رکھا ہے ۔ یعنی مٹی نبی کے بدن پاک کو نہیں کھاتی ـــــ اسی لئے ہر نبی اپنی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے

دوسرا ـــــ میں اپنے بھائی کی رہائی کے لیئے مصر سے شام جا رہا ہوں ۔

بھیڑیئے کے اس جواب میں کتنا درد ہے اور کتنا سوز ہے اور اپنی نسل کے بھیڑیئے اور جنگل کے درندے بھی ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے بھیڑیئے کو قید سے رہائی دلانے کی کوشش میں مصر سے شام کا طویل سفر کیا جاتا ہے اور سترہ دنوں سے کچھ کھاتا نہیں ۔

لیکن یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ جنگل کے درندے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر جنہیں قرآن مجید نے بھائی بھائی فرمایا ہے یعنی ۔

انما المومنون اخوۃ ـــــ یہ ایک دوسرے کے دشمن ہو چکے ہیں ـــــ کسی کو قتل کیا جا رہا ہے اور کسی مسلمان پر گولیوں کا مینہ برسایا جا رہا ہے اور کسی مسلمان کا گھر لوٹا جا رہا ہے اور کسی مسلمان کے گھر کو جلایا جا رہا ہے ۔

اور سچ تو یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے دل پتھر ہو چکے ہیں ۔ سینے سیاہ ہو چکے

marfat.com

ہیں اور ان کے جسم چٹان بن چکے ہیں ۔ رحم کا نام ونشان مٹ چکا ہے محبت کی دولت لٹ چکی ہے۔ انس کی چادر پھٹ چکی ہے اور ایک دوسرے سے پیار اور اُلفت کا جذبہ فنا ہو چکا ہے اور ہمدردی وخیر خواہی کا جوہر ختم ہو چکا ہے ! شیر جنگل کا خونخوار درندہ ہے مگر دوسرے شیر کا گوشت نہیں کھاتا ۔ بھیڑیا بیابان کا خوفناک درندہ ہے لیکن دوسرے بھیڑئیے کا خون نہیں پیتا ۔

شیر اور بھیڑیا تو ایک طرف ۔ ایک کتا دوسرے کتے کے بدن کو نہیں کھاتا ۔ مگر ایک انسان اور پھر مسلمان رشوت کے ذریعہ خون پی رہا ہے اور کہیں اشیاء میں ملاوٹ کر کے دوسرے مسلمان بھائی کا گوشت کھا رہا ہے غرضیکہ آپس میں خون خرابہ ۔ قتل وغارت لوٹ کھسوٹ ۔ مار دھاڑ اور نفرت وعداوت جیسے سنگین جرائم مسلمانوں کا شیوہ بن چکے ہیں ایسے مسلمانوں سے جنگل کے درندے اچھے ہیں ۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سلوک ، اتحاد اور اتفاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۲۸ احمد و ابو داؤد شریف کے حوالہ سے ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث فمن ھجر فوق ثلاث فمات دخل النار ۔ کہ ایک مسلمان کے لیے یہ حلال یعنی جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے اپنے مسلمان بھائی پر تین دن سے زیادہ ناراض اور علیحدہ رہے ۔ اور جس نے ایسا کیا اور مرگیا تو وہ دوزخ کی آگ میں جائے گا ۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۲ مسلم اور بخاری کے حوالہ سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ المسلم اخو المسلم لا یظلمہ وَلا یُسلِمُہ ۔ اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرے اور نہ ہی اسے ذلیل کرے ۔

marfat.com

ومن کان فی حاجتہ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ـــــ اور جو مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت وضرورت پوری کرے گا اللہ کریم اس کی حاجت وضرورت پوری کرتا رہے گا۔

اور جس مسلمان نے کسی دوسرے مسلمان کی کوئی مشکل حل کی اللہ کریم قیامت کے دن اس کی مشکلات آسان کردیگا۔

ومن ستر مسلما ستر اللہ یوم القیامۃ ـــــ اور جس مسلمان نے کسی دوسرے مسلمان کی پردہ پوشی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا۔

قرآن وحدیث کے ان روشن دلائل اور اس درس کے بعد بھی مسلمانوں کے دلوں میں دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی وخیرخواہی اور محبت والفت اور جذبہ وایثار کا جوہر پیدا نہیں ہوتا تو پھر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آج کے مسلمانوں سے جنگل کے درندے اچھے ہیں۔

تیسرا ـــــ کہ میں چغلخور نہیں ہوں اور چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
بھیڑیئے کا یہ کہنا بھی قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔

قرآن مجید۔ سورۃ الحجرات ـ لا یغتب بعضکم بعضا ـــــ کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو یعنی چغلی نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ جرم ایک دوسرے مسلمان بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۱۵ حضرت ابی سعید وجابر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ الغیبۃ اشد من الزناء ـــــ کہ کسی کی غیبت کرنی یا چغلی کھانی زنا سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔ غلاموں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے زیادہ کیسے جرم ہے؟

marfat.com

تو جواب میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا — ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ علیہ — کہ زنا کرنے والا آدمی زنا کرنے کے بعد توبہ کرلے تو اللہ کریم اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

ایک روائیت میں یہ الفاظ ہیں۔ فیغفر اللہ لہ۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے لیکن چغل خوری کرنے والے کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ معاف نہ کرے جس کی چغلی کی گئی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت یوں ہے!

صاحب الزناءِ یتوب وصاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ — کہ زانی کے لیئے تو توبہ ہے مگر چغل خور کے لیئے توبہ نہیں ہے۔

بخاری شریف جلد ا صفحہ ۳۴-۳۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے درمیان میں سے گزرے۔ عالم الغیب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبروں میں سے دو انسانوں کی آوازیں سنیں — تو فرمایا۔

یعذ بان فی قبورھما — کہ ان دونوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ پوچھا گیا۔ کہ ان کے عذاب کا سبب۔ تو فرمایا — کان احدھما لا یستتر من بولہٖ وکانَ الآخر یمشی بالنمیمۃ — کہ ایک تو پیشاب کے قطروں سے گریز نہیں کیا کرتا تھا یعنی اس کے لباس اور جسم پر پیشاب کے قطرے گرتے تھے اور دوسرا چغلخور تھا۔

قارئینِ کرام — قرآن و احادیث کے ان سبق آموز اور ایمان افروز بیانات پر غور کیا جائے اور پھر اس بھیڑیئے کے کلام کو سوچا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ بھیڑیا قرآنِ پاک کی تفسیر اور احادیث نبوی کی تشریح کر

maktabah.org

کے پوری نسلِ انسانی کو دعوتِ عمل دے گیا اور خصوصاً مسلمانوں کے لیے ایک ایسی شمع روشن کر گیا کہ جس کی روشنی میں ایسے گھناؤنے اور ذلیل گناہوں سے بچ کر وہ شرافت و ہدایت کا راستہ اور نیکی و اطاعت کی منزل پا سکتے ہیں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ۔ جنگل کے اس درندے یعنی خونخوار بھیڑیئے نے حق اور سچ بیان کرنے کے ساتھ یوسف کے بھائیوں کا مکر و فریب اور ان کے جھوٹے خون کی بھی نشاندہی کر دی تھی اور حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ یوسف زندہ ہے اس لیئے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اس بھیڑیئے کو جنّت کا حق دار بنا دیا گیا۔

مثلاً — احسن القصص صفحہ ۵ — سبعاً اشیا من غیر جنس بنی آدم ولا من جنس الجن یکون فی الجنتہ — کہ نسلِ انسانی اور نسلِ جنّات کے علاوہ سات اشیاء بھی جنّت میں جائیں گی — ذئب یعقوبؑ۔ کلب اصحاب کہف۔ ناقہ صالحؑ۔ وحمار عیسٰیؑ۔ وفیل اصحاب الفیل۔ و دلدل علیؑ۔ والبغلۃ نبینا

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔ اصحابِ کہف کا کتا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرتِ عیسٰی علیہ السلام کا گدھا۔ اصحابِ فیل کا ہاتھی۔ حضرت علی علیہ السلام کا دلدل اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر!

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۵۸ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمتہ اللہ علیہ — قال النسفی یدخل معہم الجنتہ — کہ اصحاب کہف کا کتا اصحاب کہف کے ساتھ جنت میں داخل ہو گا — وکذالک ناقتہ صالح وعجل ابراھیم وکبش اسماعیل وبقرۃ بنی اسرائیل — وحوت یونس — ونملتہ سلیمان وھدھد بلقیس۔ وناقتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحمار العزیز و ذئب یعقوبؑ — اور اس کے علاوہ یہ حیوانات بھی اپنی نسبت کے لحاظ سے

marfat.com

جنت میں جائیں گے۔

حضرتِ صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا۔ حضرتِ اسمعیل علیہ السلام کا دُنبہ۔ بنی اسرائیل کی گائے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی حضرتِ سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ بلقیس کا ہُدہُد۔ حضرت عُزیر علیہ السلام کا گدھا۔ اور حضرتِ یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔

امام و مجدد غزالی رحمۃ اللہ علیہ خوب کہتے ہیں کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھیڑیئے کو تو اس لیئے لاتے تھے کہ ہمارے مکر و فریب کا پردہ رہ جائے گا اور ہمارا جھوٹا خون سچائی کی دلیل بن جائے گا۔

لیکن اگر انہیں یہ پتہ ہوتا کہ بھیڑیا بول پڑے گا۔ اور ہمارا بھید کھول دے گا اور ہماری من گھڑت کہانی کو جھٹلا دے گا۔ تو اسے کبھی حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے پاس نہ لاتے۔

marfat.com

مدین کا سوداگر

القرآن ـ سورۃ یوسف ـ اور پھر ایک قافلہ آیا اور انھوں نے کنواں دیکھا تو قریب ہی ڈیرا لگا دیا پھر اپنے پانی لانے والے کو بھیجا ـ تو اس نے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا۔ تو وہ بلند آواز سے پکار اُٹھا ـ کہ کتنی خوشی کی بات ہے کہ یہ تو ایک حسین لڑکا ہے۔

تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۶۵ ـ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۲ ـ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ تفسیر کنز الایمان۔ احسن القصص صفحہ ۶۰ ـ مدین کا ایک سوداگر جس کا نام مالک بن زعر الخزاعی تھا مدین سے کنعان کے راستے مصر جا رہا تھا۔

تسیر من قبل مدین الی مصر و ذالک بعد ثلاثۃ ایام من القاءِ یوسف فِی الجب ـ یعنی تین دن کے بعد وہ آیا ـ فاخطئوا الطریق فزلوا قریبا منہ ـ کہ وہ راستہ بھول چکے تھے تو انہوں نے کنویں کے قریب ہی ڈیرا لگالیا۔

سید افتخار الحسن ـ کہتا ہے کہ وہ راستہ بھولے نہیں تھے بلکہ انہیں راستہ بھلایا گیا تھا تاکہ وہ اس سورج کو بھی کنعان سے مصر اپنے ساتھ لے جاتے جسے اس نے پچاس سال پہلے خواب میں اپنے دامن میں اترتے دیکھا تھا۔

تفسیر کبیر کے الفاظ یہ ہیں ـ وَلما ادلی الوارد دلوہٗ کان یوسف کان فِی ناحیتہ من قعر البئر تعلق بالحبل فنظر الوارد الیہ ورای حسنہٗ نادیٰ وَقال یا بشرٰی ھٰذا غلام ـ

marfat.com

کہ جب قافلہ کے ماشکی نے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کنویں کی دیوار سے لگے بیٹھے تھے۔ یا کنویں کی ایک طرف، اور جب اس ماشکی نے حُسنِ یوسفؑ کو دیکھا تو بلند آواز سے پکار اٹھا۔

کہ قافلہ والو تمہیں مبارک اور خوش خبری ہو کہ کنویں میں تو ایک حسین و جمیل لڑکا ہے ادھر ماشکی آواز دے رہا تھا اور ادھر یوسف علیہ السلام نے ڈول کی رسہ پکڑ لی

تفسیر کشاف والا۔ یوں لکھتا ہے کہ فلما خرج اذا ھُوَ بغلام احسن مایکون ـــــ کہ جب حضرت یُوسف علیہ السلام اس اندھیرے کنویں سے باہر آئے تو ایک لڑکے کی صورت میں تو ان کا حسن و جمال کمال کو پہنچا ہوا تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مالک ابن زعر نے جب خواب دیکھا تھا تو تعبیر بتلانے والے نے مالک کو یہ خوش خبری بھی سنائی تھی کہ وہ غلام جو تیرے ہاتھ آئے گا وہ صرف غلام ہی نہیں ہوگا بلکہ تو اس کے سبب تونگر ہو جائے گا۔

وَیبقی الغناء فِی اولادِک الیٰ یَوم القیامۃ وتنجو من النار برکتہٖ وتدخل الجنۃ بدعوتہٖ ویصیرلک اولاد کثیر ویبقیٰ اسمک وَذِکرک ـــــ

اور یہ تونگری و فراخی قیامت تک تجھ میں اور تیری اولاد میں رہے گی ـــــ اور اس کی برکت سے تو جہنم کی آگ سے نجات پا جائے گا۔ اور اس کی دُعا سے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور تیری اولاد بھی بہت ہو گی اور تیرا نام اور ذکر رہتی دنیا تک قائم اور روشن اور باقی رہے گا۔ اسی سوزخ کو پلنے اور اسی ماجبین کو حاصل کرنے کے لیئے وہ کئی دفعہ کنعان آیا لیکن اس کی خواب کی تعبیر پوری نہ ہوئی ـــــ

marfat.com

آخر ہاتفِ غیبی نے آواز دی کہ تیری اور اس سراپا حسن کی ملاقات میں ابھی پچاس سال باقی ہیں۔

اور جب مالک ابنِ زعر تلاش کرتا ہوا تیسری مرتبہ کنعان کی سرزمین میں آیا ۔ تو اس نے دیکھا ۔ رای طیوراً تطیر حول الجب ۔ کہ پرندے اک کنوئیں کا طواف کر رہے ہیں ۔ اور کنوئیں کے ارد گرد اڑتے رہتے ہیں ۔

تطوف کما یطوف الحاج باالکعبۃ ۔ اور پرندے اس کنوئیں کے اردگرد اس طرح سے اڑ رہے ہیں کہ جیسے حاجی لوگ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اصل میں فرشتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کے لیئے بھیجا تھا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نبی جہاں بھی رونق افروز ہو جائے فرشتوں کے لیئے وہ جگہ طوافِ کعبہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

وَاسروہ بضاعۃ ۔ اسے یعنی حضرتِ یوسف علیہ السلام قیمتی مال سمجھ کر چھپا لیا ۔ قافلہ والوں نے لنبیعہ بمصر ۔ کہ اسے بھاری رقوم کے عوض فروخت کریں گے مصر جا کر ۔

وَعن ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ۔ الضمیر لاخوۃ یوسف ۔ کہ اسروہ ۔ میں ہ کی ضمیر حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرف لوٹتی ہے ۔ کہ انہوں نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کی اصل حقیقت کو چھپاتے ہوئے مالک بن زعر سے یہ کہا ۔ ھٰذا غلام لنا آبق فاشتروہ منا ۔ کہ یہ ہمارا نافرمان غلام ہے ہم سے بھاگ آیا ہے ۔ اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید لو ہم سستا بیچ دیں گے ۔

وسکت یوسف فخافتہ ان یقتلوہ ۔ اور حضرتِ یوسف علیہ السلام اس خوف

marfat.com

سے خاموش رہے کہ کہیں مجھے قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ ـــ یہودا نے یوسف علیہ السلام کے کان میں کہہ دیا تھا ـــ ان اقررت بالعبودۃ نجوت والا اخذناک منھم وقتلناک ـــ کہ اگر تو نے اپنے غلام ہونے کا اقرار کر لیا تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے ورنہ ان قافلہ والوں سے تجھے لے کر قتل کر دیں گے۔ قتل کے خوف سے حضرتِ یوسف علیہ السلام نے کہدیا ـــ یامعشر التجار صدق ـــ کہ اے تجارت کرنے والو یہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ میں غلام ہوں۔

واشار الی اللہ تعالیٰ ـــ اور اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیا۔ کہ میں اللہ کریم کا غلام ہوں۔

حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بھائی ہر روز کنویں پر آتے اور یوسف علیہ السلام کو دیکھ جاتے تھے۔ تین دن کے بعد جو انھوں نے دیکھا تو انہیں کنویں میں نہ پایا۔ قافلہ میں گئے تو یوسف علیہ السلام کو وہاں کھڑے پایا۔

احسن القصص صفحہ ۵۷ ـــ وھو یھتز کما یھتز الورقۃ علی الشجرۃ ـــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کو دیکھ کر خوف سے اسطرح کانپنے لگے کہ جیسے پتے درخت پر ہوا سے ہلتے ہیں۔

حضرتِ یوسف علیہ السلام کنویں میں تھے تو حضرتِ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے ـــ یوسف علیہ السلام نے پوچھا۔ جبرئیل کیوں آئے ہو؟

جواب دیا کنویں سے نکلنے کی خوشخبری دینے آیا ہوں، اس ڈول میں بیٹھ جاؤ۔ ـــ مقرب فرشتہ کی زبان سے اپنی رہائی پانے اور اندھیرے کنویں سے نکلنے کی خبر سُن کر حضرتِ یوسف علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور ـــ اللہ کریم کے اس لطف و کرم کا شکریہ ادا کیا۔

اور فرمایا ـــ جبرئیل ـــ آج میں کنویں سے نکل کر اپنے باپ۔ بھائی

marfat.com

بنیامین اور بہن کو ملوں گا ۔۔۔ اس ظلمت کدہ سے نکل کر روشنی حاصل کروں گا اور تین دن کی جدائی سے آزاد ہو کر وصل کی لذت کروں گا ۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ سن کر عرض کی کہ یوسف علیہ السلام خوش نہ ہو اور باپ ، بھائی اور بہن سے ملنے کی تمنا اور امید چھوڑ ۔

پوچھا ۔ تو پھر مجھے نکالنے کیوں لگا ہے ؟

جواب دیا ۔۔۔ مولوی غلام رسول صاحب

وِکن لگیں اج قیمت تیری مشتریاں ندے پلے
گاہک تیرے مصروں آئے تے آپ خداوند گھلے
خزاں وگی کنعان ولائیت رس چلیاں گلزاراں
تے اُجڑے شہر مصر دے اندر لگیاں نے اون بہاراں

احسن القصص صفحہ ۱۰۵ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا ۔۔۔ قُمْ یَا یُوْسُف ۔۔۔ اے یوسف اٹھ کھڑا ہو ۔

فَقَال ۔۔۔ اِلٰی اَیْنَ ۔۔۔ کہاں کے لیے

عرض کی ۔۔۔ فَاذْکُرْ یَوْمًا حِیْنَ نَظَرْتَ فِی الْمِرْآۃِ ۔

کہ کیا تجھے وہ دن یاد ہے جس دن تو نے شیشہ میں اپنی صورت دیکھی تھی ۔

قَالَ نَعَمْ ۔۔۔ فرمایا ہاں یاد ہے ۔

پوچھا اس وقت تمہارے دل میں کیا خیال آیا تھا ؟

لَوْ کُنْتُ مَمْلُوْکًا لَمَا قَامَ اَحَدٌ بِثَمَنِیْ ۔۔۔

کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص بھی میری قیمت ادا نہ کر سکتا ۔

عرض کی ۔۔۔ اَلْیَوْمَ تَرَا قِیْمَتَکَ ۔۔۔ کہ آج اپنی قیمت دیکھ لے

القرآن ۔۔۔ پھر انھوں چند کھوٹے سکوں کے عوض یوسف کو بھائیوں نے

marfat.com

بیچ دیا ــ جن کی تعداد بیس تھی ــ

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوسف علیہ السلام کی اس قیمت پر یوں لکھتے ہیں۔

ولے ایں نرخ را یعقوب داند

زلیخا ایں خریداری تواند

دہد گنجِ سعادت ناخرد مند

ستاند زد کشیدہ درہے چند

کہ یوسف علیہ السلام کی قیمت حضرتِ یعقوب علیہ السلام ہی جانتے تھے اور اگر زلیخا یوسف کی خریدار ہوتی تو اپنے تمام خزانے قربان کر دیتی۔

مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بیع وشرہ کو اس طرح لکھتے ہیں۔

جے یعقوب کرنیدا قیمت مل زلیخا لیندی

جان دیندی اوا اک دیدار وں اجے پسند نہ پیندی

حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب انہیں فروخت کر دیا تو مالک نے ان سے کہا ــ

اُکْتُبُوْا کِتَابًا بِاَیْدِیْکُمْ ــ کہ مجھے اپنے ہاتھوں سے دستاویز لکھ دو ــ بِاَنَّکُمْ بِعْتُمْ مِنِّیْ ھٰذَا الْغُلَامَ بِکَذَا ــ کہ ہم نے یہ غلام اتنی رقم کے عوض اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

فَکَتَبُوْا لَہٗ ــ پس بھائیوں نے تحریر لکھ دی ــ

اور بھائی جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچ کر واپس جانے لگے تو مالک سے کہنے لگے ــ

اِرْبِطُوْہُ بِحَبْلٍ شَدِیْدٍ کَیْلَا یَھْرَبُ ــ کہ اسے مضبوط رسّی سے باندھ لو تاکہ یہ بھاگ نہ جائے۔

marfat.com

وَلَا تَحْمِلْهُ بَلَدٍ اِلٰى بَلَدٍ اِلَّا مَغْلُوْلًا ـــــ اور اس کے گلے میں طوق ڈالے بغیر ایک شہر سے دوسرے شہر تک نہ لے جانا ـــ اور پاؤں میں بیڑیاں بھی پہنا دو۔ بھائیوں کو جاتے اور اپنی اس حالت کو دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روتے۔

اور پھر مالک نے ایسا ہی کیا یعنی انہیں رسیوں میں جکڑ لیا۔

مالک نے کنعان کی سرزمین سے جب کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مالک سے کہا

اَیُّهَا التَّاجِرُ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَةٌ ـــــ کہ اے سوداگر میری تجھ سے ایک درخواست ہے کہ مجھے اپنے بھائیوں سے ملنے کی اجازت دیدیں شاید پھر کبھی ان سے ملنے کا موقع نہ ملے۔

فَقَالَ مَالِكٌ مَا اَكْرَمَكَ مَمْلُوْكًا ـــــ کہ تو کیا شریف اور بزرگ ذات کا غلام ہے کہ جو تیرے بھائیوں نے تجھ پر اتنا ظلم کیا۔ اتنا برا سلوک کیا اور چند کھوٹے سکوں کے عوض تجھے فروخت کر دیا اور تو پھر ان سے ملنا چاہتا ہے۔

قَالَ ـــ کُلُّ اَحَدٍ یَفْعَلُ مَا بِهٖ ـــــ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی لیاقت اور حیثیت کے مطابق کام کرتا ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسا کیوں کیا۔

اس لئے کہ وہ نبی بننے والے تھے اور انہیں نبوت عطا ہونے والی تھی اور ہر نبی اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی حسن سیرت، حسن اخلاق اور حسن کردار کا مالک ہوتا ہے اور شرافت وانسانیت کی دولت سے اس کا دامن بھرپور ہوتا ہے اور لطف وکرم کے قیمتی موتی اور رحمت وشفقت کے گرانقدر گوہر اس کی جھولی میں ہر وقت بکھرے رہتے ہیں ـــ مالک نے حیران ہو کر انھیں بھائیوں سے ملاقات کرنے کی اجازت دیدی

marfat.com

بھائیوں نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف آتے دیکھا تو تیز تیز قدم اٹھانے لگے کہ شائد یہ مالک کو فریب دیکر دوڑ آیا ہے اور کہیں سودا واپس نہ ہو جائے ـــــ گلے میں طوق تھا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور پاؤں میں بیڑیاں۔ لیکن پھر بھی شوقِ ملاقات میں وارفتہ ہو کر اٹھتے بیٹھتے گرتے اور آوازیں دیتے بھائیوں کی طرف چلے جا رہے تھے۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ نے اس دردناک لمحہ کی یوں منظر کشی کی ہے

طوق گلے ہتھکڑیاں ہتھیں بیڑیاں پیریں پیاں
یوسف دوڑے دوڑ نہ ہووے اڈیاں اچڑ گیاں
یوسف کرے بلند پکاراں اٹک ذرا ول جاؤ
اے فرزندو باپ میرے دیو رحم میرے پہ کھاؤ

حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ درد بھری پکار اور سوز بھری آواز سن کر یہودا کو رحم آگیا اور رک گئے اور اپنے بھائی کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت یوسف علیہ السلام آ گئے ـــــ ملاقات کی اور ہر بھائی کے گلے لگ کر روئے ـــــ اور فرمایا

رَحِمَکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ لَمْ تَرْحَمُوْنِیْ ـــــ اَعَزَّکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ خَذَلْتُمُوْنِیْ ـــــ حَفِظَکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ بِعْتُمُوْنِیْ وَیَنْصُرُکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ لَمْ تَنْصُرُوْنِیْ۔

کہ اگرچہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا پھر بھی اللہ تم پر رحم کرے ـــــ اور اگرچہ تم نے مجھ کو ذلیل کیا پھر بھی اللہ تمہیں عزت بخشے اور اگرچہ تم نے مجھے فروخت کر دیا پھر بھی اللہ تعالےٰ تمہیں ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ اور اگرچہ تم نے میری مدد نہیں کی پھر بھی اللہ تمہاری مدد کرے۔

marfat.com

ظلم کے مقابلہ میں کرم —— جبر کے مقابلہ میں صبر اور ستم کے مقابلہ میں پیار دیکھ کر بھائی شرمندہ ہوئے اور رونے لگے۔

باپ میرا پیغمبر رب دا اس دی خدمت کریو
بہن میری نوں رون نہ دینا ہتھ شفقت دا دھریو

اور پھر

باہوں پکڑ گیا لے تدھ نوں مالک یوسف تائیں
ڈیرا پٹ لیا کر واناں چھوڑ چلے سب جائیں

marfat.com

وادیٔ کنعان سے مصر تک

احسن القصص صفحہ ۶۹، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر اور انہیں قیدی بنا کر مین کا سوداگر مالک بن زعر وادیٔ کنعان سے شہر مصر کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ماں مرحومہ حضرتِ راحیل کی قبرِ مبارک آئی تو حضرتِ یوسف علیہ السلام نے بے خودی کے عالم میں اپنے آپ کو ماں کی قبر پر گرا دیا۔ اور نہایت ہی درد بھری آواز اور پُرسوز لہجہ میں فریاد کی۔ اور روتے ہوئے پکارنے لگے۔

یَا اُمَّاہ ـــ یَا رَاحِیْلُ فَرَّقُوْا بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَبِیْ ـــ یَا اُمَّاہُ لَوْ رَأَیْتِنِیْ لَبَکَیْتِ رَحْمَۃً لِّیْ ـــ کہ اے میری پیاری ماں ـ اے راحیل۔ میرے بھائیوں نے مجھے باپ سے جدا کر دیا ہے ـــ اے ماں ـ اگر تو مجھے دیکھتی تو بہت روتی۔

یَا اُمَّاہُ ـــ لَوْ رَأَیْتِنِیْ حِیْنَ نَزَعُوْا قَمِیْصِیْ وَفِی الْوَثَاقِ وَتَعَوْنِیْ فِی الْجُبِّ فَرِیْدًا وَالْقَوْنِیْ بِالْحِجَارَۃِ ـــ

اے ماں ـــ اگر تو مجھے اس وقت دیکھتی کہ جب میرے بھائیوں نے میرے بدن سے میری قمیص اتار کر مجھے ننگا کیا۔ اور مجھے رسی سے باندھ کر مجھے اندھیرے اور گہرے کنوئیں میں ڈالا اور اوپر سے مجھ پر پتھر برسائے۔

وَفِی الْحَرِّ الشَّدِیْدِ اَمْشَوْنِیْ ـــ اور سخت گرمی میں مجھے پیدل چلایا ـــ وَعَلَی النَّاقَۃِ حَمَلُوْنِیْ کَمَا یُحْمَلُ الْاَسِیْرُ ـــ

marfat.com

—— اور مجھے قیدیوں کی طرح اونٹنی پر سوار کرایا۔

اے میری ماں —— تو نے مجھے پیار کی لوریاں دے کر پالا — تیری آغوش میرے لیئے جنّت کی بہار اور تیری چادر میرے لیئے خُدا کی رحمت کا سایہ تھی لیکن آج میں قیدی بن کر مصر جا رہا ہوں۔ خدا جانے پھر تیری قبر پہ آنا نصیب ہو کہ نہ ہو۔ میرا بولیا چالیا معاف کر دے۔

بیٹے کی یہ درد بھری فریاد اور سوز بھری پکار سُن کر ماں کی قبر تھّرا اُٹھی اور پھر تُربت سے آواز آئی۔

فَسَمِعَ اَنِیْنًا مِنَ الْقَبْرِ وَصَوْتًا —— پس پھر بیٹے نے ماں کی قبر سے دکھ بھری آواز سُنی —— وَا قُرَّۃَ عَیْنَاہُ —— وَا وَلَدَاہُ —— وَ ثَمَرَ فُؤَادِہٖ —— کہ اے میرے فرزند، میری آنکھوں کی ٹھنڈک —— میرے لخت جگر اور میرے دل کے باغ کے پھول۔ صبر کے دامن کو تھام لے اور ہر مُصیبت کو حوصلہ سے برداشت کر اللہ تعالیٰ تجھے اس کا اچھا اجر دے گا۔

اور بیٹا —— میں جانتی ہوں کہ تو قیدی بن کر جا رہا ہے ——

—— اور میں دیکھ رہی ہوں کہ تیرے گلے میں طوق —— ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیریں ہیں۔

لیکن —— بیٹا

اس مقام پہ دائم مرحوم کہتا ہے۔

باہجھ مُشکلاں حل نہ ہون نکتے حل کرے گا مُشکل کُشا بچّہ
تیرے دادے خلیل نوں ویریاں نے بلدی چِخہ اندر دِتّا پا بچّہ
رب صبر دا اجر عطا کیتا چِخہ دِتّی گلزار بنا بچّہ
اسمٰعیل دی گردن تے چھُری چلّی رب اوہنوں وی لیا بچا بچّہ

marfat.com

توُں وی حضرت خلیل دا پوترا ایں منّ رب دی جینویں رضا بچہّ
کیہہ ہویا جے بھائیاں نے دکھ دِتّے مہربان ہے آپ خُدا بچہّ
اک روز توُں مصر دا شاہ بن سیں جا ایہو آ میری دُعا بچہّ
تینوں جناّں بھراواں نے ویچیا لے بن کے اون اکدن گدا بچہّ

marfat.com

عظمتِ ماں

ماں کی زیارت ـــــ خدا کی عبادت

ماں کے قدم ـــــ جنّت کی دہلیز

ماں کے قدموں کا دھوون ـــ آبِ کوثر!

ماں کا دامن ـــ خدا کی رحمت کا خزانہ!

ماں کی رضا ـــ اللہ و رسول کی رضا!

حضرتِ امام حسن علیہ السلام نے ساری زندگی اپنی والدہ ماجدہ حضرتِ فاطمہ صل علیہا کے ساتھ کبھی کھانا نہ کھایا ـــ خاتونِ جنّت نے پوچھا۔

بیٹا ـ میری تمنّا ہے کہ تو میرے ساتھ کھانا کھائے مگر تو نے کبھی میری ا خواہش کو پورا نہیں کیا ـ اس کا سبب کیا ہے۔

فاطمہ کے نورِ نظر نے جواب دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ سے پہلے لقمہ کو اٹھاؤ اور بے ادبوں میں سے ہو جاؤں۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۲۰ و ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ـ اور عرض کی یا رسول اللہ علیہ السّلام ـــ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَھَل لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ! ـــ مجھ سے ایک گناہِ عظیم سرزد ہو گیا ہے، کیا میرے لیے تو کی کوئی گنجائش ہے؟

امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ـ ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ ـــ کہ کیا

marfat.com

تیری ماں زندہ ہے؟

عرض کی نہیں۔

فرمایا۔ ھَلْ لَکَ مِنْ خَالَۃٍ۔ کہ کیا تیری خالہ ہے؟

جواب دیا۔ ہاں!

حکم ہوا۔ کہ خالہ کی اطاعت۔ فرماں برداری اور اس سے نیکی و بھلائی کر۔ تیرا عظیم گناہ معاف ہو جائے گا۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ارشادِ نبویؐ سے ثابت ہوا کہ ماں کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے اور اسے خوش رکھنے اور اس کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنے سے انسان کے گناہِ کبیرہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

نزہت المجالس جلد اصفحہ ۱۹۸، باب برالوالدین حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنے ربّ کو دیکھنے کی تمنا کی۔ حکم ہوا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو!

کیوں، اس لئے۔ کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جانے لگے تو ماں نے پوچھا کہ اگر تیرے جانے کے بعد مجھے تیری ضرورت پیش آجائے تو۔ اَیْنَ اَطْلُبُکَ۔ میں تجھے کہاں تلاش کروں؟

قَالَ عَلَی الْجَبَلِ۔ جواب دیا کہ پہاڑ پر! موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ یہ اسوال تو تجھے دیکھنے کے متعلق ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ پہاڑ کی طرف دیکھو اس کا سبب کیا ہے؟

جواب ملا۔ کہ ماں کو کیا کہہ کے آئے ہو!

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ قرآن کریم کے اس مقدس واقعہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ماں کو یہ کہنا کہ اگر میری ضرورت پڑے تو مجھے پہاڑ پر تلاش کر لینا سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ۔ جس طرف ماں کا دھیان ہوتا ہے

marfat.com

اللہ کریم بھی اسی جانب اپنی ذاتی تجلی کو مرکز بنا لیتا ہے۔

جیسا کہ — امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے سینۂ مبارک کو ننگا کر کے اور یمن کیطرف منہ کر کے فرمایا۔

اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ — کہ آج مجھے یمن کیطرف سے رحمان یعنی دوست کی خوشبو آ رہی ہے۔

غلاموں نے عرض کی — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — وہ کون ہے؟

فرمایا — اویس قرنی ہے۔

پوچھا گیا — اگر وہ آپ کا اتنا ہی عاشق ہے تو آپ کی زیارت و ملاقات کے لیے ابھی تک کیوں نہیں آیا؟

ارشاد فرمایا — اپنی بوڑھی اور نابینی ماں کو چھوڑ کر نہیں آنا چاہتا!

گویا کہ ماں کے اطاعت گذار، خدمتگذار اور فرمانبردار بیٹے کو (رحمان) فرمایا ہے اور پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ اویسِ قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی ماں کی اطاعت و خدمت کا انعام یہ عطا فرمایا کہ قیامت کے دن لاکھوں گنہگار بندے ان کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔

اور پھر اپنا جبّہ مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دے کر فرمایا کہ تم میں سے جو بھی اویسِ قرنی سے ملاقات کرے میرا یہ جبّہ انہیں پہنا دینا۔

اعظم چشتی نے خوب ترجمانی کی ہے۔ کہ

جس دے پلّے عمل نہ کوئی اوکرے زیارت ماں دی
رّب رسول نہ اوس تے راضی جیہڑا کرے نہ عزّت ماں دی
ماں دی قدر اویس پچھاتی جس سمجھی عظمت ماں دی
اعظم نبیّ اصحابی بنیا چھڈ کے خدمت ماں دی

marfat.com

یعنی اگر حضرت اویس قرنی ماں کی خدمت چھوڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتے تو اصحابی کے مرتبہ پر فائز ہو جاتے لیکن انہوں نے اصحابی نہ بننا منظور کر لیا مگر ماں کی خدمت ترک کرنی منظور نہ کی۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی ترتیب دی ہوئی حدیث کی کتاب بخاری شریف صحیح بخاری کے نام سے پکاری جاتی ہے ایک دفعہ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے۔ علاج کئے مگر بینائی واپس نہ آئی تو آپ کی والدہ مرحومہ نے تہجد کے نوافل پڑھ کر بارگاہِ ربّ العزت میں التجا کی کہ اے خالقِ کائنات میرا بیٹا تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح مستند اور مقدس کتاب احادیثِ مطہرہ کو جمع کر رہا ہے اس کی بینائی واپس لوٹا دے۔

بس پھر کیا تھا ادھر ماں کے ہاتھ دُعا کیلئے اٹھے ادھر امام بخاری کی بینائی واپس آگئی اور آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اور آپ کی والدہ کو دُعا کرنے کی بشارت حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دی۔

تفہیم البخاری۔ شیخ الحدیث۔ علامۃ العصر اور میرے استاذی المکرم جناب مولینا غلام رسول صاحب جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

ماں کی شان اور عظمت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے حافظ الحدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الحاوی للفتاوی صفحہ ۲۳۳ میں نقل کیا ہے۔

لَوْ اَدْرَكْتُ وَالِدِيَّ اَوْ اَحَدَهُمَا وَ اَنَا فِي الصَّلٰوةِ الْعِشَاءِ وَقَدْ قَرَاْتُ فِيْهَا بِالْفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تُنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ لَاَجَبْتُهَا لَبَّيْكَ۔

کہ اگر میرے والدین زندہ ہوتے یا ان میں سے ایک اور میں عشاء کی نماز پڑھ

marfat.com

رہا ہوتا اور اس میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر رہا ہوتا اور میری ماں اگر مجھے یا محمدؐ کہہ کر آواز دیتی تو میں اسے جواب دیتا کہ اماں میں حاضر ہوں۔

حضرات غور فرمائیں کہ کہاں اللہ کی نماز اور کہاں ــــ ماں کی آواز ــــ اور کہاں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جواب۔

قارئینِ کرام ــ میری بھی ماں تھی ــــ شب بیدار ماں ــــ تہجد گزار ماں ــ ہر وقت تسبیح کے دانے شمار کرنے والی ماں اور ہر دم اور ہر گھڑی میرے لیئے دعا کرنے والی ماں ۔ میں جلسہ کے لیئے باہر جاتا تو سجدہ ریز ہو کر میری واپسی کی دعا کرنے والی ماں ــــ آج میری عزّت، میری شہرت اور میری خطابت کا ثمرہ میری ماں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

وہ صرف ایک پارسا عورت ہی نہیں بلکہ عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ پوری طرح عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ عورتوں کے خصوصی مسائل پر بھی انہیں دسترس حاصل تھی۔

اور شاید اُن کی عبادت وطہارت اور مرشد لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت ہی کا یہ صلہ انھیں ملا کہ اُن کی موت ایسے ہوئی جیسے خاتونِ جنّت کی۔ اور وفات کی تاریخ بھی وہی ملی جو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی یعنی تیسرا روزہ۔

جمعرات کا دن تھا۔ لباس تبدیل کیا۔ غسل کیا۔ وضو کیا اور قبلہ رخ ہو کر سجدہ ریز ہو گئیں اور روح پرواز کر گئی۔

حضرات گرامی! ــــ ماں کے متعلق صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کا ایک ذاتی نظریہ یہ بھی ہے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کی بھی ماں ہوتی تو وہ ماں کے قدم چھوڑ کر اللہ کی جنت کبھی قبول نہ کرتے اس لیئے کہ جنّت تو ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ ٹھیک ہے اور قرآنِ پاک اس پر گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنّت عطا کی مگر دو چار مہینوں کے بعد انہیں جنت سے نکال بھی دیا لیکن بیٹا کتنا بھی

marfat.com

نافرمان ہو ماں کبھی نہیں کہتی کہ میرے گھر سے نکل جا۔

سردار حسین سردار شاعر اہلِ سنت وجماعت نے ماں کے متعلق خوب کہا ہے۔
— کہ

لکھاں ساک نے بندے دے وچ دنیا پر ساک نیئں کوئی ماں دے ساک ورگا

پتر بھائیوں زنانے والی ہووے نیئں ماں دے پیار دی حساک ورگا

اور پروفیسر موہن سنگھ موہن نے بھی ماں کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ کہ

ماں جیہا گھن چھانواں بوٹا کدھرے نظر نہ آوے

جس تھیں چھاں اُدھاری لے کے رب نے سُرگ بنائے

دنیا دا ہر بوٹا یارو جبڑ سُکیاں سُک جائے

پر ایہہ ماں دا بوٹا توکو پھل سُکیاں سُک جائے

سُرگ — یعنی جنت — اور پھل — یعنی بیٹا۔ ہر جوان۔ ہر بچہ اور ہر انسان کو میری نصیحت ہے کہ۔

چھاں جنتاں دی جیکر مانیں آسلتے ماں دے دامن وچہ جی لیا کر

اور، آب کوثر دا مزہ جے چکھناں ای پیراں دے دھو کے پی لیا کر

سوداگر اور دوسرے قافلہ والوں کو جب حضرت یوسف علیہ السلام نظر نہ آئے تو تاجر نے ملیح اسود نامی اپنے ایک غلام کو تلاش کرنے کے لیئے کہا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام اسی کی سپرد داری میں تھے۔

اسود تلاش کرتے کرتے جب حضرتِ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو غصہ سے کہنے لگا۔

اَخْبَرُوْنَا مَوَالِيْكَ بِاَنَّكَ سَارِقٌ كَذَّابٌ۔

marfat.com

کہ تیرے آقاؤں نے ہمیں بتایا تھا کہ تو چور ہے ــــ جھوٹا اور بھاگنے والا ہے مگر ہم نے ان کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں میں بھاگا نہیں ہوں ــــ وَلٰکِنَّکُمْ مَرَرْتُمْ عَلٰی قَبْرِ اُمِّیْ رَاحِیْل ــــ ہوا یہ کہ تمہارا گذر میری ماں راحیل کی قبر سے ہوا تو میں ماں کی قبر دیکھ کر بے اختیار ہو گیا اور ماں کی قبر سے لپٹ گیا۔

ثُمَّ اَنَّ الْاَسْوَدَ غَضِبَ عَلَیْہِ فَلَطَمَہٗ وَجْھَہٗ ــــ اور پھر اسود حضرت یوسف علیہ السلام پر غضب ناک ہو گیا اور چہرۂ اقدس پر طمانچے مارے اور اُن کے پاؤں پکڑ کر گھسیٹا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بے ہوش ہو گئے اور بارگاہِ ربّ العزت میں سجدہ ریز ہو گئے۔ اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی ــــ کہ اے ربِ دو جہان اگر مجھ سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو میرے آباء و اجداد کے صدقے مجھے معاف کر دے۔

بس پھر کیا تھا ــــ حضرتِ یوسف علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے ادھر یہ الفاظ نکلے اور ادھر قافلہ پر ایک تباہ کن طوفان اُمڈ آیا ــــ کہ شترمرغ کے انڈوں کے برابر اولے پڑنے لگے اور سیاہ بادل گرجنے لگے۔ یہ خطرناک اور ہلاکت خیز طوفان دیکھ کر ــــ قَالَ الْمَالِكُ یَا قَوْمُ اِنْ کَانَ مِنْکُمْ مُذْنِبٌ فَلْیَتُبْ اِلَی اللّٰہِ۔ ــــ کہ اے قوم۔ اگر تم میں سے کسی نے گناہ کیا ہے تو ہلاک ہونے سے پہلے اسے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہیے۔

اس پر اسود نے کہا کہ یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے اور میں نے ہی اس غلام یعنی حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کیا ہے۔

پس پھر مالک حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا اور نہایت ہی عجز و انکساری سے عرض کی ــــ یَا غُلَامُ اَظُنُّ بِاَنَّ بَیْنَكَ وَبَیْنَ رَبِّ السَّمَاءِ قُرْبَتُہٗ۔

کہ اے جوان میں جانتا ہوں کہ تیرے اور رب کے درمیان قربت و نزدیکی ہے

marfat.com

قَالَ نَعَم ـــــ فرمایا ہاں ـــ

قَالَ فَارْحَمْنَا ـــــ التجا کی۔ ہم پر رحم کر

فَتَبَسَّمَ يُوسُفُ ـــــ حضرت یُوسف علیہ السلام مسکرائے اور طوفان کے ہٹ جانے کی دُعا فرمائی ادھر ان کے لب ہلے اور ادھر سیاہ بادل چھٹ گئے، اولے پڑنے بند ہو گئے، بارش رُک گئی، طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔ اور سورج نکل آیا۔ اس کے بعد مالک کے دل میں حضرت یُوسف علیہ السلام کی عزت بڑھ گئی اور محبت پیدا ہو گئی اور پھر اس نے طوق اُتار دیا۔ بیڑیاں توڑ دیں اور ہتھکڑیاں کھول دیں۔ بہترین لباس پہنایا اور سارے قافلہ سے کہہ دیا کہ تم میں سے کوئی بھی یُوسف سے آگے نہ چلے۔

marfat.com

شہر تابستان میں داخلہ

وَكَانَ اَهْلُهَا كُفَّارًا ـــ اس شہر کے تمام لوگ کافر تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا مَنْ خَلَقَكَ ـــ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْ خَلَقَكَ ـــ

جب انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو حیران ہو کر پوچھنے لگے ـ

کہ تجھے کس نے پیدا کیا ـ

فرمایا ـ اللہ کریم نے ـ جو وحدہٗ لاشریک ہے، جو دلوں کے بھید جانتا ہے جو زمین و آسمانوں کو پیدا کرنیوالا ہے جو معبودِ برحق ہے اور جو شکمِ مادر میں ہی صورتوں کا خالق ہے شہر کے تمام بتوں کے پجاری پکار اٹھے کہ ہم اس اللہ پر ایمان لائے جس نے تجھے پیدا کیا ہے ـ بتوں کو توڑ دیا اور وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے ـ

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اس حیرت انگیز واقعہ کو یوں نظم کیا ہے ـ

جاں یوسف نوں ڈٹھا لوکاں حیرانی وچ آئے
زن مرداں سبھ نکل کے شہروں یوسف طرف سدھائے
سیس جھکا کے عرضاں کردے اے نوری سلطاناں
حد بشریت تھیں ودھ گیاں حسن تیرے دیاں شاناں

marfat.com

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ہر نبی کا فرضِ منصبی یہی ہوتا ہے کہ وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور اپنے کردار و حُسن و اخلاق کے ذریعہ توحید و اسلام کی شمع روشن کرے اور بتوں کے پجاریوں کو ایک معبودِ برحق کے آگے جھکائے

شہر قدس میں ورودِ مسعود

مالک بن زعر کی قیادت میں اور حضرت یوسف علیہ السّلام کی پیشروئی میں یہ قافلہ دن رات کا سفر کرتے ہوئے شہر قدس میں پہنچے تو اس شہر کے امیر کو پہلے ہی خواب کے ذریعہ بتا دیا گیا تھا کہ تیرے شہر میں آج کی دنیا کا بہترین اور خوبصورت انسان آرہا ہے — کل اسکا استقبال پوری شان و شوکت سے کرنا اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا۔

صبح ہوئی تو امیر قدس نے استقبال اور پر تکلف ضیافت کا اہتمام کیا اور خود قافلہ کے استقبال کے لیئے شہر سے باہر نکل آیا۔

ثُمَّ سَاَلَ اَهْلَ الْقَافِلَةِ اَيُّكُمْ الْاَمِيْرُ — پھر اس نے قافلہ والوں سے پوچھا کہ تمہارا امیر کون ہے۔

فَاَشَارُوْا اِلٰى مَالِكِ بْنِ زَعَرٍ — انھوں نے مالک بن زعر کی طرف اشارہ کیا — قدس شہر کا امیر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ شخص تو ہر سال دو دفعہ میرے شہر میں تجارت کے لئے آتا ہے اور مجھے اس کا استقبال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ آج کیا بات ہے ؟

ابھی امیر یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک — نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَارِسٌ — آسمان سے ایک سوار نازل ہوا جو حضرت یوسف علیہ السّلام کی حفاظت پر مامور تھا — اور وہ ایک فرشتہ تھا ! اس سوار نے امیرِ قدس کے کان میں کہا۔

يَا اَمِيْرُ الَّذِىْ اُمِرْتَ بِاسْتِقْبَالِهٖ فِى الْمَنَامِ ذَالِكَ الْغُلَامُ — کرا

marfat.com

امیرِ شہر جس کے استقبال کے لیے حکم دیا گیا ہے وہ یہ غلام ہے۔

قافلہ کے تمام مسافر جب شہر میں داخل ہو گئے تو امیر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا ــــ مَنْ اَنْتَ ــــ تو کون ہے؟

جواب دیا ــــ اَنَا الَّذِیْ اُمِرْتَ بِاسْتِقْبَالِیْ ــــ کہ میں وہی ہوں جس کے استقبال کیلئے تجھے خواب میں حکم دیا گیا ہے۔

قَالَ مَنْ اَخْبَرَكَ ــــ امیر نے پوچھا تجھے کس نے بتایا۔

قَالَ الَّذِیْ اَمَرَكَ ــــ فرمایا جس نے تجھے میرے استقبال کا حکم دیا ہے۔ امیر نے کہا کہ مجھے تیرے حکم کی تعمیل کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ بتا تیرا حکم کیا ہے؟

فرمایا ــــ اٰمُرُكَ اَنْ لَا تَعْبُدَ الْاَصْنَامَ ــــ کہ میرا حکم یہ ہے کہ تو بتوں کی پرستش چھوڑ دے تاکہ تو دوزخ کی آگ سے نجات پا جائے!

امیر نے کہا ــــ کہ مجھے تیرا حکم اس شرط پر منظور ہے ــــ اِنَّكَ اِذَا دَخَلْتَ عَلَیْهِ سَجَدَ لَكَ صَنَمِیْ ــــ کہ تو جب میرے بت کے پاس جائے تو وہ تجھے سجدہ کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے منظور ہے!

فَلَمَّا دَخَلَ یُوْسُفُ فِی الْاٰدَّبِ سَجَدَ لَهُ الصنم فَتَحَرَّكَ وَتَقَطَّعَ ــــ پس جب حضرت یوسف علیہ السلام پھاٹک میں داخل ہوئے تو امیر کے بت نے انہیں سجدہ کیا۔ پھر وہ حرکت میں آیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

فَاٰمَنَ الْاَمِیْرُ بِاللّٰهِ ــــ امیر اللہ پر ایمان لے آیا۔

مالک بن زعر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ کہ اے اللہ کریم کے حسین و جمیل بندے اور اے خدا کی خوبصورت مخلوق میں نے سفر کے ہر موڑ پر تمہارے معجزات دیکھے ہیں ــ میں فرشتوں کی تسبیح بھی سنتا رہا ہوں ــــ اور تیرے سر پر بادلوں کا سایہ بھی دیکھتا رہا ہوں اور ہر منزل پر تیری حفاظت کے لیے ملائکہ کا لشکر بھی

marfat.com

دیکھ رہا ہوں۔

اس لیے ــــ فَاَحَبُّ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ لِیْ ــــ

کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے لیے لڑکے کی دعا کرے کیونکہ میری کوئی اولادِ نرینہ نہیں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ کریم نے اسے بارہ لڑکے عطا فرمائے ــــ بیوی کو چھ حمل ہوئے اور ہر حمل میں دو لڑکے پیدا ہوتے تھے۔

marfat.com

مصر شہر میں ورودِ مسعود

خزاں وگی کنعان ولائیت رس چلیاں گلزاراں
اُجڑ شہر مصر دے اندر لگیاں آون بہاراں

یمن کا تجارتی قافلہ نفع بخش سودا لے کر۔ سود مند سامان لے کر اور بہترین مال و متاع لے کر یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر مصر شہر کی حدود میں جب داخل ہوا اور دریائے نیل کے کنارے پہنچا تو مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنا لباس اُتار کر دریائے نیل میں غسل کر لو تاکہ تمہارے بدن سے سفر کا گرد و غبار دُور ہو جائے اور تھکاوٹ بھی جاتی رہے۔

جمعہ کا دن تھا اور محرم پاک کی دس تاریخ تھی جب کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کی وادیٔ مصر میں آمد ہوئی۔

حضرتِ خلیل اللہ علیہ السلام کے پوتے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے لختِ جگر نے نہانے کے لیئے اپنے بدن سے جب لباس آتارا تو بقول مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کیفیت یہ ہو گئی

—— کہ

اُٹھ یوسف وچہ نیل ندی دے لاہ جامہ چپا وڑیا
فرشوں عرش گیا چمکارا نور فلک جا چڑھیا
ترتر تاریاں لایاں یوسف نیل خوشی وچہ آیا
آب صفا وچہ مچھلیاں ترتر گرداں جوش رہایا

marfat.com

کر کے غسل ندی دے وچوں یوسف باہر آیا

سورج وانگ بدن دی چمکوں نور جگت وچہ چھایا

حضرت یوسف علیہ السلام سفری لباس اُتار کر جب دریائے نیل میں اترے۔

فَجَعَلَتِ الْحِیْتَانُ تَمِیْزُ عَنْ ظَهْرِ یُوْسُفَ یُلَمِّسُهٗ ـــ تو دریا کی مچھلیاں بدن سے میل اُتارنے لگیں اور پیٹھ مبارک ملنے لگیں۔

فَلَمَّا اغْتَسَلَ یُوْسُفُ زَادَ اللّٰهُ حُسْنًا وَّ جَمَالًا ـــ

حضرت یوسف علیہ السلام غسل سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے حُسن و جمال کو اور بھی زیادہ کر دیا۔ مالک نے جب یہ ایمان افروز نظارہ دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے لگا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے سجدہ نہ کر سجدہ اسی کو لائق ہے جو معبود حقیقی اور خالق فرش و عرش ہے۔ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زرق برق لباس پہنایا، سچے موتیوں کا ہار گلے میں ڈالا سر پہ سونے کا تاج رکھا۔ کمر میں لعل و جواہرات سے جڑی ہوئی پیٹی باندھی اور سونے کے خوبصورت کنگن ہاتھوں میں پہنائے۔ فَحَمَلَهٗ عَلٰی نَاقَةٍ ـــ اور پھر انہیں خوبصورت اور سجی سجائی اونٹنی پر سوار کر دیا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس دلکش اور دلچسپ منظر کو یوں پیش کرتے ہیں

بیوسف گفت مالک کای دل آرائے

تو امروز خود کنارے نیل جائے

ز خود کن گرد راہ راشست و موئے

ز خاکت نیل را دہ آبروئے

کہ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اٹھو اور اپنے آپ کو دریائے نیل میں ڈال دو تاکہ تمہارے بدن سے راستے کا گرد و غبار مٹ جائے اور تو اپنی خاکِ بدن سے دریائے نیل کو عزت دو۔

marfat.com

بحکم مالک آں خورشید تاباں

بسوئے نیل شد عالی شتاباں

اور پھر مالک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت یُوسف علیہ السلام بہت ہی مُعزز اور عالی نسب لوگوں کی طرح نیل کی طرف چل دیئے

اور پھر جب وہ نہا کر نکلے۔

نمود آں دوش را برازعطف دامن

چناں کز دورِ گردوں صُبح روشن

اور پھر جب ان کا سینہ مبارک ننگا ہوا تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے صبح روشن ہو گئی۔ یعنی جیسے کالی رات میں سورج نکل آیا ہو۔ اور ظلمتِ شب سے نور بکھیرتی ہوئی صبحِ تاباں نمودار ہو گئی ہو۔

کشاد از ہم مُسلسل گیسواں را

بپا زنجیر بست آب رواں را

اور جب انہوں نے گھنگھریالی زلفوں کو کھولا تو دریائے نیل کا پانی چلنے سے رُک گیا۔ اور پھر جب مالک نے انھیں بنا سنوار کر اور کمر بندِ مُرصع بدن پر لپیٹی۔ اور

خرد آو یخت زلفیں دلاویز

ہوائے مصر زاں شد عنبر آمیز

اور پھر جب حضرتِ یُوسف علیہ السلام نے دِل لبھانے والی سیاہ زلفیں شانوں پہ بکھیریں تو پورے مصر کی ہوا عنبر دکستوری کی خوشبو میں ڈوب گئی۔

فَلَمَّا بَلَغَ یُوسُفَ بَابَ مِصْرَ نَادٰی فِی مِصْرِ۔

اور پس جب حضرتِ یُوسف علیہ السلام مِصر کے شہر کے دروازے پر پہنچے تو غیب سے منادی کرنے والے نے ندا دی جسے شہر کے ہر آدمی نے سُنا — یَا اَھُلَ مِصْرَ قَدْ

maarfat.com

جَاءَکُمْ فَتیً لَا یَلْقَاهُ اَحَدٌ اِلَّا سَعِدَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِ اَحَدٌ اِلَّا فَرِحَ ـــــ

کہ اے مصر میں رہنے والے لوگو تمہارے پاس ایک نوجوان آیا ہے کہ جو بھی دیکھے گا نیک بخت ہو جائے گا اور جو بھی اس سے ملاقات کرے گا وہ ہر مقصد میں کامیاب و کامران ہوگا۔ اٹھو اور اس کی زیارت سے فیضیاب ہو کر نہ صرف دنیا میں سکون و راحت حاصل کرو بلکہ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بھی نجات پا جاؤ۔

فَلَمَّا دَخَلَ یُوْسُفُ الْبَلَدَ تَرَنَّمَتِ الْاَطْیَارُ !

پھر جب حضرتِ یوسف علیہ السلام شہر میں داخل ہوئے تو پرندے خوشی میں چہچہانے لگے۔ سوکھے ہوتے درخت ہرے ہو گئے۔ بے پھل درختوں کو پھل لگ گیا۔ خزاں بہار میں بدل گئی۔ گلشن مہک اٹھے۔ لوگوں کے دلوں میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ اٹھی۔ غمگین و اداس دلوں کو سکونِ قلب حاصل ہو گیا۔ عوام الفت و محبت کے نشہ میں سرشار ہو گئے اور ہر ایک کو حضرتِ یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھنے کی تمنا پیدا ہو گئی۔

چنانچہ مصر کے سارے لوگ حضرتِ یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کی خواہش لے کر مالک ابن زعر کے کیمپ میں پہنچ گئے۔

مالک نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہاں اکٹھے کیوں ہوئے ہو۔

لوگوں نے بیقراری کے عالم میں جواب دیا !

قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَنْظُرَ اِلَی الْغُلَامِ الَّذِیْ اَتَیْتَ !

کہ ہم اس غلام کو دیکھنا چاہتے ہیں جسے تو خرید کر لایا ہے۔

فرشتہ نے مالک کے کان میں کہا کہ تو ان لوگوں سے کہدے ـــ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْهِ فَلْیَاتِنَا بِدِیْنَارٍ ۔

کہ جو شخص اس غلام کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ایک دینار اپنے ساتھ لائے۔

marfat.com

مطلب یہ ہے کہ میں تو اس حسین وجمیل غلام کو مفت میں نہیں دکھاؤں گا۔

مصر کے تمام لوگ راضی ہو گئے اور بڑی بے تابی سے حسن یوسف کا نظارا کرنے لگے ——— !

اس طرح سے مالک بن زعر کو چھ لاکھ دینار موصول ہوتے اور دوسرے دن دو دینار کے عوض مالک کو دس لاکھ دینار حاصل ہوئے۔

marfat.com

مصر کا بازار اور یوسف کا سودا

دوسرے جمعۃ المبارک کو مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور بھی زینت بخشی ۔ چمک دار دیبا کا لباس پہنایا ۔ گیسوؤں میں موتی اور یاقوت پروے ، شاہانہ تاج پہنایا اور مشک و کافور سے ان کے بدن مبارک کو معطر کیا ۔ اور پاؤں میں سونے کی جوتیاں پہنائیں جن پر زمرد عقیق کے ٹکڑے جڑتے ہوئے تھے ۔ ایک گھوڑا تیار کیا جس کی رکابیں سونے کی تھیں ۔ مالک نے گھوڑے پر سوار کرا کے خود رکاب پکڑی اور ایک سنہری تخت پر بٹھایا اور پھر مالک نے منادی کرادی ۔ کہ

آج دیدار بناں مل مل داکر لئو رج نظارے

پھر مڑ دخل ملے یا ناہیں دلبر و سے دربارے

وَ اِنَّمَا اَرَادَ مَالِكٌ بِذٰلِكَ لِيُعَظِّمَ شَانَ يُوْسُفَ وَيَعْلُوْ مَكَانَهٗ وَيُشْهِرَهٗ فِي النَّاسِ ـــ

اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اس قدر بنانے سنوارنے ، سجانے اور زیب و زینت بخشنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ انہیں محض غلام ہی نہ سمجھ لیں بلکہ یہ جان جائیں کہ یہ بہت سی کرامات و کمالات کا مالک اور بڑی ہی شان و عظمت کا وارث اور بلند مقام رکھنے والا ایک خوبصورت شہزادہ بھی ہے اور پھر مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کا خود ان الفاظ میں تعارف کرایا ۔

كُنْتُ اُسَافِرُ اِلَى الشَّامِ فَاَجِدُ فِيْ سَفَرِيْ تَعَبًا وَخُسْرَانًا فِيْ مَالِيْ

کہ میں اس سے پہلے بھی شام کا سفر تجارت کے لیے کیا کرتا تھا لیکن دوران سفر مجھے بہت سی مصیبتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور مجھے مال میں کافی نقصان اٹھانا پڑتا تھا

marfat.com

ہے۔ مگر جب سے میں نے یہ غلام خریدا ہے نہ مجھے سفر میں کوئی مشکل پیش آئی نہ ہی مال میں کوئی نقصان ہوا ہے۔ وَهٰذَا كُلُّهٗ بِبَرَكَةِ يُوْسُفَ ـــــ اور یہ سب کچھ اس غلام یوسف علیہ السلام کی برکت سے ہوا۔

اس تعارف سے مالک کا مطلب یہ تھا کہ لوگوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے پر اکسایا جائے اور عوام میں اشتیاق بڑھے اور مصر کے شہری اس کے حسن وجمال کو دیکھ کر اور عنبریں زلفوں میں گرفتار ہو کر اس کی قیمت بڑھانے سے دریغ نہ کریں۔

بالآخر مالک نے تمام پردے جو لٹکا رکھے تھے ہٹا دیئے جس سے حسن یوسف اپنی پوری رعنائیوں، دلفریبیوں اور خوبیوں کے ساتھ جلوہ ریز ہو گیا۔

فَلَمَّا رَاٰهُ النَّاسُ غَشِيَتْ اَبْصَارُهُمْ مِنْ نُوْرِ يُوْسُفَ وَخَرُّوْا لَهٗ سَاجِدِيْنَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا رَاَيْنَا مِثْلَكَ يَا غُلَامُ۔

جب لوگوں نے جمالِ یوسفی کا نظارہ کیا تو غشی میں آ گئے اور بے اختیار ہو کر سجدہ میں گر گئے اور پکار اٹھے۔

کہ اے غلام ہم نے آج تک تیری مثل کوئی نہیں دیکھا!

فَاَضَاءَ وَجْهُ يُوْسُفَ كَمَا يَضِيْئُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ مبارک ایسے چمک رہا تھا جیسے سورج اور چاند روشن ہوتے ہیں۔

وَذَالِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفَعَ الْحِجَابَ الَّذِيْ بَيْنَ الْخَلْقِ وَبَيْنَ يُوْسُفَ ـــــ اور اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کریم نے یوسف اور مخلوق کے درمیان جو پردے حائل تھے وہ اٹھا دیئے گئے۔

حَتّٰى رَاٰهُ كَمَا كَانَ عَلٰى صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى ـــ اور لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس اصلی صورت پاک میں دیکھا جس صورت پہ اللہ تعالیٰ نے

marfat.com

انہیں پیدا فرمایا تھا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو بھی ان کی اصلی صورت دکھا دی جاتی۔ اور انہیں بھی ان کے چہرے اور حسن و جمال کا مشاہدہ کروا دیا جاتا تو شاید وہ ظلم و ستم نہ کرتے اور حضرت یوسفؑ بعد میں پیش آنے والے حادثات و مصائب سے بھی محفوظ رہتے۔

مگر نوشتۂ تقدیر یہی تھا کہ یوسف ان دردناک حالات ــــ پریشان کن واقعات اور خوفناک حادثات سے گزر کر مصر کے تخت تک پہنچے۔

marfat.com

بازغہ شہزادی

حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احسن القصص میں بازغہ شہزادی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ اسطاون عمالقہ کی بیٹی تھی اور حسن وجمال میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اور اپنی قوم پر حکمرانی کرتی تھی۔ جس شدّاد نے باغِ ارم بنایا تھا اس کی نسل سے تھی! اور مصر کے قریب ہی کسی علاقہ کی شہزادی تھی جس کے حسن وجمال کا تذکرہ اور اس کی ناز بھری ادائیں کا نقشہ مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احسن القصص میں یوں بیان کرتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ مولوی غلام رسول کی احسن القصص امام غزالی کی احسن القصص کا نظم میں لفظی ترجمہ ہے

بازغہ نام دَسّے اک عورت سرور مصر نواحی
عادیاں دی سی قوم ادسے دی سرداری تے شاہی
جدوں نقابوں اکھیں کھولے تیر چلن وچہ غمزے
بھواں کماناں چشم دوناوک آب نشر وچہ رمزے
مال جمال جوانی خوشیاں پر دل کِتے نہ ٹکدا
اُس نے سُنیا اُج وچہ مصرے دلبر شامی وکدا

جناب مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب یوسف زلیخا میں بازغہ شہزادی کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

بملکِ مصر زیبا دختری بود
کہ نسلِ عادیاں را سروری بود

marfat.com

سونے اور چاندی کے بھرپور خزانے لعل و جواہرات کے ڈھیر اور دیبا و کمخواب کے لباس ایک ہزار خچروں پر بھر کر حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے اور خریدنے کا مُصمم ارادہ سے مصر کی اس جولانگاہ کی طرف روانہ ہوگئی جہاں غلام فروخت ہوا کرتے تھے۔ فَلَمَّا دَنَتْ مِنْ يُوسُفَ ــــ جب حضرت یُوسف علیہ السّلام کے قریب پہنچی ــــ طَمَسَتْ بَصَرُهَا وَتَحَيَّرَ عَقْلُهَا ــــ اور حسن یُوسف دیکھا، بھرپور اور پرکشش جوانی کا نظارہ کیا، دلفریب شباب کا مشاہدہ کیا اور قدرت کے اس حسین و جمیل شاہکار کی طرف نگاہ اٹھائی تو آنکھیں چندھیا گئیں اور عقل حیران رہ گئی۔ ہوش و خرد گنوا بیٹھی اور دیوانوں کی طرح لڑکھڑانے لگی۔

مولوی غلام رسولؒ

بازغہ نے کدھ پردے وچوں جاں دو نین وگائے
اگّو دار نگاہ پئی بھر ہتھوں ہوش گوائے
کوئی نقاب نہیں کوئی حجاب نہیں
وہ سامنے ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

ہوش آیا تو پکار اٹھی۔

مَنْ اَنْتَ وَمَنْ خَلَقَكَ ــــ تو کون ہے؟ ــــ اور تجھے کس نے پیدا کیا؟ ــــ

وَاِنِّىْ قَدْ جِئْتُ بِمَالِىْ حَتّٰى اَشْتَرِيَكَ فَرَأَيْتُ الْاٰنَ اِنَّ مَالِىْ يَقُوْمُ بِبَعْضِ ثَمَنِكَ ۔

اور میں تو اتنا مال و متاع ـ لعل و جواہرات کے خزانے اور ہزاروں دیبا کے لباسوں کے عوض تجھے خریدنے آئی تھی لیکن تیرے حسن و جمال کو دیکھ کر میں سمجھ گئی ہوں کہ دنیا کے سارے قیمتی خزانے بھی تیرے حُسن کی ایک چمک کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔

marfat.com

حدیثِ یوسف و وصفش چو بشنید

بماہِ روئے او مہرش چو بشنید

پیا پوکاراں گرد نواحی ہر جا شہر گرائیں

لے اموال و ہا جن چلی بازغہ یوسف تائیں

بازغہ شہزادی نے جب حضرتِ یُوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کا شہرہ سنا اور پتہ چلا کہ مصر کے بچے۔ جوان۔ بوڑھے اور عورتیں اس کے حسن وجمال کو دیکھ کر بے خود و بے ہوش ہو جاتے ہیں تو اس کے دل میں بھی انہیں دیکھنے اور خریدنے کا شوق پیدا ہوا۔

جامی — نصابِ قیمتش معلوم خود ساخت

زترتیبِ نفائسش دل بپرداشت

کہ بازغہ شہزادی نے حضرتِ یُوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کے مطابق اور ان کی جوانی و خوبصورتی کے پیشِ نظر خود ہی ان کی قیمت لگائی کہ اگر مال و دولت کے علاوہ مجھے دل بھی قربان کرنا پڑا تو کر دوں گی۔

ہزار اشتر ہمہ پاکیزہ گوھر

پر از دیبا و مشک و گوہر و زر

ہزار اونٹوں پر قیمتی موتی، ریشمی لباس، کستوری و لعل و سونا بھر کر مصر کی جانب روانہ ہوئی۔

مولوی غلام رسول

مال متاع خزانے سارے شتریں کدھ لدائے

گھت دہیر چلی دل مِصرے دل وچہ شوق سوائے

یوسف دے او فیر متابل آپے آن کھلوئی

پچھیاندے پر سڑدے جبتھے تے اسنوں کدھوئی

marfat.com

مولوی غلام رسولؒ

سوہنیاں سوہنیاں زلفاں والیا کس استاد بنایوں

ناز ٹھایا شاہ حسن دیا ایتھے کیوں کر آیوں

کس نے سازی صورت تیری سوہنی حد بیانوں

ہیں پیدائش خاک زمینوں یا کاشے اسمانوں

قَالَ لَهَا يُوسُفُ إِنِّي خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي صَوَّرَنِي۔

—— حضرت یوسف علیہ السلام نے شہزادی بازغہ سے فرمایا کہ میں بھی رب العالمین کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہوں اور میری صورت بھی اسی نے بنائی ہے۔

قَالَتْ آمَنْتُ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي صَوَّرَكَ —— بازغہ پکار اٹھی کہ جس رب العالمین نے تیری صورت بنائی ہے میں اس پر ایمان لاتی ہوں۔

وہ ایمان لے آئی اور اپنا سارا مال و متاع جو حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لیے لائی تھی فقیروں، مسکینوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا اور خود ایک جھونپڑی میں بیٹھ کر یادِ خدا کرنے لگی اور پھر ساری عمر عبادتِ الٰہی میں گزار دی۔ ایمان لانے کے بعد اور حضرت یوسفؑ کو دوبارہ دیکھنے کے بعد جب واپس جانے لگی تو خوشی و مسرت میں جھوم جھوم کر یہ پکار اٹھی۔

توں ملیوں رب میل دتو ای بہت احسان کیتو ئی

وچہ گریباں جان میری دے زاد مراد سیتو ئی

تیں جیہا میں مرشد ملیا ڈبدیاں تار گیو ئی

ایس راہوں جو بھلیا پھر دا مفت خوار گیو ئی

٭٭٭

marfat.com

بی بی زلیخا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۔ مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں اپنی اپنی تحقیق و تلاش کے مطابق بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا کی زندگی اور حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی محبت کی مقدس داستان اپنی وارداتِ قلبی کے پیشِ نظر اور پورے ذوق و شوقِ طبع کے موافق پوری شرح و بسط سے لکھی ہے۔

اور قرآن مجید بھی یوسف زلیخا کے پاک قِصّہ کو احسن القصص کا نام دیتا ہے ۔ یاد رہے کہ اگر حسن و عشق کی اس ایمان افروز داستان میں دونوں میں سے کسی ایک میں بھی لغزش کا شائبہ تک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس قِصّہ کو سوہنا قصہ نہ فرماتا

حضرت یوسف علیہ السلام تو نبی تھے ان کی طرف تو کسی وقت بھی ٹھوکر کھا جانے پر یقین کرنا کفر ہے زلیخا بھی کسی فحاشی کو تسلیم کرنا گمراہی ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احسن القصص میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ـــــ زُلَيْخَا اَنَّهَا كَانَتْ بِنْتَ مَلِكٍ مِّنْ مُلُوْكِ الْمَغْرِبِ وَكَانَ اِسْمُهٗ طِيْمُوْسَ ـــــ کہ مغرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ طیموس نامی گزرا ہے زلیخا اس کی بیٹی تھی ـــــ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ زَمَانِهَا اَحْسَنَ مِنْهَا ـــــ اور اس زمانہ میں زلیخا سے بڑھ کر اور کوئی حسین نہیں تھا ۔ نہ عورت اور نہ ہی مرد ـــــ وَاِنَّهَا رَاَتْ صُوْرَةَ يُوْسُفَ فِيْ مَنَامِهَا وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَهَا ـــــ اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت پاک خواب میں دیکھی کہ وہ اس کے پاس کھڑا ہے

marfat.com

فَذَهَبَ عَقلُهَا مِنْ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ ـــــ پس حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن وجمال دیکھتے ہی عقل جاتی رہی۔ اور بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو گئی۔ دن رات ان کی صورت کا تصور کر کے معتق رہتی۔ ہوش وخرد کھو بیٹھی۔ رنگ زرد ہو گیا۔ ہجر و فراق میں آہیں بھرتی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ بھلا ایک نوسال کی نوخیز اور پاکدامن لڑکی اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر پر فریفتہ و عاشق ہو کر اپنی عمر کے چالیس سال اپنے محبوب کی یاد میں گزارتی ہے اور وصل و وصال کی امید میں ساری ساری رات تارے گن گن کر بسر کرتی ہے اور شبِ وصال اگر محبت میں وارفتگی کے عالم میں اپنے محبوب کا دامن پکڑ لیتی ہے تو اس پر فحاشی کا الزام کیوں ؟

دامن بھی کسی آوارہ انسان کا غلیظ دامن نہیں بلکہ ایک نبی کا پاک دامن ـــــ وَزُلَیخَا کَانَتْ مِنَ المَحَبَّتِہٖ یُوْسُفَ نَسِیَتْ کُلَّ شَیْئٍ سِوَاہُ وَلَمْ تَسْمَعْ سِوَاہُ ـــــ وَلَمْ تَنْظُرَ اِلٰی اَحَدٍ ـــــ وَکَانَتْ لَاتَنَامُ اِلَّا لَحْظَۃٍ ـــــ وَلَاتَتَنَفَّسُ اِلَّا بِذِکْرِہٖ ـــــ

کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام یعنی ایک نبی کی محبت میں سب کچھ بھول گئی تھی ـــ سوائے یوسف کے کسی کی بات نہ سنتی ـ نہ کسی کی طرف دیکھتی تھی ـ نہ سوتی تھی ـ اس کے ذکر کے سوا اور کوئی بات نہ کرتی تھی ۔

وَکَانَتْ تَسَمِّیْ کُلَّ شَیْئٍ بِیُوْسُفَ ـــــ ہر شئے کو یوسف کہہ کر پکارتی تھی ـــــ وَاِذَا افصَدَتْ یَقْطُرُ دَمُّہَا عَلَی الْاَرْضِ فَیَقُوْلُ یُوْسُفَ ـــــ اور جب فصد کرواتی تو خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا اس میں سے یوسف کی آواز آتی تھی۔ ـــــ وَاِذَا رَفِعَتْ رَاسَہَا اِلَی السَّمَاءِ تَرَا اِسْمَ یُوْسُفَ مَکْتُوْبًا بِالْکَوَاکِبِ ـــــ اور جب رات کو آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتی تو تاروں میں یوسف کا

نام لکھا ہوا دیکھی تھی۔

جُنَّتْ فِی مُحَبَّتِہٖ ـــــ اس کی محبت میں دیوانی ہو گئی تھی اپنی خوبصورت بیٹی کی یہ حالت دیکھی تو باپ طیموس نے پوچھا۔ بیٹی تیرا یہ حال کیوں ہوا؟

جواب دیا ـــــ ابا میں نے خواب میں ایک صورت دیکھی ہے جس کی مثل و مثال زمانہ بھر میں نہیں ہے وہ موہنی اور دلفریب صورت میرے دل میں سما گئی ہے اور اسی کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہوں۔

دوسری بار پھر خواب میں حُسن یُوسف کا مشاہدہ کرتی ہے تو۔ پوچھتی ہے۔ کہ جس صورت گر نے تجھے یہ صورت عطا کی ہے تجھے اس ذات کی قسم بتا تو کون ہے؟

قَالَ اَنَا اِنْسَانٌ وَّ اَنَا لَكِ وَ اَنْتَ لِیْ ـــــ یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ایک انسان ہوں اور میں تیرے لیئے ہوں اور تو میرے لیئے ہے۔

زلیخا پھر عقل و ہوش گنوا بیٹھی اور دیوانوں کی طرح دن رات محبوب کی یاد میں تڑپنے لگی، باپ نے بیٹی کو پاگل سمجھ کر قید کر دیا۔ وہ ایک سال تک قید میں رہی۔

ثُمَّ رَأَتْ زُلَیْخَا یُوْسُفَ فِیْ مَنَامِهَا فِی السنۃ الثالثۃ ـــــ پھر زلیخا نے تیسری بار حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ اور یوسفؑ کا دامن پکڑ کر پوچھا ـــــ اَخْبِرْنِیْ اَیْنَ اَطْلُبُكَ ـــــ بتا میں تجھے کہاں تلاش کروں؟

قَالَ لَهَا اُطْلُبِیْ بِمِصْرٍ وَ اَنَا مَلِكُ مِصْرَ ـــــ جواب دیا کہ مجھے مصر میں تلاش کرنا کیونکہ میں مصر کا بادشاہ ہوں۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ بی بی زلیخا کا ذکر کچھ اس طرح سے کرتے ہیں۔

شاہ طیموس بڑا سدا دے مغرب وچہ دیارے

مشتری ورے فلک دے خادم اودسدی ٹہل گذارے

marfat.com

اک دختر اس نام زلیخا پر انوار صفائی

حوراں اسدیاں خدمتگاراں پریاں چیز نہ کائی

آگے مولوی صاحب زلیخا کے حسن و جمال کی تشبیہات و استعارات کے ذریعے عجیب و غریب تعریف کرتے ہوئے اور اس کے بدنِ مبارک کے ایک ایک عضو کی رنگینی و خوبصورتی کر اپنے دل کی گہرائیوں اور جگر کے زخموں پر پٹی باندھنے کے لیئے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ــــ

پئی زلیخا نیندر اندر دل دے پردے کھلے

جبل وِلا کجھ ہوون لگا زخم وچے تن ڈلے

اپنی چیت جوان ڈٹھا سو واہ قربان جوانی

ٹکے زلف زنجیراں والی نور ورھے پیشانی

پھر آگے حسنِ یوسف کو لعل و جواہرات سے مُزین کرتے اور سچے موتیوں کی جھالر سے زینت بخشتے۔ اور زلیخا کی حالتِ زار اور محبوب کی جدائی میں دن رات رونے اور عشق سے پیدا ہونے والی بے تابیوں کا ذکر کرتے ہوئے تیسری بار خواب میں دیکھنے کا دلکش منظر یوں پیش کرتے ہیں کہ آخر زلیخا نے اپنے محبوب اور خدا کے نبی محبوب ۔ اللہ کے رسول محبوب اور رب کے پیغمبر محبوب کا ٹھکانہ پوچھ ہی لیا۔

پہلے نام ٹھکانہ مینوں اپنا دس شتابی

پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں دلوں چکی بے تابی

ہیں توں کون کتھے گھر تیرا جگ وِچہ کی سداویں

دے جواب سوال میرے دا پھیر تساں چل جاویں

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا۔

میں ہاں آپ عزیز مصر دا امیر امیراں کاناں   فرمایا سنو حضرت زلیخا ایہا دل دا بھاناں

marfat.com

بس پھر کیا تھا زلیخا کو ہوش آگیا، دکھ مٹ گئے۔ دیوانگی جاتی رہی، رونا ہنسی میں بدل گیا، زنجیریں کٹ گئیں۔ قید سے رہائی مل گئی زندگی کی خزاں میں بہار آگئی۔ اداسی دور ہوگئی اور چہرہ پر رونق برسنے لگی۔

باپ طیموس کو اطلاع دی کہ میری مرض دور ہوگئی ہے اور مجھے صحت حاصل ہوگئی ہے۔ باپ نے پوچھا یہ اُداس اور غمگیں دل پہ خوشی و مسرت کی لہریں کیوں اور تیری زندگی کے گلشن میں چلنے والی بادِ خزاں پر موسمِ بہار کا تسلط کیسے اور تیری خطرناک بیماری کا علاج کس نے کیا؟

بیٹی زلیخا نے جواب دیا۔ کہ

نیل ندی دے کنڈھے وسدا مصر نصیباں والا

نہر بہشتوں نازل ہوئی جگ وچہ نیل اوجالا

کہ میرے ہر درد والم کا علاج کرنے والا مصر کا والی ہے۔

مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ اس خوش گوار موقعہ کے نشیب و فراز کے متعلق یوں رقم طراز ہیں! کہ دنیا کے سخنور اپنی سخنوری کے مطابق یوں کہتے ہیں کہ

کہ در مغرب زمیں شاہی نباموس

ہمیز د کوسِ شاہی نام طیموس

زلیخا نام زیبا دختری داشت

کہ با او از ہمہ عالم سری داشت

کہ دیارِ مغرب میں طیموس نامی ایک شہنشاہ گزرا ہے۔ جس کی ایک لڑکی تھی۔ نام اس کا زلیخا تھا اور باپ کو بہت ہی پیاری تھی۔ آگے جامیؒ زلیخا کے حسن و جمال کو اپنی پسندیدہ تشبیہات و اپنے دلفریب استعارات میں اس کی تعریف کرتے ہوئے آگے چل کر کہتے ہیں کہ زلیخا نے حسنِ یوسف کا نظارا خواب میں کیا تو عشق و محبت کی آگ

marfat.com

سینہ میں بھڑک اٹھی اور پھر تیسری بار دیکھنے اور پتہ پوچھنے تک اس آگ میں جلتی رہی اور جمالِ محبوب کے تصور میں دن رات اداس و غمگین رہنے لگی۔

اور جب تیسری بار دیکھا تو پوچھا۔

کہ اندوہ مرا تو تاصیم دہ زنام شہرِ خویش آگاہیم دہ

کہ مجھے غم و اندوہ کے ظلمت کدہ میں لانے والے مجھے اپنے شہر کے نام سے تو آگاہ کر دے تاکہ میں تیرے شہر اور ٹھکانے کو یاد کر کے سارے غم و اندوہ بھلا کر خوشی و مسرت کی روشنی پیدا کر سکوں!

محبوب نے جواب دیا۔

بگفتا گر بدیں کارت تمام ست
عزیزِ مصر و مصرم مقام ست

کہ اگر تیرا یہی مقصد ہے تو یاد رکھ میں عزیزِ مصر یعنی مصر کا بادشاہ ہوں اور مصرِ شہر ہی میرا ٹھکانہ ہے۔

marfat.com

جمالِ یوسف علیہ السلام کا سودا

بی بی زلیخاؒ اگرچہ والئ مصر کی بیوی تو بن چکی تھی مگر اسے سکونِ قلب نہ مل سکا تھا — اور اگرچہ وہ مصر کے تخت و تاج کی وارث تو ہو چکی تھی لیکن اسے قرارِ دل حاصل نہ ہو سکا تھا اور اگرچہ اسے مصر کے شاہی خزانوں پہ پوری گرفت تو مل چکی تھی لیکن اسکے دِل کا خزانہ وصالِ یوسفؑ کے سنہری موتیوں سے خالی تھا۔ اور اگرچہ وہ مصر کے سدا بہار باغات اور خوبصورت چمنستانوں میں سیر تو کرتی تھی لیکن اس کے قلب کا گلشن اس بہار کو ترستا تھا جس کی تمنا میں اس نے چالیس سال گزار دیئے تھے۔ اسے نہ دن کو آرام تھا نہ رات کو چین، صبح ہوتے ہی صحرا و بیابانوں میں یوسف کی تلاش میں نکل جاتی اور شام ہوتی تو اپنے محبوب کی زلفِ سیاہ کی تاریکی میں ٹھوکریں کھاتی ناکام واپس لوٹ آتی تھی۔ اور کبھی دریائے نیل کے کنارے کھڑی ہو کر یوسف کا انتظار کرتی اور کبھی پہاڑوں پہ جا کر بے خودی کے عالم میں بلند آواز سے یوسف کا نام پکارتی تو گنبد کی آواز میں یوسفؑ کا نام سن کر تڑپ اٹھتی تھی۔

وہ ڈار سے بچھڑی ہوئی کونج کی طرح کرلاتی اور گلاب کے پھولوں پہ چہکنے والی بلبل کی مانند روتی

آتشِ ہجر و فراق کو آنسوؤں کے قطروں سے بجھانے کی کوشش کرتی تو وہ اور بھی بھڑک اٹھتی تھی —

ادھر بی بی زلیخا حضرتِ یوسف علیہ السلام کے انتظار میں صبح و شام تڑپتی رہتی تھی اور ادھر بقول مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔

marfat.com

یُوسف آن مصر وچہ وڑیا تے اوہ لبھدی وچہ اُجاڑاں

باہجہ قراروں فرقت یاروں روندی وچہ پہاڑاں

لوگ رہے قربان مصر وچہ یُوسف دے دیداروں

اوبے خبر پھرے وچہ جنگل مصر آبادی پاروں

ایہہ ویران آبادی مصرے ایہہ روندی جگ سہدا

بے مقصود پھرے ایہ بھوندی اجڑی دا گھر وسدا

آخر کار ایک دن زلیخا کنیزوں کے ہمراہ اپنی مخصوص عماری پر سوار ہو کر مصر کے چمن کی سیر کر کے واپس لوٹی تو شہر کے بازار میں مصریوں کا ہجوم دیکھا تو کنیزوں سے پوچھا۔

یہاں کیا ہو رہا ہے ؟ اور لوگ یہاں کیوں جمع ہیں ۔

حال پچھے ایتھے کیا اچنبہ باندیاں راز دسائے

یوسف نام بندہ کنعانی وکدا ہے ات جائے

پُوچھا ۔۔۔ بکنے والا غلام اتنا ہی حسین ہے کہ مصری لوگ اسے خریدنے کے لیئے مال و دولت لے آئے ہیں اور اس کا نظارہ کرنے کی خاطر ایک دوسرے پر گرتے جا رہے ہیں ۔ بی بی زلیخا حیران تھی کہ پہلے بھی اس جگہ پر غلام بکتے رہے ہیں لیکن کبھی اتنی خلقت دیکھنے اور خریدنے کے لیئے نہ آئی تھی اس غلام میں کون سی خوبیاں ہیں کہ مصر کے لوگوں کو جس نے اپنا دیوانہ بنا دیا ہے ' ہر مصری کے دل میں خریدنے کی تمنا پیدا کر دی ہے ۔

اور پھر اپنی پرانی خدمت گزار اور وفادار دائی سے کہا کہ ذرا عماری کا پردہ تو اٹھا تا کہ میں بھی اس بکنے والے غلام کو دیکھ لُوں ۔

دائی نے پردہ اٹھایا ۔۔۔ تو

کرے وچار نظر کر ویکھاں ڈٹھس گھت نظارا

پئی نظر چھیٹ گیاں آہیں لیا پچھان پیارا

marfat.com

تڑپکار اٹھی ـــــ

شہر وکیں میں جنگل ڈھونڈاں سستے مُل وکا دیں
سائیں جان جہان نہ قیمت ارزاں لبھے دیا ویں

احسن القصص میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس پرکیف نظارے کو یُوں بیان کرتے ہیں
ـــــ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الْبَیْعِ اَرْسَلَھَا الْمَلِکُ ـ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بکنے کا دن آیا تو والئی مصر نے زلیخا کو بھی وہاں بھیج دیا کہ غلام کو دیکھ آئے جس کے حسن وجمال کا شہرہ سارے شہر میں پھیل گیا ہے۔

فَرَاھَا عَبْدٌ وَھِیَ لَا تَدْرِیْ مِنْ ذَالِکَ الْعَبْدِ ـ

پس پھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو حیران رہ گئی ـــ اور وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ غلام کون ہے۔

بس پھر ــــــ حُسنِ یوسف کا مشاہدہ کیا تو ـ فَغَشِیَتْ عَلَیْھَا سَاعَتِہٖ ـ
زلیخا بے ہوش ہو گئی اور اس پر غشی طاری ہو گئی، ہوش آیا تو دائی نے پُوچھا ـــ
مالکہ ـ زلیخا ـــ تجھے کیا ہو گیا؟
قَالَتْ ھٰذَا زَوْجِیْ اَخْتَرْتُہٗ مِنَ الْعَالَمِیْنَ ـــــ

زلیخا نے جواب دیا۔

کہ یہی میرا حقیقی شوہر ہے جس کو میں نے دونوں جہانوں میں سے پسند کیا اور جس کے انتظار میں میں نے چالیس سال بے قراری میں آنسو بہاتے ہوئے گزارے ہیں۔

مولوی صاحب مرحوم

لے مائی جو خواب ڈٹھا اوہ وکدا ای مصر بازارے
میرا ہو کے لوکاں تائیں ویندا پیا نظارے

حضرت امام غزالیؒ ـــــــ ثُمَّ نَادَی الْمُنَادِیْ مَنْ یَشْتَرِیْ ھٰذَا الْغُلَامَ

marfat.com

پھر پکارنے والے نے پکارا ——— اس غلام کو کون خریدے گا؟

فَاَرْسَلَتْ زُلَیْخَا اِلَی الْعَزِیْزِ ——— زلیخا نے ندا سنی تو عزیزِ مصر کی طرف پیغام بھیجا کہ جلدی آؤ اور اس غلام کو جتنی قیمت پر ہو خرید لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا خوبصورت غلام کوئی اور خرید لے۔

فَلَمَّا سَمِعَ التُّجَّارُ رَغْبَةَ زُلَیْخَا فِی الْغُلَامِ اَمْتَعُوْا مِنَ الزِّیَادَةِ ———

پس جب سوداگروں کو پتہ چلا کہ دوسرے گاہکوں کی طرح مصر کی زلیخا بھی اس غلام کو خریدنے کی خواہش رکھتی ہے تو وہ قیمت بڑھانے سے رک گئے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بکنے کی کیفیت یوں بیان کی ہے۔

چو یوسف شد بخوبی گرم بازار
شدندش مصریاں یکسر خریدار

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی تمام خوبیوں، رعنائیوں اور دلفریبیوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے اور اُن کے حسن و جمال کا بازار گرم ہوا تو مصر کے تمام لوگ یکدم ان کے خریدار بن گئے! لیکن جب مالک نے فرشتے کے کہنے پر حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت سنائی تو۔

خریداران دیگر لب بہ بستند
پس زانوی نومیدی نشستند

دوسرے تمام خریداروں نے خاموشی اختیار کر لی اور ناامید ہو کر بیٹھ گئے۔

اور اسی لئے مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ——— کہ

جس نوں یار وکیندا لبھے قیمت ہووس پتلے
اُسدے جیہا نہ طالع والا اسدے کرم سوتلے

marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ — ثُمَّ اَتَی الْمَلِکُ قَالَ لِمَالِکِ ابْنِ زُعْرٍ بِکَمْ تَبِیْعُ ھٰذَا الْغُلَامَ ؟

پھر والئی مصر نے مالک ابن زعر سے کہا کہ تو اس غلام کو کتنے میں فروخت کریگا — مالک نے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت سُنائی۔

بِوَزْنِہٖ ذَھَباً۔ وَبِوَزْنِہٖ فِضَّۃً۔ وَبِوَزْنِہٖ دُرًّا۔ وَبِوَزْنِہٖ یَاقُوْتًا۔ وَبِوَزْنِہٖ عَنْبَرًا وَّ اَبْرِیْشَمًا وَبِوَزْنِہٖ کَافُوْرًا۔

کہ غلام کے ہم وزن برابر تول کر سونا، چاندی، موتی، یاقوت، ابریشم، عنبر اور کستوری ہموزن تول کر لوں گا۔

صوفی راقب رحمۃ اللہ علیہ جو پُرانے زمانے کا نعت خواں شاعر تھا وہ تو کہتا ہے کہ محبوب کو خریدنے کے لیئے، یہ سونا و چاندی، یہ لعل و جواہرات اور یہ عنبر و کستوری تو کوئی حقیقت نہیں رکھتے — بلکہ

جے سر دتیاں مِل جائے راقب او پیارا
بڑا سستا سودا خریدار نوں اے

قَالَ الْمَلِکُ قَدْ رَضِیْتُ بِذٰلِکَ —— پھر مالک مصر نے ابن زعر سے کہا کہ میں اس قیمت پر اس غلام کو خریدنے کے لیئے تیار ہوں۔

اور پھر ترازو کے ایک پلّے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بٹھا دیا گیا اور دوسرے پلّے میں مصر کا شاہی خزانہ تلنے لگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام زیر لب مسکرائے اور حیران ہوئے اپنی قیمت دیکھکر۔ کہ کہاں بیس روپے کھوٹے اور کہاں مصر کا خزانہ۔

جواب آیا۔ وہاں قیمت دینے والے تیرے بھائی تھے اور آج قیمت ڈالنے والا تیرا خدا ہے۔

marfat.com

پھر لوگ حیران رہ گئے یہ دیکھ کر ـــــــ کہ

شاہِ مصر دا کُل خزانہ تے تُل گئی دولت ساری

پر نُور نبوت والا پلّا اجے دی وسدا بھاری

والئِ مصر نے ابنِ زعر سے کہا کہ میں اس غلام کی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔

مالک ابنِ زعر نے حضرت یُوسف علیہ السلام کو عزیزِ مصر کے حوالے کر دیا۔

فَکَانَ مَالِكٌ لَمْ يَرَا يُوسُفَ عَلٰى صُوْرَتِهِ الَّتِىْ خُلِقَ عَلَيْهَا ـــ حَتّٰى بَاعَهُ ـــ مالک ابنِ زعر نے بیچنے سے پہلے حضرت یُوسف علیہ السلام کو اصلی صورت میں نہیں دیکھا تھا۔

فَكَشَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْحِجَابَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ ۔ پس اللہ کریم نے ابنِ زعر اور یُوسف کے حسن و جمال کے درمیان سے پردے اٹھا دیئے مالک ابنِ زعر قیمت دیکھ کر اور مال و دولت کے خزانے لے کر تو بہت ہی خوش ہوا لیکن جب اس نے یُوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو چلّانے لگا۔ وَخَرَّ مَغْشِيًّا ـــ اور بے ہوش ہو کر گر پڑا کہ لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا ہے۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے پوچھا۔

مالک ـ کہ تجھے کیا ہو گیا۔

جواب دیا کہ اگر میں نے فروخت کرنے سے پہلے تجھے اصلی صورت میں دیکھ لیا ہوتا ـــ تو تجھے کبھی نہ بیچتا۔

اے یُوسف تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ کسی وقت میں تجھے بتاؤں گا کہ میں کون ہوں ـ آج اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے مجھے بتا دے کہ تو کون ہے ؟

حضرت یُوسف علیہ السلام نے جواب دیا :-

اَنَا الَّذِىْ رَاَيْتَنِىْ بِمِصْرٍ فِىْ مَنَامِكَ فِىْ حَالِ سَفَرِكَ ـــــ کہ میں

marfat.com

وہی ہوں جسے تو نے لڑکپن میں خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان سے سورج اُتر کر میری جھولی میں آگیا ہے۔ اور معبروں نے تجھے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی تھی کہ ایک خوبصورت غلام تیرے ہاتھ آئے گا جس کی معرفت تیری تقدیر بدل جائے گی۔ اور لعل و جواہرات کے خزانے تیرے دامن میں بھر دیئے جائینگے اور تو بے بہا مال و دولت اور بیشمار متاع و ثروت کا مالک بن جائے گا۔ اور جہنم کی آگ سے بھی نجات پائے گا۔ میں وہی غلام ہوں۔ میرا نام یوسف ہے! اور تو میری قیمت بیس درہم کھوٹے دیکر بہت خوش ہوا تھا۔ اور پھر تو نے مجھے قیدی بنا کے رکھا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا دیں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیریں پہنا دیں اور پھر تیرے نوکر نے مجھے طمانچے مارے اور میری ماں کی قبر پر مجھے فاتحہ بھی نہ پڑھنے دی۔

دائم مرحوم :-

کول رکھ کے قدر نہ جاتیا اوہنں وتیچ کے لگّاں پچھتان یارا
میرے باپ تئیں پچھیدوں کُل میرا بن دوں نفر نالے دربان یارا

مولوی صاحب مرحوم :-

عہد جوانی گھر وچہ سُتے یکتوں سُفنہ آیا
بھڑ سورج اسمانوں تیری وچہ آستین سمایا
جو تعبیر معبّر کروں پچھن گیوں کنھاں نے
اوہا عبد اُپہی میں یارا سمجھیں نال دھیانے

مالک ابن زعر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ تجھے میرے پاس بیچنے والے کون تھے؟

جواب دیا میرے بھائی تھے۔

مالک نے پھر سوال کیا۔ انھوں نے تجھے کیوں فروخت کیا؟

marfat.com

پھر لوگ حیران رہ گئے یہ دیکھ کر ـــــ کہ

شاہِ مصر دا کُل خزانہ تے تُل گئی دولت ساری

پر نُور نبوّت والا پلّا اجے وی وسدا بھاری

والئ مصر نے ابنِ زغر سے کہا کہ میں اس غلام کی قیمت ادا نہیں کرسکتا۔

مالک ابنِ زغر نے حضرت یُوسف علیہ السلام کو عزیزِ مصر کے حوالے کردیا۔

فَکَانَ مَالِکٌ لَمْ یَرَا یُوْسُفَ عَلٰی صُوْرَتِہِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْھَا ـــ حَتّٰی بَاعَہٗ ـــ مالک ابنِ زغر نے بیچنے سے پہلے حضرت یُوسف علیہ السلام کو اصلی صورت میں نہیں دیکھا تھا۔

"فَکَشَفَ اللّٰہُ تَعَالیٰ الْحِجَابَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ :- پس اللہ کریم نے ابنِ زغر اور یُوسف کے حسن وجمال کے درمیان سے پردے اٹھا دیتے مالک ابن زغر قیمت دیکھ کر اور مال و دولت کے خزانے لے کر تو بہت ہی خوش ہوا لیکن جب اس نے یُوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کو دیکھا تو چلّانے لگا۔ وَخَرَّ مَغْشِیًّا ـــ اور بے ہوش ہوکر گر پڑا کہ لوگوں نے سمجھا کہ مرگیا ہے۔

حضرتِ یُوسف علیہ السلام نے پوچھا۔

مالک ـ کہ تجھے کیا ہوگیا۔

جواب دیا کہ اگر میں نے فروخت کرنے سے پہلے تجھے اصلی صورت میں دیکھ لیا ہوتا ـــ تو تجھے کبھی نہ بیچتا۔

اے یُوسف تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ کسی وقت میں تجھے بتاؤں گا کہ میں کون ہوں ـــ آج اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے مجھے بتادے کہ تو کون ہے ؟

حضرت یُوسف علیہ السلام نے جواب دیا :-

اَنَا الَّذِیْ رَأَیْتَنِیْ بِمِصْرٍ فِیْ مَنَامِکَ فِیْ حَالِ صِغَرِکَ ـــ کہ میں

marfat.com

وہی ہوں جسے تو نے لڑکپن میں خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان سے سورج اُتر کر میری جھولی میں آگیا ہے - اور معبّروں نے تجھے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی تھی کہ ایک خوبصورت غلام تیرے ہاتھ آئے گا جس کی معرفت تیری تقدیر بدل جائے گی - اور لعل و جواہرات کے نذرانے تیرے دامن میں بھر دیئے جائیں گے اور تو بے بہا مال و دولت اور بیشمار متاع و ثروت کا مالک بن جائے گا — اور جہنم کی آگ سے بھی نجات پائے گا - میں وہی غلام ہوں — میرا نام "یوسف" ہے! اور تو میری قیمت بیس درہم کھوٹے دیکر بہت خوش ہوا تھا - اور پھر تو نے مجھے قیدی بنا کے رکھا — ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا دیں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیریں پہنا دیں اور پھر تیرے نوکر نے مجھے طمانچے مارے اور میری ماں کی قبر پہ مجھے فاتحہ بھی نہ پڑھنے دی۔

دائم مرحوم :-

کول رکھ کے قدر نہ جاتیا او ہن ویچ کے لگاں پچھتان یارا
میرے باپ تھیں بچھڑوں تل میرا بن دوں لفر نالے رہان یارا

مولوی صاحب مرحوم :-

عہد جوانی گھر وچہ ستے تینوں سفنہ آیا
پھڑ سورج اسمانوں تیری وچہ آستین سمایا
جو تعبیر معبر کر دوں تیں کیوں کنعلنے
اوہا عبد اُسی میں یارا تیں نال دسیلنے

مالک ابن زعر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ تجھے میرے پاس بیچنے والے کون تھے ؟

جواب دیا میرے بھائی تھے۔

مالک نے پھر سوال کیا — انھوں نے تجھے کیوں فروخت کیا ؟

marfat.com

فرمایا — لَا تَسْئَلْ عَنْهُمْ فَاِنِّیْ لَا اُخْبِرُکَ بِهِمْ — کہ تو سوال نہ کر — کیونکہ میں اپنے بھائیوں کا بھید ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر ایک ایمان افروز نکتہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام جو کہ اپنے آپ کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان کے پیشِ نظر کریم کہتے تھے تو جب انہوں نے اپنے بھائیوں کا راز افشا نہیں کیا، حالانکہ بھائیوں نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ جو کریموں کا بھی کریم ہے وہ اپنے گنہگار بندوں کا بھید کیوں کھولے گا۔

جیساکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مشکوٰت شریف صفحہ ۴۲۲ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا — وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ — اور جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا۔ اللہ کریم اس کے گناہوں کو چھپائے گا۔

(متفق علیہ)

اَلْقُرْآن — اور مصر کے جس شخص نے انہیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ اپنی عورت سے بولا کہ انہیں عزت سے رکھو۔ شاید ان سے ہمیں کوئی نفع پہنچے یا ان کو ہم اپنا بیٹا بنالیں۔ اور اس طرح ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر جما دیا۔

اور اس لیے کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں۔ یعنی خوابوں کی تعبیر کا علم۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ — اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے۔ مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔

تفسیر کبیر، تفسیر کشاف، تفسیر روح البیان، تفسیر خازن، تفسیر نسفی اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔

marfat.com

قِيلَ هُوَ قِطْفِيرُ - وَهُوَ الْعَزِيزُ الَّذِي كَانَ عَلَىٰ خَزَائِنِ مِصْرَ - وَالْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الرَّيَّانُ بْنُ الْوَلِيدِ -

لِامْرَأَتِهِ - قِيلَ زُلَيْخَا - یعنی عزیزِ مصر کی بیوی کا نام زلیخا تھا۔

أَكْرِمِي مَثْوَاهُ ـــ اچھا لباس، اچھی خوراک، نفیس قیام گاہ۔ ستھرا ماحول اور معطر بستر اس کے لیئے تیار کیا جائے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اگرچہ ان دنوں سترہ سال کے خوبصورت بچہ تھے لیکن ان کے رُخِ انور سے جمالِ الوہیت اور حُسنِ ربّی جلوہ ریز تھا حکمت و دانش کی تمام خوبیاں ان کی پیشانی پر رقصاں تھیں اور عقل و فراست کے تمام کمالات ان کے حسین چہرہ پر نمایاں ہونے کے ساتھ ساتھ امورِ مملکت اور رموزِ سلطنت کو بہترین انداز میں سلجھانے کی تمام صفات ان کے پاکیزہ دل کی ہر دھڑکن خبر دے رہی تھی اور انہیں کمالات کو عزیزِ مصر نے پہچان لیا تھا اور بی بی زلیخا سے کہا تھا کہ ـــ

عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا ـــ کہ شاید ان سے ہمیں نفع حاصل ہو۔

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ـ یا ان کو ہم اپنا بیٹا بنالیں۔

کیونکہ عزیزِ مصر کا کوئی لڑکا نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عزیزِ مصر زلیخا پہ قادر نہ ہوتا تھا اور کئی سالوں کے بعد بھی زلیخا کنواری تھی۔

احسن القصص صفحہ ۱۰۲ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ـــ وَكَانَ يَنَامُ مِنْ جَانِبِهِ وَلَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا خُلِقَتْ لِيُوسُفَ وَيُوسُفُ خُلِقَ لَهَا۔

کہ زلیخا کا خاوند عزیزِ مصر ایک طرف ہو کے سوتا تھا اور زلیخا پر نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے قدرت نہ رکھتا تھا۔ کیونکہ بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے لیئے پیدا کی گئی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے لیئے پیدا کئے گئے تھے۔

marfat.com

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۱-۱۴۲ — وَوَجَدَهَا عَذْرًا — کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نکاح کے بعد زلیخا کے پاس گئے تو اسے کنواری پایا۔

احسن القصص صفحہ ۲۳ امام غزالیؒ — حضرت یوسف و بی بی زلیخا دونوں کی تمنا وخواہش اور دونوں کی دعا سے اللہ کریم نے زلیخا کا بڑھاپا دور کر دیا، اور پھر وہی خوبصورتی وہی شباب، وہی جوانی، وہی رنگینی اور وہی ناز و ادا پیدا کر دیئے۔

فَمَسَحَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهَا فَصَارَتْ اَحْسَنَ زَمَانِهَا حُسْنًا وَجَمَالًا وَ هِیَ بِکْرَۃٌ —

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زلیخا کے بوڑھے بدن کو چھوا تو وہ اس زمانہ کی حسین ترین جوان لڑکی بن گئی۔ اور وہ کنواری تھی۔

صفحہ ۲۳۱ حضرت یوسف علیہ السلام نے بی بی زلیخا یعنی اپنی زوجہ محترمہ سے جب اس کا حال پوچھا تو۔

فَقَالَتْ اِنَّ قِطْفِیْرًا اِذَا تَقَدَّمَ اِلَیَّ لَاَخَذَ مِنِّیْ وَلَمْ یَقْدِرْ عَلَیَّ —

زلیخا نے جواب دیا کہ قطفیر یعنی عزیز مصر جب میرے ساتھ مباشرت و خواہش نفسانی پورا کرنے کا ارادہ کرتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ اسے کسی نے پکڑ لیا ہے اور وہ مجھ پر قادر نہیں ہوتا تھا۔ مطلب یہ کہ زلیخا کنواری تھی۔

تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ — وَوَجَدَهَا عَذْرًا — یعنی زلیخا کو کنواری پایا — !

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ علامہ محمود بن عمر الزمخشری وَوَجَدَهَا عَذْرًا — اور حضرت یوسف علیہ السلام جب نکاح کے بعد اس کے قریب گئے تو حضرت بی بی زلیخا کو کنواری پایا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن اپنے مرشد لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس نگاہ اور اپنی

marfat.com

والدہ مرحومہ کی متبرک دعا کی بدولت کہتا ہے کہ زلیخا چونکہ ایک نبی یعنی حضرت یوسف ؑ کی شریکِ حیات بننے والی تھی اس لیئے اللہ کریم نے کسی اور کے ہاتھ سے اس کے بدن کو محفوظ رکھا تو وہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جو کہ امام المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریکِ حیات تھیں ان کے جسم مبارک پر کسی غیر کا ہاتھ کیسے لگ سکتا ہے اور پھر جسے اللہ کریم نے اپنے محبوب پاک علیہ السلام کیلئے خود پسند فرمایا ہو۔

اسی لیئے قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے اس واقعہ کو بہتان عظیم کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ قرآنِ حکیم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات کو ام المومنین فرمایا ہے

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُكُمْ ــــ

اس حقیقت کے بعد بھی اگر کوئی آدمی حضرتِ عائشہ صدیقہ ؓ پر کسی قسم کی طعنہ زنی و بدگمانی کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنی ماں پر طعنہ زنی کرتا ہے۔

قارئین حضرات! یاد رہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام ازواج میں سے صرف حضرتِ عائشہ ہی کنواری تھیں۔

marfat.com

ایک ایمان افروز نکتہ

قارئینِ کرام ـــــ ذرا قرآنِ مجید کے اسلوبِ بیان اور طرزِ خطاب پر غور فرمائیں کہ وہ بات جو عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہی تھی کہ اس بچہ سے ہمیں نفع حاصل ہوگا اور یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔

عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ـــــ

تو یہی بات فرعون کی بیوی حضرتِ آسیہ نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی

پارہ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۹

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ـــــ اور فرعون کی بیوی نے فرعون سے کہا کہ یہ خوبصورت بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ـــ اسے قتل نہ کر شاید یہ ہمیں نفع دے یا اسے ہم بیٹا بنا لیں!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن اپنے مرشدِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس نگاہ اور اپنی ماں مرحومہ کی متبرک دعا کی بدولت کہتا ہے کہ دونوں کے اقوال میں فرق یہ ہے کہ یوسفؑ کو بیٹا بنانے کا اظہار کرنے والا ایک مرد تھا اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی الفاظ کہنے والی ایک عورت تھی۔

سوال:۔ کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کو بیٹا بنانے کی آرزو کے سبب عزیزِ مصر کو تو ایمان نصیب ہو گیا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سبب فرعون کو ایمان حاصل نہ ہو سکا؟

marfat.com

جواب :- اس لیئے کہ حضرت آسیہ نے کہا تھا کہ اے فرعون یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے لیکن فرعون نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا اس لیئے وہ ایمان کی دولت سے محروم رہا۔ اور اگر فرعون بھی اپنی بیوی حضرت آسیہ کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی زبان سے یہ کہہ دیتا کہ ہاں یہ بچہ میری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو دین وایمان کے خزانہ سے مالامال ہوجاتا۔

اگرچہ عزیز مصر کے تمام لعل وجواہرات کے خزانے خالی ہوچکے تھے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدنے کے شوق کے باعث اور ان کی برکت کے سبب خزانچی نے جب خزانوں کے دروازے کھولے تو حیران رہ گیا کہ تمام خزانے اسی طرح موجود ہیں جس طرح پہلے تھے۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ :-

برکت نال نگاہے یوسف اوویں بھرے خزانے
خازن ویکھ رہیا متعجب کیتا فضل خدانے
اوتویں آن عزیزے تائیں خازن خبر سنائی
شاہا یوسف برکت والا اسدے جیہا نہ کائی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ — ثُمَّ قَالَ لِخَزَانِہٖ اِذْهَبْ اُنْظُرْ هَلْ بَقِيَ فِي الْخَزَانَةِ شَيْئٌ مِنَ الْمَالِ۔

کہ عزیز مصر نے اپنے خزانچی سے کہا کہ جاؤ خزانوں کو دیکھو مال ومتاع میں کوئی شے باقی رہ گئی ہے کہ نہیں۔

فَذَهَبَ وَفَتَحَ اَبْوَابَ الْخَزَائِنِ فَوَجَدَ مَسَرَّةً —— خزانچی نے تمام خزانوں کے دروازے کھولے تو سب کے سب بھرے ہوتے تھے۔

ایسا کیوں ہوا۔

marfat.com

تاکہ مصر کا بادشاہ یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے حضرتِ یوسف کو قیمت ادا کر کے خرید لیا ہے اور اس طرح نبوّت کی سبکی اور تذلیل نہ ہو۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت کے وقت حضرتِ عیسٰی علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ گرامی حضرت بی بی ہاجرہ، حضرتِ آدم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت حوّا کے ساتھ فرعون کی بیوی حضرتِ آسیہ بھی دائی بن کر حضرتِ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ پاک میں آئی۔ اور اس مسلّمہ حقیقت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آسیہ کو یہ شرف ایک انعام کی صورت دیا گیا۔ کیوں کہ اس نے فرعون کے ظلم وستم سے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھا تھا اور انہیں قتل ہونے سے بچانے کے ساتھ ساتھ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا تھا۔

سوال :۔ کہ عزیزِ مصر نے اپنی بیوی زلیخا سے کیوں کہا کہ اسے یعنی یوسف کو عزت واحترام سے رکھنا۔

اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ ـــــ

جواب۱ :۔ اس لئے کہ مصر کے بادشاہ اپنے تمام خزانے برابر تول کر یہ سمجھ چکا تھا کہ ایک سترہ سال کے بچہ کا وزن میرے سینکڑوں خزانوں کے ہموزن نہیں ہو سکتا یہ کوئی اعجاز اور خدائی راز ہے۔

جواب۲ :۔ زلیخا نے عزیزِ مصر سے کہا کہ تو نے سارے خزانے خالی کر دیئے ہیں اور تو فقیر اور محتاج ہو گیا ہے تو عزیز نے جواب دیا تھا کہ اسے عزت سے رکھ کیوں کہ جس کے پاس ایسا خوبصورت غلام ہو وہ کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا۔

اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ ـــــ کہ اسے اچھی طرح اور عزت سے رکھ ـــــ اَیْ ـ اِجْعَلْ لَہٗ اَشْرَفَ الْمَکَانِ مِنْ دَارِنَا ـــــ یعنی ہمارے مکانوں میں جو سب سے اعلیٰ،

marfat.com

سب سے بہتر اور سب سے خوبصورت مکان ہے اس میں اسے رکھو۔

وَمَا وَجَدَتْ زُلَيْخَا مَكَانًا أَشْرَفَ مِنْ قَلْبِهَا ـــ اور زلیخا نے اپنے دل کے مکان سے بہتر۔ اچھا خوبصورت اور اعلیٰ کوئی اور مکان نہ پایا اس لیئے زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے دل میں ہی رکھا

اور پھوپی بی زلیخا نے اپنی شوہر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے لیئے ایک علیحدہ خوبصورت محل بنوایا اور پھر اسے فانوسوں سے روشن کروایا۔ مہکتے ہوئے پھولوں کی پُرکیف خوشبو سے معطّر کروایا اور در و دیوار کو رنگین اور دلکش نقش و نگار سے مُزیّن کروایا

وَاتَّخَذَتْ لِكُلِّ يَوْمٍ نَوْعًا مِنَ الثِّيَابِ ! ـــ اور ہر روز نیا لباس بدلنے کے لیئے تین سو ساٹھ کپڑوں کے جوڑے بنوائے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ ۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۵۳ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ ـــ وَاشْتَرَاهُ الْعَزِيزُ وَهُوَ ابْنُ سَبْعَ عَشَرَ سَنَةً وَقَامَ فِي مَنْزِلِهِ ثَلَاثَ عَشَرَ سَنَةً ـــ

کہ جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تو اس وقت ان کی عمر شریف سترہ برس کی تھی اور پھر وہ تیرہ سال تک عزیز کے شاہی محلات میں رہے !

وَقَدْ آمَنَ بِيُوسُفَ وَمَاتَ فِي حَيَاتِهِ ـــ اور عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد ان کی زندگی ہی میں وفات پا گیا۔

القرآن الحکیم ـــ اور جب اپنی قوت کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکیوں کا ـــ

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جب اپنی بھرپور جوانی اور اپنے پورے شباب پر پہنچے تو اللہ کریم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا۔ اور ان کی عمر شریف ان دنوں تیس سال کی تھی۔

marfat.com

حکم سے مُراد مصر کا تخت اور اس کی حکومت یا اَلحُکمُ ھُوَ النَّبُوَّۃ ــــ کہ حُکم سے مُراد نبوت ہے لِاَنَّ النَّبِیَّ یَکُوْنُ حَاکِمًا عَلَی الْخَلْقِ ــــ کیونکہ ہر نبی مخلوق پر حاکم ہوتا ہے یہی انعام انہیں الفاظ کے ساتھ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی ہیں۔ اٰتینٰہ حکما وعلماء ــــ

اور علم سے مراد صرف علم دین ہی نہیں ہے اس لئے کہ دین کا علم تو ہر عالم۔ ہر محدث اور ہر مفسر اور ہر امام کو بھی ہوتا ہے اور یہاں علمِ نبوت ہے اس لیئے علم دین کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم حکمرانی و پاسبانی کا علم۔ اقتصادیات و معاشیات کا علم عدل و انصاف کا علم۔ رعایا سے حسن سلوک کا علم اور عوام کے مطالبات کو پورا کرنے کا علم بھی مراد ہے۔

(اسلیئے۔ کہ ایک حکمران کیلیئے ان تمام علوم کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ اور پھر حضرتِ یوسف علیہ السلام کوئی پاکستان کے حکمران تو نہیں تھے بلکہ سلطنتِ مصر کے تاجدار تھے اور وہ صرف بادشاہ ہی نہیں تھے بلکہ نبوت کے اعلیٰ منصب پر بھی فائز تھے۔ اور یہ حکم و علم حضرتِ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم انعام تھا جو انہیں مصائب و آلام اور مشکلات و ابتلاء میں صبر و شکر کرنے پر عطا کیا گیا۔

marfat.com

عصمتِ حضرتِ یوسف علیہ السلام

تمام اہلِ ایمان مفسرین ومحدثین کرام اور کل اہلِ دین اور حق پرست علماءِ عظام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر نبی اعلانِ نبوت سے پہلے بھی اور اعلانِ نبوت کے بعد بھی معصوم مِن الخطا ہوتا ہے یعنی ہر قسم کی ناپسندیدہ لغزش اور ہر طرح کی فحش خطا سے پاک و مبرا ہوتا ہے۔

اسلئے کہ فحاشی و لغزش کا تعلق شیطان کے بہکانے سے ہے اُنکے شیطان کسی نبی و رسول کے قریب نہیں آسکتا۔ مثلاً

پارہ ۱۵ - سورۃ بنی اسرائیل ـــــ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ـــــ اللہ کریم نے جب فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو تمام فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سربسجود ہو گئے لیکن اِلَّا ابلیس۔ کہ شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

پارہ ۱۴ - سورۃ الحجر، آیت ۳۵-۳۶ ـــــ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ـــــ اور دربارِ ایزدی میں درخواست پیش کر دی کہ مجھے اے ربّ قیامت تک مہلت دے اور مجھے قیامت تک زندہ رکھنا۔

قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ـــــ فرمایا کہ تجھے مہلت دی۔ کہ تو قیامت تک زندہ رہے گا۔

اِلٰی یومِ الوقتِ المعلوم ـــــ کہ قیامت تک تجھے موت نہیں آئے گی۔

فرمایا۔ قیامت تک زندہ رہ کر تو کرے گا کیا؟

marfat.com

شیطان نے جواب دیا۔

وَلَاُغوِیَنَّھُم اَجْمَعِیْن ــــ کہ تیرے بندوں کو آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں سے گمراہ کروں گا ــــ اَجْمَعِیْنَ ــــ تمام کو۔ سب کو اور تیرے سارے بندوں کو پھر غیرتِ خداوندی جوش میں آئی تو قہر و غضب کی نگاہ سے شیطان کو دیکھا۔

(دلیل ۲) اور فرمایا ــــ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِم سُلْطَان ــــ کہ میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں چل سکے گا یعنی تو میرے مخلص و فرمانبردار بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

اور پھر شیطان کو بھی یہ اقرار کرنا پڑا ــــ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْن ــــ کہ۔ مگر تیرے مخلص و اطاعت گزار بندے گمراہی کے جال میں نہ پھنسیں گے

پارہ ۲۳۔ سورۃ ص ــــ قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْن ــــ

قارئینِ کرام! یاد رہے کہ جب قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مُسلّمہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص فرمانبردار بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چل سکے گا اور وہ خدا تعالیٰ کے نیک و اطاعت گزار بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔ جن سے مراد اولیائے کرام ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام پر اس کا جادو کس طرح چل سکتا ہے اور جب ابلیس اہلِ ایمان اور اولیائے عظام کو ضلالت و گمراہی کے جال اور فحاشی و عیاشی کے اندھیروں میں نہیں پھنسا سکتا تو پھر وہ کسی نبی۔ کسی رسول اور کسی پیغمبر کے مقدس دامن پر کسی لغزش و معصیت کا داغ کیسے لگا سکتا ہے۔

اور یاد رہے ــــ کہ اللہ کریم نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کو بھی اپنے مخلص بندوں میں شمار کر رکھا ہے۔

(دلیل ۳) پارہ ۱۲۔ سورۃ یوسف، آئت ۲۴ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْن

marfat.com

—— کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے مخلص و برگزیدہ و فرمانبردار بندوں میں سے ہیں۔

اور پھر مخلص بندوں پر شیطان کا جادو نہیں چل سکتا تو پھر اللہ کریم کے مخلص بندہ پر کسی قسم کی لغزش اور کسی طرح کے بُرا ارادہ کرنے کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف کرنی صاحبزادہ **سیّد افتخار الحسن** کے نزدیک خود ایک لغزش ہے اس لیئے کہ کوئی بھی نبی کسی معمولی سی لغزش کا بھی مرتکب نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس سے زنا جیسا گناہ سرزد ہو۔

دلیل ۴ — وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ——

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ؕ

اور جس عورت کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام قیام پذیر تھے اس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پھسلانے لبھانے اور راہِ حق پر سے ہٹانے کی بہت کوشش کی۔

اور اس عورت نے محل کے دروازے بند کر دیئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی —— میری طرف آ —— جلدی کر —— حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا —— اللہ کی پناہ —— عزیزِ مصر نے تو مجھے عزت و اکرام سے اچھی طرح رکھا اور ظالم اور بے انصاف لوگوں کا بھلا نہیں ہوتا۔

اور البتہ اس عورت نے اس کا ارادہ کر لیا اور وہ بھی اس عورت کا ارادہ کر لیتا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔

حضراتِ محترم! قرآن مجید کی سورۃ یوسف کی یہی آیات ہیں جن کے

marfat.com

تحت بے ادب اور گستاخ لوگ بی بی زلیخا کے کردار پر طعنہ و تشنیع کے تیر برساتے رہتے ہیں اور اس کے پاک دامن پر فحاشی کے سیاہ دھبے لگاتے رہتے ہیں۔

بی بی زلیخا نے اپنے محبوب جو کہ اللہ کریم کے نبی بھی تھے کیلئے ایک علیحدہ خوبصورت خوش نما اور دل کش محل بنایا تھا۔

اس محل کے سات دروازے تھے ۔ جو بی بی زلیخا نے بند کر دیئے تھے تاکہ تنہائی میں اپنے محبوبِ حقیقی کو جی بھر کے دیکھ لے اور علیحدگی میں وصل و ملاقات سے لطف اندوز ہو سکے کیونکہ میرا محبوب محض ایک خوبصورت انسان اور حسین و جمیل نوجوان ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کا نبی ـــ رسول اور پیغمبر بھی ہے ۔

دلیل نمبر ۵ حضراتِ گرامی ! صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ولقد همت به وهم بها کہ زلیخا نے یوسف کے ساتھ ارادہ کر لیا اور یوسف نے زلیخا کا ـــ ارادہ تو دونوں نے ایک دوسرے کا کر لیا مگر دونوں کے ارادوں میں الفاظ و معانی میں فرق نمایاں ہے کیونکہ زلیخا کے ارادہ کے ساتھ لام بھی تاکید کا ہے اور قد بھی تاکید کا ۔ وَلَقَدْ ۔ یعنی البتہ ۔ ضرور اور تاکید کے ساتھ بلا شک و شبہ زلیخا نے ارادہ کر لیا مگر جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے ارادہ کا ذکر ہے وہاں ـــ نہ لام ہے اور نہ ہی قَدْ ـــ مطلب یہ کہ ہاں یوسف نے بھی ارادہ کر لیا تھا ۔ تاکید کے ساتھ نہیں ـــ

بلکہ ـــ ویسے ہی !

اسلیئے ـــ کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کے ارادہ کے ساتھ لولا ان رابرهان ربه ـــ کے کلمات لگا دیئے ہیں جس کا آسان لفظوں میں معنیٰ و مطلب یہ ہے کہ اگر حضرتِ یوسف علیہ السلام ربّ کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو وہ بھی ارادہ کر لیتے ـــ اور چونکہ انہوں نے اپنے رب کی دلیل دیکھ لی تھی لہذا انھوں نے ارادہ

marfat.com

کیا ہی نہ تھا۔

جیسا کہ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَاصبح فواد ام موسیٰ فارغا ! ـــــ اور صبح کو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا دل بے قرار، غمگین اور بے صبر ہو گیا۔

دلیل ۶ :- ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبھا لتکون من المومنین ـــــ اور قریب تھا کہ وہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا سارا راز افشا کر دیتی اور تمام بھید کھول دیتی اگر ہم نے اس کے دل پہ گرہ نہ دی ہوتی اور اس کے دل کو مضبوط نہ کیا ہوتا۔

اور چونکہ اللہ کریم نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترم سلام علیہا کے بیقرار دل پہ گرہ لگا دی اور اس کے بے صبر قلب کو مضبوط کر دیا تھا۔ اس لیئے وہ بھید نہ کھول سکی۔ اور راز کو فاش نہ کر سکی۔

اسی طرح چونکہ خداوند تعالیٰ نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کو اپنی دلیل دکھا دی تھی اس لئے انہوں نے ارادہ کیا ہی نہ تھا۔

marfat.com

برہان کیا تھی

(۱) تفسیر کبیر، جلد ۵ صفحہ ۱۲۰ — وَغلقت الابواب کے تحت — عَنِ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ — اَنَّہٗ تَمَثَّلَ لَہٗ یعقوبُ علیہ السّلام فَرَاٰھَا عَاضًا اَصَابِعَہٗ وَیَقُوْلُ لَہٗ اَنْتَ مَکْتُوْبٌ فِیْ زُمْرَۃِ الْاَنْبِیَاءِ — حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرتِ یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی جو دلیل یعنی بُرھان دیکھی تھی وہ حضرتِ یعقوب علیہ السلام کی صورت پاک تھی جو انگلیاں منہ میں دباتے فرمار ہے تھے کہ — اے میرے فرزند! از حمند انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس گروہ میں تیرا نام لکھا جا چکا ہے لہٰذا بُرائی سے بچ جا! اور پھر ابنِ عباس کی تصدیق وموافقت کرنے والے مندرجہ ذیل حضراتِ گرامی بھی ہیں۔

حضرت عکرمہ رض۔ حضرتِ مجاہد رض۔ حضرتِ حسن رض۔ حضرت سعید بن جبیر رض اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم۔

(۲) تفسیر فتح البیان یعنی ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ جلد ۳ صفحہ ۲۲ — وَقِیْلَ رَاٰی صُوْرَۃَ یعقوب — اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی حضرتِ یعقوب علیہ السلام کی صورتِ پاک دیکھی تھی۔

عَلَی الْجِدَارِ عَاضًا — دیوار پر، انگلیاں منہ میں دبائے ہوئے تھے۔

(۳) تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۶ جاد اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ — حتی مثل لہٗ یعقوب علیہ السلام —

(۴) تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۵۴ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

— اِنَّهٗ رَاٰی صُوْرَتَہٗ یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَیَقُوْلُ کَہٗ یَایُوْسُفُ تَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَھَاءِ وَاَنْتَ مَکْتُوْبٌ فِی الْاَنْبِیَاءِ۔

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نورانی صورت دیکھی تھی۔ جو یہ فرما رہے تھے کہ اے بیٹا یُوسف احمقوں کا عمل کرنے لگا ہے حالانکہ تیرا نام انبیاء علیہم السلام کی فہرست میں لکھا جاچکا ہے۔

غرضیکہ۔ ہر تفسیر میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ زلیخا کے محل کے ساتویں بند اور مقفل کمرہ میں حضرتِ یُوسف علیہ السلام کو اپنے والدِ گرامی کی صُورتِ پاک دکھا دی۔

(۵) اب صاحبزادہ سید افتخار الحسن ان بے ادب اور گستاخ مولویوں سے پوچھتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ اگر یعقوب علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میرا بیٹا یُوسف کہاں ہے تو چالیس برس تک روتے کیوں رہتے — کہ اگر حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو اپنے لختِ جگر حضرتِ یوسف علیہ السلام کی خبر نہ تھی تو مصر کے شہر۔ زلیخا کے محل اور مقفل کمرہ میں آگئے تو کیسے!

(۶) جاہل اور بے ادب لوگو! — حضرت یوسف علیہ السلام کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند کے باپ بھی تھے اور پیر و مرشد بھی اور اسی مقام پر حضرت سلطان العارفین حضرتِ باہو علیہ الرحمتہ کہہ گئے ہیں کہ:۔

سے کوہاں تے طالب وَتّسے مرشد وچہ نگاہ دے رکھّے ہُو

اور مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی سلسلہ کے متعلق فرما گئے ہیں — کہ

"دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست"—

کہ پیر کامل کا دستِ مبارک اپنے دور کے مُریدوں کے لیئے دُور نہیں ہے۔

marfat.com

اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ غوثِ اعظم نے فرمایا کہ میرا دستِ حمایت اپنے مریدوں پر ایسا ہے جیسا کہ آسمان زمین پر۔

اور اگر مشرق میں میرے کسی مرید کا پردہ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ اردو صفحہ ۴۹

(۷) احسن القصص صفحہ ۱۳۸ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ — وَقِیْلَ اِنَّہٗ رَاٰی یَعْقُوْبَ عَاضاً — اور بعض کہتے ہیں کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو انگلیاں کاٹتے ہوئے دیکھا۔

(۸) وَھُوَ یَقُوْلُ یَا یُوْسُفُ اَلَا تَرَانِی — اور وہ فرما رہے تھے کہ اے میرے بیٹا کیا تو مجھے نہیں دیکھتا!

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دوسرے مفسرین نے بھی یہ کہا ہے کہ — تَمَثَّلَ لَہٗ یَعْقُوْبُ فَضَرَبَ فِی صَدْرِہٖ فَخَرَجَتْ شَھْوَتُہٗ مِنْ اَنَامِلِہٖ —

(۹) امام غزالیؒ — اَتَاہُ مَلَکٌ وَمَسَحَ جَنَاحَیْہِ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَخَرَجَتْ شَھْوَتُہٗ مِنْ اَصَابِعِ رِجْلَیْہِ — کہ ایک فرشتہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے اپنے پروں کو یوسفؑ کی پیٹھ مبارک پر ملا تو اُن کے پاؤں کی انگلیوں کے راستہ ان کی شہوت خارج ہوگئی۔

قارئینِ کرام — ہمارے صاحب علم و معرفت مفسرین نے اپنے اپنے ذوق۔ اپنے اپنے مزاج اور اپنے اپنے علم کے مطابق برھان کے تیس کے لگ بھگ معانی و مطالب لکھے ہیں۔ سب درست، سب ٹھیک اور سب صحیح لیکن صاحبزادہ سید افتخار الحسن یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کی

marfat.com

قوتِ شہوت سلب کر دی گئی تھی۔

اسلیئے کہ اگر کسی انسان میں قوتِ شہوت اور طاقتِ مردمی نہیں ہے تو پھر اس کا کون سا کمال ہے کہ وہ فحاشی سے بچ گیا۔ بلکہ کمال تو یہ ہے کہ پوری طرح کسی انسان میں قوتِ شہوت موجود ہو اور شیطان نے بھی اپنا رنگین جال اسے پھسلانے کے لیئے بچھا دیا ہو اور ایک خوبصورت عورت بن سنور کر اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ ایک مزیّن محل کے ساتویں اور مقفّل کمرہ میں موجود ہو تو پھر ایسی صورت میں کسی انسان کا فحاشی و بدکرداری سے بچ جانا ایک کمال ہے!

سید افتخار الحسن مزید کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے گناہ نہیں کرتے تو اُن کا یہ کوئی کمال نہیں ہے بلکہ کمال تو یہ ہے کہ عیاشی کرنے کے تمام مواقع موجود ہوں اور زلیخا کہے

هَيْتَ لَكَ

اور یوسف کہے — مَعَاذَ اللّٰه۔

ابنِ ماجہ شریف صفحہ ۲۹۱، مشکوات شریف صفحہ ۵۱۰

(۱۰) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ الْمَلَائِكَةِ — کہ مردِ مومن بعض فرشتوں سے اللہ کریم کے نزدیک زیادہ تکریم والے اور افضل ہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ بعض مومنین سے مراد اولیاء کرام ہیں اور بعض فرشتوں سے مراد عام فرشتے ہیں اور خاص فرشتوں سے مراد حضرت جبرئیل۔ حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام اجمعین ہیں اور خاص مومنین سے مراد انبیاءؑ کرام ہیں۔

جیسا کہ مثال بیان کر دی گئی ہے!

marfat.com

اور پھر لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کمال ہے کہ زلیخا کے جال سے بچ نکلے مگر صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔

اسلئے ۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو اللہ کے رسول ہیں ۔ نبی ہیں اور پیغمبر ہیں انھوں نے تو بچنا ہی تھا۔

کمال تو یہ ہے کہ اُن کا دامن پکڑ کر زلیخا بچ گئی!

سُبحان اللہ ۔ میرے مرشدِ لاثانی کا کمال ۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ علی پور سیداں شریف ۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۱ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و پاکدامنی کو انوکھے دلائل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

(۱۱) اِنَّ الاَنبیاءَ عَلَیہِمُ السَّلَامُ مَتیٰ صَدَرَت مِنہُم زِلَّۃٌ وَ اتَّبَعُوہَا بِاِظہَارِ النَّدَامَۃِ وَالتَّوبَۃِ وَالتَّوَاضُعِ ۔ وَلَو کَانَ یُوسُفُ اَقدَمَ ھٰہُنَا عَلیٰ ھٰذِہِ الکَبِیرَۃِ المُنکَرِ لَکَانَ مِنَ المُحَالِ اَن لَّا یَتبَعُہَا بِالتَّوبَۃِ وَالاِستِغفَارِ ۔

کہ اگر بغرضِ محال کسی نبی سے کوئی اجتہادی لغزش جسے نبی اپنی طرف سے اجتہادی غلطی سمجھے سرزد ہو جائے تو وہ ندامت ، توبہ اور استغفار کا کھل کر اظہار کرتا ہے۔

اور پھر اگر حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی کوئی ایسی ہی لغزش ہو گئی ہوتی تو وہ بھی ضرور توبہ و استغفار کا اظہار ضرور کرتے کیونکہ ایسا کرنا محال ہے ۔

اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے توبہ و استغفار کا اظہار نہیں کیا تو ثابت ہوا ۔ مَا صَدَرَ عَنہُ فِی ھٰذِہِ الوَاقِعَۃِ ذَنبٌ وَّلَا مَعصِیَۃٌ!

کہ اس واقعہ میں حضرت یوسف علیہ السلام سے کوئی لغزش ، کوئی غلطی ، کوئی معصیت اور کوئی فحاشی سرزد نہیں ہوتی ۔

marfat.com

(۱۲) تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۷ محمود بن عمر الزمخشری، تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۸، تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۷۶۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مقام پر خوب لکھا ہے کہ اگر کسی نبی و رسول سے کوئی معمولی سی اجتہادی لغزش ہو جاتی تھی تو وہ فوراً توبہ و استغفار کا اظہار کرتے تھے!

کما کان لآدم و نوح و ذی النون و داؤد علیہم السلام۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ ربوبیت میں عرض کی۔ ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین۔

یا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک قبطی کو قتل کر دیا تو انہوں نے اس فعل کو ترکِ اولیٰ کے طور پر اپنی ذات کے لیے معمولی سی کمزوری سمجھ کر دربارِ ایزدی میں عرض کی۔

سورۃ القصص۔ قال رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر لہ۔

اور یا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کے اندر جو اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا۔ سورۃ الانبیاء۔ کہ

لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔

حضراتِ گرامی یاد رہے کہ امام اہلِ سنت جناب مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ نے اس مقام پر کنز الایمان میں ایک تقریر کی ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کا اپنے آپ کو ظالم کہنا بطورِ تواضع و انکساری اور کسرِ نفسی کے طور پر ہوتا ہے کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا نہ ہی اعلانِ نبوت سے پہلے اور نہ ہی اعلانِ نبوت کے بعد اور یہ نفوسِ قدسیہ ترکِ اولیٰ کو اپنی طرف نسبت کر کے خداوندِ کریم سے معافی و استغفار طلب کرتے ہیں۔

ترکِ اولیٰ۔ کیا مطلب و کیا معنٰی؟

marfat.com

یعنی بہتر تھا کہ ایسا نہ ہوتا اور نہ کیا جاتا۔ اسی طرح اگر حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی کوئی لغزش پیدا ہوگئی ہوتی یا ارادہ میں کوئی برائی کا تصور پیدا ہو گیا ہوتا اور یا ان کی نیت میں کوئی فتور آ گیا ہوتا تو وہ بھی دوسرے انبیاء کی طرح کسی ظلم و لغزش کی نسبت اپنی طرف کر کے اللہ کریم سے توبہ و استغفار طلب کرتے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر گمراہ کُن تبصرہ کرنے والوں ــــ واہیات تنقید کے تیر برسانے والوں اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کی مقدس چادر پر فحاشی کا بدنما داغ لگانے والوں اور ایک رسول و نبی کی زوجہ محترمہ پر بدکرداری کا الزام لگانے والوں کو دندان شکن اور مسکت جواب دے کر جس انداز سے حضرت یوسف علیہ السلام کے دامنِ عصمت کو تار تار ہونے سے محفوظ رکھا ہے وہ حقیقت افروز بیان گمراہی کے اندھیروں میں گم ہو جانے والوں کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔

(۱۳) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۵ ــــ وَاِنَّ اِبْلِیْسَ اَقَرَّ بِھَا بِاَنَّہٗ فَلَانَہٗ فَلَاتَہٗ قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ــــ کہ شیطان نے جب یہ اقرار کر لیا ہوا ہے کہ اے اللہ میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کروں گا لیکن جو تیرے مخلص بندے ہیں ان کو میں گمراہ نہیں کر سکوں گا!

گویا کہ شیطان کا یہ اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو گمراہ کرنا اور انہیں سیدھی راہ سے ہٹانا یہ میرے لیے ناممکن ہے۔

وَیُوْسُفُ مِنَ الْمُخْلَصِیْنَ ــــ اور حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

جیسا کہ قرآنِ مجید کہتا ہے۔

اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے

marfat.com

مخلص بندوں میں سے ہیں۔

وَعِندَ هٰذَا نَقُولُ لِهٰؤُلَاءِ الْجُهَّالِ الَّذِينَ نَسَبُوا اِلٰى يُوسُفَ هٰذِهِ الْفَضِيحَةَ اِنْ كَانُوا مِنْ اَتْبَاعِ الدِّينِ اللّٰهِ فَلْيَقْبَلُوا الشَّهَادَةَ اللّٰهِ عَلٰى طَهَارَتِهٖ وَاِنْ كَانُوا مِنْ اَتْبَاعِ اِبْلِيسَ فَلْيَقْبَلُوا الشَّهَادَةَ اِبْلِيسَ۔

اور ہم اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ جاہل لوگ جو لغزش کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں اگر وہ اللہ تعالےٰ کے دین کی پیروی کرتے ہیں تو پھر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت۔ پاکیزگی اور پاک دامنی کو تسلیم کرلیں۔

اور وہ لوگ جو شیطان اور اس کے لشکر کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت کو مان لیں گے کیونکہ شیطان نے اقرار کرلیا ہوا ہے کہ اللہ کے مخلص بندوں کو میں گمراہ نہیں کرسکوں گا اور ان پر میرا زور نہیں چلے گا تو ــــــ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے مخلص بندوں میں سے ہیں

اِنَّهٗ رَاٰى مَكْتُوبًا فِي سَقْفِ الْبَيْتِ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا!

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مکان کی چھت میں یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ ایک فحاشی ہے اور یہ ایک بُرا راستہ ہے۔

(۱۵) اَنَّ النُّبُوَّةَ الْمَانِعَةَ مِنْ اِرْتِكَابِ الْفَوَاحِشِ کیوں کہ نبوّت کے لئے فحاشی و بری راہ پر چلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کو اس لئے اس خطۂ ارضی پر مبعوث کیا جاتا ہے کہ وہ نسلِ انسانی کو کفر و باطل کی ظلمتوں سے نکال کر حق و اسلام کی روشنی میں لے آئیں اور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے بندوں کو رشد و ہدائیت کی نوری قندیل سے سرفراز کردیں۔ اور خلق خدا کو عیاشی و فحاشی اور ہر قسم کی قباحت و بداخلاقی سے محفوظ رہنے کی تبلیغ کرے

marfat.com

اور گناہ و معصیت ۔ زنا و شراب ۔ گمراہی و بدکرداری کے بُرے راستہ سے ہٹا کر نیکی و شرافت، طہارت و پاکیزگی اور عبادت و ریاضت کے سیدھے راستہ پر چلانے کی کوشش کرے ! اور اگر ایسا کرنے والے حضراتِ گرامی یعنی انبیاء علیہم السلام خود ہی ان قباحتوں میں مُبتلا ہو جائیں تو پھر وہ قرآنِ حکیم کی ان آیات کے مصداق بن جائیں گے۔

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ۔ کہ اے ایمان والو جو تم کر نہیں سکتے وہ کہتے کیوں ہو ؟ اور ــــ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ ــــ کہ اے علماءِ یہود ــ تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے ہو ۔ یعنی خود نیکی نہیں کرتے !

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ۔

وَمَا یَکُوْنُ عَیْبًا فِیْ حَقِّ الْیَہُوْدِ کَیْفَ یُنْسَبُ اِلَی الرَّسُوْلِ ــــ کہ جب یہ عیب یہودی علماء کے حق میں بُرائی ہے تو پھر کسی رسُول کی طرف اس بُرائی کی نسبت کیسے کی جا سکتی ہے ۔

(۱۶) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۲۰ ۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۷ احسن القصص صفحہ ۱۳۸ ــــ قَامَتِ الْمَرْاَۃُ اِلٰی صَنَمٍ کَانَ ھُنَاکَ فَسَتَرَتْہُ وَقَالَتْ اَسْتَحْیِیْ مِنْہُ ــــ اَنْ یَّرَانَا ــــ

کہ بی بی زلیخا بُت کے پاس کھڑی ہو گئی جو اس مکان میں تھا اور اس پر پردہ ڈال دیا اور چھپا دیا تاکہ یہ ہمیں دیکھ نہ لے ۔

فَقَالَ یُوْسُفُ اسْتَحْیَیْتِ مِمَّنْ لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنَ السَّمِیْعِ الْبَصِیْرِ الْعَلِیْمِ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ــــ

پس حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا :-

marfat.com

کہ زلیخا تجھے اس پتھر کے بُت سے حیاء آتی ہے کہ جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سُنتا ہے تو پھر میں اس خُدا سے حیاء کیوں نہ کروں جو دیکھتا بھی ہے اور سُنتا بھی ہے اور دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔

تفسیر کبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔

قَالُوْا ان المرأۃ قامت الیٰ صنم مکلل بالدرِ والیاقوت فِیْ زاویۃ البَیْت فسترتہ بالثوب فَقَالَ یوسف لِمَ فعلت ذالک قالت استحی مِن الٰہی ھٰذا ان یرانی علیٰ معصیۃ ۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورت یعنی زلیخا ایک بت کے پاس گئی جو لعل و جواہرات سے جڑا ہوا تھا اور سچے موتیوں سے مزین تھا ـــ زلیخا نے اپنی چادر سے بُت کو ڈھانپ دیا۔

حضرت یُوسف علیہ السّلام نے زلیخا سے پُوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟

زلیخا نے جواب دیا کہ مجھے اپنے خُدا سے حیا آتی ہے کہ یہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھ نہ لے!

فَقَالَ یُوسف استحیین من صنم لا یعقل وَلَا یسمع وَلَا استحی من الٰہی القائم علیٰ کل نفس بِمَا کسبت فواللّٰہ لا افعل ذالک ابدا۔

تو حضرتِ یُوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے زلیخا تجھے نہ دیکھنے اور نہ سُننے والے پتھر سے تو حیا آگئی اور کیا میں اپنے اس خُدا سے حیاء نہ کروں جو ہر وقت ہر جگہ حاضر و موجود اور ہر انسان کے ہر عمل کو دیکھتا اور جانتا ہے۔

پس اللہ کی قسم ہے میں ایسا فحش عمل کبھی نہیں کروں گا۔

فھٰذا ھو البُرھان ـــ

پس یہی بُرہان تھی

marfat.com

جتنے منہ اتنی باتیں والی بات ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مکان کی دیوار شق ہوئی تو ایک خوبصورت شکل نے حضرتِ یوسف علیہ السلام سے فرمایا :۔

یَا رَسُوْلَ اللہِ لَکَ الْعِصْمَۃُ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّکَ مَعْصُوْمٌ

کہ اے اللہ کے رسول یہ کام نہ کر کیوں کہ تو معصوم ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ جنت کی ایک حُور ایک حسین عورت کی شکل میں اس مکان میں آئی تو حضرتِ یُوسف علیہ السلام اس کی صورت دیکھ کر حیران رہ گئے اور پُوچھا

لِمَنْ اَنْتِ ـــــ کہ تو کس کے لیئے ہے ؟

اس نے جواب دیا !

لِمَنْ لَا یَزْنِیْ ـــــ کہ میں اس کے لیئے ہوں جو زنا نہ کرے ۔ وغیرہ

اور جب زلیخا نے دیکھا کہ میرا محبوب یعنی حضرتِ یُوسف علیہ السلام میری طرف دیکھتا بھی نہیں اور میری طرف مائل بھی نہیں ہوتا اور میرے دل کی وصل و ملاقات کی خواہش پوری کرنے پر آمادہ بھی نہیں ہوتا اور اپنے مضبوط ارادہ میں ہلکی سی لچک بھی پیدا کرنا نہیں چاہتا اور میرے حسن و جمال کو دیکھ کر بھی اس کی نیت میں فتور پیدا نہیں ہوتا اور میری ساری رنگینیوں اور رعنائیوں کو ملاحظہ کرنے کے باوجود بھی میری طرف جھکنے کو تیار نہیں ہوتا تو پھر اس نے حضرتِ یُوسف علیہ السلام کی خوشامد اور اُن کے بدنِ مبارک کے ہر ایک عضو کی تعریف کرنی شروع کر دی ۔

اور یاد رہے کہ کسی کو اپنی طرف جھکانے ، مائل کرنے اور کسی کے مضبوط ارادہ کو توڑنے کے لیئے یہ آخری حربہ ہوتا ہے ۔

لیکن زلیخا نہیں جانتی تھی کہ کنعان کا یہ جوان اور حضرتِ یعقوب علیہ السلام کا یہ حسین و جمیل شہزادہ حُسنِ خداوندی اور جمالِ ایزدی میں اتنا گم ہو چکا ہے کہ کسی اور کے حسن و جمال کو پسند ہی نہیں کرتا ۔ چنانچہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے

marfat.com

نے اپنی کتاب احسن القصص میں یوں لکھا ہے کہ زلیخا نے اس خاص اور خوبصورت محل میں ڈیرا جمالیا جو اس نے صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے تیار کروایا تھا — دو ستون بنوائے ایک شیشہ کا اور دوسرا سنگِ مرمر کا۔

"در کنار من العقیق و در کنار من الفیروزج"

ایک ستون عقیق کا اور دوسرا فیروزہ کا۔ اور سونے اور چاندی سے محل کے صحن کو آراستہ کیا۔

"وجعلت ابواب البیت من الصندل والعاج"

اور محل کے دروازے صندل اور ہاتھی دانت کے بنوائے اور پھر فرش پر خوبصورت رنگوں کے قالین بچھائے — دروازوں پر سونے کے تاروں سے منقش پردے لٹکائے۔

پھر اپنی لونڈی سے کہا۔

اِنِّیْ قَدْ غَرِقْتُ فِیْ حُسْنِهِ الْغُلَامِ الْعِبْرَانِیْ! — کہ میں اس عبرانی غلام کے حُسن لازوال کو دیکھ کر اس کی محبت میں گم ہو گئی ہوں!

کنیز نے کہا — کہ تو ہر قسم کی زیب و زینت سے آراستہ اور اپنی پوری نازو ادا سے لبریز ہو کر اور اپنے حسن و جمال کو اور بھی دوبالا کر کے محل کے ساتویں کمرہ میں چلی جا —

حَتّٰی اَدْعُوْهُ — پھر میں اسے بلا لاتی ہوں۔ چنانچہ زلیخا بن سنور کر اور اپنے آپ کو دلفریب انداز میں آراستہ کر کے اور مسحور کن اداؤں کے ساتھ کمرہ میں چلی گئی۔

فَجَاءَ یُوْسُفُ وَقْتَ الظُّهْرِ — پھر حضرت یوسف علیہ السلام ظہر کے وقت زلیخا والے کمرہ میں داخل ہوئے۔ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ —

marfat.com

زلیخا نے فوراً تمام دروازے بند کر دیئے۔

فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْهَا قَالَ یَا اِلٰهِیْ مَا یَنْجُوْ مِنْهَا اِلَّا لَمَعْصُوْمٌ فَاَعْصِمْنِیْ

— کہ یا الٰہ العالمین سوائے معصوم کے اس خوبصورت جال سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اے ارحم الراحمین مجھے اس فتنہ سے محفوظ رکھ!

فَقَالَتْ یَا حَبِیْبِیْ — زلیخا نے کہا۔

اے میرے محبوب۔ اے میرے دل کی آرزو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک!

بَنَیْتُ هٰذَا الْبَیْتَ مِنْ اَجْلِكَ — کہ میں نے یہ خوبصورت مکان تیرے ہی لئے بنوایا ہے۔

قَالَ - یَا زُلَیْخَا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَنٰی لِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا لَا یَخْرِبُ اَبَدًا !

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا!

اے زلیخا اللہ کریم نے میرے لئے جنت میں ایک خوبصورت محل بنا کے رکھا ہے جو اس مکان سے بھی زیادہ مزین ہے اور وہ کبھی خراب نہیں ہوگا!

قَالَتْ یَا یُوْسُفُ مَا اَطْیَبُ رَائِحَتَكَ !

زلیخا نے کہا۔ کہ اے یوسف تیری خوشبو کیسی دل و دماغ کو معطر کرنے والی ہے۔

اور میں تیرے رب کو ان تمام خزانے دیکر تجھے پا لوں گی۔ حَتّٰی یَرْضٰی — یہاں تک کہ خدا تجھ پر راضی ہو جائے گا۔

فرمایا۔ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا یَقْبَلُ الرِّشْوَةَ !

کہ میرا رب رشوت قبول نہیں کرتا!

قَالَتْ مَا اَحْسَنَ صُوْرَتَكَ !

marfat.com

زلیخا نے کہا کہ تیری صورت کس نے خوبصورت بنائی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی صَوَّرَنِیْ ــــ

فرمایا ــ میری یہ حسین صورت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔

مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں۔

خدائے من کہ نتواں حق گزارش

برشوت کے شود آمرزگارش

بجاں دادن چو مزد از کس نگیرد

در آمرزش کجا رشوت پذیرد

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا، میرا خدا ہمیشہ حق کہتا ہے اور وہ کسی سے رشوت طلب نہیں کرتا۔

معاذ اللہ کہ راہِ کج روم من

ز تو ایں حیلہ دیگر بشنوم من

فرمایا ــ کہ اللہ مجھے اپنی پناہ میں رکھے کہ میں غلط راستہ پر چلوں اور اگر تو ہزار حیلے بھی کرے گی تو میں کبھی قبول نہیں کروں گا۔

سوالش کرد کاں پسِ پردہ چیست

در آں پردہ نشستہ پردگے کیست

حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے اور پردے کے پیچھے کون بیٹھا ہے۔

بگفت آں کس کہ تا من زندہ ہستم

برسم بندگانش می پرستم

زلیخا نے جواب دیا ــــ

marfat.com

کہ یہ میرا خدا ہے جس کی میں ابتدائے عمر سے ہی پوجا کرتی آرہی ہوں ! اور میں نے اس پہ اس لئے پردہ ڈال دیا ہے تاکہ یہ مجھے دیکھ نہ لے ۔ یہ سن کر حضرتِ یوسف علیہ السلام نے فرمایا !

من از بینای دانا چوں نترسم

زقیوم توانا چوں نترسم

کہ میں اپنے رب سے کیوں نہ ڈروں جو ہر وقت ، ہر گھڑی ، ہر ساعت اور ہر مکان و ہر زمان میں ہر کسی کو دیکھتا رہتا ہے اور جو دانا و بینا اور حیّ و قیوم ہے ۔!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کو یوں بیان کرتے ہیں ۔

یاد رہے کہ مولوی غلام رسول مرحوم کی احسن القصص حضرت امام غزالیؒ کی احسن القصص کا پنجابی نظم میں ترجمہ ہے ۔

یوسف تبھے دس زلیخا پہ دیوں پار کیائی

کہے زلیخا گلیں باتیں توں کیوں دیر لگائی !

پردیوں پار ایہی رب میرا ایں پوجاں جس تائیں

پردہ پایا مت رو دیکھے میرا عمل اتھائیں

آہ بھری سن رویا یوسف شگوں سنگ تسائیں

دانا بینا تھیں میں غافل شرم میرے وچ ناہیں

کہے زلیخا یوسف تیری واہ صورت نورانی

یوسف کہے جیویں رب بھانی اکدن ہوسی فانی

کہے زلیخا یوسف تیرے وال عجب ایہہ کالے

یوسف کہے انہاں نوں اکدن خاک قبر دی گالے

marfat.com

کہے زلیخا تیریاں زلفاں گرد چندے جوں حالا
یوسف کہے نہ زلفاں رہسن نہ ایہہ زلفاں والا
کہے زلیخا ایہو ای ویلا دل دے راز کھلن دا
یوسف کہے اوا وکھا ویلا وقت اعمال تلن دا
توں آکھیں میں بدل گناہاں دیواں مال خزانے
دولت مال سبھی شے اسدا ہر شے ہر زمانے
تے او رشوت لے نہ مونے حاجت اوس نہ کائی
اوہ خود مال خزانے ونڈا ہر تھاں تے ہر جائی

امام رازیؒ اور دوسرے مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت و پاکدامنی اور زلیخا کے ساتھ بُرا ارادہ کرنے کی تردید کرتے ہوئے قرآن حکیم میں سے ہی دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کو اپنی برأت و معصومیت بیان کرتے ہوئے کہہ دیا تھا۔

هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي ـــــ کہ اس نے مجھے ورغلایا پھسلایا اور بہکایا کہ میں اپنے نفس پہ قابو نہ رکھ سکوں۔

اور ـــــ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ـــــ اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے، اس کام سے جس کی طرف یہ مصر کی عورتیں مجھے بلاتی ہیں۔

اور پھر زلیخا کے خاوند عزیز مصر نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے کہدیا تھا۔ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ـــــ کہ یہ تم عورتوں کا مکر اور چلتر ہے اور بے شک تمہارا مکر ایک عظیم فتنہ ہے!

marfat.com

اور پھر عزیزِ مصر نے زلیخا کے بُرے ارادہ کو تسلیم کرتے ہوئے اسے یہ کہہ دیا تھا۔

وَ سْتَغْفِرِىْ لِذَنْبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِيْنَ

کہ اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے!

اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا!

یوسف اعرض عن ھذا ـــــ کہ اے یوسف تو اس کا خیال مت کرنا ـــــ

اور پھر ایک شیر خوار بچہ کی گواہی!

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ـــــ اور عورت کے ہی خاندان کے ایک شیر خوار بچہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت بیان کرتے ہوئے یہ کہا تھا۔

کہ اگر یوسف کی قمیض آگے سے پھٹی ہے تو پھر زلیخا سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر اس کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف سچا ہے اور زلیخا جھوٹی ہے۔ پس جب قمیص دیکھی گئی تو وہ پیچھے سے پھٹی تھی ـــ

اور پھر زلیخا نے بھی اقرار کر لیا تھا ـــ

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ـــ کہ میں نے ہی اس کا دل لبھانے اور اسے سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی تھی مگر اس نے زنا وحرامکاری کے تمام اسباب ومواقع ہونے کے باوجود بھی اپنے جوانی کو داغدار نہیں ہونے دیا۔

اور ایک بار پھر زلیخا نے اقرار کر لیا تھا۔

marfat.com

قالت امرأۃ العزیز الئن حصحص الحق أنا راودتہ عن نفسہ وإنہ لمن الصادقین !

کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے کہا کہ اب اصلی بات کھل گئی ہے اور اصل حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ میں نے ہی یوسف کو راہِ حق و صداقت سے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ اور میں اس کی پاک دامنی کی گواہی دیتے ہوئے اقرار اور تصدیق کرتی ہوں کہ یہ یوسف بے شک سچے ہیں۔

اور اللہ کریم کا خود ارشاد پاک

کذالك لنصرف عنہ السوءَ والفحشاء

کہ ہم نے یوں ہی اس سے برائی اور فحاشی کو پھیر دیا کیوں کہ یوسفؑ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے !

قارئینِ کرام !

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ قرآنِ مجید کے ان روشن دلائل کے باوجود بھی اگر کوئی انسان حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف برائی کی نسبت کرتا ہے اور اُن کی معصومیت و پاکدامنی پر اعتراض کرتا ہے تو پھر یہ ضلالت و گمراہی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے بلکہ کفر ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن ـ حیران ہے کہ تمام مفسرینِ کرام نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کی عصمت و طہارت پہ خوبصورت اور روشن دلائل دے کر اس کے مقدس دامن کو برائی کا داغ لگنے سے تو محفوظ رکھا ہے لیکن بی بی زلیخا کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں دی حالانکہ وہ خدا کے ایک برگزیدہ رسول کی زوجہ محترمہ بننے والی ہے ! تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

پہلی یہ ـــ کہ زلیخا ایک عورت ہے اور عورت محبت میں بہت کچھ کر گزرتی

marfat.com

ہے اور اس نے بھی ہجر و فراق کے ہزاروں دکھ جھیلے تھے۔ مال و دولت قربان کئے تھے۔ لعل و جواہرات کے خزانے نچھاور کئے تھے اور ایک نبی کے عشق میں فنا ہو کر وصل کے شوق کی آرزو کر بیٹھی تھی۔

دوسری وجہ یہ کہ ہمارے حق پرست علمائے کرام اور حق بیں مفسرین عظام نے یہ ضروری سمجھا اور درست سمجھا کہ وہ جاہل اور بے ادب و گستاخ لوگ جو حضرتِ یوسف علیہ السلام کی طرف برائی کی نسبت کر کے عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں انہیں پتہ چل جائے کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کی نبوت کی چادر ہر قسم کی برائی و فحاشی کے داغ سے پاک ہے!

کیونکہ وہ نبی تھے اور ہر نبی معصوم من الخطاء ہوتا ہے اور وہ کسی برائی کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔

اور اگر قرآن مجید کے الفاظ پر ہی تھوڑا سا غور کیا جائے تو بی بی زلیخا کو، نعوذ باللہ فاحشہ کہنے والوں کے لیے حقیقت افروز مطالب و معانی سمجھ آسکتے ہیں ۔۔۔

اسلئے! کہ لفظ فاحِشَہ نہیں فَحْشَا ہے جو مصدری معنے میں آتا ہے۔ فاحشہ کا معنے فاعل کے معنے میں بدکاری کرنے والی عورت ہوگا۔ اور یہ سچ ہے کہ بدکاری نہیں ہوئی۔

اور فحشا کا معنے۔ بدکاری۔ بمعنے مصدر! یا تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ۔۔۔ وَقِیلَ رَایٰ تِمْثَالَ الْعَزِیْزِ!

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر کی مثل یعنی صورت دیکھی تو ایسی صورتِ حال میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عزیزِ مصر کی مثال صرف حضرتِ یوسف علیہ السلام ہی کو نظر آئی ہو اور زلیخا کو اپنے شوہر کی مثال دکھائی نہ دی ہو۔

marfat.com

زلیخا کو بھی ضرور عزیزِ مصر یعنی زلیخا کا خاوند نظر آیا ہوگا۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے سامنے برائی، فحاشی اور بدکاری کے لئے مُصر ہو!

یا بہت سی تفاسیر کے حوالوں سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام زلیخا کے بند کمرہ میں حضرتِ یعقوب علیہ السلام کی صورتِ پاک نظر آئی جسے قرآنِ مجید نے بُرھان فرمایا ہے۔

تو زلیخا کو بھی حضرتِ یعقوب علیہ السلام کی صورتِ مبارک دکھائی گئی ہوگی تو ایسی صورت میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک منکوحہ عورت کسی غیر انسانی کی موجودگی میں برائی کی طرف راغب ہو۔

اور پھر علامہ زمخشری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کشاف میں —— وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کے تحت ایک ایمان افروز نکتہ بیان کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ جس طرح حضرتِ یوسف علیہ السلام کے لیئے اللہ کی بُرھان آئی ہے اسی طرح بی بی زلیخا کے لئے بھی وہی بُرھان تسلیم کر لینی چاہیئے

اس عجیب و غریب اور حقیقت افروز نکتہ سے یہ ثابت ہوگا کہ جسطرح حضرتِ یوسف علیہ السلام نے رب کی بُرہان دیکھ کر بُرائی کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا اسی طرح اگر زلیخا کو بھی بُرھان نظر نہ آتی تو وہ بھی بُرائی کا ارادہ کر لیتی۔

جلد ۲ صفحہ ۴۵۶ —— لِاَنَّ الْهَمَّ لَا يَتَعَلَّقُ بِالْجَوَاهِرِ وَلٰكِنْ بِالْمَعَانِيْ —— کہ ارادہ کا تعلق حقیقت پہ مبنی نہیں ہے بلکہ محض معانی پہ مشتمل ہے۔

وَالْمُخَالَطَةُ لَا تَكُوْنُ اِلَّا مِنَ اثْنَيْنِ مَعاً۔

کیونکہ مرد اور عورت کی مخالطت تب پیدا ہوتی ہے جب دونوں اکھٹے

marfat.com

ایک ہی معنے میں ارادہ کریں۔

اور یہاں دونوں کے ارادہ میں لفظ و معنے میں فرق ہے۔ زلیخا کے ارادہ میں لام اور قد دونوں حروف تاکید کے مگر حضرتِ یوسف علیہ السلام کے ارادہ میں نہ لام ہے اور نہ ہی قد ۔ یعنی اس کے ارادہ میں تاکید نہیں ہے!

فَكَانَّهٗ قِيْلَ وَلَقَدْ هَمَّا بِالْمُخَالَطَةِ لَوْلَا مَنَعَ مَانِعٌ اَحَدُهُمَا۔

پس اسی لئے کہا گیا ہے کہ دونوں مخالطت کر لیتے۔ اگر کوئی چیز دونوں کے درمیان مانع نہ ہوتی یعنی رب کی بُرہان!

اور پھر عزیزِ مصر اتنا ہی بے غیرت تھا کہ اس کی اپنی بیوی ایک غیر مرد کے ساتھ بدکاری کے لیئے اُبھارتی ہے اور وہ خاموش رہتا ہے اور اپنی آنکھوں سے اپنی بیوی کی فحش حرکات دیکھتا ہے اور اسے قتل نہیں کرتا۔

جب عزیزِ مصر، مصر کا حاکم تھا۔ شہنشاہ تھا اور صاحبِ اختیار تھا تو پھر زلیخا کی ناپسندیدہ حرکات دیکھ کر اسے قتل کرنے میں کون سی چیز مانع تھی وہ یہ تو جانتا تھا کہ میری بیوی زلیخا حضرتِ یوسف علیہ السلام سے محبت کرتی ہے اور اس کے عشق کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور اس کی یاد میں آہیں بھرتی رہتی ہے!

اور وہ اتنی فنا فی الیوسف ہو چکی ہے کہ رات کے تاروں، گلشن کی بہاروں اور دنیا کے پُرکیف نظاروں میں اسے یوسف ہی کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ — اور ہجر و فراق کے جانگداز لمحات میں تڑپتی رہتی ہے اور جب فصد کرواتی ہے تو خون کے ہر قطرہ سے یوسف کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ زلیخا یوسف کے ساتھ بے راہروی اور بے حیائی تک پہنچ چکی ہے۔

marfat.com

ورنہ وہ زلیخا کو اس کھلی بے حیائی سے پہلے ہی قتل کر دیتا۔

سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۵:۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

(سورۃ یوسف)

القرآن المجید ۔ پھر دونوں دروازہ کی طرف دوڑے اور زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک پیچھے سے پھاڑ دی۔

اور پھر زلیخا بولی اس انسان کی کیا سزا ہے جو تیری گھر والی سے برائی کا ارادہ کرے! مگر یا تو اسے قید کیا جائے اور یا دکھ کی مار اور دردناک عذاب۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا پوری طرح نفسانی خواہش سے مرعوب ہو کر مجھے ورغلانے اور پھسلانے کیلئے انتہائی کوشش کر رہی ہے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان کے اس پھیلائے ہوئے جال میں میرا دامن بھی الجھ جائے اور میرے نبوت کے خاندان کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے اور پھر میری شرافت و پاکیزگی کی سفید چادر پہ کوئی بے حیائی کا سیاہ داغ لگ جائے تو انہوں نے دوڑ کر اپنی عزت بچانی چاہی اور وہ دوڑ پڑے۔

اور زلیخا بھی ان کے پیچھے پیچھے دوڑ پڑی تاکہ انہیں پکڑ کر بے حیائی کی طرف راغب کرنے کی اور کوشش کرے۔ مکان کے سات دروازے تھے اور مقفل تھے مگر حضرت یوسف علیہ السلام دروازہ کو ہاتھ لگاتے تو دروازہ کھل جاتا اور قفل ٹوٹ جاتا تھا۔

اور جب زلیخا دروازہ پہ پہنچتی تو دروازہ بند ہو جاتا تھا۔

marfat.com

اور پھر چند لمحوں کے بعد کھل جاتا تھا تاکہ دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہو جائے اور حضرت یوسف علیہ السلام اس ابلیسی جال سے نکل جائیں۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں ایک بڑی ہی ایمان افروز بات کہی ہے

وَكَذَالِكَ الْعَبْدُ الْمُحِبُّ لِلّٰهِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَهْرَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَيَتَعَلَّقُ بِعِصْمَتِهِ الرَّحْمٰنِ!

کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پھیلائے ہوئے شیطانی پھندے سے نکلنے کے لیئے دوڑے اسی طرح خدا سے محبت کرنے والے بندوں کو بھی چاہیئے کہ شیطان کے پھیلائے ہوئے جال سے نکلنے کے لیئے اللہ رحمٰن و رحیم کی طرف بھاگے اور عصمت کے دامن کو تھام لے۔

سَيِّدَهَا ـ یعنی زلیخا کا سردار۔ زلیخا کا مالک۔ زلیخا کا آقا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا نہیں۔

وَاِنَّمَا لَمْ يَقُلْ سَيِّدَهُمَا لِاَنَّ يُوْسُفَ مَا كَانَ مَمْلُوْكًا۔

اور اسی لئے سیدھما یعنی دونوں کا سردار نہیں کہا گیا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کسی کے غلام نہیں تھے! اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی نبی کسی کا غلام نہیں ہوتا قرآن حکیم میں ہے کہ ـــ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ـــ کہ ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسے کسی کا طیع بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ساری دنیا کا مطاع یعنی پیروی کروانے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔

مرزا قادیانی۔ کذاب و دجال و کافر و مرتد کی طرح نہیں کہ ساری زندگی انگریزوں کی غلامی میں رہا!

امام غزالی نے احسن القصص میں کیا ہی اچھا لکھا ہے۔ احسن القصص صہ ۱۴۰

مَزَّقَتْ عَلَيْهِ الْقَمِيْصُ الْفَوْقَانِيْ وَهُوَ الْعَبَهُ اَيَّامَهُ وَالتَّحْتَانِيْ

اَلْبِسَہٗ یَعْقُوْبُ!

کہ زلیخا نے جو قمیص حضرت یوسف علیہ السلام کی پھاڑی تھی وہ اوپر کی قمیص تھی اور وہ زلیخا نے خود پہنائی تھی اور نیچے والی قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کی پہنائی ہوئی تھی۔

سید افتخار الحسن — بھلا ایک عظیم پیغمبر کی پہنائی ہوئی قمیص کوئی بے حیائی و برائی کے لئے کیسے پھاڑ سکتا ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:-

چنیں زد خامۂ نقشِ ایں فسانہ

کہ چوں یوسف بروں آمد ز خانہ

بیرونِ خانہ پیش آمد عزیزش

گدہی از خواصِ خانہ نیزش

کہ عشق و محبت کے اس حقیقی، مقدس اور قرآن پاک کے ثبت کئے ہوئے قصے کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام جب زلیخا کے پُرفریب مکان سے باہر آ گئے، تو زلیخا کا شوہر عزیزِ مصر دونوں کو مکان سے باہر مل گیا۔

زلیخا نے دیکھا تو بدنامی کے خوف سے کانپنے لگی اور اپنی کمزوری، اپنی خفت اور اپنی خطا کو چھپانے کی خاطر فوراً بول اٹھی۔

کہ اے عزیزِ مصر جو انسان تیری بیوی کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے اس کی کیا سزا ہونی چاہیئے۔ اور پھر خود ہی سزا تجویز کر دی — کہ یا عمر بھر کی قید اور یا کوئی اور دردناک عذاب۔

ہمارے بعض مفسرین نے اس مقام پر لکھا ہے کہ زلیخا نے یہ سزا اس لئے تجویز کی تھی کہ چونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں عزیزِ مصر طیش اور غصہ میں آ کر یوسف کو

maarfat.com

قتل نہ کردے۔ بس ایک دو دن جیل میں رہے گا اور یا ایک دو کوڑے کھائے گا پھر وہی ذوق وشوق اور وہی محبت کی دلفریبیاں جاری رہیں گی۔ کیونکہ زلیخا کو حضرتِ یُوسف علیہ السلام سے انتہائی محبت تھی اور اس نے نہ چاہا کہ میرا محبوب قتل ہو جائے لیکن صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ زلیخا نے قتل کے ڈر سے یُوسف کیلئے یہ سزا تجویز کی تھی۔

اسلئے کہ کوئی مُحبّ بھی اپنے محبوب کے لیئے یہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آخر حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا مُصیبت پڑی تھی کہ غارِ ثور میں ایک زہریلے اژدھا کے ڈنگ پہ ڈنگ کھا رہا ہے لیکن ایڑی نہیں ہٹاتا اور جنبش تک نہیں کرتا کہ کہیں محبوب کے آرام میں فرق نہ آئے۔

اور ادھر عمر بھر قید اور یا کوڑے زلیخا نے کس طرح اور کیوں قبول کر لئے اور اس سزا کو خود ہی تجویز کیا۔

امام نسفیؒ تفسیر نسفی جزء ۲ صفحہ ۱۶۷ ـــ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّھُوَالضَّرْبُ بِالسِّیَاطِ۔ کوڑے مارنا

فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
قَالَ اِنَّهٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ ؕ اِنَّ کَیْدَ
کُنَّ عَظِیْمٌ۔

(سورۃ یُوسف آیت نمبر ۲۸)

القرآن الحکیم ـ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ زلیخا نے مجھے

marfat.com

پھسلایا کہ میں اپنے نفس پر قابو نہ پا سکوں ۔ اور پھر زلیخا کے گھر والوں سے ایک گواہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی ۔ کہ اگر یوسف کا کُرتہ آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف سچا ہے اور یہ عورت یعنی زلیخا جھوٹی ہے۔

اور جب عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک دیکھی تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی یہ کہ عزیزِ مصر بول اٹھا کہ یہ تم عورتوں کا مکر اور چلتر ہے اور تمہارے مکر و چلتر بہت بڑے ہے۔

الغرض ــــ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا اپنی بدنامی کے ڈر سے اور اپنی بے حیائی پر پردہ ڈالنے کی خاطر سارا الزام مجھ پر لگا رہی ہے اور میرے لیئے قید یا کوڑوں کی سزا خود ہی تجویز کر رہی ہے تو انہوں نے بھی اپنی برأت اور بے تعلقی کا اظہار کرنا اور عزیزِ مصر کو ساری حقیقت حال سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہوئے فرمایا کہ:۔

ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ ــــ کہ اس عورت یعنی زلیخا نے مجھے ورغلایا اور مجھے حرامکاری کے لیئے ابھارا۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ عزیزِ مصر نے حضرت یُوسف علیہ السلام کے اس پاکیزہ بیان کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تیرا مکر و چلتر ہے اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ــــ

یُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ــــ کہ یُوسف اس واقعہ سے درگزر کر اور اس کا خیال نہ کر ــ اور اپنی بیوی سے کہا۔

وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِیْنَ ــــ کہ اے عورت یعنی اے زلیخا تو اپنے اس گناہ سے معافی مانگ اس لئے کہ تو ہی خطا کاروں

marfat.com

میں سے ہے اور تو ہی نے ہی یوسف کو بدکاری پہ آمادہ کرنے کی کوشش کی اور اسے راہِ حق و صداقت سے ہٹانے کی سعی کی ۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے اپنا دامن چھڑانے ۔ شیطانی جال سے نکل جانے اور نبوت کی آبرو بچانے کی خاطر بھاگ جانے کا پورا واقعہ سنایا تو عزیزِ مصر نے پوچھا ۔

یوسف تیرا کوئی گواہ !

فرمایا ۔۔۔ ہے ؟

اچھا اس کا فیصلہ کل عدالت میں ہو گا !

سید افتخار الحسن کو تعجب ہے کہ عزیزِ مصر کی اس کارروائی پہ ۔۔۔ کہ جو کچھ ہوا ۔۔۔ اسے دیکھنے والا صرف وہی تھا ۔ کسی دوسرے انسان کو پتہ نہیں تھا کہ اندر کیا ہوا اور باہر دروازہ پہ کیا ہوا ۔ بہتر تو یہی تھا کہ بات یہیں ختم کر دی جاتی اور اپنی بیوی کو سرِ میدانِ عدالت رسوا نہ کیا جاتا !

مگر اس نے ایسا کیوں کیا ؟

میں سمجھتا ہوں کہ محض اس لئے کہ وہ دنیا کے حکمرانوں کو بتانا چاہتا تھا کہ اگر کسی جرم میں اس کی اپنی بیوی ہی مجرم کیوں نہ ہو تو اس پہ یونہی پردہ نہ ڈال دیا جائے بلکہ اسے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے باقاعدہ سماعت ہونی چاہیئے !

شہزادہ سلیم المعروف جہانگیر نے بھی اپنی محبوب بیوی نور جہاں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا ۔

اگر دھوبی معاف نہ کرتے تو نور جہاں کا سر بھی قلم کر دیا جاتا ۔

چنانچہ اگلے ہی روز مصر کے حکمران نے شاہی آداب کے مطابق عدالت لگوائی اور خود عدل و انصاف کی کرسی پہ بیٹھ گیا ۔

مصر کے عوام اصل حقیقت سے آگاہ ہونے اور اصل واقعہ کو سمجھنے کے لیئے اور اپنے فرمانروا کا انصاف دیکھنے کو اُمڈ اُمڈ کر کچہری میں آئے۔

یوسف اور زلیخا کو عدالت میں طلب کیا گیا تا کہ حضرت یُوسف علیہ السلام اپنی پاک دامنی کا کوئی گواہ پیش کر سکیں۔

عزیزِ مصر نے خود پکارا۔

ہاں — یُوسف — تو نے کل اپنا گواہ پیش کرنے کو کہا تھا —

تجھے اجازت ہے — اپنے معصوم اور بے گناہ ہونے پر کوئی گواہ ہے تو پیش کر — حضرت یُوسف علیہ السلام نے نگاہ اٹھائی اور عوام کے ہجوم پر نظر کی تو ایک بچّہ کو دیکھا جو اپنی ماں کی آغوش میں دُودھ پی رہا تھا تو بول اٹھے۔

ہاں — میرا گواہ مجھے مِل گیا۔

پوچھا گیا۔ کون ؟

جواب دیا — وہ بچّہ جو اپنی ماں کی گود میں دُودھ پی رہا ہے !

مصر کا شہنشاہ سُن کر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یوسف تُو نے عجیب بات کہی ہے۔ کبھی دُودھ پینے والے بچے بھی بولتے ہیں اور کلام کرتے اور کسی کی گواہی دیتے ہیں ؟

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ عزیزِ مصر کو پتہ نہیں تھا کہ جب کبھی نبوت کی توہین ہوتی ہو اور کسی نبی کے مقدّس دامن پر کوئی دھبّہ لگنے والا ہو تو پھر معصوم بچّے تو کجا جنگل کے جانور بھی بول اٹھتے ہیں۔ پتھر بھی پکار اُٹھتے ہیں اور درخت بھی گواہی دینے لگتے ہیں !

مصر کے فرمانروا نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس معصوم بچّہ کو اٹھا کر میرے سامنے میز پر لٹا دو !

marfat.com

ایسا ہی کیا گیا ــــ

عزیز مصر نے اس بچہ سے پوچھا کہ یوسف پر برائی کا الزام ہے میں نے یوسف سے گواہ طلب کیا تھا۔ اس نے اپنی صفائی کا گواہ تجھے بتایا ہے!

کیا تو بولے گا اور گواہی دے گا؟

بچہ لیٹا تھا ــــ حرکت میں آگیا ــــ

اور بول اٹھا ــــ ہاں!

تو پھر کہہ!

بچہ نے جواب دیا ــــ کہ یوسف کی قمیص مبارک دیکھ لو۔

وہ بچہ کون تھا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۲۲، احسن القصص صفحہ ۱۴۳۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۹ ــــ وَكَانَ ابْنَ عَمٍّ لَهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و پاکدامنی کی گواہی دینے والا بچہ زلیخا کا چچا زاد بھائی تھا۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بچہ صرف چار ماہ کا تھا۔

علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۳۹ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والے اس چار ماہ کے بچہ کے متعلق ایک عجیب بات لکھی ہے۔

أَنَّهُ لَمَّا تَوَلَّى يُوسُفُ الصِّدِّيقُ مُلْكَ مِصْرَ أَرَادَ أَنْ يَتَّخِذَ وَزِيرًا فَأَمَرَهُ جِبْرِيلُ أَنْ يَتَّخِذَ الصَّبِيَّ الَّذِي شَهِدَ لَهُ

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے والی اور حکمران بن گئے تو انہوں

marfat.com

نے اپنے لئے ایک وزیر بنانے کا ارادہ کیا ـــــ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کہا کہ اپنی گواہی دینے والے بچہ کو اپنا وزیر بنا لو۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے اچھا نہ سمجھا مگر حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر کہا ـــــ

اِنَّ لَہٗ عَلَیْکَ حَقَّ الشَّہَادَۃِ ـــــ کہ اے یوسف علیہ السلام اس کی گواہی کا اس کے لئے تجھ پر حق ہے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام اسے اپنا مقرب وزیر بنا لیا۔

اس کے بعد علامہ صفوری رح کہتے ہیں :۔

فَہٰذَا شَہِدَ لِمَخْلُوْقٍ فَاسْتَحَقَّ الْوِزَارَۃَ فَکَیْفَ لِمَنْ شَہِدَ لِلْخَالِقِ بِالْوَاحِدِیَّۃِ اَفَلَا یَسْتَحِقُّ الْکَرَامَۃَ ـــــ کہ جس بچہ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک فرد کی عصمت و پاک دامنی کی گواہی دی وہ تو وزارت کے عہدہ پہ فائز ہونے کا مستحق بن گیا اور جو خالق یعنی خدا کی توحید کی گواہی دے گا وہ کرامت و بزرگی کا حقدار کیوں نہیں ہو سکتا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی گدائے کوچۂ مرشد لاثانی کہتا ہے کہ عزیز مصر کو چاہیئے تھا کہ جس طرح اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے گواہی طلب کی تھی اسی طرح وہ اپنی بیوی یعنی زلیخا سے بھی اس کی برأت کی گواہی طلب کرتا مگر اس نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ تو پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ زلیخا جھوٹی ہے اور اب اسے عدالت میں رسوا کر دوں گا تو لوگ کیا کہیں گے۔

اور پھر بی بی زلیخا ہی اصرار کرتی کہ اے عزیز مصر جس طرح تو نے یوسف علیہ السلام سے گواہی طلب کی ہے اسی طرح مجھے بھی اجازت دے کہ میں بھی اپنی بدنامی کا داغ دھونے کے لئے اپنا کوئی گواہ پیش کر دوں!

marfat.com

مگراس نے بھی ایسا نہیں کیا۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میرا گواہ تو میرا پتھر کا تراشا ہوا بت ہے جس پر میں نے پردہ ڈال دیا تھا۔ اور وہ تو گونگا بہرہ ہے گواہی کیا دے گا۔

مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ اس مقام کا نقشہ یوں بیان کرتے ہیں۔

درآں مجمع زنِ خویشِ زلیخا

کہ بودے روز و شب پیشِ زلیخا

کہ ایک عورت جو زلیخا ہی کے خویش و اقارب میں سے تھی اور دن رات زلیخا کے پاس رہتی تھی۔

سہ ماہ کودکے بر دوشِ خود داشت

چو جان نگرفتہ درآغوشِ خود داشت

کہ وہ عورت اپنی آغوش میں تین ماہ کا ایک بچہ لئے ہوئے تھی۔

فغاں زد اے عزیزہ آہستہ ترباش

ز تعجیل عقوبت الحذر باش

یعنی وہ بچہ پکار اٹھا کہ اے عزیزِ مصر یوسف کو سزا دینے میں جلدی نہ کر ـــــ!

سزاوارِ عقوبت نیست یوسف

کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام سزا کے سزاوار نہیں ہیں۔

بلطف مرحمت اولی ست یوسف

بلکہ یوسف تو زیادہ لطف و کرم کا مستحق ہے۔

اور تین ماہ کا بچہ پھر پکار اٹھا ـــ کہ

حضرت یوسف کا کرتہ دیکھ لیا جائے۔

marfat.com

گر از پیش ست در پیراہنش چاک
زلیخا را بود دامن ازاں پاک

کہ۔ اگر یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا کا دامن اس بدنامی سے پاک ہے!

ور از پس چاک شد پیراہنِ او
بود پاک از خیانت دامنِ او

اور اگر یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو پھر یوسف کا دامن اپنے مالک کی امانت میں خیانت کرنے سے مبرّا ہے۔

حاشیہ کتاب ـــ دگویند کہ آں پسرِ عمِ زلیخا بود ـــ کہتے ہیں کہ وہ بچہ زلیخا کے چچا زاد بھائی تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ كَانَ يَنْظُرُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ حَتّٰى سَمِعَ نِدَاءَ الشِّقِّ الْقَمِيْصِ لَهَا ـــ یہاں تک کہ اس چالیس دن کے بچہ نے دروازہ کی درزوں میں سے دیکھ لیا تھا اور اس نے زلیخا کا یوسف کی قمیص پھاڑنے کی آواز بھی سن لی تھی!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس صورتِ حال کی منظر کشی یوں بیان فرماتے ہیں کہ!

جب عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے گواہ طلب کیا تو انہوں نے مجمع کے چاروں طرف نگاہ اٹھائی۔ اور ادھر ادھر دیکھا تو

اک عورت اتھے خویش زلیخا کھڑی قرابت والی
گود اوہدی اک بال ایانا عمر جہدی دن چالی

تو حضرتِ یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر سے فرمایا کہ وہ بچہ جو اپنی ماں

marfat.com

کی گود میں کھیل رہا ہے۔ میری گواہی دے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ بات سن کر عزیزِ مصر حیران رہ گیا۔ اور کہا۔

یہ چالیس دن کا بچہ کیسے کلام کریگا۔

فرمایا — تُو پوچھ تو سہی!

بادشاہ نے پُوچھا —

بچہ گواہی دے گا۔

بچّہ — ہاں

بادشاہ — تو پھر کہو!

بچّے نے حقیقتِ حال واضح کرتے ہوئے ان الفاظ میں گواہی دی۔

جے پیراہن پچھوں پھٹیا جھوٹھی ہوگ زلیخا

یوسف سچا تے ایہہ فتنا بھارا روگ زلیخا

دائم رحمتہ اللہ علیہ یہاں اپنے ذوق کے مطابق یوں لکھتا ہے — کہ

گواہی گواہ نے آن دتی مولا مہر دا مینہ برسایا ای

شاہد خاص زلیخا دے خویش وچوں جس ماجرا سب سنایا ای

این عم زلیخا کوٹی آکھدے نیں کھول حال احوال بتایا ای

کرتہ حیرن دی سنی آواز میں بھی ایہہ زلیخا نے زور لگایا ای

لگا کہن اے شاہ گواہ ہیں میں بےشک شبہ دا نام مٹایا ای

اگلے پاسیوں پھٹی قمیص جے کر عیب یوسف دی گردنے آیا ای

پچھلے پاسیوں پھٹی قمیص جے کر تاں زلیخا نے ظلم کمایا ای

اکھیں کھول کے دیکھے آپ شاہا طفل سچ دا سخن الایا ای

مصر میں حضرت یُوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق جب سات سالہ قحط شروع

marfat.com

ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انہوں نے خزانوں کے منہ کھول دیئے اور غلہ تقسیم کرنا شروع کر دیا تو ایک آدمی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی غلہ لینے کے لیے حاضر ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا دامن بھر دیا لیکن وہ تھوڑی دیر کے بعد کو واپس آگیا — حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر اس کی بھرپور کر دی! مگر چند لمحوں کے بعد وہ آدمی پھر آ پہنچا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ غلہ صرف تیرے لئے ہی نہیں ہے دوسرے فاقہ کشوں کے لیئے بھی ہے!

حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حاضر ہوئے اور عرض کی یا یوسف! اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ سوالی کون ہے تو تو اپنا تخت و تاج اس کے حوالے کر دے۔

پوچھا — جبریل؟

یہ کون ہے؟

جواب دیا — یہ وہی بچہ ہے جس نے تیری پاک دامنی کی گواہی دی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا تاج اُتار کر اس سوالی کے سر پہ رکھنا چاہا! — تو — جبریل علیہ السلام نے بازو پکڑ لیا — اور عرض کی — کہ بتانا تو یہ ہے کہ جس نے تیری پاکدامنی کی گواہی دی تو تو اپنا تاج اس کے حوالے کرنے کو تیار ہو گیا ہے اور جو انسان اللہ کی توحید اور رسول کی رسالت کی گواہی دے گا قیامت کے دن خدا کی طرف سے اسے کیا کچھ نہیں ملے گا۔

تمام مفسرین کی اس قضیہ پہ لمبی چوڑی بحث کے بعد حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک حسین انداز اور حقیقت افروز بیان کے ساتھ ختم کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ — وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا — سے مراد اس قصد کی طرف اشارہ ہے جو زلیخا نے پہلے پہل خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا

marfat.com

تھا اور اس کی طرف قصد کیا تھا۔

مثلاً ___ بی بی زلیخا نے خواب میں جب حضرت یوسف علیہ السلام کو تیسری بار دیکھا تو پوچھا:-

"اے مجھے اپنے حسن پر فریفتہ کرنے والے حسین جوان" ___ مَنْ اَنْتَ وَمِنْ اَیْنَ اَطْلُبُكَ وَلِمَنْ اَنْتَ ؟؟

تو کون ہے اور میں تجھے کہاں تلاش کروں اور تو کس کے لیئے ہے؟

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا تھا

قَالَ اَنَا اِنْسٌ وَقَالَ اَنَا لَكِ وَاَنْتِ لِیْ ___ کہ میں ایک انسان ہوں اور میں تیرے لئے ہوں! اور تو میرے لئے ہے! میرے سوا کسی کو پسند نہ کرنا!

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں!

زلیخا نے تیسری بار جب حسنِ حضرتِ یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ___ کہا ؎

کہ اے تاراجِ تو ہوش و قرارم
پریشاں کردہ می تو روزگارم
غمم دادی و غم خواری نکردی
دلم بردی و دلداری نکردی

کہ اے میرے ہوش و قرار کو برباد کرنے والے تو نے میری زندگی کو پریشان حال کر دیا ہے اور تو نے مجھے غمِ عشق تو دیا ہے لیکن غم خواری نہیں کی ___ اور تو نے میرا دل تو لے لیا ہے مگر دلداری نہیں کی۔

کہ اندوہِ مرا تو تا ھیم دہ
زنام شہر خویش آگاہیم دہ

marfat.com

کہ کب تک تو مجھے اس جدائی کے غم میں مبتلا رکھے گا۔ اور آج مجھے اپنا اور اپنے شہر کا نام تو بتا دے!

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب میں اپنا پتہ یوں بتایا تھا۔

بگفتہ گر بدیں کارت تمام است
عزیز مصرم، مصرم مقام است

کہ اے زلیخا اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو پھر سن لے کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں اور میرا مقام بھی مصر کا شہر ہے۔

ندانم نام تو تا سازمش ورد
ندانم جائے تو تا گردمش گرد

کہ۔ اے حسن و جمال کے پیکر، اگر مجھے تیرا نام معلوم ہوتا تو میں تیرے نام کا وظیفہ کرتی اور اگر مجھے تیری جائے قیام کا پتہ ہوتا تو میں اس جگہ کا طواف کرتی ــــ

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ کچھ اس طرح لکھتے ہیں:۔

دیکھ زلیخا پیریں ڈگے کر کر گریہ زاری
واہ واہ سچیاں قولاں والیا عشق تیرا ہے بھاری
پہلے نام ٹکاناں اپنا مینوں دس شتابی
پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں جاوے دلوں بتیابی

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ جواب دیا ــــ

فرمایا جے تد زلیخا ایہو دل دا بھاناں
میں ہاں آپ عزیز مصر دا میرا مصر ٹکاناں

غزالیؒ ــــ وَلَا تَخْتَارِیْ عَلَیَّ سِوَائِیْ ــــ کہ میرے علاوہ کسی اور

کو پسند نہ کرنا۔ کسی اور کو گلے نہ لگانا اور کسی اور کی محبت میں گرفتار نہ ہونا۔

مولوی صاحبؒ

یاد رکھیں مت میرے باہجوں ہور کسے دل جاویں
عشقوں ہرگز ہل نہ جائیں ثابت قدم ٹکائیں
میں تیرا توں میری ہو کے تن من خاک رلائیں
تے غیراں دل جھات نہ پائیں غیروں جان چھڑائیں
باہجھ میرے کوئی لبھیں ناہیں لبھ پواں گا تینوں
میں وی یاد رکھاں گا تینوں یاد رکھیں توں مینوں

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ـــ وَهٰذَا وَجْهُهٗ حَسَنٌ لِاَنَّ الْاَنْبِيَا كَانُوْا مَعْصُوْمُوْنَ لَا يَقْصِدُوْنَ الْمَعَاصِيَ ـ کہ اس آیت کے یہ معانی بہت ہی عمدہ اور اچھے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور کبھی گناہوں کا ارادہ نہیں کرتے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ جب یوسف و زلیخا بچپن سے ہی ایک دوسرے کی محبت کے سچے موتی کی طرح اپنے اپنے پاک وصاف دل میں صدف میں چھپائے بیٹھے تھے اور دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کا عشق شمع فروزاں کی طرح روشن تھا اور دونوں ہی ایک دوسرے کا وصل چاہتے تھے اور جب دونوں ہی ایک دوسرے پہ جان و دل سے فدا تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام بی بی زلیخا سے اور بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے الفت و پیار کے مقدس رشتہ سے منسلک تھے تو پھر ان کا تنہائی میں ملنا کون سا گناہِ عظیم ہے!

لیکن ـــ کچھ بے ادب و گستاخ لوگ جن میں اہلحدیث، دیوبندی

marfat.com

اور جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والے شامل ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور
زلیخا کے نکاح کا ہی انکار کر دیتے ہیں!

بلکہ ــــ مولانا سید مودودی نے تو اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں تو یہاں
تک لکھ دیا ہوا ہے کہ :-

"بھلا حضرت یوسف علیہ السلام ایک ایسی عورت سے کس طرح
نکاح کر سکتے تھے جس کی فحاشی و بے حیائی کا انہیں ذاتی طور پہ
تجربہ ہو چکا تھا"

نعوذ باللہ ــــ

marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا نکاح

حالانکہ ۔ ہمارے تمام حق پرست مفسرین، حق گو علمائے دین اور حق بین مجتہدین نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا آپس میں نکاح پوری وضاحت ۔ پوری وضاحت اور پوری تحقیق کے ساتھ لکھا ہے ۔

مثلاً ۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۲، امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ، تفسیر نسفی جزء ۲ صفحہ ۱۷۵ امام نسفی رحمتہ اللہ علیہ ۔

اِنَّ الْمَلِکَ تَوَجَّہُ یُوْسُفَ وَخَتَمَہُ بِخَاتَمِہٖ وَرَدَّاہُ بِسَیْفِہٖ وَضَعَ لَہٗ سَرِیْرًا مِنْ ذَھَبٍ مُکَلَّلًا بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ ۔

کہ ۔ مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف توجہ دی ۔ اور اپنی حکومت کی انگوٹھی اور تلوار انہیں عطا کر دی ۔ اور ان کے لیے سونے کا ایک تخت بنایا جس پہ سچے موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے سونے کے تخت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی شاہی تاج میرے لباس میں شامل ہے اور نہ ہی میرے آباء و اجداد کے لباس میں!

فَجَلَسَ عَلَی السَّرِیْرِ وَدَانَتْ لَہُ الْقَوْمُ وَفَوَّضَ الْمَلِکُ اِلَیْہِ اَمْرَہٗ ۔

وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام لکڑی کے تخت پہ رونق افروز ہو گئے اور بیٹھ گئے

marfat.com

اور پھر ساری مصری قوم نے انہیں جھک کر سلام کیا!

وَعَزَلَ قَطْفِيْرُ ـــــ

قطفیر معزول ہو گیا!

اور حکومت کا سارا کاروبار ان کے سپرد کر دیا!

ثُمَّ مَاتَ بَعْدُ!

پھر قطفیر مر گیا۔

فَزَوَّجَهُ الْمَلِكُ امْرَاتَهُ!

پھر مصر کے بادشاہ ریان نے قطفیر کی بیوی بی بی زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔

فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِمَّا طَلَبْتِ فَوَجَدَهَا عَذْرًا ـــــ

پس جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی منکوحہ بیوی حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب گئے تو فرمایا ـــ اے زلیخا ـــ اس طرح اچھا ہے یا جس طرح تو مجھے بلاتی تھی ـــ

فَوَلَدَتْ لَهٗ وَلَدَيْنِ اَفْرَاثِيْمَ وَمِيْشَا ـــ پھر اُن کے ہاں دو صاحبزادے پیدا ہوئے! ایک کا نام افرائیم اور دوسرے کا نام میشا یا منشا تھا۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ

فَقَالَتْ لِيْ حَوَائِجُ ـــ حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا کا جب ملاپ ہوا تو زلیخا نے کہا کہ میری چند حاجتیں ہیں!

فرمایا ـــ کہو!

عرض کی ـــــ

marfat.com

اَلْاُولٰی اَنْ تَسْاَلَ اللّٰہَ اَنْ یَرُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ وَشَبَابِیْ وَجَمَالِیْ ــــ کہ پہلی حاجت۔ خواہش اور تمنا یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر ــــ میرا حُسن۔ میرا جمال ــــ اور میرا شباب واپس لوٹ آئے اور میری آنکھوں کی بینائی بھی واپس آجائے تاکہ میں تجھے ایک بار پھر جی بھر کے دیکھ لوں!

وَقَالَ بَعْضُھُمْ کَانَ عُمُرُھَا تِسْعِیْنَ سَنَۃً !ــ اور بعض کہتے ہیں کہ ان دنوں زلیخا کی عمر نوے برس کی تھی۔

فَدَعَا لَھَا یُوْسُفُ فَرَدَّ اللّٰہُ عَلَیْھَا بَصَرُھَا وَشَبَابُھَا وَجَمَالُھَا ــ پس حضرت یوسف علیہ السلام نے دُعا کی تو زلیخا کا حسن وجمال اور جوانی وشباب دوبارہ واپس آگئے اور بینائی بھی واپس لوٹ آئی!

وَالْحَاجَۃُ الثَّانِیَۃُ اَنْ تَتَزَوَّجَنِیْ !ــــ اور میری دوسری تمنا یہ ہے کہ تو میرے ساتھ نکاح کرلے!

فَسَکَتَ یُوْسُفُ !ــــ حضرت یوسف علیہ السلام یہ سُن کر خاموش ہو گئے!

فَاَتَاہُ جِبْرَائِیْلُ ــــ حضرت جبرائیل خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے!

وَقَالَ لَہٗ ــــ یَا یُوْسُفُ اِنَّ رَبَّکَ یُقْرِءُکَ السَّلَامَ ــــ اور عرض کی ــــ اے یوسف علیہ السلام اللہ کریم تمہیں سلام کہتا ہے۔

وَیَقُوْلُ لَکَ لَا تَبْخَلْ عَلَیْھَا مَا طَلَبَتْ !ــــ اور تمہیں حکم دیتا ہے کہ زلیخا جو کچھ طلب کرتی ہے۔ اس میں بخل نہ کر۔ یعنی زلیخا کے ساتھ نکاح کرلو!

ــــ فَتَزَوَّجْ بِھَا فَاِنَّھَا زَوْجَتُکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ــ پس اس کے ساتھ نکاح کرلو کیونکہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تیری بیوی یہی ہے!

تفسیر ابنِ کثیر اُردو پارہ ۱۳ صفحہ ۳ مطبع نور محمد اصح المطابع

الغرض ــ شاہ مصر ریان بن ولید نے سلطنتِ مصر کی وزارت آپ کو

marfat.com

دے دی!

پہلے اس عہدہ پر اس عورت یعنی زلیخا کا خاوند فائز تھا جس نے آپ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تھی۔

اس نے آپ کو خریدا! ۔ آخر شاہِ مصر آپ کے ہاتھ پر ایمان لایا! ۔ حضرت ابنِ اسحاق فرماتے ہیں کہ آپ کو خریدنے والا الحصر تھا ۔ یہ انہیں دنوں انتقال کر گیا تو اس کے بعد مصر کے بادشاہ نے اس کی زوجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا ۔ پھر اس کے بطن سے دو لڑکے افرائیم اور میشا پیدا ہوئے!

تفسیر محمدی ۔ منزل نمبر ۳۰ صفحہ نمبر ۱۳۲ مطبع محمدی حافظ محمد لکھو کے والے اہلِ حدیث حضرات کے امام و مجدد

عزیز سو یا معذور اس کموں یوسف حاکم ہو یا
تاں او قطفیر عزیز بے چارہ انہاں دناں وچہ مو یا
پھر یوسف نال نکاح زلیخا بدھا شاہ زمانے
جاں پاس زلیخا یوسف آیا سخن الایا دانے
آکھے ایہہ کم نیک یا او ہو طلب کیتا توں جنہوں
زلیخا آکھیا اے صدلقیا نہ کریں ملامت مینوں

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۸۳ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر والی عبارت!

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ نمبر ۴۸۶ :۔

سُئِلَ عَنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ یَوْمُ نِکَاحٍ وَ نُکِحَ فِیْهِ اٰدَمُ وَ حَوَّا وَ یُوْسُفُ وَ زُلَیْخَا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمعۃ المبارک کی فضیلت کے متعلق

marfat.com

پوچھا گیا تو رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نکاح کا دن ہے اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوا علیہا السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا!

نزہت المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ ــــ

وَتَزَوَّجَ مُوسٰى بِصُورَ ابِنْتِ شُعَيْب وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَيُوسُفُ بِزُلَيْخَا وَتَزَوَّجَ عَلِيٌّ بِفَاطِمَةَ كُلُّ ذَالِكَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

جلد ۱ صفحہ ۵۰ میں بھی ہے!

تفسیر خازن، امام العلامۃ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی۔ المعروف بالخازن ــ ثُمَّ اِنَّ قِطْفِيْرَ هَلَكَ فِي تِلْكَ اللَّيَالِي فَزَوَّجَ الْمَلِكُ لِيُوسُفَ رَاعِيْل ــــ یعنی زلیخا کیوں کہ بعض مفسرین نے زلیخا کا نام راعیل بھی لکھا ہے "اِمْرَاَةُ قَطْفِيْر ــ قطفیر کی بیوی سے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔

فَقَرَبَ مِنْهَا فَوَجَدَ هَا عَذْرَاً۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب زلیخا کے قریب گئے تو اسے کنواری پایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت صورا سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح بی بی زلیخا سے اور حضرت علی علیہ السلام کا نکاح حضرت خاتونِ جنت جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا نکاح، یہ سب نکاح جمعۃ المبارک کے دن ہوئے۔

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶

marfat.com

باب نکاح بستن یوسف با زلیخا بفرمانِ خدا (صفحہ ۱۱۶)

پچوں فرماں یافت یُوسف از خداوند
کہ بندد با زلیخا عقد پیوند

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خداوند کریم کی طرف سے یہ فرمان پایا کہ زلیخا کے ساتھ نکاح کر لو ـــــ تو

بقانونِ خلیل و دینِ یعقوب
بر آئینِ جمیل و صورتِ خوب

تو حضرت خلیل علیہ السلام کی شریعت کے قانون کے مطابق اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین کے موافق۔

زُلیخا را العقد خور رآورد
بعقدِ خویش یکتا گوہر آورد

بی بی زلیخا کو اپنے رشتۂ نکاح میں لے آئے، گویا کہ ایک بے مثال موتی اپنے نکاح میں لے آئے۔

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ نمبر ۵۰ ـــــ لَمَّا تَزَوَّجَتْ زُلیخا بِیُوسُفَ لَمْ تَنظُرْ اِلَیْہِ ـــــ جب زلیخا نے حضرتِ یوسف علیہ السلام سے نکاح کر لیا تو اس نے ان کی طرف دیکھا نہ ـــــ فَسَأَلَہَا عَنْ ذَالِكَ ـــــ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا زلیخا سے سبب پُوچھا۔

فَقَالَتْ مَنْ وَجَدَ حُبَّ اللّٰہِ فَکَیْفَ یَجِدُ غَیْرَہٗ ـــــ تو زلیخا نے جواب دیا کہ اللہ سے محبت کرنے والا کسی غیر سے محبت نہیں کرتا!

احسن القصص صفحہ نمبر ۲۳۰، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت یُوسف علیہ السلام سے زلیخا نے جب ملاقات کی ـــــ تو

marfat.com

زلیخا نے کہا ــــــ اَنَا زُلَیْخَا الَّتِیْ خَدَمْتُکَ بِرُوْحِیْ وَبَدَنِیْ ــــ کہ میں وہی زلیخا ہوں جس نے دل وجان سے تیری خدمت کی ہے۔

فَتَحَیَّرَ یُوْسُفُ مِنْ ضُعْفِھَا وَعِجْزِھَا وَکِبَرِسِنِّھَا ــــ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کا بڑھاپا۔ عاجزی اور مسکینی کو دیکھ کر حیران رہ گئے!

قَالَ جِبْرِیْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَقْضِ حَاجَتَھَا ــــ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ زلیخا کی حاجت پوری کرو!

قَالَ یُوْسُفُ مَا حَاجَتِکِ ــــ فرمایا۔ زلیخا تیری کیا تمنا ہے؟

ــــ قَالَتْ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَکُوْنَ لَکَ زَوْجَۃً وَّاَنْتَ لِیْ زَوْجٌ

ــــ زلیخا نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ میں تیری بیوی بنوں اور تو میرا شوہر ہو!

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ــــ کہ میں تجھ سے کیسے نکاح کروں جب کہ تو ایک فقیرنی۔ بڑھیا۔ اندھی اور کافرہ عورت ہے!

جبریل علیہ السلام پھر حاضر ہوئے! اور عرض کی:-

یَا یُوْسُفُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنْ کَانَتْ عَجُوْزَۃٌ فَاَنَا اَجْعَلُھَا صَبِیَّۃً وَّاِنْ کَانَتْ فَقِیْرَۃٌ وَّاَنَ اَجْعَلُھَا غَنِیَّۃً وَّ اِنْ کَانَتْ کَافِرَۃٌ اَنَا اَجْعَلُھَا مُؤْمِنَۃً۔

کہ اے یوسف اللہ کریم تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگرچہ وہ یعنی زلیخا بوڑھی ہے مگر ہم اسے لڑکی بنا دیں گے اور اگرچہ وہ فقیرنی ہے تو ہم اسے غنی و تونگر کر دیں گے اور اگرچہ وہ کافرہ ہے لیکن ہم اسے مومن و مسلمان کر دیتے ہیں!

لِاَنَّھَا تُحِبُّ مَنْ یُّحِبُّنَا بِلَا وَاسِطَۃٍ ــــ کیونکہ مجھ سے بلا واسطہ محبت کرنے والے سے محبت کرتی ہے!

marfat.com

پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے زلیخا کے بدن کو چھوا تو وہ اس زمانہ کی حسین عورتوں سے بھی زیادہ حسین ہو گئی۔

وَهِيَ بِكْرٌ —— اور وہ کنواری تو تھی ہی!

فَعَقَدَ بَيْنَهُمَا يَعْقُوبُ! —— پس پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے دونوں یعنی یوسف و زلیخا کا نکاح کر دیا۔

فَلَمَّا خَلَا بِهَا وَجَدَهَا بِكْرًا وَعَذْرَاءَ —— پس جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بی بی زلیخا سے خلوت کی تو اسے کنواری پایا!

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن اپنی شب بیدار، تہجد گزار، عالمہ فاضلہ اور فقیہا ماں کی دعاؤں کے طفیل اہل ایمان کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ایسے روشن دلائل اور کھلے ہوئے حقائق کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی انسان حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا کے نکاح کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ زندگی بھر ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتا پھرے گا اور اسے رشد و ہدائیت کی روشنی نظر نہیں آئے گی۔

حضراتِ محترم —— ان دونوں کے نکاح سے انکار ایک ایسی دلدل ہے کہ جس میں آہستہ سے بھی پاؤں رکھنے سے آدمی ایسا پھنس جاتا ہے کہ زور لگانے سے بھی باہر نہیں نکل سکتا بلکہ اگلا پاؤں اور بھی گہرا چلا جاتا ہے —— انکار کرنے والے پاکستانی نام نہاد مفسرین اور گستاخ مولوی اتنا بھی نہیں جانتے کہ ایسا کرنے سے نہ صرف خدا کے ایک پیارے رسول اور عظیم نبی کی توہین ہوتی ہے بلکہ اس کی زوجۂ محترمہ کے دامن پر بھی فحاشی کا دھبّہ لگ جاتا ہے اور کفار و مشرکین کو موقعہ مل جاتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کی مقدس چادر کو پھاڑنے کی ناکام کوشش کرتے رہیں اور سادہ و بھولے بھالے مسلمانوں

marfat.com

کو گمراہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

آخر۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ پر منافقین کی طرف سے لگائے گئے الزامات کے جوابات دے کر ہم لوگ ان کی عزت و آبرو اور عفت و عصمت کے دامن کو دلائل کے آب کوثر سے دھو کر پاک و صاف کرنے کی کوشش صرف اس لیے کرتے رہتے ہیں کہ ان کی وجہ سے توہینِ رسول نہ ہو۔

تو کیا حضرتِ زلیخا کے نکاح اور پھر اس کے عفت کے دوپٹہ پر کسی قسم کی بُرائی کا داغ لگا کر کیا ہم اللہ تعالےٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی توہین نہیں کرتے

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِىْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّىْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

سورۃ یوسف

آیت نمبر ۳۱-۳۲-۳۳

القرآن المبین ــــ اور شہر کی کچھ عورتوں نے کہا کہ عزیزِ مصر کی بیوی اپنے جوان کا دل لبھاتی ہے! بس اس جوان کی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی

marfat.com

ہے تو ہم اسے یعنی زلیخا کو اس جوان کی محبت میں خود رفتہ پاتی ہیں۔ تو جب زلیخا نے ان عورتوں کی ایسی گفتگو سنی تو ان عورتوں کو بُلا بھیجا اور ان کے لئے مسندیں تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو چھری دی۔ اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا اپنے حجرہ سے نکل کر انہیں اپنا حسن و جمال دکھا دو۔ جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کی بڑائی بیان کرنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیئے اور کہنے لگیں کہ یہ تو بشر نہیں ہے بلکہ کوئی معزز فرشتہ ہے زلیخا نے کہا کہ یہی وہ جوان ہے جس کی محبت کے جال میں میں گرفتار ہوں اور تم مجھے ملامت کرتی ہو۔

اور میں نے اسے بھسلانے کے لیئے ہزاروں جتن کئے لیکن اس نے اپنے آپ کو بچایا۔

اور اب بھی اگر اس نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو پھر یہ مصر کے قیدخانہ کی ہوا کھائے گا اور اس طرح وہ نعوذ باللہ ذلیل ہو جائے گا۔

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں دُعا کی کہ اے میرے رَبّ جس گناہ کی طرف مجھے یہ مصری عورتیں بلا رہی ہیں اس سے مجھے جیل پسند ہے اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف پھر جاؤں گا اور نادان بن جاؤں گا۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ۔ پس اس کے رَبّ نے اس کی دُعا قبول کر لی اور ان عورتوں کا مکر پھیر دیا!

سیّد افتخار الحسن ۔۔۔ زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کا چرچا ہونے لگا اور آہستہ آہستہ سارے شہر میں یہ پیار کا احسن القصص یعنی سونہا قصّہ پھیل گیا تو مصر کے کچھ معزز گھرانوں کی با وقار عورتوں نے بھی

marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکیں اس لئے کہ زلیخا اپنا محبوب کسی اور کو دکھانا نہیں چاہتی تھی! جب مصر کی ان عورتوں نے دیکھا کہ زلیخا نے ہماری تمنا کو ٹھکرا دیا ہے تو انھوں نے مکر و حیلہ کی یہ چال چلی کہ زلیخا کو ملامت اور طعنہ زنی کرنی شروع کردی کہ زلیخا نے جس جوان کو خریدا تھا اسی کی محبت کے جال میں پھنس کر اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش دن رات کرتی رہتی ہے! شرم و حیاء گنوا بیٹھی ہے اور پردہ کا بھی خیال نہیں رکھتی! اور وہ پانچ عورتیں تھیں۔

تفسیر کشاف، تفسیر نسفی، تفسیر کبیر اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ — وَكُنَّ خَمْسًا — اِمْرَاَةُ السَّاقِیْ — وَاِمْرَاَةُ الْخَبَّازِ — وَامْرَاَةُ الْحَاجِبِ !

بادشاہ کو شراب پلانے والے کی بیوی — بادشاہ کے باورچی کی بیوی۔ بادشاہ کے گھوڑوں کی رکھوالی کرنے والے کی بیوی۔ جیل کے داروغہ کی بیوی، اور پہرے دار کی بیوی!

زلیخا کو بدنام کرنے کی مہم اور اس کے عشق کے باعث اسے رسوا و ملامت کرنے اور اس کے خلاف زہریلا اور گمراہ کن پراپیگنڈا کرنے کی جنگ کی یہ پانچ عورتیں سرغنہ اور پیش پیش تھیں۔

قرآن پاک نے ان عورتوں کے اس کردار کو مکر سے تعبیر کیا ہے — اسلئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کے لیئے انہوں نے یہ چال چلی تھی!

اور دوسری جن عورتوں کو زلیخا نے دعوت پہ بلایا تھا ان کی تعداد چالیس تھی —

وَامْرَاَةُ الْعَزِیْزِ عَشَقَتْ عَبْدَهَا الْكِنْعَانِیْ — کہ عزیز مصر

marfat.com

مصر کی بیوی زلیخا اپنے کنعانی غلام پہ عاشق ہو کر اسے ورغلانے کے درپے ہے!
مگر وہ جوان بھی ایسا مستقل مزاج اور ارادہ کا مضبوط انسان ہے کہ زلیخا کی طرف
محبت و پیار کی نظر سے دیکھنا تو در کنار اس کی طرف عام نگاہ بھی نہیں اٹھاتا۔

جب زلیخا نے ان عورتوں کے مکر و فریب سنے تو اپنی کنیز کو ان کی طرف بھیجا
کر دعوت کر آئے!

احسن القصص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۵۴ ــــ وَزَیَّنَتْ بِاَنْوَاعِ الزِّیْنَۃِ ــــ اور خود طرح طرح کی زینت و زیبائش سے آراستہ ہو گئی اور ان کے لئے ریشمی فرش بچھایا ــــ چاندی کی کرسیاں رکھیں خوبصورت دسترخوان بچھائے اور زرق برق پردے لٹکائے ــــ اور ہر ایک ہاتھ میں ایک ایک چھری پکڑا دی ــــ

اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بنایا سنوارا اور بھیجا یا
وَضَعَتْ عَلٰی رَاْسِہٖ تَاجًا ــــ
سر پہ سچے موتیوں سے جڑا ہوا تاج رکھا!
وَاَلْبَسَہٗ قَمِیْصًا مُرَصَّعًا بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ ــــ
لعل و جواہرات سے مرصع قمیص پہنائی ــــ وَنَعْلَیْنِ مِنْ دُرٍّ ــــ
اور موتیوں سے بنی ہوئی جوتیاں پہنائیں۔

وَاَحْسَنَ طِیْبَتَہٗ ــــ اور اچھی خوشبو لگائی ــــ وَاَرْسَلَتْ ذَوَائِبَہٗ الْخُضْرَ عَلٰی عَاتِقَیْہِ ــــ اور سیاہ گیسو کندھوں پہ لٹکائے۔
اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گئی اور کہا۔ کہ اے یوسف آج تک تو تو میری ہر تمنا کو ٹھکراتا رہا ہے اور میری ہر خواہش کو پامال کرتا رہا ہے لیکن آج میں مصر کے پُر وقار گھرانوں کی معزّزہ خواتین کو دعوت پہ مدعو کر بیٹھی ہوں جن میں شہر کی

marfat.com

بلند مرتبت عورتوں کے علاوہ شاہی دربار کے عہدہ داروں کی بیویاں بھی ہیں اس لئے میری آج یہ تمنا تو پوری کر دے کہ انہیں اپنا حسن وجمال دکھلا کر یہ ثابت کر دے کہ میری محبت صرف ایک کنعانی غلام ہی سے نہیں ہے بلکہ قدرت کے ایک حسین شاہکار سے بھی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے تو انکار کر دیا مگر پھر یہ سوچ کر کہ کہیں زلیخا مجھے کسی اور مصیبت میں گرفتار نہ کروا دے رضامند ہو گئے۔

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام پوری آب وتاب کے ساتھ اس بزم لاجواب میں جلوہ افروز ہو گئے۔ اور جونہی انہوں نے اپنے رخ انور سے نقاب اٹھایا اور جونہی زنانِ مصر کی نگاہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کی طرف اٹھی اور انہوں نے حسن وجمالِ یوسفی کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے بے خودی کے عالم میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور اللہ کی حمد وثناء کرنے کے بعد پکار اٹھیں ——

مَا هٰذَا بَشَرًا —— کہ یہ بشر کی جنس میں سے نہیں ہے ——

إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ —— کہ یہ تو کوئی معزز و مکرم فرشتہ ہے!

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں لکھتے ہیں۔

لِأَنَّهُنَّ رَأَيْنَ عَلَيْهِ نُوْرَ النُّبُوَّةِ وَسِيْمَا الرِّسَالَةِ وَ آثَارَ الْخُضُوْعِ وَالْاِحْتِشَامِ وَشَاهَدْنَ مِنْهُ مَهَابَةَ النُّبُوَّةِ وَهَيْبَةَ الْمَلَكِيَّةِ ——

کہ ان زنانِ مصر نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کے چہرہ پر نبوت کے انوار اور رسالت کے آثار اور نبوت کی ہیبت اور فرشتوں کی سی سیرت پاک دیکھی تو پکار اٹھیں کہ یہ بشر نہیں ہے بلکہ ایک مکرم فرشتہ ہے۔

سوال: مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مکرم فرشتہ کیوں

marfat.com

کہا اور ان کی بشریت کی نفی کیوں کی ہے؟

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کا بہت ہی اچھا جواب لکھا ہے۔

ان الملائکۃ مطہرون عن بواعث الشھوۃ وجواذ الغضب ونوازع الوھم والخیال ــــ کہ فرشتے قوتِ شہوت کی آلائشوں اور قہر و غضب اور وہم و خیال کے فسادات سے پاک ہوتے ہیں اور ان کا طعام توحیدِ باری تعالیٰ اور ان کا مشروب اللہ کریم کی حمد و ثناء کرنا ہوتا ہے۔

ثم ان النسوۃ لما رأین یوسف علیہ السلام لم ملیفت الیھن ــــ

اور پھر جب زنانِ مصر نے دیکھا کہ یہ جوان تو ہماری طرف دیکھتا بھی نہیں ــــ قلن ما رائینا فیہ اثرمن آثار الشھوۃ ولا شیأ من البشریۃ ــــ اور ان معزز خواتین نے کہا کہ یہ عجیب جوان ہے کہ اس میں قوتِ شہوت کا کوئی آثار نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس کی بشریت پہ کوئی دلیل دکھائی دیتی ہے تو پکار اٹھیں۔ کہ یہ بشر نہیں ہے بلکہ مکرّم فرشتہ ہے!

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ زنانِ مصر نے حضرت یُوسف علیہ السلام کی بے اعتنائی، بے نیازی، بے پرواہی اور مستقل مزاجی سے سمجھ لیا تھا کہ اگر یہ بشر ہوتا تو اس میں قوتِ شہوت ضرور ہوتی اور یہ قوتِ شہوت سے مرعوب ہو کر ضرور ہماری طرف دیکھتا اور جب کوئی انسان قوتِ شہوت جو کہ ــــ شر اور بدی کی بنیاد ہے اپنی قوتِ ادراک کو جو کہ خیر و نیکی کی بنیاد ہے کے ماتحت کر لے تو وہ انسان پھر ـ دخل فی الملکیۃ ـ فرشتوں کے خصائل میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس پر انہوں نے حضرت یُوسف علیہ السلام کی بشریت کی نفی کی اور ان کو مکرم فرشتہ کہہ دیا!

marfat.com

سوال :- کہ مصر کی خواتین کے ہاتھ کیوں کاٹے گئے اور خون کیوں جاری کیا گیا۔

جواب :- تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۶۵۔ تفسیر خزنہ ۲ صفحہ ۱۶۸۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۲۴۔ احسن القصص ص ۱۵۴ لانہا بالحیض!

اکبرنہ نظرن الی حسنہ حضن ——

کہ جب زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی من موہنی صورتِ پاک دیکھی تو انہیں حیض آ گیا اور یہ حیض نبوت کا جلال، رسالت کا دبدبہ اور پیغمبری کا رعب ان پر طاری ہونے کے باعث جاری ہوا۔ جیسا کہ قیامت کے زلزلہ کی ہیبت سے عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔

اور ہاتھ اس لیئے کٹوائے گئے اور خون اس لیئے بہایا گیا تاکہ ہاتھوں کا خون ان کے حیض کے لہو میں مل جائے اور مصر کی معزز خواتین رسوا ہونے سے بچ جائیں۔

سوال :- حسن یوسف علیہ السلام دیکھ کر خواتینِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لیئے مگر زلیخا کے پاس تو ہر وقت رہتے تھے۔ اس کے ہاتھ نہ کاٹے!

جواب :- انّھا تعوّدت لِقاءہ —— اس لیئے کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو بار بار دیکھنے کی عادی ہو چکی ہے۔

سید افتخار الحسن — کہتا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ایک دو بار تجلی خداوندی دیکھ کر اور بے ہوش ہو کر ہوش میں آتے ہی پھر دیکھتے —— بے ہوش ہوتے اور پھر دیکھتے تو نظر ٹھہر جاتی اور حسنِ خالق کا نظارا کر لیتے!

فرعون تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب میدان میں عصا مبارک پھینکا تو وہ

marfat.com

خوف زدہ نہیں ہوئے اس لیئے کہ فرعون نے عصائے موسوی پہلی بار دیکھا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے عصا مبارک کو اژدہا بنتا دیکھ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز بھی سن چکے تھے ۔ لَاتَخَفْ !

کہ میرے کلیم علیہ السلام گھبراؤ نہیں اور خوف نہ کرو !

کلیم اللہ نے عرض کی ـــــ

یا اللہ ایسا کیوں کیا گیا ہے ؟

فرمایا ـــ حَتّٰی تَعُوْدَ

تاکہ تجھے دیکھنے کی عادت ہو جائے ۔

وَلَمْ تفزع اذا فزع العدو ـــــ

اور جب ہمارا اور تمہارا دشمن فرعون اس عصا مبارک کو سانپ بنتے ہوئے دیکھ کر گھبرا جائے اور خوف زدہ ہو جائے تو تُو نہ گھبرائے اور نہ ہی خوف کھائے ۔

المتکأ النمرق الذی یتکأ علیہ !

ایسی جگہ جہاں کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا ہے !

صاحب تفسیر کشاف کہتے ہیں کہ زنانِ مصر کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ کھڑے ہو کر دعوت کھا رہی تھیں اور جمالِ یوسفی کو دیکھتے ہی ان کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور چھریاں ہاتھوں پر چل گئیں ۔

اگر وہ بیٹھ کر دعوت کھا رہی ہوتیں تو ایسا نہ ہوتا ۔

وَکَذَالِکَ نَہٰی اَنْ یَاکُلَ الرَّجُلُ مُتَّکِئًا ـــــ اور اسی منع کیا گیا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر کھانا کھائے ۔

حضرت عبدالمالک بن حضرت سلیمان عن ابی زبیر عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان یاکل احدنا بشماله

marfat.com

وبان یا کل متکئاء ـــــ کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے اور کھڑے ہو کر کھائے!

تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ ـ لان المتکئ اِذا بہت لشی وقعت یَدُہٗ علیٰ یَدِہٖ ـــــ کہ جب متکی کی صورت میں کھانا کھایا جائے تو ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر جا پڑتا ہے۔ ان خواتین کا دایاں ہاتھ تو کھانا میں مشغول تھا اور بائیں ہاتھوں میں چھریاں تھیں جو ہیبت و جلال کے باعث دوسرے ہاتھوں پر چل گئیں!

جب حضرت یوسف علیہ السلام باہر نکل گئے تو ان عورتوں میں سے ہر ایک نے اپنی تمناؤں اور خواہشوں کا اظہار کیا کہ اے حسن و جمال کے پیکر اگر زلیخا تمہیں پسند نہیں ہے تو کیا ہوا۔

ہم بن ٹھن کر پوری دلفریبیوں اور رعنائیوں کے ساتھ تمہارے سامنے موجود ہیں جو تو چاہے گا ہم انکار نہیں کریں گی!

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی گفتگو ناگوار گزری اور ان کی بے ہودہ روش پسند نہ آئی تو بارگاہِ رب العزت میں دعا و التجا کی کہ مجھے جس طرف یہ زنانِ مصر بلاتی ہیں اے میرے رب اس سے تو مجھے قید خانہ پسند ہے۔

قَالَ ـــــ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ!

قرآنِ مجید کی یہ آیات ہمیں ان تمام پراگندہ حالات کی خبر دیتی ہیں اور مصر کی بے حیائی و عریانی کا عجیب سا نقشہ پیش کرتی ہیں جن میں حضرت یوسف علیہ السلام گرفتار تھے!

قارئینِ کرام ـــــ غور فرمائیں کہ بیس بائیس سال کا ایک خوبصورت جوان اپنے ہی بھائیوں کے بغض و حسد کا شکار ہو کر کئی طرح کے مصائب برداشت

marifat.com

کرتا ہوا اور صبر و تحمل کے نشانات صحراؤں اور بیابانوں میں نقش کرتا ہوا کنعان کی سرزمین سے چل کر مصر کے مہذب اور متمدن شہر میں داخل ہو کر مصر کی سلطنت کے بہت بڑے حکمران کے شاہی محلات میں رونق افروز ہوتا ہے تو پہلے تو اس جوان کو دیکھ کر شاہِ مصر کی اپنی بیوی اس پر عاشق ہو کر اسے اپنی طرف مائل کرنے ۔ ورغلانے اور پھسلانے کے فحاشی کے لئے آمادہ کرنے کی شب و روز کوشش کرتی رہتی ہے مگر وہ شرافت و نیکی کا پیکر اس عورت کی طرف پیار کی نظر سے دیکھنا تو کجا ایک عام اور سرسری نگاہ بھی نہیں اٹھاتا۔

اور جب اس نوجوان کے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اس کی معصومیت و پاکدامنی کا چرچا پوری سلطنت میں پھیل جاتا ہے تو پھر شہر کے معزز اور شاہی افسران کی عورتیں اس پر فریفتہ ہو کر اس جوان کو اپنی اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے اپنی طرف کھینچنے کی سرتوڑ سعی میں مصروف ہو جاتی ہیں ۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ہے اور دوسری طرف شہر کے امیر گھرانوں کی عورتوں کے خوبصورت جال ہیں ۔جو ہر طرف سے ان کو پھانسنے کے لئے کھلے ہوئے ہیں ۔ کہ جب بھی کبھی اس کے مضبوط ارادہ کی رسی ڈھیلی ہو اور جس وقت بھی اس کی بھرپور جوانی کی لہر میں بے حیائی کی طرف معمولی سا بھی رجحان پیدا ہو تو مصر کی سینکڑوں خوبصورت جوانیاں اس کے پاؤں کی ٹھوکر میں قربان کر دی جائیں !

اور جب بھی کبھی اس کی مستقل مزاجی کی بندش کمزور ہو اور ضبطِ نفس کی دیوار میں معمولی سی دراڑ پیدا ہو تو اس کے لئے گناہ و معصیت کے ہزاروں دروازے کھول دیئے جائیں گے تاکہ جس دروازے سے اس کا دل چاہے داخل ہو جائے ۔

الغرض — مصر کی خوبصورت عورتیں اپنی تمام تر رعنائیوں ، دلفریبیوں

marfat.com

اور کمال ناز و ادا کے ساتھ کنعان کے خوبصورت جوان پہ فدا کرنے کو تیار تھیں مگر ایک حق و خدا پرست انسان، خواہشات نفسانی سے مبرا شہزادہ اور عصمت و عفت کا پیکر جوان کسی کی طرف مسکرا کر بھی نہیں دیکھتا کہ کہیں اس مسکراہٹ کو میری کمزوری سمجھ کر مصر کی کوئی عورت مجھے اپنے حسن کے پھندہ میں پھنسانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔

ایسے خطرناک حالات سے صاف طور پہ بچ نکلنے سے نہ صرف حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت و پاکیزگی کا سورج پوری آب و تاب سے طلوع ہوتا نظر آتا ہے بلکہ اس وقت کے مصر کے شاہی دربار کے عہدہ داروں کی بیگمات کی اخلاقی پستی بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔

عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ مفلسی کی لعنت اور غربت کی پھٹکار انسان کو فحاشی و عیاشی کی طرف لے جاتی ہے اور غریب عورتیں ہی اپنی غربت کو چھپانے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کی خاطر عصمت فروشی کے گھناؤنے کاروبار میں مبتلا ہو جاتی ہیں مگر آج سے چار ہزار سال پیشتر کی دنیا اور پھر مصر جیسے مہذب و متمدن شہر کے شاہی دربار کے افسران اور امیر گھرانوں کی عورتوں کی عیاشی و فحاشی اور بے حیائی کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس مکروہ و حرام کاروبار میں صرف غریب عورتیں ہی ملوث نہیں ہوتیں بلکہ اس حرامکاری کے گندے کھیل میں امیر زادیاں بھی برابر کی شریک ہوتی ہیں اور پھر مفلس عورتیں تو کہیں چھپ چھپا کر اپنی آبرو کی چادر کو پھاڑتی ہیں مگر امیر گھرانوں کی عورتیں تو فیشن کے طور پہ کلب گھروں۔ ہوٹلوں اور عشرت کدوں میں اس سنگین جرم میں مبتلا ہوتی ہیں۔

اور دوسری حقیقت جو کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ملحد و بے دین حکمرانوں، مکار و عیار شاہوں، عوام کو دھوکا فریب دینے والے فرمانرواؤں

marfat.com

اور بدفطرت وبے ایمان سلطانوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ عدل وانصاف کی کرسی کی توہین کرتے ہوئے کسی بے گناہ کو جیل میں ڈال دیتے ہیں! بلکہ پھانسی کے تختہ پر بھی لٹکانے سے دریغ نہیں کرتے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ملاحظہ ہو مصر کے شہنشاہ کی بے انصافی کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بے گناہ ہیں اور قصور سارا اس کی بیوی زلیخا کا ہے مگر سزا یوسف علیہ السلام کو۔

اور یہ بُری اور ذلیل عادت آج کے حکمرانوں میں بھی پائی جاتی ہے!

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں کہ عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں بھیجا ان کے کسی جرم کی سزا کے طور پہ نہیں تھا بلکہ وہ تو زلیخا کو سزا دینا چاہتا تھا۔

قَالَ لَهُ الْوَزِيْرُ فَمَا غَرَضُكَ ــــــ

وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ یوسف کو بغیر کسی جرم کے جیل کی سزا سے تمہاری غرض کیا ہے؟

قَالَ اُرِيْدُ اَنْ اُعَذِّبَ زُلَيْخَا۔

بادشاہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ زلیخا کو عذاب دینے کا ہے۔

کیونکہ زلیخا یوسف سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور میں یوسف کو اس لئے قید خانہ میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ كَيْلَا تَرَاهُ ــــ تاکہ وہ یوسف کو نہ دیکھے اور عاشقوں کے لئے سخت عذاب معشوق کو نہ دیکھنا ہے۔

اور تیسری بات جو اس محبت آمیز اور الفت انگیز واقعہ سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ زنانِ مصر کو چاہیئے تو یہ تھا کہ ہاتھ کٹ جانے پہ ہائے ہائے! پکارتیں۔ واویلا کرتیں۔ زخموں پہ پٹی باندھتیں اور جس کے باعث ان کی یہ

marfat.com

تکلیف پہنچی اس کی مذمت کرتیں اور اس کو برا بھلا کہتیں لیکن یہاں تو بجائے مذمت کے اس کی تعریف کی جا رہی ہے کہ یہ بشر نہیں بلکہ مکرم فرشتہ ہے۔

تو صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی خواتین کی عقل و ہوش جاتی رہی تھی اور وہ محو جمالِ یوسف ہو کر اتنی بے خود اور وارفتہ ہو گئی تھیں کہ انہیں پتہ ہی نہ چل سکا کہ چھریاں چل گئی ہیں اور ہاتھ کٹ گئے ہیں!

جیسا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

اَلشَّھِیْدُ لَا یَجِدُ اَلَمَ الْقَتْلِ۔

کہ میدانِ جہاد میں شہید ہونے والے کو دشمن کی تلوار کے زخم کا احساس نہیں ہوتا — صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ چیونٹی کے کاٹنے کی!

کیوں کہ — اس لئے کہ محبوبِ حقیقی کا جلوہ سامنے ہوتا ہے۔

میرا اپنا ہی ایک شعر ہے۔

نہ احساسِ ایذا کچھ بھی ہوا وقتِ ذبح مجھ کو
نہ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے

زنانِ مصر کی آنکھوں کے سامنے جلوۂ جمالِ یوسف تھا پھر احساس کیسا، تکلیف کیسی اور واویلا کس لیئے —

یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھ کر جب مصر کی معزز خواتین نے اپنے ہوش و حواس کھو دینے کی صورت میں جب بے خودی و وارفتگی کے عالم میں اپنے ہاتھ بھی کاٹ لئے تو زلیخا بڑے ہی فخر سے بول اٹھی۔

قالت ھذا الذی رایتموہ لو ذالک العبد الکنعانی لمتنی

— کہ اے میری محبت کا مذاق اڑانے والیو، میرے عشق کے مقدس رشتہ

marfat.com

کو بدنام کرنے اور مجھ پر طعنہ زنی کرنے والیو زنانِ مصر — یہ ہے میرا محبوب جسے تم دیکھ رہی ہو اور یہی ہے وہ کنعانی غلام جس کے حسن و جمال کا تم تصور بھی نہ کر سکیں لَمْ تَتَصَوَّرْتُہٗ ا — اور اسے ہی میں نے اپنی طرف مائل کرنے اور ورغلانے کو کوشش کی تھی ۔ لیکن آفرین ہے اس کے حوصلہ پہ اور تحسین ہے اس کے ضبطِ نفس پر قربان اس کی خدا پرستی پر کہ آج تک اس نے میری طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا !

اب بتاؤ مجھے کہ کیا میں اس کے عشق و محبت کے پھولوں کا ہار اپنے گلے میں ڈالنے میں حق بجانب ہوں کہ نہیں ؟ اور تمہاری لگائی گئی تہمت اور ملامت سے کیا میں بری نہیں ہوں ؟

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں لکھتے ہیں

زنانِ مصر ازاں آگاہ گشتند
ملامت را حوالت گاہ گشتند
کہ فارغ شد ز ہر ننگی و نامے
دلش مفتون عبرانی غلامے

کہ جب مصر کی عورتوں نے زلیخا کی عشق و محبت کی داستان سے آگاہی پائی تو ہر طرح کی ملامت زلیخا کے حوالے کر دی ۔

کہ یہ عجیب عورت ہے کہ شاہِ مصر کی ملکہ ہو کر ایک عبرانی غلام کی محبت میں غرق ہو کر اپنا ننگ و ناموس بھی گنوا بیٹھی ہے !

اور پھر جب وہی زنانِ مصر حسن حضرت یوسف علیہ السلام دیکھ کر اپنے ہوش و حواس گنوا بیٹھیں اور چھریوں سے اپنے ہاتھ بھی کاٹ لئے اور ہر ایک یوسف علیہ السلام پہ فریفتہ ہو کر زلیخا جیسی ہی خواہش کرنے لگی تو زلیخا پکار اُٹھی

زلیخا گفت ہست ایں آں یگانہ
کزو دیم سرزنش ہا از آں نشانہ
ملامت کز شما بر جانِ من بود
ہمہ از عشق ایں نازک بدن بُود

یعنی زلیخا نے زنانِ مصر سے کہا کہ یہی ہے وہ میرا محبوب جس کی وجہ سے تم نے مجھ پر ملامت کے تیر برسائے اور طعنہ زنی کے خنجر سے میرے تن بدن کو زخمی کیا!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اپنے ذوقِ محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں!

جاں او حال زلیخا والا راز کھُلا وچہ لوکاں
کرن زناں گھر بیٹھیاں زخمی لا طعنے دیا نوکاں
کہن زلیخا عقل حیاؤں لاون عشق نہ جانے
عشق غلام کہ چھڈی گھائل ہوش نہ رہی ٹکانے
ننگ ناموس نس کھوتی طیموسے دی پیاری
نال غلاماں عشق کماوے عقلوں ہوشوں ہاری

اور ہر دم اس کے قریب رہنے کی کوشش کرتی ہے اور ہر روز اس غلام کو نیا زرق برق لباس پہناتی ہے اور خود اس کی زلفوں میں کنگھی کرتی ہے اور اسے کھانا خود کھلاتی ہے!

مگر وہ غلام بھی عجیب انسان ہے کہ جو اُبھرتی ہوئی جوانی — ہر ادا مستانی اور قوتِ شہوت کی فراوانی کے باوجود بھی وہ زلیخا کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔

اور ایسی تعریف و تکریم صرف مصر کی عورتوں تک ہی محدود نہ رہی تھی بلکہ ان کی عصمت و پاکدامنی کے قصے زبان زدِ خاص و عام ہو گئے اور شہر کے ہر فرد کو پتہ چل گیا کہ یہ کنعان کا خوبصورت جوان کتنا بلند اخلاق ۔ بلند کردار اور بلند اطوار

marfat.com

کا مالک ہے کہ مصر کے شاہی دربار کے افسران کی بیویوں سے لیکر شہر کی دوسری حسین عورتیں اس پر مرتی ہیں لیکن وہ کسی کو جگہ ہی نہیں دیتا۔ اور یہ جو اسے قید خانہ کی سزا دی گئی ہے یہ کسی جُرم اور قصور کے بدلہ میں نہیں بلکہ شاہی عہدیداروں نے اپنی بیویوں کی عیاشیوں اور بے حیائیوں اور فحش کاریوں پر پردہ ڈالنے کیلئے ایسا کیا ہے!

اور پھر جب زلیخا نے ملامت کرنے والی عورتوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی ایک چھوٹی سی جھلک دکھائی تو ان کے عقل و ہوش جاتے رہے اور وہ تمام کی تمام وارفتگی کے عالم میں اپنے ہاتھ کٹوا بیٹھیں۔ تو بی بی زلیخا نے آواز دی۔

طعنے مارن والیو ظالم دیکھ لو ڈُرخ نوری
ایہہ محبوب میرا جس کھوئی میری عقل حضوری
عقلاں والیو صاحب شرموں شرم کجھ عقلاں
کیونکر وسدیاں وچہ دلاندے محبوب دِیاں شکلاں
ایہہ اوہا میں جس دے در دوں دامن لیراں کیتے
محبوبیت دے بحر تمیقوں زہر پیالے پیتے

سوال:۔ کہ زلیخا نے اپنے محبوب کو قید خانہ میں کیوں ڈلوایا

جواب:۔ میرے استاذی المکرم صدر الافاضل حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث والتفسیر کنز الایمان میں اس کا جواب یوں بیان فرماتے ہیں۔

کہ زنانِ مصر نے زلیخا کو یہ مشورہ دیا تھا کہ دو تین دن کے لیئے اسے قید خانہ میں ڈال دے تاکہ شاید جیل کی تکالیف دیکھ کر اور بدبو دار اور مچھر سے بھرے ہوئے کمبل اوڑھ کر تیری طرف مائل ہو جائے اور تیرے وصل کی خواہش پوری کر دے۔

زلیخا نے اپنے شوہر سے یہ بات کہی تو عزیزِ مصر نے یہ تجویز منظور کرتے ہوئے ان کو قید خانہ میں ڈال دیا۔

marfat.com

زلیخا کا خیال تھا کہ شاہی محل میں ریشمی بستر اور پھولوں کی سیج پر سونے والا جب جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں کانٹے دار بستر پہ سوئے گا اور ہر صبح و شام لذیذ اور عمدہ کھانا کھانے والا جب قید خانہ کی باسی دال کھائے گا تو ضرور میری بات مان لے گا اور معافی مانگ کر اور باہر آکر میری تمنا پوری کر دے گا۔ لیکن نہ مصر کی عورتوں کو پتہ تھا اور نہ ہی زلیخا جانتی تھی کہ ایک حق پرست حق گو اور حق بین انسان اپنی خدا پرستی اور حق گوئی کے بدلے میں تختہ دار پہ تو چڑھ جاتے ہیں لیکن کسی بڑے سے بڑے ظالم حکمران سے معافی طلب نہیں کرتے اور تو رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام تو نبی و رسول تھے۔ صاحبزادہ سید افتخار الحسن جیسا کمزور آدمی حق گوئی کے جرم میں کبھی میانوالی کی جیل میں اور کبھی گوجرانوالہ کے قید خانہ میں! اور کبھی ملتان جیل کی بدبودار کوٹھڑی میں نظر بند اور کبھی لاہور کے شاہی قلعہ کی مضبوط دیواروں اور قید خانہ کی آہنی سلاخوں میں پابند!

مگر کبھی کسی سے معافی مانگنے کا خیال تک بھی نہ آیا! خواجہ ناظم الدین مرحوم اور ممتاز دولتانہ سے لے کر سید حسین شہید سہروردی تک اور پھر سکندر حیات سے لیکر نواب آف کالاباغ تک اور پھر پولیس کی نگرانی میں اٹھارہ سال رہنے کے باوجود ہر ظلم بڑے ہی صبر و تحمل سے برداشت کرتا رہا۔

marfat.com

جیل

کیا ہے؟ اس دنیا میں جہنم کا گڑھا۔ اس جہاں میں عذاب کا گھر۔ اس عالم میں دوزخ کی غار! اور اس خطۂ زمین پر جزا و سزا کا ترازو!

وحشت و بربریت کا مسکن۔ نحوست و یبوست کا مرکز اور گندگی و غلاظت کا کوڑا خانہ۔ کوڑا اسٹینڈ اور —— اس کی دنیا نرالی۔ اس کی حکومت علیحدہ! اس کے قوانین انوکھے اور اس کا ماحول پراگندہ! باہر کی دنیا سے بالکل علیحدہ —— شہری آزادی سے بالکل محروم اور خویش و اقارب سے بالکل جدا۔ قید و بند، ظلم و ستم۔ تنہائی و خاموشی، جبر و تشدد —— اور چکی کی مشقت!

آہ و فغاں کرو تو سننے والا کوئی نہیں —— نالہ و فریاد کرو تو پوچھنے والا کوئی نہیں اور اگر مرتے ہو تو پانی دینے والا کوئی نہیں۔

اور نہ کوئی دکھ درد کا ساتھی، نہ کوئی رنج و الم کا سنگتی۔ نہ کوئی مصیبت و مشکل میں مددگار اور نہ کوئی رونے چلانے میں غم خوار۔

اونچی اونچی دیواروں کے مہیب سائے۔ تنگ و تاریک کوٹھڑیاں۔ لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں۔ اور نظام آباد کے بنے ہوئے مضبوط تالے! جلی ہوئی روٹیاں اور ٹوکے سے کترا ہوا ساگ!

حکام ظالم و سفاک! افسران بے رحم و جابر، عملہ پیٹ پرست اور رشوت خور باہر سے قیدیوں کیلئے آنے والا آدھا سامان دفتر میں ہی گم ہو جاتا ہے۔ جہاں ایک سیر گھی کے عوض ناجائز ملاقاتیں کرائی جاتی ہیں اور جہاں سے بیمار قیدیوں کی دوائیں

marfat.com

باہر کسی دوکان پر فروخت کر دی جاتی ہیں۔

مولانا حسرت موہانی مرحوم کہتے ہیں جو ایک مذہبی راہنما اور سیاسی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم شاعر بھی تھے کہ

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی

جو چاہو ستم کر لو تم اور بھی کھل کھیلو
پر ہم سے قسم لے لو کی ہو جو شکایت بھی

کیونکہ ۱۹۳۲ء سے پہلے جیل خانوں میں سیاسی و اخلاقی قیدیوں میں کوئی فرق نہ تھا — ایک ہی لباس۔ ایک ہی خوراک اور ایک ہی سلوک۔

چکی پسوائی جاتی — مُنج کٹوائی جاتی اور اور کئی طرح کی مشقت لی جاتی تھی بھلا ہو عظیم سین سپچر کا جو اپنی جان تو دے گیا مگر سیاسی قیدیوں کے لیئے، اے، بی، اور سپیشل کلاسیں بنوا گیا! مگر بھٹو کے سیاہ دورِ حکومت میں یہ امتیاز پھر اٹھا دیا گیا۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کی لنگی کا دو فٹ لمبا طرہ ہو یا شورش کاشمیری مرحوم کی گرج یا کسی صاحبزادہ کا عربی مُصلّے ہو یا کسی نوابزادہ کی کوٹھی کے قالین۔ سب برابر۔ ہتھکڑیاں۔ بیڑیاں اور لوہے کی زنجیریں۔ ایک ایک بدبودار کوٹھڑی میں تین تین چار چار قیدی۔ وہیں کھانا۔ وہیں بول و براز۔ بے پردگی۔ عُریانی اور بے حیائی۔

کوئی اخلاقی قیدی اگر جیل کے قوانین کی کوئی خلاف ورزی کر دے یا جیل کے حکام کی توہین کر دے تو لال ٹوپیوں والے نمبردار اسے مار مار کر تباہ کر دیتے ہیں! پھر کوڑے برسائے جاتے ہیں کہ جیل کی دیواریں تک کانپ اٹھتی ہیں۔

اور بید مارنے والے جلاد کی خوراک تو بہترین ہوتی ہے مگر قیدیوں کے لیئے وہی غلیظ اور بدبودار ساگ اور رات کو مچھر سے بھرے ہوئے گندے کمبل!

marfat.com

پاکستان بن جانے کے بعد ہر حکومت نے جیلوں کی اصلاح اور قیدیوں کی فلاح و بہبود اور ان کے دل و دماغ اور افعال و کردار کو سنوارنے کے لئے کئی منصوبے بنائے لیکن آج تک کسی حکومت سے بھی یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا ــــ کیوں ؟

اسلئے ــ کہ جیل خانوں کی اصلاح اور سزا یافتہ قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے انسپکٹر ـ ناظم اعلیٰ اور وزیر اِن لوگوں کو بنایا جاتا ہے جنہوں نے کبھی جیل نہیں دیکھی ہوتی اور جو جیل کے گندے ماحول سے ناواقف ہوتے ہیں !

بھلا فیصل آباد کا مرغ پلاؤ کھانے والا انسپکٹر جیل کا بدبودار اور گندے تیل میں اُبلا ہوا ساگ کیا جانے ! اور رات کو ریشمی بستر پہ سونے والا داروغہ جیل، جیل کے غلیظ اور مچھروں سے بھرے ہوئے کمبل کو کیا سمجھے، اور خوبصورت اور رنگین کوٹھی میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے والا وزیر کا جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے کیا واسطہ !

یہ تو ــ اگر مجھ جیسے فقیر درویش اور خطیب وادیب کو جیل خانہ جات کا نگران یا وزیر بنا دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ نہ صرف جیلوں کی اصلاح ہو جائے اور عقوبت خانے انسانیت و شرافت کے مرکز بن جائیں بلکہ بڑے بڑے مجرم اور خوفناک قسم کے ڈاکو۔ راہزن اور بدمعاش قیدی بھی معاشرہ کے شریف شہری بن جائیں ۔

قارئینِ کرام ــــ جیل خانہ کا یہ مختصر سا نقشہ ! قید خانہ کی مختصر سی تصویر اور عقوبت خانوں کا مختصر سا خاکہ جو میں نے پیش کیا ہے یہ سب کچھ میرے ذاتی تجربہ میں آچکا ہے !

فیصل آباد کی جیل سے لیکر ملتان ۔ گوجرانوالہ ۔ میانوالی اور پھر آخر میں شاہی قلعہ

marfat.com

لاہور کے قید خانہ تک تین سال کی سزا کے دوران میں یہ سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔

آخر — حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی جیل کے گھناؤنے اور گندے ماحول کو دیکھ کر ہی جیل سے رہا ہونے کے بعد فرمایا تھا۔

وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ — کہ میرے رب نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا۔

حالانکہ — مصر کے قید خانہ میں فرشتے ان کی نگہبانی کرتے تھے اور جبریل علیہ السلام ان کا دل بہلایا کرتا تھا اور ان کی طہارت و پاکیزگی کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اور خود زلیخا رات کو ان کی ملاقات کے لیئے جاتی اور شاہی محل کا بہترین کھانا کھلاتی تھی اور ان کے لیئے صاف ستھرا اور نرم و خوبصورت بستر بھی بچھایا گیا تھا اور پورے عملہ کو حکم دے دیا گیا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو عام قیدیوں کی طرح نہ سمجھا جائے۔ اور ایک اس کے ساتھ دوسرے اخلاقی قیدیوں کا سا سلوک نہ کیا جائے

وَکَانَ یُوْسُفُ عِنْدَ اَھْلِ السِّجْنِ مَحْبُوْسًا وَعِنْدَھَا لَا —
اور حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ کے عملہ کے نزدیک تو قیدی تھے لیکن زلیخا کے نزدیک وہ قیدی نہ تھے۔

لِاَنَّھَا کَانَتْ تَبْعَثُ اِلَیْہِ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَاللِّبَاسَ؛
—— کیونکہ، زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے لیئے قید خانہ میں اچھا کھانا — اچھا پانی اور اچھا لباس بھیجا کرتی تھی۔

ان تمام سہولتوں۔ آرائشوں اور گنجائشوں کے باوجود بھی وہ کہتے ہیں کہ — میرے رب نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھ کو قید خانہ سے نکالا۔

تو جب ایک نبی و رسول کا تجربہ و نظریہ قید خانہ کے متعلق یہ ہے تو دوسرے

marfat.com

عام قیدیوں کا حال کیا ہوگا!

اس بناء پر اگر یہ کہا جائے کہ جیل خانوں کی اصلاح کرنے۔ قیدیوں کے اخلاق و کردار سنوارنے۔ ان کے عادات و خصائل درست کرنے اور ان کو نیکی و شرافت کا سبق دینے اور انہیں کفر و شرک کی ظلمتوں سے نکال کر اسلام و توحید کی روشنی کی طرف لانے اور ایک خدا کی پرستش پر ابھارنے اور جہنم کے عذاب سے ڈرا کر جنت کے باغات کی سیر کرانے کی ابتداء حضرت یوسف علیہ السلام نے کی تھی تو یہ کوئی مبالغہ اور حاشیہ آرائی نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کے پیارے بیان کے مطابق ایک روشن حقیقت ہے!

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ۔

سورۃ یوسف آیت ۳۷

القرآن الحکیم — اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان بھی داخل ہوئے! ان میں سے ایک بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ شراب نچوڑتا ہوں! اور دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتا دے۔

بے شک ہم آپ کو نیکی کرنے والا۔ بھلائی کرنے والا اور احسان کرنے والا دیکھتے ہیں۔

صاحبزادگان! والی مصر نے اپنی بیوی زلیخا کے جرم کی پردہ پوشی کرتے ہوئے ارکین سلطنت کی بیویوں کے بُرے ارادوں کو چھپانے کے لئے اور مصر کی دوسری حسین عورتوں کی بے حیائی کو شہر بھر میں بدنام ہونے سے بچانے کے لیئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے لختِ جگر — کنعان کے خوبصورت جوان یعنی

marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کو ناکردہ جُرم — بے حقیقت الزام اور احمقانہ نظریہ کے تحت مصر کے قید خانہ میں ڈال دیا! اور اُن کے ساتھ جو دو جوان قید خانہ میں گئے ان میں سے ایک تو شاہی باورچی خانہ کا مہتمم تھا اور دوسرا شاہِ مصر کو شراب پلانے والا ساقی تھا۔ ایک کا نام شبر تہیا تھا اور دوسرے کا نام برہیا تھا۔

تفسیر نسفی۔ سورۃ یُوسف ص ۱۷۱۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۶۹ فعتیان عبدان للملک خبّازہ وشرابیہ بتلمتہ السمّ۔

کہ وہ دونوں جوان شاہِ مصر کے غلام تھے اور ان پر بادشاہ کو زہر پلانے کا الزام تھا۔

حضرتِ یوسف علیہ السلام نے قید خانہ میں جاتے ہی تمام قیدیوں میں اپنے علم کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پہ یہ اعلان بھی کر دیا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم بھی جانتا ہوں۔

اسی اعلان کے بعد ہی ان دونوں نے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی تھی۔ تو آپ نے فرمایا تھا کہ تمہارے کھانا کھانے سے پہلے ہی تمہیں تعبیر بتادوں گا انا نرٰک من المحسنین — کہ ہم تجھے احسان کرنے والا۔ نیکی کرنے والا اور بھلائی کرنے والا دیکھتے اور سمجھتے ہیں!

حضرتِ یوسف علیہ السلام کا قید خانہ میں احسان یہ تھا — اِنَّہٗ کَانَ اِذَا مَرِضَ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَامَ عَلَيْهِ وَاِذَا اَضَاقَ وَسَعَ لَهٗ وَاِذَا اُحْتَاجَ جَمَعَ لَهٗ! وَاَنَّهٗ كَانَ يُعْطِى الْفَقِيْرَ مِنْهُمْ وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَسْقِى الْعَطْشَانَ۔

کہ جب کوئی قیدی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت و بیمار پرسی کرتے — اور جب کوئی تنگدست ہوتا تو اس کی تنگدستی کو دور کر دیتے اور جب کوئی قیدی محتاج

marfat.com

ہو جاتا تو اس کی دستگیری کرتے تھے ۔ اور فقیر کو کچھ عطا کرتے ۔ بیمار کی عیادت کرتے اور پیاسوں کو پانی پلاتے تھے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کو فتیان اس لئے کہا گیا ہے ۔ بِصُحْبَتِہٖ یُوْسُفَ ۔ کہ ان دونوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی رفاقت و صحبت حاصل تھی !

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں جیل کے ساتھیوں کے خوابوں کی تعبیر بتلانے سے پہلے اپنے علم کا اظہار کرنا مناسب سمجھتے ہوئے یہ اعلان کر دیا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ۔ کہ مجھے یہ علم میرے ربّ نے بطور معجزہ کے عطا فرمایا ہے ۔

حضراتِ محترم ! ۔ یہ یاد رہے کہ علمِ تعبیر تو ایک ظنّی علم ہے ، لیکن اللہ کریم جب کسی نبی کو معجزہ کے طور پر علمِ غیب عطا فرماتا ہے تو وہ یقینی اور حتمی ہوتا ہے ۔ جیسا کہ ۔ محبوب پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ربّ تعالیٰ نے فرمایا ۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَعْلَمْ ۔ کہ اے میرے محبوب پاک اللہ کریم نے آپ کو ہر اس چیز کا علم عطا فرما دیا جو آپ نہیں جانتے تھے ۔

اور ۔ ذالِکَ انباء الغیب نوحی الیک ۔ کہ ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جو آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہیں ۔

مثلاً ۔ سید الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ ۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ تو یہ علم قطعی ہے یقینی ہے اور حتمی ہے !

یا ۔ فرمایا ۔ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ ۔ کہ میرے بعد میری اُمّت میں تیس جھوٹے دجّال پیدا ہوں گے اور ہر ایک یہ

marfat.com

گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں!

حالانکہ — اَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْن — کہ میں نبیوں کی فہرست کا آخری نبی ہوں۔

اور پھر انہوں نے اپنے برگزیدہ اور عظیم خاندان کا تعارف بھی ان الفاظ میں کرا دیا تاکہ یہ جیل کے ساتھ جن کی تعداد بارہ سو کے قریب ہے اور دوسرے عوام بھی جان لیں کہ مصر کے قید خانہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا مبلغ کوئی معمولی انسان نہیں ہے بلکہ اس خطۂ ارضی پر اس وقت کی دنیا کا افضل و اعلیٰ ترین خاندان نبوت سے تعلق رکھنے والا ایک فاضل نوجوان — واعظ خوش بیان اور خطیب مصر و کنعان ہے۔

" وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ "

کہ میں نے اپنے آباء و اجداد اور اپنے باپ دادا ابراہیم۔ اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا دین اختیار کر رکھا ہے۔

سوال ۱ :۔ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نبی و رسول تھے تو پھر انہوں نے یہ کیوں کہا کہ میں نے ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کا دین اختیار کر رکھا ہے! جب کہ ہر نبی اپنی شریعت نافذ کرتا ہے۔

جواب ۱ :۔ کہ اس اتباع سے مراد توحید باری تعالیٰ پہ قائم رہنا ہے جو کبھی بھی کسی نبی کے زمانہ میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

جواب ۲ :۔ یا یہ — کہ حضرت یوسف علیہ السلام نبی تو تھے۔

اِلَّا اَنَّهٗ کَانَ عَلٰی شَرِیْعَةِ اِبْرَاهِیْمَ!

لیکن ابھی تک وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کی اتباع پر تھے!

سوال ۲ :۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ میں جانے سے پہلے

marfat.com

اپنے خاندانِ نبوت کا تعارف کیوں نہ کرایا

جواب :۔ تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ شاید حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ لختِ جگر اور کنعان کا یہ خوبصورت شہزادہ مصائب و مشکلات میں حوصلہ ہار بیٹھا ہے اور اس کی قوتِ برداشت جواب دے چکی ہے اور اب اپنے خاندانِ نبوّت کی عظمت کا واسطہ دے کر چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اور جب حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے قید خانہ میں اپنے خاندانِ نبوت کا تعارف کرایا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ عَظَّمُوْهُ وَتَوَقَّرُوْا هُ وَنَظَرُوْا اِلَیْهِ بِعَیْنِ الْاَجْلَالِ ــــ کہ جیل کے تمام قیدی ان کی عزت و تکریم کرنے لگے اور ان کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں محبّت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

یہاں تک ــــ فَقَالَ لَهٗ عَامِلُ السِّجْنِ لَوِاسْتَطَعْتُ خَلَّیْتُ سَبِیْلَکَ ــــ کہ جیل کے داروغہ نے انہیں کہا کہ میں تمہارے لئے دروازے کھول دیتا ہوں جس راستہ سے تم چاہو نکل جاؤ!

ولکن احسن جوارک ــــ

لیکن تمہارے ساتھ رہنا کتنا اچھا ہے۔

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۷۰ ـ تفسیر نسفی جزء ۳ صفحہ نمبر ۱۷ مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ وَالْاَخْبَارُ بِالْمُغَیَّبَاتِ ـ یعنی اس علم سے مراد غیب کی خبریں ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرتِ یعقوب علیہ السلام کی ملّت سے مراد ـ ھی الملۃ الحنفیۃ ــ کہ یہ حنفی ملت ہے۔

اور فرمایا ــ کہ یہ جو میں تمہیں غیب کی خبریں بتا رہا ہوں۔ علمنی ربّی ــــ سے تو یہ کوئی کاہنوں اور نجومیوں کی طرح نہیں ہے بلکہ خاص علم غیب کی بدولت

ہے جو اللہ کریم نے مجھ پر وحی کے ذریعہ عطا فرمایا ہے۔

اور خاندانِ نبوت کا تعارف کرانے کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ تمام قیدیوں ـــــ دونوں ساتھیوں کے ساتھ جیل کے داروغہ نے بھی کہہ دیا۔

کشاف صفحہ ۴۶۹، القصص صفحہ ۱۶۷ ـــ اِنَّا نَحْنُ لَنُحِبُّکَ ـــ کہ اے یوسف ہم تم سے محبت کرتے ہیں ـــ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ انشدکم باللہ ان لا تحبونی ـــ کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھ سے محبت نہ کرو۔

فواللہ ما احبنی احد قط الا دخل علیّ من حبہ بلاءٌ ـــــ کہ اللہ کی قسم ہے جب بھی کسی نے مجھ سے محبت کی تو مجھ پر کوئی نہ کوئی بلا و مصیبت نازل ہوتی رہی ـــ لقد حبنی ابی فدخل علی من حبہ بلاءٌ ثم احبتنی زوجۃ صاحبی فدخل علیّ من جہا بلاءٌ ـــــ کہ مجھ سے میرے والدِ گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام نے محبت کی تو مجھے اپنے ہی بھائیوں کے حسد و بغض کا شکار ہونا پڑا اور پھر مصر کے بادشاہ کی بیوی زلیخا نے مجھ سے محبت کی تو اس کا انجام تم دیکھ رہے ہو کہ بغیر کسی جرم اور قصور کے قید خانہ میں آن پہنچا ہوں۔

اور اگر آپ لوگ بھی مجھ سے محبت کرو گے تو خدا جانے میں اور کہاں کہاں اور کیسی کیسی مشکلات میں گرفتار ہو جاؤں

قارئینِ محترم ! صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ داروغہ جیل کا یہ کہنا۔

انی احبک یا یوسف ـــ کہ یوسف میں تجھ سے محبت کرتا ہوں عجیب سی بات ہے اور یہ تو حضرت یوسف علیہ السلام کا اعجازِ نبوت اور ان کے حسن و

marfat.com

جمال کا کمال ہی ہو سکتا ہے ورنہ کہاں جیل کا داروغہ اور کہاں کسی قیدی سے محبت وعقیدت اور کہاں قید خانہ کا ناظم اور کہاں کسی نظر بند کے لیے رحم و کرم۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجھے ایک سال کی سزا ہوئی اور لائلپور کی جیل سے مجھے میانوالی جیل میں منتقل کر دیا گیا جو پاکستان کا کالا پانی کہلاتا ہے۔ میرے ایک بہترین دوست اور میرے ہر دکھ درد کے ساتھی جناب مولانا تاج محمود مرحوم کو توشاہی قلعہ لاہور میں بھیج دیا گیا اور مجھے میانوالی کی گھٹیا اور منحوس جیل میں پہنچا دیا گیا! صبح کی نماز جیل سے باہر گھاس پر مصلّے بچھا کر ادا کی جیل کے داروغہ کو اطلاع دی گئی کہ شمع ختم نبوت کا ایک پروانہ فیصل آباد جیل سے منتقل ہو کر یہاں لایا گیا ہے اور اس کے ساتھ مولانا محمد یعقوب صاحب نورانی۔ کشمیر ہوٹل والا محمد رفیق بٹ اور خواجہ محمد حسین بھی ہیں۔

بس پھر کیا تھا۔ سویرے سویرے جیل کا داروغہ چوہدری فضل دین بڑے ہی گھناؤنے انداز میں کوٹھی سے باہر نکلا۔ اور آتے ہی حکم دیا کہ دوسرے مولویوں کو تو فلاں احاطہ میں لے جاؤ اور افتخار الحسن کو پھانسی کی فلاں کوٹھڑی میں بند کر دو۔ پوچھا گیا۔ جناب پھانسی کی کوٹھڑی تو قاتلوں۔ ڈاکوؤں اور بڑے بڑے مجرموں کے لیئے ہوتی ہے اور میں نے کوئی نہ قتل کیا ہے اور نہ میں ڈاکو ہوں اور نہ ہی کوئی خطرناک مجرم ہوں پھر میرے لئے پھانسی کی کوٹھڑی کیوں؟ اور یہ کوٹھڑی تو ۳۰۲ کے مجرموں کے لیئے ہوتی ہے مگر میرا جرم تو ۲۰۳ دفعہ کے تحت آتا ہے!

ساتھیوں نے بھی التجا کی۔ واویلا کیا۔ فریاد کی اور دہائی دی مگر اس ظالم داروغہ نے ایک نہ سنی اور مجھے پھانسی کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔

جون کا مہینہ، شدت کی گرمی۔ میانوالی کی سخت جیل۔ کالا پانی اور پھر بدبودار اور اندھیری پھانسی کی کوٹھڑی!

marfat.com

پانی کا ایک ٹوٹا ہوا مٹی کا پیالہ۔ صدیوں پرانی کالی سی لوہے کی پلیٹ۔ بوسیدہ سی ایک دری بول و براز کے لیے ایک پاٹ اور آہنی دروازہ پر کوئی دو سیر وزن کا تالا۔

یہ پورا ایک ہفتہ انتہائی صبر و شکر، حوصلہ و ہمت اور مضبوط ارادہ اور مستقل مزاجی سے گزارا۔

سوچا۔ کہ ختمِ نبوت کی شمع کا پروانہ ہوں اگر مل بھی گیا تو پھانسی کی اس ہولناک کوٹھڑی سے جب جنازہ نکلے گا تو رحمت کے فرشتے اپنے نورانی پروں پر اٹھا کر سیدھے جنت کے پُر بہار باغات میں لے جائیں گے اور وہاں کسی خوبصورت مکان! خوش نما کوٹھی اور رنگین محل میں مجھے رکھا جائے گا۔

لاہور کے چند جوان جو کبڈی کے مشہور کھلاڑی بھی تھے انہوں نے دوسرے علماءِ کرام کے ہمراہ تعاون سے مجھے پھانسی کی کوٹھڑی سے رہا کرانے کے لئے باقاعدہ تحریک چلانے کا فیصلہ کر لیا جس میں کچھ اخلاقی قیدی بھی شامل ہو گئے۔

احتجاجی جلسہ ہوا ۔۔۔ جیل کے داروغہ اور دوسرے افسران کے خلاف تقریریں ہوئیں اور بھوک ہڑتال کی دھمکی بھی دے دی۔ اور معراج دین عرف ماجھا قصائی لاہوری زبان میں بول اٹھا۔

> اے جناب جی ۔۔ جے ساڈے پیر بادشاہ نوں پھانسی دی کوٹھڑی
> چوں اَج نہ کڈھیا تے فیر اسیں تہاڈی جیل نوں اگ لا دیاں گے تے
> اہدیاں کندھاں ڈھا دیاں گے۔ تے اسیں پھوہڑیاں لویٹ دیاں
> گے ۔۔۔ جناب جی! اسیں تے اپنے نبی دی عزت تے ختم
> نبوت توں قربانی دے بکرے بن کے آئے آں۔

جیل کا داروغہ چوہدری فضل دین تھا تو بڑا بد دماغ اور ذلیل لیکن اسے کچھ

marfat.com

آگئی اور موقع کی نزاکت کو بھانپ کر بمعہ عملہ کے چلا گیا اور اس طرح مجھے پھانسی کی کوٹھڑی سے نجات مل گئی۔ پھر بعد میں پتہ چلا کہ میرے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک اس لیئے کیا گیا کہ افتخار الحسن معافی مانگ لے! اور یہ بھی پتہ چلا کہ یہ وہی پھانسی کی کوٹھڑی ہے جس میں غازی علم دین شہید رحمتہ اللہ علیہ کو رکھا گیا تھا!

جیل میں ایک طرف شہتوت کے درخت کے سایہ میں کپڑے دھونے اور قیدیوں کے نہانے کے لیئے نلکہ تھا اور پکا فرش میں نے ایک گتہ پر لکھا — ڈیرہ بابا نکلے شاہ — درخت سے لٹکا دیا اور سبز رنگ کے کپڑے کا ایک جھنڈا بلند کر دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد میں وہاں بیٹھ جاتا۔ لاہوریئے بھی آجاتے۔ لوہے کے پتروں کی بنی ہوئی چارپائی سے ایک پترا کاٹ کر چمٹا بنایا۔ لاہوریئے گھڑا بجاتے۔ قوالی ہوتی حال کھیلے جاتے! — اور یا علیؓ۔ حق باھو کے نعرے لگتے اور "یا داتا" اور دمادم مست قلندر کے نام کی تھاپ پر "دھمال" پایا جاتا!

علمائے کرام — تھے تو معزز و محترم لیکن تھے بے ذوق و بے کیف۔ — انہیں پتہ نہیں تھا کہ جیل کیسے کاٹی جاتی ہے — مجھے پتہ چلا کہ مولوی حضرات میرے اس رویئے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور میں دیکھتا کہ علماء عظام کی حالت بہت ہی پریشان کُن ہے۔ ٹھنڈی آہیں بھرتے۔ آنسو بہاتے! ہائے ہائے کرتے اور تحریک چلانے والوں کو بُرا بھلا کہتے اور رہائی کے لئے سورۃ یوسف کی تلاوت کرتے

ایک رات مولوی حضرات کو حوصلہ دینے — ان کی ڈھارس بندھانے اور ان کے دل مضبوط کرنے کے لیئے میں نے فرش پر کھڑے ہو کر پورے خطابت کے انداز میں تقریر شروع کی تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی سُنت پوری ہو جائے!

اے میرے جیل کے بہادر ساتھیو! عظمتِ اسلام کے رکھوالو — ناموسِ رسالت کے سرفروش غازیو اور شمعِ ختمِ نبوت کے پروانو! ... اسلام کی عزت

حق و صداقت کی سربلندی اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ختمِ نبوت کی آبرو کی خاطر قید ہوئے ہیں ۔ آج ہمیں سزا ہوئی ہے اور کل قیامت کے روز اچھی جزا ملے گی ۔ میرے دوستو ۔ یہ قید خانہ ہے ۔ یہ جیل ہے اور یہ پاکستان کا کالا پانی ہے ۔ یہ مصائب کا مرکز ہے ۔ رنج و غم کا مسکن ہے اور مشکلات کا گھر ہے ۔ حوصلے سے دن گزارو ۔ ثابت قدمی سے مقابلہ کرو ! دل مضبوط کر کے مصائب کے دن گزارو اور عزم و استقلال سے جیل کاٹو ۔ آہیں بھرنے ۔ فکر و غم میں ڈوبے رہنے اور سورۃ یوسف کا وظیفہ کرنے سے رہائی نہیں ملے گی ۔ بھلا جس نے خود مصر کے قید خانہ میں سات سال تک بڑے حوصلہ سے ہنستے کھیلتے اور یادِ الٰہی کرتے ہوئے گزارے ہیں اس کے نام کا مقدس وظیفہ پوری سزا کاٹنے سے پہلے آپ کو کیسے رہائی دلا سکتا ہے !

حضرات محترم ! اپنے اسلاف کی زندگیوں پر نظر کرو ۔ ان کے عظیم کارناموں پر نگاہ ڈالو اور ان کے صبر و حوصلہ کا مطالعہ کرو کہ ان پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے گئے مگر وہ ثابت قدم رہے ۔ ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور انہیں جبر و تشدد کی چکی میں پسایا گیا لیکن انہوں نے حوصلہ نہیں ہارا ۔

حضرت امام حنبلؒ پر کوڑے برسائے گئے ۔ حضرت امام شافعی کو سات سال جیل میں رکھا گیا ! حضرت امام مالک کو جلاوطن کیا گیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کا جنازہ جیل سے نکلا اور یاد رہے کہ ان حضرات کو سزائیں دینے والے مسلمان حکمران تھے اور آج ہمیں قید خانہ میں لانے والے بھی مسلمان فرمانروا ہیں !

آؤ ۔ ہم جیل کے دن ہنستے ، کھیلتے اور یا اللہ و یا مصطفٰے کے نعرے لگاتے ہوئے کاٹیں ورنہ یہ نوجوان ہمیں کیا سمجھیں گے ۔

تقریر اثر کر گئی ۔ اور مولوی حضرات کا محترم گروہ آہستہ آہستہ بابا ٹلے شاہ

maktabah.org

کے ڈیرے آنے لگا!

لائلپور کے ایک معزز اور باثمر چوہدری علی اکبر صاحب مرحوم جو ایوبی دور میں وزیرِ داخلہ رہ چکے ہیں ان دنوں وزیرِ جیل تھے انہیں پتہ تھا کہ لائلپور کے شمع ختم نبوت کے پروانے میانوالی جیل میں نظربند ہیں۔ ان سے شناسائی بھی تھی — وہ دورے پر میانوالی جیل کے معائنہ پہ آئے تو ہم نے ان سے جیل کے حکام کے غلط رویہ اور ظالمانہ طرزِ عمل کی شکائت کی تو انھوں نے دونوں حکام کا تبادلہ کر دیا۔

قارئینِ کرام — یہ ہے ایک اسلامی مملکت کی ایک جیل کی گھناؤنی تصویر اور اس کے حکام و عملہ کا بازاری خاکہ!

— جو قیدیوں کے لیئے گوشت جو باہر سے آتا ہے کھا جاتے ہیں — چاول۔ چینی اور چائے تک ہڑپ کر جاتے ہیں — ظالم۔ سفاک! بے رحم اور جلاد —

مگر یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ مصر کے قید خانہ کا داروغہ کہتا ہے۔

اِنّی اُحِبک یا یُوسف — کہ اے یوسف مجھے تجھ سے محبت۔ جیل کا داروغہ اور ایک قیدی سے محبت۔ جیل کا حاکم اور اسیر کے لیئے رحم دل۔ قید خانہ کا افسر اور نظر بند کے لیئے شفیق۔ حیران ہوں!

یہاں تک۔ کہ نچلے درجے کے ملازموں اور دوسرے قیدیوں نے جب داروغہ سے یہ کہا کہ تم بادشاہ کے حکم کے خلاف کرتے ہوئے یعنی اس یوسف کے ساتھ حسن سلوک سے کیوں پیش آتے ہو اور اس قیدی پہ اتنے مہربان کیوں ہو؟

تو داروغہ نے جواب دیا — کہ تم خاموش رہو۔

اسلئے — کہ تم لوگ تو کسی نہ کسی جرم کے باعث قید خانہ میں سزا کاٹ رہے ہو لیکن یوسفؑ کی مقدس پیشانی تبلا رہی ہے کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا

marfat.com

کوئی گناہ نہیں کیا اور کسی لغزش کا مرتکب نہیں ہوا۔

قرآنِ حکیم میں سورۃ یوسف علیہ السلام کے علاوہ بھی حضرت یوسفؑ کا ذکر پاک کیا گیا ہے جس میں ان کی عظمت کو نہائیت ہی حسین پیرایہ میں بیان فرما کر ان کی نبوت و رسالت کے منصب کی تصدیق کی گئی ہو۔

مثلاً — پارہ ۲۴ - سورۃ المومنون

marfat.com

درسِ توحید

غور و فکر اور دل و دماغ کے پردے کھول کر اگر قرآنِ حکیم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے ہر نبی۔ ہر رسول اور پیغمبر نے اس خطۂ ارضی پر اللہ کی طرف سے مبعوث ہو کر نسلِ انسانی کو توحیدِ باری تعالیٰ ہی کا درس دیا اور خدا کے ان بندوں کو جو کفر و شرک کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے تھے انہیں اسی درس کے ذریعہ ایمان و اسلام کی روشنی عطا کی اور ہزاروں معبودانِ باطل کے آگے جھکنے والوں کو ایک معبودِ برحق کے سامنے سجدہ ریز کر دیا!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہدِ نبوت میں لوگ ستاروں کی پوجا۔ چاند کی پرستش اور سورج کی بندگی کرنے کے ساتھ اس وقت کی دنیا کا اکیلا حکمران نمرود کو بھی خدا مانتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف لا کر نہ صرف قوم کو ستاروں۔ چاند اور سورج کی پوجا سے نفرت دلا کر نہ صرف اپنی نبوت اور اللہ کی توحید کو تسلیم کروایا بلکہ اس زمانے کی بہت بڑی طاقت کے مقابلہ اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود کو شاہی دربار میں حق و صداقت کی آواز کو بلند کر کے اسے شکست دی۔

اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رسالت کے زمانہ میں بنی اسرائیل کبھی گائے کے بچھڑا کی پرستش کرتے تھے اور کبھی فرعون کے جبر و تشدد سے ڈر کر اسے خدا سمجھ کر سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔

لیکن حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے مقابلہ میں اللہ کی

marfat.com

توحید کا درس دینے کے لیے جب کھلے میدان میں فرعون کے جادوگروں سے نبرد آزما ہوتے تو عصائے موسوی نے ان کے جادو کو معجزانہ طور پر فتح کر کے نہ صرف انہیں ایمان کی دولت سے مالامال کر دیا جب کہ پوری قوم کو دریائے نیل کی طوفانی لہروں سے پار لگا کر معبودِ حقیقی کے مقابلہ میں اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا دعویٰ کرنے والے فرعون کو انہیں لہروں میں غوطے دیکر غرق کر دیا اور پھر ہمارے نبی کریم۔ سید المرسلین امام النبیین محبوب ربِ کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے تو پورا عرب کفر و شرک کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھروں کے بُت بنا کر ان کی پوجا کرتا تھا۔

اور اہلِ مکہ نے تو خصوصاً خانہ کعبہ میں بھی تین سو ساٹھ بُت آویزاں کر رکھے تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ لیکن کوہِ فاران کی چوٹی سے ایک پیاری پیاری صدا اور حق و صداقت پر مبنی ایک ایمان افروز آواز مکہ مکرمہ کی فضاؤں میں گونجی کہ۔ "خدا ایک ہے۔ اَللّٰہُ وَاحِدٌ

لا الٰہ الا ھو۔ وھو رب العرش العظیم۔ وھو رب العالمین۔ فاعبدوہ۔

افتعبدون من دون اللہ۔۔۔ کیا تم اللہ کے سوا ایسے بتوں کو پوجتے ہو۔ جو نہ نفع کسی کو دیں اور نہ کسی کو نقصان پہنچائیں۔

اور ایسے پتھروں کو خدا مان کر ان کے آگے سر جھکاتے ہو کہ جو نہ سنتے ہیں۔ نہ دیکھتے ہیں اور جو اپنی جگہ سے اُٹھ بھی نہیں سکتے۔

حق و صداقت کی آواز سن کر قریشِ مکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن ہو گئے کہ آخر حضور علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی مقدس بستی سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانا پڑا۔

marfat.com

ان انبیاء علیہم السلام کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت ھود علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام۔ حضرت شعیب علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے بھی اپنی اپنی قوم کو توحید کا ہی درس دیتے ہیں مگر ہر نبی کی قوم نے اپنے نبی کی دعوت کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا۔ مَا اَنت لبشر الا مثلُھا ـــــ کہ تُو تو ہماری مثل ایک بشر ہے۔ ہم تمہارے پیغام کو کیسے تسلیم کرلیں۔

حضرت یُوسف علیہ السلام نے بھی اپنے سے پہلے اور اپنے سے بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اپنے جیل کے دونوں ساتھیوں اور دوسرے عام قیدیوں اور قید خانہ کے پورے عملہ کو درسِ توحید دیتے ہوئے فرمایا:ـــ

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ـــــ کہ کیا جُدا جُدا اور علیحدہ علیحدہ بہتر ہیں یا ایک ہی اللہ جو ہر شئے پہ غالب ہے!

مَا انزل الله بها من سلطان ـــــ کہ ایک اللہ تعالیٰ کے علاوہ تم لوگ جن اشیائے فانی کی پوجا کرتے ہو ان کے خدا اور معبودِ حقیقی ہونے کی دلیل اور کوئی سند اللہ کریم نے نازل نہیں فرمائی۔

اور ان کے مقابلہ میں اللہ کریم نے اپنی الوہیت کے دلائل اپنی ربوبیت کے براہین اور اپنے معبودِ حقیقی ہونے کے کئی ثبوت دیئے ہیں۔

(۱) مثلاً ـــــ والٰهكم اله واحد ـــــ لَا اله اِلَّا هو الرحمٰن

(۲) الله لَا اِلٰه اِلَّا هُوَ الحَيّ القيّوم

(۳) وما لكم مِنَ اللهِ غيرہ۔

(۴) الّا تعبدوا اِلّا الله

(۵) فلا اعبد الذين تعبدون مِن دون الله ولكن اعبد الله

marfat.com

—— وغیرہ :

ان الحکم الا للہ —— امر الا تعبدو الا ایاہ —— اور حکم دینے کا اختیار صرف اللہ کریم ہی کو ہے یا اس خطۂ زمین پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے کیوں کہ —— الارض للہ و الحکم للہ —— زمین بھی اللہ کی ہے اور اس پر حکم بھی اللہ کا ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کی زمین اللہ کی اور حکم کبھی محمد علی جناح کا اور کبھی سکندر مرزا کا۔ کبھی محمد ایوب کا اور کبھی ذو الفقار علی بھٹو کا اور کبھی آجکل جنرل محمد ضیاء الحق کا —— اور اسی نے ہی حکم فرمایا ہے کہ —— اس کے سوا کسی اور کو نہ پوجو۔

مصر کے قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے درسِ توحید دینے کا اثر یہ ہوا —— فَاٰمَنَ السَّاقِیُ وَالْخَبَّازُ وَ اٰمَنَ مَنْ کَانَ فِی السِّجْنِ بِبَرَکَتِهٖ —— کہ ساقی اور باورچی اور ان کے علاوہ جتنے لوگ بھی قید خانہ میں تھے سب کے سب ایمان لے آئے اور یوسف کی برکت سے معبودانِ باطل کی عبادت کرنے کی بجائے ایک اللہ کی بندگی کرنے لگے۔

امام غزالی —— فَقَالَ لَهُمْ بَعْدَ مَا اٰمَنُوْا —— ایمان لانے کے بعد حضرتِ یوسف علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرتے ہو یا رہا ہو کر قید خانہ سے باہر جانا ؟ —— وَكَانُوْا اَلْفًا وَّ اَرْبَعَمِائَةٍ —— اور وہ چودہ سو افراد تھے ۔ ان میں سے ایک ہزار نے کہا کہ ہم یہاں سے آزاد ہونا پسند کرتے ہیں

فقال —— اخرجوا —— فرمایا تو پھر نکل جاؤ۔ انھوں نے کہا کہ ہم کیسے نکلیں جب کہ ہماری گردنوں میں لوہے کے طوق —— پاؤں میں آہنی زنجیریں اور

marfat.com

ہاتھوں میں مضبوط ہتھکڑیاں ہیں۔

فَاَشَارَ اِلیٰ اَغْلَالِهِمْ وَقُیُوْدِهِمْ فَانْتَشَرَتْ مِنْ اَیْدِیْهِم وَاَرْجُلِهِمْ کَالتُّرَابِ —

پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اشارا فرمایا تو لوہے کی طوق ٹوٹ گئے۔ آہنی زنجیریں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں۔ اور ہتھکڑیاں کھل کر مٹی کی طرح گر گئیں۔ لیکن — چار سو نے کہا —

نَحْنُ لَکَ فِی السِّجْنِ — وَهُوَ اَحَبُّ وَخَیْرٌ مِنَ الْخُرُوْج

— کہ اے یوسف علیہ السلام — ہم تمہارے ساتھ قید خانہ میں رہیں گے — کیونکہ رہا ہونے سے بہتر ہے کہ ہم قید خانہ میں تمہارے ساتھ رہیں۔

توحید کا درس دینے اور قیدیوں کو ایمان کے خزانہ سے بھرپور کرنے کے بعد خواب کی تعبیر بتانے کی طرف رجوع فرمایا۔

اور فرمایا — کہ اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیوں اپنے اپنے خواب کی تعبیر سن لو — کہ

تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ اور دوسرا سُولی دیا جائے گا۔ تو پرندے اس کا سر کھائیں گے۔

باورچی نے جب اپنی خواب کی تعبیر سنی کہ تجھے سُولی دی جائے گی تو وہ پکار اٹھا کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا اور میں نے تو جھوٹ بیان کیا ہے۔

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا بزبانِ قرآن — قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ — کہ جو کچھ تم سوال کرتے تھے اس کا فیصلہ اب ہو چکا ہے — مطلب یہ کہ تو نے اگر خواب دیکھی ہے یا نہیں — اور تو نے اگر سچ کہا ہے یا جھوٹ یہ تو تُو جانتا ہے لیکن میری زبان سے جو تعبیر بتائی گئی ہے اور جو تیری خواب

imarfat.com

کی تعبیر کا فیصلہ میں نے سنا دیا ہے اب وہ ٹل نہیں سکتا۔ اور جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے وہ ہو کے ہی رہے گا! چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ساقی رہا ہونے کے بعد بادشاہ کو پھر شراب پلانے لگا۔ اور باورچی کو پھانسی دے دی گئی اور پرندے اس کے جسم کو نوچ نوچ کر کھاتے تھے۔

صاحبزادہ سید **افتخار الحسن** ۔ اپنی ماں کی دعاؤں اور مرشدِ پاک کی نگاہ کے طفیل کہتا ہے کہ ثابت ہوا کہ نبی کے زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی ہر بات نوشتہ تقدیر ہوتی ہے۔ خصوصاً۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَا ینطق عن الھویٰ ۔ ان ھو الا وحی یُوحیٰ

کہ میرا محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی مرضی و خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے مگر وہی کہتے ہیں جو اللہ فرماتا ہے۔

اشارا کیا تو چاند ٹوٹ گیا۔ حکم دیا تو سورج واپس آگیا۔ پتھر بول پڑے ——— درخت چلنے لگے ۔ جانور کلام کرنے لگے اور شجر و حجر سلام کہنے لگے ——— کیوں؟ ——— کہ

یَا رَسُوْل اللہ

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
اور تمہارے کہنے سے ہماری نجات ہو کے رہی
اور کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا
اور ——— کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

اور ——— یا حبیب اللہ

تیرے منہ ہوں گل جیہڑی نکلے او تیر
جیہڑا توں اشارہ کریں او ہو تقدیر

marfat.com

حضراتِ محترم! ـــ ادھر حضرت یوسف علیہ السلام تو قید خانہ میں بڑے ہی سکون و صبر اور پورے عزم و حوصلے سے دن گزار رہے تھے اور قیدیوں کو درسِ توحید و رسالت دے کر انہیں ایمان کی دولت سے سرفراز کر رہے تھے اور اپنے خاندانِ نبوت کی طہارت و پاکیزگی ۔ شان و عظمت اور اپنی شرافت و دیانت ۔ خوش خلقی و خوش مزاجی ـــ بیماروں کی عیادت ۔ محتاجوں کی دستگیری اور قیدیوں کے حزن و ملال کو اپنی رسالت کی بصیرت سے دور کرنے کے باعث تمام قیدیوں اور جیل کے عملہ کے محبوب بن کر فرشتوں کے پروں کے سایہ میں قید کاٹ رہے تھے!

اور ادھر بی بی زلیخا کا اپنے محبوب کے بغیر اور جُدائی کے صدمہ میں نہ دن کو چین تھا اور نہ رات کو آرام ۔ صبر و قرار کا دامن چھوڑ بیٹھی ۔ دل کا سکون گنوا بیٹھی ہجر و فراق کی آگ کو سرد کرنے کے لیئے حضرتِ یُوسف علیہ السلام کے سچے موتیوں سے جڑے ہوئے پیراہن کو بوسہ دیتی اور اس کا پنکھا بنا کر ہوا لیتی ـــ اور اپنے کیئے پر افسوس کرتی ـــ پچھتاتی کہ جلوہ وصل کی لذت سے تو محروم تھی دیدار تو کر لیتی تھی اور مصر کی ان امیر زادیوں کو کوستی جنہوں نے شاہی دستر خوان پر پُر تکلف دعوت کھا کر اور اپنی آرزوؤں کو پامال ہوتا دیکھ کر اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ اپنے دلبر جانی یوسف کو چند دنوں کے لیئے قید خانہ میں ڈال دے ۔

مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زلیخا کی اس بے قراری و بیقراری اور اداسی و افسردگی کو اپنی کتاب احسن القصص میں یُوں سپرد قلم کیا ہے ۔

بندی خانے یار زلیخا ہتھیں ٹور وگایا !
غش کھا جھڑی زمین دے اُتے جاں گھر نظر نہ آیا
خالی صحن نہ اندر برکت خانیاں وچہ اندھیرا
کرسیاں تخت پئے سب خالی لگا سو درد و دھیرا

marfat.com

اور دائم مرحوم اس پُر درد کیفیت کو اس طرح لکھتا ہے ۔

کملی ہو گئی مغرب دی شاہ زادی گیا صبر تے رہیا قرار وی ناں
دسے شاہی محل اندھیر خانہ او شمع منیر چمکار دی ناں !
ہوئی بی بی زلیخا کنگال خستہ زینت زیب تے ہار سنگار بھی ناں
اوہ رونق بھی ناں تے اوہ رنگ بھی ناں خریدار بھی تے بازار بھی ناں

اور ــــ

مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ اس غم ناک واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں :ــ

چوں در زندان مغرب یوسف مہر
نہاں کرد از زلیخائے فلک چہر

کہ جب مصر کے قید خانہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خوبصورت چہرہ کو زلیخا سے چھپا لیا ۔

زلیخا را غم یوسف چناں کرد
کہ از اشک شفق گوں خونفشاں کرد

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے ہجر و فراق کے غم نے زلیخا کی یہ حالت کر دی کہ اس کی آنکھوں سے بہنے والے سفید آنسو خون بن کر ٹپکنے لگے ۔

marfat.com

کنعان کا سپردل تاجر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ — کتاب احسن القصص صفحہ ۱۶۹۔ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ کے ایک حجرہ کر میں اداس بیٹھے وطن اور باپ کو یاد کر کے پھولوں پر شبنم کے قطروں کی طرح آنسو بہا رہے تھے کہ اچانک کنعان کا ایک تاجر سپردل اس طرف آنکلا۔ اور یہ قافلہ شام کے ملک کنعان کے راستے سے ہوتا ہوا مصر کے قید خانہ کے قریب سے گزرا۔

وَمَعَهَا رَجُلٌ وَمَعَهُ نَاقَةٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْكِنْعَانِ وَ عَلَيْهَا اِعْرَابِيٌّ يُقَالُ لَهٗ سَبِرْدِلُ!

کہ اس تجارتی قافلہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام سپردل تھا اور اس کے پاس کنعان کے علاقہ کی ایک ڈاچی تھی!

فَلَمَّا دَنَتِ النَّاقَةُ مِنَ الْكُوَّةِ رَأَتْ يُوسُفَ! — اور جب وہ ڈاچی اس حجرہ کے قریب آئی تو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔

فَنَادَتْ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ يَا يُوسُفُ اَبُوكَ قَدْ نَحَلَ جِسْمُهٗ مِنَ الْاِشْتِيَاقِ اِلَيْكَ!

تو فصیح اور بلند آواز سے پکار اٹھی — کہ اے یوسفؑ تمہارا باپ حضرت یعقوب علیہ السلام تیرے فراق میں کمزور ہو گیا ہے۔

وَاَنَا مِنْ اَرْضِكَ — اور میں تیرے وطن عزیز کنعان سے آئی ہوں۔

marfat.com

فبکیٰ یوسفؑ ۔ ڈاچی کی یہ پکار اور وطن اور باپ کا حال سن کر حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے۔

سیردل تاجر کی وہ ڈاچی مصر کے قید خانہ کے دروازے پہ یوسف علیہ السلام کے جھروکے کے سامنے دوزانو ہو کر بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ بیٹھ گئی ! اور اس ڈاچی کا مالک سیردل اسے مارنے کے لیئے لاٹھی لے کر آگے بڑھا۔

ثُمَّ دَنیٰ مِنْهَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ اِلیٰ سَاقَیْهِ ۔ تو جب وہ اونٹنی کے قریب پہنچا تو پنڈلی تک زمین میں دھنس گیا۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ اس دردناک واردات کو یوں لکھتے ہیں ۔ کہ

اک دن یوسف بندی خانے غماں ستایا ہویا
باہر نظر جھروکے بیٹھا برقعہ پایا ہویا
کردا ناں داڈیہا اتول شام دیاروں آیا
وطنی لوگ نظر وچہ آئے یوسف دل اچھلایا
نام سیردل وچہ انہاں دے اک بندہ کنعانوں
اس دے پاس آہی اک ڈاچی تیز قدم پریشانوں
ڈاچی نے جاں یوسف ڈٹھا دوڑ زنداں ول آئی
یوسف اگے حاضر ہو کے گردن آن جھکائی

جناب اثم صاحبؒ اس سوزناک واقعہ کو اپنے تخیل کی بلند پردازی کے ذریعہ یوں بیان کرتے ہیں

اک دن بیٹھا جھروکے دلوچہ یوسف آئے شام دلوں کاروان یارو
اچن چیت اٹھا کے نظر ڈٹھا لگا وچہ کلیجڑے بان یارو
ڈاچی سنے اسوار اک مارنعرہ آئی دوڑ کے کول زندان یارو
بیٹھی یوسف دے سامنے ادب سیتی گردن اپنی لئی جھکان یارو

marfat.com

قَالَ یُوسُفُ وَیُلکَ اَلْقِ عَصَاکَ مِنْ یَدِکَ !

حضرت یوسف علیہ السّلام نے سپردل سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے عصا پھینک دے — زمین نے اسے چھوڑ دیا!

حضرت یوسف علیہ السلام اور سپردل کے درمیان ایک دیوار حائل تھی اور نہ ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ اس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو کنعان کا تاجر نظر آتا تھا مگر سپردل کو یوسف علیہ السلام دکھائی نہیں دیتے تھے۔ سپردل یہ اعجاز اور حیرت انگیز نظارہ دیکھ کر حیران ہوا اور پوری عقیدت و ارادت کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے قریب آیا۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ سپردل نے پورے ادب و احترام سے سلام عرض کی — اور پوچھا —

مصر کے قید خانہ کے قیدی تو کون ہے؟ اور تُو کس جرم کی سزا بھگت رہا ہے؟

جواب دیا — میں ایک پھلدار درخت کی ایک شاخ ہوں جو کٹ گئی ہوئی ہے۔ اور میں کسی جرم کی سزا میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ اپنے دامن میں گناہ و معصیت کے داغ سے بچانے کے بدلے میں! — اور — اے اعرابی —

هَلْ تَعرِفُ بِکَنْعَانِ شَجَرَۃً لَہٗ اَثنَیٰ عَشَرَۃَ غُصنًا۔

کیا تو کنعان کے اس بلند اور پھلدار درخت کو جانتا ہے جس کی بارہ ٹہنیاں تھیں — اور ان میں سے ایک ٹوٹ گئی ہے۔

وَالشَّجَرُ لَا تَبکِی عَلَیہِ — اور وہ درخت اس ٹہنی کے ٹوٹنے کے غم میں روتا رہتا ہے۔

وَکَانَ اَحسَنُ الْاَغْصَانِ — اور وہ ٹہنی سب ٹہنیوں سے زیادہ خوبصورت

marfat.com

تھی اعرابی حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دردناک گفتگو سن کر بہت رویا ۔ اور عرض کی ۔۔ ہاں ۔۔ میں اس درخت کو جانتا ہوں ! وہ حضرت یعقوب علیہ السلام بن حضرت اسحٰق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں !

فَبَکٰی یُوْسُفُ وَالاَعْرَابِیُ ۔۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام اور اعرابی دونوں رونے لگے ۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو کنعان سے مصر کیوں آیا ہے ؟

جواب دیا ۔۔ سوداگری کرنے !

فرمایا ۔۔ کتنا نفع چاہتا ہے ؟

عرض کی ۔۔ دِیْنَارٌ اَوْ دِیْنَارَیْنِ ۔۔ ایک دینار یا دو ۔

ارشاد ہوا ۔۔ یہ لے سُرخ یاقوت کا کنگن اس کی قیمت بیس ہزار دینار ہے ۔

اے کنعان کے سوداگر میرا پیغام اس درخت تک پہنچا دے اور کنعان واپس جا کر رات کے کسی حصہ میں اس غمگین دادا اس کے گھر جا کر کہنا ۔

اِنَّ غُلَامًا غَرِیْبًا مَحْبُوْسٌ فِی السِّجْنِ یَقْرَأُکَ السَّلَامُ ! ۔۔ کہ مصر کے قید خانہ میں ایک غریب قیدی آپ کو سلام کہتا ہے ۔

خوش نصیب سوداگر نے نام پوچھا ۔

جواب دیا ۔۔ ابھی اجازت نہیں ۔

سیر دل خوشی و مسرت کی دولت اپنے دامن میں لے کر اور تجارت میں بڑا نفع حاصل کرنے کے بعد کنعان کو واپس لوٹا اور وہ ڈاچی جو اپنی کمزوری و ناتوانی کے باعث سست رفتاری میں مشہور تھی ہوا سے باتیں کرتی ہوئی اور راستہ کی فضاؤں کو چیرتی ہوئی خطۂ کنعان تک آن پہنچی ۔

آخر یہ مہینوں کا سفر چند ساعتوں میں اس لئے کٹ گیا کہ مدت کے بعد بچھڑے ہوئے فرزند کا پیام وسلام غم فراق میں دن رات رونے والے باپ تک پہنچانا مقصود تھا ۔

marfat.com

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ اَتٰى مَنْزِلَ يَعْقُوْبَ فَنَادَاهُ !

پس جب رات کی زلفِ سیاہ پوری طرح کنعان کے در و دیوار پر چھا گئی تو سیہ دل حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوا۔ اور ان الفاظ سے آواز دی !

یَا اٰلَ اِبْرَاہِیْم ۔ کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن نے آواز سنی تو یہ گمان کر کے کہ شاید میرا بھائی یوسف آگیا ہے اٹھی اور پوچھا۔ ابراہیم کی اولاد کو آواز دینے والے تو کہاں ہے اور تو کون ہے ! اور تو ۔ مَاذَا تُرِیْدُ ۔ کیا چاہتا ہے ؟

اعرابی نے کہا ۔ میں ایک قیدی کا پیام و سلام لے کر آیا ہوں ۔

بہن پھر بولی ۔ مَاذَا تُرِیْدُ ۔ پیام و سلام لانے والے قاصد تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کیا چاہتا ہے ! فَاِنَّهٗ حَزِیْنٌ لَیْلًا وَّ نَهَارًا وَلَا یُکَلِّمُ اَحَدًا وَّمَا تَبَسَّمَ ! ۔ کیوں کہ وہ تو دن رات غمگین و اداس رہتا ہے اور نہ کسی سے کلام کرتا ہے اور نہ ہی کبھی اس کے لبوں پر تبسّم آیا ہے ۔

قارئینِ محترم !

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ بھلا جس ضعیف باپ کا نوجوان ۔ خوبصورت اور لاڈلا بیٹا گم ہو جائے اور کئی سالوں تک اس کا نشان نہ ملے تو پھر ایسے حالات میں اس بوڑھے باپ کی زندگی کے گلشن میں بہار کیسے آسکتی ہے ۔ غمِ فراق کی تاریک راتوں میں خوشیوں اور مسرتوں کا سویرا کیسے ہو سکتا ہے ۔ آنکھوں میں آنسو ہوں تو لبوں پر تبسّم کیسے آسکتا ہے اور حزن و ملال کے بستر پہ نیند کیسے آسکتی ہے ۔

میری اپنی ہی غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں !

marfat.com

آنکھوں سے حُسنِ عالم کے دلچسپ نظارے دور ہوئے
اے دل اب جینا مشکل ہے جینے کے سہارے دور ہوئے
ہمّت تو لگادی میں نے پر فطرت ہی ڈبونا چاہتی تھی
یہ کشتی جتنی تیز چلی اتنے ہی کنارے دُور ہوئے

جیسے — صاحبزادہ سید افتخار الحسن کی زندگی کا ایک اداس اور غمناک باب — میرے لختِ جگر۔ شہزادہ سید انوار الحسن مرحوم کے حُسن کی جولانیاں۔ جوانی کی دلفریبیاں اور شباب کی رعنائیاں پورے آب و تاب کے ساتھ اس کی معصوم زندگی پر چھائی ہوئی تھیں — وہ میری ضعیفی کا سہارا اور میرے بڑھاپے کا آسرا تھا۔ وہ میرے دل کا چین اور سینے کا قرار تھا۔ وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے کمزور بازوؤں کا عصا تھا۔ اور وہ صرف میرا ہی شہزادہ نہیں تھا بلکہ پورے محلہ طارق آباد کا شہزادہ تھا — نہیں نہیں بلکہ میرے لاکھوں عقیدت مندوں کا شہزادہ تھا۔

ادھر جمعتہ المبارک کے دن سوا تین بجے اس کی اچانک موت واقع ہوتی ہے اور اُدھر ساڑھے تین بجے بی بی سی لندن سے ریڈیو پر اس کی موت کی خبر نشر ہوتی ہے اور ۲۵ ہزار سے زائد مسلمانوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جس میں تمام مکاتیبِ فکر کے علماءِ کرام نے اور عوام نے شرکت کی۔

حضراتِ محترم !

یاد رہے کہ وہ صرف میرا ہی شہزادہ نہیں تھا بلکہ وہ اپنی بہنوں کا چاند بھی تھا ! — اور حضرت یُوسف علیہ السلام صرف اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہی دل کے چین و قرار نہیں تھے بلکہ اپنی پیاری بہن زینب کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی تھے ! جس نے بھائیوں کے ساتھ جانے کی مخالفت کرتے ہوئے بھائی یوسف کا دامن پکڑ کر کہا تھا ! — کہ

marfat.com

میں اے ویر نہ جاون دلیاں بھلائیں تد جاناں

باپ سنے میں روندی رہساں کر جا کجھ ٹکاناں

تیرے باہجھوں میں مر جاساں تے کیہہ باپ کریگا

بنیامین تیرے وچھوڑے دردا ں میرے وانگ مریگا

اور جب یوسف علیہ السلام نے بہن سے دامن چھڑا کر کہا تھا کہ بہن فکر نہ کر میں اپنے بہادر بھائیوں کے ساتھ شکار کھیلنے جا رہا ہوں جلدی واپس آجاؤں گا تو بہن نے پھر — کہا تھا — کہ

ویر یُوسف یہ تو ٹھیک ہے — مگر

بازاں نال جو اڈن کونجاں پھیر کدوں گھر آیاں

گرگاں نال جو چرن غزالاں اونہاں مار مکایاں

لَا اُفَارِقُکَ اَبَدًا — کہ میں تجھ سے کبھی جُدا نہیں ہوں گی یا میں تجھے کبھی جُدا نہیں کروں گی!

ہاں — وہی بہن جسے اپنے بھائی یُوسف کے فراق میں روتے ہوئے کئی سال بیت گئے اور اس کے انتظار میں دن رات جاگتے ہوئے گزار دیئے — گھر کا دروازہ کبھی ہوا سے بھی ہلتا تو بہن دوڑ کر دروازہ پر جاتی کہ شاید میرا ویر یوسف آگیا ہے اور آج بھی قاصد کی آواز سن کر دوڑتی ہوئی دروازہ پہ آئی — اور پُوچھا — آواز دینے والے تو کون ہے؟ — کہاں سے آیا ہے؟ اور یعقوب علیہ السلام سے تجھے کیا کام ہے؟ اور تُو اس سے کیا چاہتا ہے؟

قاصد کا جواب سن کر — بہن اٹھی اور دوڑ کر باپ کے پاس گئی — وَنَادَتْ یَا وَالِدِیْ — اور پکاری — کہ اے میرے باپ — وَكَانَ یَعْقُوْبُ فِی الصَّلٰوۃِ — فَسَلَّمَ وَقَالَ مَالَكِ! — اور حضرت یعقوب علیہ السلام

marfat.com

نماز پڑھ رہے تھے — بیٹی کی آواز سنی تو سلام پھیر دیا۔ اور بیٹی سے پوچھا — کیا ہوا؟ کیا ہے؟ اور کون ہے؟

بیٹی نے جواب دیا — ابّا حضور۔ کوئی قاصد کسی مسافر اور غریب قیدی کا پیام و سلام آپ کی طرف لایا ہے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام اُٹھے۔ گر پڑے۔ پھر اُٹھے، گرنے لگے تو بیٹی نے سہارا دیا اور بازو پکڑ کر اٹھایا، دروازہ تک آئے۔ اور پُوچھا

مَنْ اَنْتَ — تو کون ہے؟ اور مِنْ اَیْنَ جِئْتَ — اور تو کہاں سے آیا ہے؟ — وَاِنِّیْ قَدْ اَشَمُّ مِنْكَ رِیْحًا طَیِّبَةً — اور میں تجھ سے نہائیت اچھی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ بیر دل نے جواب دیا کہ میں ایک مسافر ہوں۔ اور ایک غمگین اور قیدی کا پیامبر ہوں اس نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔

بزبانِ دائم۔

اک قیدی اے مصر دے قید خانے حضرت تُساں نوں بہت سلام کردا
بہندا ئنہ کنعان دے دل کر کے رو رو کے صبح تھیں شام کردا
دِنے دچہ حجرو کے دے بیٹھ روندا راتیں نیناں دی نیند حرام کردا
تے اوہ آپ دے ویکھن نوں ترس دا اے نیئں کسے دے نال کلام کردا

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر پُوچھا — هَلْ رَاَیْتَ وَجْهَهٗ، کہ کیا تو نے سلام و پیام دینے والے کو دیکھا ہے؟ — عرض کی — نہیں۔ پردے کے پیچھے سے گفتگو ہُوئی۔ فرمایا۔ فَهَلْ ذَكَرَ اِسْمَهٗ! — کیا اس نے تجھے اپنا نام بتایا ہے۔ جواب دیا — نہیں۔ فرمایا — فَسَلْ حَاجَتَكَ — کوئی سوال کر اور اے قاصد کوئی تمنا ہو تو بیان کر اور کوئی حاجت ہو تو طلب کر۔

جواب ملا — نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے!

marfat.com

مصر کے قید خانہ کے قیدی نے ۔ اَغْنَانِیْ ۔ مجھے غنی کر دیا ہے ۔ اور عرض کی ۔ یا نبی اللہ ۔

میںوں دنیا دے مال دی لوڑ نا ہیں میرے لئی دعا دا دان ہوئے
بارگاہ وچہ نظر منظور ہوواں نالے نزع دا وقت آسان ہوئے

اور ۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کے لیئے ان الفاظ میں دعا فرمائی ۔ ھَوَّنَ اللہُ عَلَیْکَ سَکَرَاتَ الْمَوْتِ ! ۔ کہ اللہ کریم تجھ پر موت کی سختیاں آسان فرمائے ۔

سید افتخار الحسن بارگاہِ ایزدی میں التجا کرتا ہے کہ اے اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وفادار قاصد اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس دعائے خیر کے صدقے ہر مسلمان پر نزع کے وقت کی سختیاں آسان کر دے ۔ آمین !

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعا کو صائم مرحوم نے ان الفاظ میں لکھا ہے ۔ کہ

وقت نزع دے ملے نجات تینوں تیرا چمکدا نور ایمان ہوئے
درد منداں دیا قاصدا بھلا ہووی تیرا وچہ بہشت مکان ہووے

القرآن الحکیم ۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں قیدیوں کے ساتھیوں میں سے جسے سمجھا کہ یہ رہا ہو گا ۔ کہا کہ اپنے رب ، یعنی بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا کہ تیرے قید خانہ میں ایک بے گناہ اور مظلوم قیدی ہے اور اسے کئی برس گزر گئے ہیں ۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام یہ کہنے پر اور کئی برس جیل میں رہے ۔

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ٘ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ۝

کیونکہ ۔ شیطان نے اس رہا ہونے والی ساتھی کو بھلا دیا کہ اپنے رب یعنی بادشاہ سے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرتا !

marfat.com

تفسیر کشاف، جلد ۲، صفحہ ۲۷۲ — امام جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ — وَيَكُونُ الظَّنُّ بِمَعْنَى الْيَقِيْنِ وَظَنَّ اَنَّهُ نَاجٍ — کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کی رہائی پر یقین تھا یعنی ساقی —

فَاَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ — یعنی شیطان نے ساقی یعنی بادشاہ کو شراب پلانے والے کو بھلا دیا کہ وہ یوسف علیہ السلام کا اس سے ذکر کرنے — اشرالی او قیل فَاَنْسَى يُوْسُفُ ذِكْرَ اللهِ حِيْنَ وَكَّلَ اَمْرَهُ اِلٰى غَيْرِهٖ — اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ کا ذکر بھلا دیا تھا کہ جب انہوں نے اللہ کے سوا کسی غیر یعنی ساقی کو اپنا وکیل بنایا۔

صاحب تفسیر کشاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو شیطان نے بھلا دیا اور انہوں نے غیر اللہ سے امداد طلب کی — لکھتے ہیں کہ جب قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ شیطان انسانوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کر کے اسے اللہ کے ذکر سے بھلا دیتا ہے — الخناس الذی يُوَسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

کہ شیطان نے جو کہ جنوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی — تو اے میرے محبوب علیہ السلام آپ فرما دو کہ میں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں جو انسانوں کے سینوں میں وسوسے ڈال کر اللہ کا ذکر بھلا دیتے ہیں — شَيَاطِيْنُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ — کہ شیطان کا گروہ جنوں میں سے بھی ہے اور انسانوں سے بھی — جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ارشادِ ربانی ہے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا — پس شیطان نے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما کو جنت میں لغزش دی۔

marfat.com

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے اُستاد گرامی کی تقریر یہ ملاحظہ ہو۔ جن کے درس قرآن کے نکات ابھی تک میرے پاس محفوظ اور انہیں نکات نے مجھے شہباز خطابت اور افتخار ملت بنا رکھا ہے۔

کہ — شیطان نے کس طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام کے پاس جنت میں پہنچ کر کہا۔ کہ کیا تمہیں میں ایک درخت کا پتہ نہ بتا دوں کہ جسے کھا کر تم ہمیشہ زندہ رہو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے انکار کیا۔ مگر جب شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں ۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے سمجھا کہ اللہ کریم کی جھوٹی قسم کوئی نہیں کھا سکتا اس خیال سے حضرت حوا علیہما السلام نے اس درخت میں سے کچھ کھا لیا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی تناول فرمایا۔ یہ خیال کر کے کہ لا تقربا کی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں کیونکہ اگر وہ اس نہی کو تحریمی سمجھتے تو کبھی نہ کھاتے کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ اور یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی اور اجتہادی غلطی معصیت نہیں ہوتی!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ کچھ بے ادب اور گستاخ لوگ تو یہاں تک گمراہ ہو چکے ہیں کہ آدم و حوا کے اس ابتدائی قصے کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ دونوں نے گندم کا دانہ کھا کر گناہ کیا اور اس گناہ کی سزا میں دونوں کو جنت سے نکال دیا گیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ حضرت آدم و حوا کو اس جرم کے سزا میں جنت سے نکالا گیا۔ کہ انھوں نے گندم کا ایک دانہ کھا لیا تھا تو پھر اس آدم و حوا کی اولاد ہزاروں من گندم کھا رہی ہے یہ جنت کی امید وار کیسے ہو سکتی ہے۔

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے کہ۔

پارہ ۸۔ سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۹-۲۰-۲۱

marfat.com

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ!

کہ اے آدم و حوا۔ اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم حد سے بڑھنے والے ہو جاؤ گے!

مولانا احمد علی صاحب نے مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا ترجمہ گنہگار کیا ہے! مگر ہمارے امام اہل سنت مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ظالمین کا ترجمہ حد سے بڑھنے والے کر کے یہود و نصاریٰ کے منہ بند کر دیئے ہیں اور عصمت انبیاء کے منکروں کے لیئے ایک روشنی کا مینارہ کھڑا کر دیا ہے جو اس ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ ـــ پس شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا ـــ کہ ان پر ان کی شرم دستر کی چیزیں کھول دیں جو انھوں نے اس سے پہلے نہ دیکھی تھیں۔ اور شیطان نے ان سے کہا۔ کہ رب نے تمہیں اس درخت کے قریب جانے سے اس لیئے منع کیا ہے کہ ـــ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ـــ کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے ـــ وقاسمهما انی لكما من الناصحين ـــ اور ان دونوں پر قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں معنی یہ کہ اس ملعون نے جھوٹی قسم کھا کر ان دونوں کو دانہ کھانے پر اکسایا۔ اور ان دونوں کو یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم کھا کر جھوٹ بول سکتا ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کی عصمت و طہارت اور بے گناہی کو قرآن مجید میں کھلے الفاظ میں تصدیق کرتے ہوئے فرمایا۔

پارہ ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ۔ آیت ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷ ـــ وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ لَهٗ عَزْمًا۔

اور ـــ البتہ ہم نے اس سے پہلے آدم علیہ السلام سے تقید عہد لیا تھا۔ تاکیدی

حکم دیا تھا ۔ پس پھر وہ بھول گئے ۔ اور ہم نے آدم کے دل کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا اس کا تو دانہ کھانے کا ارادہ ہی نہیں تھا ۔

اور جب ارادہ نہیں تھا تو پھر گناہ کیسا ۔ فَنَسِیَ ۔ پس وہ بھول گئے تھے !

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ تمام فقہاء و علماء کا فیصلہ متفقہ ہے کہ اگر کوئی روزہ دار بھول کر کوئی شے کھالے تو روزہ نہیں ٹوٹتا تو اگر حضرت آدم علیہ السلام نے بھول کر دانہ کھالیا تو ۔ گناہ کیسا ۔ لغزش کیسی اور معصیت کیسی ، ۔ حیران ہوں کہ بے ادب لوگ اپنے ماں باپ کو تو گنہگار کہتے ہیں اور خود کو بڑے متقی ۔ پرہیز گار ۔ نیکو کار اور جنتی سمجھتے ہیں ۔

قارئینِ کرام ۔ ایسے لوگ کیسے ہیں !

تو جس طرح شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو جھوٹی قسم کھا کر بہکایا اسی طرح سے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھلا دیا ۔ ثابت ہوا کہ نہ حضرت آدم کا کوئی قصور تھا اور نہ ہی حضرتِ یوسف علیہ السلام کی کوئی غلطی ۔

سوال :۔ کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے نبی ہونے کے باوجود غیر اللہ سے استعانت طلب کیوں کی !

جواب ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی و روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہونے کے باوجود یہودیوں کی عداوت و مخالفت سے تنگ آکر غیر اللہ سے استعانت طلب کی مثلاً ۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّونَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے کفر کو جان لیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ یہودی مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے پکارا ۔

marfat.com

کہ اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہوتے ہیں تو آپ کے بارہ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں اور ــ یا

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ھُد ھُد نے ملک سبا کی شہزادی بلقیس کی اطلاع دی تو انھوں نے نبی و رسول ہونے کے ساتھ ساتھ اور اس وقت کی دنیا کے واحد شہنشاہ ہونے کے باوجود ــ اور جنوں۔ انسانوں اور ہواؤں اور فضاؤں پر حکمرانی کے باوجود قَالَ یَا ایھا المَلَؤُا ایکم یاتینی بعرشھا ــ سورۃ النمل آیت ۳۸ ــ فرمایا، کہ اے میرے وزیرو، مشیرو اور سفیرو اور درباریو تم میں سے کون ہے جو بلقیس کا تخت میرے پاس لائے۔ اُن کے مُسلمان ہونے سے پہلے ــ تو اگر حضرت یُوسف علیہ السلام نے نبی ہونے کے باوجود ساقی سے کہہ دیا کہ میرا ذکر بھی شاہِ مصر سے کرنا تو کون سا جرم ہوگیا ہے ــ بلکہ

فَلَا خِلَافَ فِی جَوَازِ اَنْ یَّسْتَعَانَ بِالْکُفَّارِ فِیْ دَفْعِ الظُّلْمِ وَالْغَرْقِ وَالْحَرْقِ ــ کہ ظلم و تعدی کو روکنے غرق ہونے اور جل جانے سے بچنے کے لیئے کافروں سے بھی طلب مدد جائز ہے اور کسی لحاظ سے بھی مخالف نہیں ہے مطلب یہ کہ اگرچہ مصر کا بادشاہ کافر تھا اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام ناکردہ جرم اور ناکردہ گناہ پر ظلم کے طور پر قید خانہ کی سزا بھگت رہے تھے اسلئے اس ظلم و تعدی کے جال سے نکلنے کے لیئے اس سے مدد طلب کرلی۔

جیسا کہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روائت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک رات سونے سے پہلے فرمایا ــ رَجُلاً صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِی یَحْرِسُنِیْ اللَّیْلَۃَ ــ کہ آج رات جو میرے صحابہ کرام میں سے میرا پہرہ دیگا وہ میرا صحابی بھی ہوگا اور صالح بھی۔

فَقَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ ــ حضرت سعد بن ابی وقاص نے

marfat.com

عرض کی ۔ جِئْتُ اَحْرُسُکَ ۔ کہ میں آپ کا پہرہ دوں گا ۔

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ حضور علیہ السلام بستر استراحت پر لیٹ گئے یہاں تک سَمِعْتُ غَطِیْطَہ ۔ کہ میں آپ کے مقدس خراٹوں کی آواز سن رہی تھی ! کائناتِ ارضی وسماوی کے مختارِ دو عالم ۔ سید المرسلین اور فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام کمالات کے ہوتے ہوئے بھی اپنی حفاظت کے لیئے غیر اللہ کو اپنا پہرہ دار مقرر فرما لیا تو اگر حضرت یوسف علیہ السلام نے ظلم وستم کی دیوار کو پاش پاش کرنے رنج والم کے جال کو توڑنے اور مصائب ومشکلات کی زنجیروں کو پاؤں سے اتارنے کے لیئے غیر اللہ سے اپنی رہائی کے لیئے استعانت طلب کر لی تو کون سا گناہ ہو گیا !

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۳ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔۔

اَلْاِسْتِعَانَۃُ بِغَیْرِ اللّٰہِ فِیْ دَفْعِ الظُّلْمِ جَائِزَۃٌ فِی الشَّرِیْعَۃِ لَا اِنْکَارَ عَلَیْہِ ! ۔۔ کہ ظلم کو روکنے اور دفع کرنے کے لیئے غیر اللہ سے مدد طلب کرنی شریعتِ مطہرہ میں جائز ہے اور اس کا کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیئے ۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ ۔ اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ۔ کہ بادشاہ کے پاس میرا بھی ذکر کرنا ۔ کیا مطلب ؟

اَنَّہٗ مَظْلُوْمٌ مِنْ جِھَتِہٖ اِخْوَتِہٖ لَمَّا اَخْرَجُوْہُ وَبَاعُوْہُ ۔۔۔ کہ وہ قیدی یعنی حضرت یوسف علیہ السلام ایک مظلوم قیدی ہے ۔ اس وجہ سے کہ بھائیوں نے اسے گھر سے نکالا ۔ کنوئیں میں ڈالا اور پھر بیچ دیا اور دوسری وجہ مظلوم ہونے کی یہ ہے ۔۔ فِیْ ھٰذِہِ الْوَاقِعَۃِ الَّتِیْ لِاَجْلِھَا حُبِسَ ۔ کہ جس واقعہ کے باعث اسے قید خانہ میں مقید کیا گیا ہے اس طرح سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ بے گناہ و بے قصور ہے !

marfat.com

تفسیر القرآن العظیم، جلد ۲ صفحہ ۴۷۹ — الحافظ عماد الدین ابی الفدا اسمٰعیل بن کثیر القرشی الدمشقی۔ تفسیر مظہری، سورۃ یوسف صفحہ ۳۳، تفسیر القرآن جامع البیان جزء ۱۲ صفحہ ۱۳۲، ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۲، تفسیر خازن جزء ۲ صفحہ ۲۲۴۔ ابی محمد الحسین الفرا البغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

قَالَ الحسن وابن عباس وعن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اَخِیْ یُوْسُفَ لَوْ لَمْ یَقُلْ اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ — مَالَبِثَ فِی السِّجْنِ طُوْلُ مَا لَبِثَ! کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی یوسفؑ پہ اللہ رحم فرمائے۔ اگر وہ اللہ کے سوا کسی انسان کو یہ نہ کہتے کہ میرا ذکر بھی بادشاہ سے کرنا تو اتنی مدت تک قید خانہ میں نہ رہتے!

تفسیر خازن، سورۃ یوسف صفحہ ۲۲۴ — اِنَّ جِبْرِیْلَ دَخَلَ عَلٰی یُوْسُفَ فِی السِّجْنِ فَلَمَّا رَاٰی یُوْسُفَ عَرَفَہٗ — کہ قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے — تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا۔ اور جبریلؑ سے فرمایا — یَا اَخَاءَ الْمُنْذِرِیْنَ مَالِیْ اَرَاکَ بَیْنَ الْخَاطِئِیْنَ! — کہ اے اللہ کے نافرمان بندوں کو عذاب سے ڈرانے والوں کے سردار — آج کیا ہے کہ میں تجھے خطا کاروں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا طاہر ابن طاہرین — کہ اے پاک باپ دادا کے پاک بیٹے ربِ دوعالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے — اَمَا اسْتَحْیَیْتَ مِنِّیْ — کہ تجھ شرم نہیں آئی کہ میرے ہوتے ہوئے اِسْتَشْفَعْتَ بِالْاٰدَمِیِّیْنَ — کسی آدمی کی سفارش طلب کرتا ہے — مجھے اپنے عزت و

marfat.com

بلال کی قسم میں تیری قید کو طویل کروں گا۔

تفسیر مظہری میں بھی ایسا ہی لکھا ہوا ہے!۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے!۔ اور خواجہ حسن بصری کی طرف سے بھی یوں ہی مرقوم ہے! جب اللہ کی طرف سے قید کی مدت میں اضافہ سنایا گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:۔

یَا جِبْرِیْلُ وَهُوَ فِیْ ذَالِكَ عَنِّیْ رَاضٍ ـــــ کہ اے جبریل علیہ السلام مجھے راضی ہو گا۔

عرض کی۔ ہاں

تو پھر فرمایا۔ اِذْ لَا اُبَالِیْ ـ کہ اب مجھے کوئی افسوس نہیں۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے!

تفسیر خازن۔ وابن جریر الطبری۔ ومظہری قِیْلَ یَا یُوْسُفُ اِتَّخَذْتَ مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ـــــ کہ اے یوسف تو نے میرے سوا کسی اور کو اپنی رہائی کے لیئے وکیل بنایا ہے میں تیری قید کی مدت میں اور اضافہ کروں گا۔

قَالَ یَا رَبِّ اَنْسٰی قَلْبِیْ کَثْرَۃُ الْبَلْوٰی ـــــ عرض کی، اے میرے رب کثرت سے آنے والی بلاؤں! نے مجھے میرے دل نے بھلا دیا۔

وَلَا اَعُوْدُ ـ پھر ایسا کبھی نہیں ہوگا

حضرت جبریل علیہ السّلام نے پھر عرض کی ـــ اے یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ خَلَقَكَ ـــــ کہ تجھے کس نے پیدا کیا؟

قَالَ اللّٰه ـــ جواب دیا اللہ نے!

ارشاد ہوا ـــ فَمَنْ حَبَّبَكَ اِلٰی اَبِیْكَ

کہ کس نے تجھے باپ کا محبوب بنایا؟

marfat.com

قَالَ اللّٰہ — عرض کی اللہ نے

فرمایا — فَمَنْ اَنْجَاكَ مِنْ كُرْبِ الْبِئْرِ — کہ تجھے کس نے اندھیرے کنویں سے نجات دلائی؟

جواب دیا — اللہ نے!

قَالَ فَمَنْ عَلَّمَكَ تَاوِيْلَ الرُّؤْيَا — فرمایا، خوابوں کی تعبیر کا علم تجھے کس نے سکھایا، بتایا — قَالَ اللّٰہ، — عرض کی اللہ نے۔

قَالَ فَمَنْ صَرَفَ عَنْكَ السُّوْءَ وَالْفَحْشَا — ارشاد ہوا کہ — فحاشی و برائی تیرے پاس سے کسی نے پھیر دی؟ —

جواب دیا — اللہ نے — قال اللہ

پھر ارشاد ہوا — فَكَيْفَ اسْتَغَثْتَ بِآدَمِيٍّ۔

تو پھر تو نے میرے سوا کسی آدمی سے امداد طلب کیوں کی؟

فَبَكٰى يُوْسُفُ — یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے اور پھر اللہ کریم ہی سے اپنی رہائی کی التجا کی۔

تفسیر نسفی، تفسیر مظہری، روح المعانی اور خازن وغیرہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کی مدت سات سال لکھی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ سال پہلے گزر چکے تھے اور سات سال اور اضافہ ہو گیا۔

marfat.com

والئِ مصر کا خوابِ اور

یوسف علیہ السلام کی رہائی

القرآن المجید — اور مصر کے بادشاہ نے دربارشاہی کے اراکین، وزیروں مشیروں اور سفیروں سے کہا کہ آج رات میں نے ایک عجیب وغریب اور پریشان کن خواب دیکھا ہے — کہ سات گائیں فربہ دیکھی ہیں کہ انہیں سات گائیں دُبلی کھا رہی ہیں۔

اے میرے درباریو، میری خواب کا جواب دو اگر تم خوابوں کی تعبیر جانتے ہو۔ درباری بولے، یہ پریشان خوابیں ہوتی ہیں اور ہم ایسی پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے — اور بولا وہ جوان جس نے قید خانہ سے نجات پائی تھی دونوں میں سے — وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاوِيْلِهٖ فَارْسِلُوْنِ ! — (سورۃ یوسف آیت ۴۵) — تفسیر خازن، سورۃ یوسف — كَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الرُّؤْيَا سَبَبًا لِخَلَاصِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَام مِنَ السِّجْنِ وَ ذَالِكَ اِنَّ الْمَلِكَ لَمَّا رَاٰهَا قَلَقَ وَ اضْطَرَبَ ! — کہ جب اللہ کریم نے والئی مصر کی اس خواب کو حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ سے نکلنے کا سبب بنایا تو مصر کے بادشاہ نے جب یہ خواب دیکھا تو وہ پریشان مضطرب ہوا۔

تفسیر نسفی جز ثانی ص ۱۷۱ — لَمَّا دَنَا فَرَجَ يُوْسُفَ رَاٰى مَلِكُ مِصْرَ الرَّيَّانُ بْنُ وَلِيْدٍ رُؤْيَا عَجِيْبَةً ! — کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام

marfat.com

کی رہائی کا وقت قریب آیا تو مصر کے بادشاہ نے ایک عجیب خواب دیکھا اور اس کا نام ریان بن ولید تھا۔

تفسیر کشاف، سورۃ یوسف صہ ۴۷۴ تفسیر نسفی والے الفاظ! تفسیر ابن کثیر سورۃ یوسف صہ ۴۸۰ — ہٰذِہٖ الرُّؤْیَا مِنْ مَلِكِ مِصْرَ مِمَّا قَدَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّهَا كَانَتْ سَبَبًا لِخُرُوْجِ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ السِّجْنِ مُعَزَّزًا مُكَرَّمًا — کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف سے مصر کے بادشاہ کے اس خواب کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قید سے نکلنے کا سبب بنا دیا گیا! باعزت اور باوقار طریقہ سے!

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف صہ ۳۴ — فَلَمَّا انْقَضَتْ سَبْعَ سِنِیْنَ وَدَنَا فَرَجُ یُوْسُفَ رَاٰی مَلِكُ مِصْرَ الْاَكْبَرُ وَهُوَ رَیَّانُ بْنُ وَلِیْد — کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے قید خانہ میں سات سال گزر گئے اور ان کی خوشی ومسرت اور قید سے نکلنے کا وقت قریب آیا تو ریان بن ولید کو عجیب خواب آیا جو کہ مصر کا بادشاہ تھا!

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۳ — اَنَّهٗ تَعَالٰی اِذَا اَرَادَ شَیْئًا هَیَّاَ لَهٗ اَسْبَابًا — کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شے کو حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا سبب بنانے کا ارادہ فرمایا تو مصر کے بادشاہ کو عجیب خواب آیا!

قارئینِ کرام!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی اپنے مرشدِ پاک کی نگاہ۔ اپنی ماں کی دُعا اور اپنے استادِ گرامی حضرت صدر الافاضل کے فیض کی معرفت کہتا ہے کہ قرآنِ مجید کی ان آیات سے دو حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں!

اوّل — یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب نے ہی ابتلاء دامتحان میں

marfat.com

ڈالا تھا اور انہیں کئی طرح کی مشکلات و بلیات کے جال میں پھنسا دیا تھا اور پھر خواب ہی کو ان کی رہائی کا سبب بنایا گیا۔

دوم — یہ تمام مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ شیطان نے یوسف علیہ السلام کو اللہ کا ذکر بھلا دیا تھا مگر قرآنِ حکیم کے ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو نہیں بلکہ قید سے رہا ہونے والے ساقی کو بھلا دیا تھا کہ وہ یوسف علیہ السلام کی مظلومیت کا تذکرہ بادشاہِ مصر سے کرتا۔

جیسا کہ کلام اللہ میں ہے!

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ — اور، کہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تعبیر بتانے پر رہائی پائی تھی ایک مدت کے بعد اسے یاد آیا کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرا ذکر بھی اپنے بادشاہ سے کرنا!

قرآنِ مجید کی اس روشن حقیقت کے باوجود بھی ہمارے مفسرین کرام نے اللہ جانے شیطان کے بھلانے کی نسبت یوسف علیہ السلام کی طرف کیوں کر کر دی!

سوم — کہ ان آیات سے یہ بھی پتہ چلا کہ کسی بادشاہ کے درباری چاہے وہ امیر و کبیر ہوں یا تاجر و سوداگر اور چاہے سرمایہ دار دولت مند ہوں وہ مشکل کے وقت اپنے ہی بادشاہ کے کام نہیں آسکتے۔

اور کسی حکمران کے وزیر و سفیر و مشیر چاہے کتنے ہی دانشور و دانش مند کیوں نہ ہوں اور کتنے ہی بڑے زمیندار و مل مالکان ہی کیوں نہ ہوں اور کتنے ہی وفادار نعرے باز کیوں نہ ہوں لیکن اپنے فرمانروا کی کسی پریشانی کو دور نہیں کر سکتے — اور کسی مصیبت کا حل نہیں بتا سکتے اور کسی بیماری کا علاج نہیں کر سکتے اور کسی بحران پہ قابو نہیں پا سکتے۔ جیسا کہ والئی مصر کی پریشان کن خواب کی تعبیر کوئی درباری کوئی اس کا وزیر تک نہ بتا سکا۔

marfat.com

آخر کام آیا تو وہی حضرت یوسف علیہ السلام جن کو اسی مصر کے حکمران نے بیگناہ قید میں ڈال رکھا تھا! اور آخر اسی نے مشکل کشائی کی جس نے قید خانہ میں اعلان کیا تھا۔ عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ۔

کہ خوابوں کی تعبیروں کا علم مجھے اللہ کریم نے عطا فرمایا ہے۔ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ آج پاکستان کے وزیر و مشیر بھی سیاستدان ہونے اور ملک و ملت کا وفادار ہونے اور ملک کے ہر مسئلہ کو سلجھانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ کوئی ایسا وزیر و سفیر نہیں ملتا جو عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ کی زندہ تفسیر ہو۔

حضراتِ محترم — اب انہیں مفسرین کی اُلٹ پلٹ کو دیکھئے جنہوں نے سارا زور اس بات پہ پہلے لگا دیا تھا کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ کا ذکر بھلا دیا تھا! مگر اب وہی حضرات کرم بتا رہے ہیں کہ نہیں بلکہ شیطان نے ساقی کو بھلا دیا تھا۔

شلاً — تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف ص ۳۵

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا — مِنَ السِّجْنِ — اور قید سے نجات پانے والے کہا — وَھُوَ السَّاقِیْ — اور وہ ساقی تھا یعنی تذکرۃ الساقی یوسف — کہ وہ ساقی جسے شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا ہوا تھا۔ بعد مدت کے اسے یاد آگیا۔

تفسیر نسفی، سورۃ یوسف ص ۱۷۲ — وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا اَیْ مِنَ الْقَتْلِ مِنْ صَاحِبِ السِّجْنِ — کہ جو قتل سے بچ گیا تھا اور جس نے جیل سے رہائی پائی تھی اور وہ یوسف کا ساقی تھا۔

تَذَکَّرَ یُوْسُفَ وَمَا شَاھَدَ مِنْہُ! — یعنی اس ساقی نے

marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا اور جو اس نے قید خانہ یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر کے علم کا مشاہدہ کیا تھا وہ بھی بادشاہ کو بتایا!

تفسیر کشاف - سورۃ یوسف صد ۴۷۵

وَقَالَ الَّذِىْ نَجَا منهما ـــــ اور نجات پانے والے نے کہا ـــ ای تذکر الَّذِی نجا من القتل یوسف وشاهد منه۔

تفسیر ابن کثیر - سورۃ یوسف صد ۱۳۴

وقال الذی نجا منهما وادکر بعد امته - ای وقال الَّذِی نجا من القتل من صاحب السجن اللذین استعبر یُوسف الرویا ـــ کہ جس نے قتل سے نجات پائی تھی اور دونوں میں سے تھا جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بتائی تھی۔

وتنک ماکان لنسی امرِ یُوسف! ـــ اور اس نے یعنی ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ بادشاہ سے کیا جو وہ بھول چکا تھا۔

تفسیر خازن - سورۃ یوسف صد ۲۳۴ ـــ وَقَالَ الَّذِی نَجَامِنْهُمَا وَذَالِكَ اَنَّ الْفَتَى السَّاقِی جَثَا بَیْنَ الْمَلِكِ وَقَالَ اِنَّ فِی السِّجْنِ رَجُلًا عَالِمًا یُعَبِّرُ الرُّؤْیَا ـــ اور اس جوان ساقی نے بادشاہِ مصر کے آگے جھک کر کہا کہ قید خانہ میں ایک ایسا قیدی بھی ہے جو خوابوں کی تعبیر بھی جانتا ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صد ۱۳۴ ـــ وَقَالَ الَّذِی نَجَامنهما اَنَّ الْمَلِكَ لَمَّا سَاَلَ الْمَلَاءُ عَنَ الرُّؤْیَا ـ وَاعْتَرَفَ الْحَاضِرُوْنَ بِالْعِجزِ بِالْجَوَاب ـــ

کہ جب والئ مصر نے اپنے درباریوں سے خواب کی تعبیر پوچھی اور جب ہر ایک نے جواب دینے کے لئے اپنے عجز کا اظہار کیا ـــ تو

marfat.com

قَالَ الشَّرَابِیُ اِنَّ فِی الْحَبْسِ رَجُلاً فَاضِلاً صَالِحًا کَثِیْرُ الْعِلْمِ کَثِیْرُ الطَّاعَتِہٖ۔

شرابی۔ یعنی ساقی نے کہا۔ کہ جیل میں ایک آدمی بڑا فاضل۔ بڑا نیک۔ بڑا عالم اور اللہ کریم کی بہت زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور اسی نے ہی ہم دونوں کو خواب کی تعبیر بتائی تھی۔ فَصَدَّقَ فِی الْکُلِّ۔ اور جو کچھ اس نے کہا وہ مکمل طور پر صحیح نکلا اور ایک حرف بھی غلط نہیں ہوا۔

تفسیر ابن کثیر۔ سورۃ یوسف صہ ۴۸۰

کَانَ فِی السِّجْنِ مَعَ یُوْسُفَ وَکَانَ الشَّیْطَانُ قَدْ اَنْسَاہُ مَا وَصَّابِہٖ یُوْسُفُ۔ اور وہ دونوں یعنی ساقی اور باورچی جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھے اور اسے یعنی ساقی کو شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بات بھلا دی تھی۔

تفسیر روح المعانی۔ سورۃ یوسف صہ ۲۲۷

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْھُمَا۔ اَیْ صَاحِبَیْ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَام وَھُوَ الشَّرَابِی۔ یعنی وہ ساقی تھا۔

احسن القصص صفحہ ۱۷۳۔ وَخَرَّ السَّاقِیْ عَلٰی وَجْھِہٖ۔ اور ساقی منہ کے بل گر پڑا۔ وَبَکٰی۔ اور رونے لگا۔

بادشاہ نے پوچھا۔ مِمَّا بُکَاءُکَ۔ تو روتا کیوں ہے؟ ساقی کو مدت کے بعد یاد آیا۔ قَالَ اَیُّھَا الْمَلِکُ۔ لَا یَعْلَمُھَا وَلَا یَعْرِفُ تَعْبِیْرَھَا ھُوَ الصَّبِیُّ الْعِبْرَانِیُّ الْمَحْبُوْسِ۔ کہ اے بادشاہ، تمہارے اس پریشان کن خواب کی سوائے ایک خوبصورت نوجوان لڑکے کے کوئی نہیں جانتا جو عبرانی اور کنعانی ہے اور مصر کے قید خانہ میں بند ہے۔

marfat.com

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ

تاں اس ویلے ساقی تائیں یوسف یاد پیا سُو
او پیغام زنداں وچہ اسدا اس نوں بُھل گیا سُو

سید افتخار الحسن ۔ ساقی نے کہا ۔

قید تیری وچہ یوسف بندہ دسدا اے خواب تعبیراں
جے اک نظر کرم دی کردا بدل جاون تقدیراں

مولوی صاحب !

ساقی نے عرض کی :۔

وڈی شان تے کمال وڈیرا کیا کہاں میں شاہا
تعبیراں دا علم تمامی اس نوں معلوم آہا

دائم رحمتہ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے ۔

سیج غفلتوں ساقی دی اکھ کھُلی گلاں گزریاں سامنے آیاں نی
قیدی یار قدیم دا یاد آیا جدوں مدتاں ڈھیر وہائیاں نی
حضرت یوسف دے علم تعبیر دیاں گلاں شاہ نوں آکھ سنایاں نی
اک قیدی ہے آپ دے قید خانے حاصل اوسنوں شرف وڈائیاں نی
خاص علم جانے خواباں سفنیاں دے پیاں وچہ زندان دُہائیاں نی
شاہا بھیج میں تجھے تعبیر دساں عرضاں ادب دے نال سنایاں نی

انا انبئکم ـــــ میں اس کی تعبیر بتا دوں گا ۔
فارسلون ـــــ مجھے یوسف کے پاس بھیج دو !
کنزالایمان ۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ
وَقَالَ الَّذِی نَجَا مِنْهُمَا ـــــ یعنی ساقی !

marfat.com

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ــــ پریشان حالات۔ یا دل کے وہم و گمان ــ اور یا گڑبڑ پیدا کرنے والے خواب! فَاَرْسِلُوْنِ! جب تمام درباری اور وزراؑ و اُمراؑ خواب کی تعبیر بتانے سے عاجز آ گئے اور سب نے کہہ دیا کہ ہم ایسی گڑبڑ پیدا کرنے والی اور جھوٹی خواب کی تعبیر نہیں بتا سکتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل کے ساتھی ساقی نے شاہِ مصر سے کہا کہ مجھے قید خانہ میں حضرت یُوسف علیہ السلام کے پاس جانے کی اجازت دے دو تاکہ میں اس سے پُوچھ کر تمہارے خواب کی تعبیر بتا دوں ــــ

وَالئی مصر ریان بن ولید نے ساقی کو اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ــــ اور ان الفاظ میں یُوسف علیہ السلام کو پکارا۔

یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ۔ کہ اے یوسف، اے سچے آدمی۔ ساقی نے حضرت یُوسف علیہ السلام کو اس لئے صدّیق کہا کہ وہ اپنے اور اپنے دوسرے ساتھی باورچی کے بارے میں آپ کی سچی تعبیر کا تجربہ کر چکا تھا۔

ساقی نے قید خانہ میں جا کر حضرت یُوسف علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ کی خواب سنائی اور اس کی تعبیر پوچھی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اس خواب کی پوری تفصیل کے ساتھ تعبیر بتا دی جسے سلطنت کے امیروں ۔ وزیروں اور دوسرے تنخواہ دار درباریوں نے پریشان خیالات کا مجموعہ کہا تھا اور ذہن و دماغ کی گڑبڑ بتائی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر کا لب لباب اور ما حاصل یہ تھا کہ مصر کی پوری مملکت میں سات سال تک قحط سالی، تنگدستی اور معاشی بدحالی کا دور دورہ رہے گا۔ اور ــــ پھر

ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ
(سورۃ یوسف آیت ۴۹)

کہ پھر اس قحط سالی۔ تنگ دستی اور غلہ کی کمی کے بعد اور لوگوں کی معاشی بدحالی۔ بھوک و افلاس کے بعد ایک ایسا سال بھی آئے گا کہ خوب بارش ہو گی۔ غلہ کثیر پیدا ہو گا عوام کی آہ و فریاد بارگاہِ ایزدی میں قبول ہو گی اور لوگ انگور نچوڑ کر اپنی پیاس بجھائیں گے۔

مطلب یہ کہ۔ وہ آئندہ آنے والا سال ملک کی خوش حالی کا سال ہو گا پیداوار وافر ہو گی اور غلہ کی فراوانی کے باعث لوگوں کی تنگدستی دور ہو جائے گی۔

حضراتِ گرامی! حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے خوشحالی۔ آرائش۔ پیداوار کی زیادتی۔ بارش کا برسنا اور بھوک و افلاس کے خاتمہ کی یہ بشارت خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں نہ تھی۔ بلکہ شائد انھوں نے وحیِ الٰہی کے ذریعہ یا اپنے نورِ نبوت اور یا اپنی فراستِ ایمانی سے سمجھ لیا ہو کہ قدرت کا قانون یہی ہے کہ تنگی کے بعد فراخی ۔قحط سالی کے بعد خوش حالی اور بھوک و افلاس کے بعد آرائش و کشادگی کا آنا یقینی امر ہے۔ مثلاً۔

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۷۶ ۔ وَذَالِكَ مِن جِهَتِهِ الْوَحِيُ ۔ کہ یہ سب کچھ وحی الٰہی کی طرف سے تھا۔

تفسیر روح المعانی جزء ۱۲ صفحہ ۲۳۰ ۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاس اِنَّ ذَالِكَ بِالْوَحيِ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وحی کے طور پر تھا اور کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ۔ ان ھذہ البشارۃ لم تکن عن الوحی ۔ کہ یہ بشارت وحی کے طور پر نہ تھی۔ بلکہ یہ فطرت کی عادت پر محمول ہے جو قیامت تک جاری رہے گی۔ کہ تنگدستی کے بعد کشادگی۔

اولان السنتہ الالٰہیتہ علیٰ ان یوسع علیٰ عِبادہٖ سُبحانَہٗ بَعْدَ مَا ضیق علیم ۔۔۔۔ اور یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اپنے بندوں

marfat.com

کو تنگی کے بعد وسعت عطا فرماتا ہے۔

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف ص۳۷ ۔۔۔ وقال البیضاوی لعلہ علم ذالک بالوحی او بان السنۃ الالٰھیۃ علیٰ ان یوسع علیٰ عبادہ لا ماضیق علیہم

ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر پوچھتے وقت کہا تھا ۔۔۔ لعلّی ارجع الی الناس لعلّھم یعلمون ۔۔۔ تاکہ میں اپنے ان لوگوں اور خصوصاً والی مصر کے پاس واپس جا کر آپ کی بتائی ہوئی خواب کی تعبیر انہیں سناؤں ۔۔۔ تاکہ انہیں آپ کی قدر و منزلت کا علم ہو جائے۔

یاد رہے کہ ساقی نے دونوں دفعہ لعل کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنے ہیں شائد۔۔۔ یعنی اس نے شک کے طور پہ کہا یقینی اور قطعی طور پہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ خواب ہی ایسا تھا عوام اور خواص درباری اور وزراء بھی اس کی تعبیر جاننے میں عاجز آ گئے تھے اور بادشاہ خود بھی خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔ اور کسی نتیجہ پہ پہنچنے کا یقین نہیں تھا۔

لعلّھم یعلمون ۔۔۔ میں بھی شاید اور شک کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس لیئے کہ وہ لوگ اور خود بادشاہ آپ کے علمی کمالات اور نبوت کے معجزات کو مانتے ہیں یا نہیں۔

ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جان لیا تھا کہ کنعان کا یہ خوبصورت شہزادہ بغیر کسی جرم و گناہ کے قید خانہ میں بند کر دیا گیا ہے کیونکہ اگر یہ گنہگار ہوتا تو ہمارے خوابوں کی تعبیر جو اس نے بتائی ہے وہ سچائی پہ مبنی نہ ہوتی ۔ کیوں کہ لوگ اپنی جہالت اور غفلت کے باعث کسی انسان کی علمی قابلیت و فضیلت اور کسی نبی کے نبوت کے کمالات و معجزات دیکھ کر بھی اس کی عظمت کو نہیں پہچانتے تو شاید

marfat.com

مصر کے عوام اور درباری وزراء آپ کی شان و قدر و منزلت کو جان جائیں۔ مصر کے بادشاہ کا ساقی جب قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس نے اپنا منہ شرم کے مارے چھپا لیا کہ میرا جیل کا ساتھی یوسف پوچھے گا کہ اے دوست میں نے تجھے کہا تھا کہ اپنے بادشاہ سے میری مظلومیت و حبس بے جا کا ذکر کرنا لیکن تو نے ایسا نہیں کیا تو میں اسے کیا جواب دوں گا۔

احسن القصص صفحہ ۱۲۲۔ امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ۔

فَقَالَ یُوْسُفُ لَهٗ ۔ اِرْفَعْ کُمَّکَ ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے فرمایا۔ ذرا چہرے سے چادر کا پردہ اٹھا۔ استین کا نقاب الٹ اور رخ کا حجاب ہٹا۔ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ اَنْسَاکَ ۔ کہ اگر تو نے بادشاہ سے میرا ذکر نہیں کیا تو تیرا قصور نہیں ہے بلکہ تجھے شیطان نے بھلا دیا ہوا تھا۔

فَسَجَدَ السَّاقِیُ ۔ ساقی نے اسی وقت سجدہ کیا۔ فَرَضِیَ یُوْسُفُ عَنْهُ ! ۔ حضرت یوسف علیہ السلام ساقی سے راضی ہو گئے۔ فَقَالَ لِمَنْ سَجَدْتَ ۔ اور پوچھا تو نے کس کو سجدہ کیا ہے ؟

قَالَ لِمَنْ اَرْضَاکَ عَنِّیْ ۔

جواب دیا۔ جس نے تجھے مجھ سے راضی کیا ہے !

القرآن الحکیم ۔ وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۔ ساقی نے جب واپس جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی خواب کی تعبیر والئی مصر کو سنائی تو بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کے علمی کمال و مرتبہ کو سمجھ لیا۔ اور ان کی شان و عظمت کو جان لیا اور ساقی سے کہا کہ جاؤ اس قیدی کو میرے پاس لے آؤ۔

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ ۔ پس بادشاہ کا قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا پیغام لے کر قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام

marfat.com

نے یہ کہہ کر رہا ہونے سے انکار کر دیا - کہ جب تک بادشاہ اور مصر کے عام لوگوں کو یہ پتہ نہ چل جائے کہ مجھ پر جو بدچلنی کا الزام لگایا گیا تھا وہ بالکل غلط اور لغو تھا اور جب تک میری پاک دامنی و بے گناہی کو لوگ جان نہ لیں میں اس وقت تک قید خانہ سے نہیں نکلوں گا۔

قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ ـــ فرمایا اے قاصد اپنے بادشاہ کے پاس واپس لوٹ جا اور اسی سے پوچھ یعنی اس سے کہو کہ وہ میرے متعلق لگائے گئے الزامات کی تفتیش کر کے صحیح صورتِ حالات سے عوام کو آگاہ کرے۔

اور اگر بادشاہ میں اتنی عقل و فراست اور سوجھ بوجھ نہیں ہے کہ وہ کسی معاملہ کی تہ تک پہنچ کر کوئی فیصلہ کرے تو اسے کہو کہ اپنے درباریوں اور عہدہ داروں کی ان بیویوں اور مصر کے امیر گھرانوں کی ان معزز عورتوں سے پتہ کرے جنہوں نے پُرتکلف دعوت کھانے اور میرے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔

تفسیر کبیر جلد ۲ صہ ۱۳۷ - تفسیر مظہری سورۃ یوسف صہ ۳۷ - کہ حضرت یوسف نے مصر کی عام عورتوں کا ذکر کیا خاص کر کے زلیخا کا نام نہیں لیا - اِنَّ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاعِيْ جَانِبَ اِمْرَاَةِ الْعَزِيْزِ ـــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کی بیوی بی بی زلیخا کی طرف سے رعائت کر گئے کہ اس کا نام نہیں لیا۔

مظہری میں ہے ـــ وَلَمْ يُصَرِّحْ بِذِكْرِ امْرَأَةِ الْعَزِيْزِ اَدَبًا وَّاِحْتِرَامًا لَّهَا - کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی یعنی زلیخا کا ادب و احترام کرتے ہوئے صراحتاً اور کھل کر اس کا نام نہیں لیا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ زلیخا کا ادب و احترام اس لئے بھی تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے پاس ایک معزز مہمان کی حیثیت سے کئی سال تک رہے تھے اور پھر زلیخا نے ان کے لئے ایک علیحدہ خوبصورت محل بنوایا تھا اور

marfat.com

پھر ہر روز ان کا لباس تبدیل کرتی۔ زلفیں سنوارتی، آنکھوں میں سرمہ لگاتی تھی اور ہر وقت اُن کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتی۔ ناز اٹھاتی اور الیا حسین وجمیل محبوب پاکر اپنی قسمت پر فخر کرتی تھی۔ اور دوسری وجہ ادب واحترام کی یہ بھی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تھا کہ زلیخا مجھ سے اور میرے عشق کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور صبح و شام میرے ذکر سے اپنا دل بہلاتی رہتی ہے تو اس محبت کا ادب اور اس عشق کا احترام کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا نام نہیں لیا تھا۔

اور زلیخا کو بھی جب یہ پتہ چل گیا کہ یوسفؑ نے تعظیم کے طور پہ اور میری محبت کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے میرا نام نہیں لیا اور مجھے مزید رسوا ہونے سے بچا لیا ہے تو زلیخا نے بھی فیصلہ کر لیا کہ بادشاہِ مصر کی تفتیش کرنے کے دوران میں سارے شہر کو امیرزادیوں اور شاہی درباریوں کے سامنے اصل حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے اس بات کا کھلے لفظوں میں اعتراف کروں گی کہ میں نے ہی یوسف کو پھسلانے۔ فحاشی کے جال میں پھنسانے۔ اسے غلط راستہ پہ چلانے اور اس کی مقدس پیشانی پہ گناہ و معصیت کا داغ لگانے کی کوشش کی تھی۔ اور یوسف حق پرست ہے۔ سچا ہے۔ بے عیب ہے۔ بے قصور ہے اور اسے حبسِ بے جا میں قید خانہ میں رکھا گیا ہے۔

اور میں یہ برملا کہوں گی۔

بِاَنَّ الذَّنْبَ كُلَّهٗ كَانَ مِنْ جَانِبِهَا۔ کہ ہر قسم کی خطا میری طرف سے ہوئی ہے! وَاَنَّ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مُبَرَّاً عَنِ الْكُلِّ!

۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر عیب سے بری اور ہر خطا سے پاک ہے!

مظہری میں یوں ہے۔ فيه دليل على انه ينبغي ان يجتهد الرجل في نفي التهمت عن نفسه۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل سے رہا ہونے کے انکار سے یہ بات دلیل ہے اس بات کی کہ ہر انسان کو اپنے اُوپر لگائی

marfat.com

گئی تہمت کو مٹانے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے! ۔۔۔ لَا سِیَّمَا مَنْ کَانَ مِمَّنْ یُقْتَدٰی بِہٖ! ۔۔۔ خاص کر ان حضرات کو جن کی لوگ اقتدا کرتے ہیں مثلاً عالم دین۔ مسجد کے خطیب۔ حافظِ قرآن اور مبلغ اسلام کو تو ضرور ایسا کرنا چاہیئے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دفع تہمت کرنا ضروری ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ سے رہا ہونے سے انکار کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی مقدس پیشانی پر فحاشی کا غلط دھبہ لے کر مصر کے عوام کے سامنے جانا نہیں چاہتے تھے اور اپنے پاک و مطہر دامن پر گناہ و معصیت کے داغ کے ساتھ لوگوں کو منہ دکھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور یہ وجہ ہے بھی عمدہ ۔۔۔ اس لیئے کہ اگر وہ اس لغو اور بے ہودہ الزام کے ساتھ ہی رہا ہو کر عوام کے سامنے آتے تو لوگ یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ یہ وہی قیدی ہے جو بادشاہ مصر کی بیوی کی عزت پر حملہ آور ہونے کے جرم میں بارہ سال سزا بھگت کے آیا ہے۔

اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ ۔۔۔ فرمایا کہ میرا رب تو مصر کے امیر گھرانوں کی عورتوں اور سرکاری افسران کی بیویوں کے مکر و فریب کو تو جانتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ والئی مصر کو بھی علم ہو جائے کہ یوسف کو قید خانہ میں بند کر دینے کا میرا فیصلہ غلط تھا اور میں نے کنعان کے خوبصورت جوان کو بارہ سال حبس بے جا میں رکھ کر اس پر ظلم کیا ہے!

حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کی شرط سن کر ریان بن ولید نے ان چالیس عورتوں کو شاہی دربار میں بلوایا اور پوچھا۔

"بتاؤ تمہارا اس وقت کنعان کے اس حسین و جمیل نوجوان کے متعلق کیا خیال اور کیا کام و ارادہ تھا جب تم نے یوسف کو اپنی اپنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لیئے اس کا دل لبھایا تھا اور اسے فحاشی کے جال میں پھنسانے کی کوشش کی تھی! تو ان تمام

عورتوں نے متفقہ طور پر جواب دیا ۔ قلن حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء ۔ کہ اللہ کریم کی ذات پاک و مطہر ہے ہم نے یوسف میں کوئی تبدیلی نہیں پائی۔

اور پھر عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا سے پوچھا کہ سچ سچ اصل واقعہ کی تفصیل بیان کی جائے تاکہ اس جوان کے متعلق جو شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے ۔ تو عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا نے کھل کر بیان کیا کہ اب اصل حقیقت کھل گئی ہے اور رازِ ہائے بستہ کی نقاب کشائی ہو چکی ہے ۔ تو میں اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے ہی یوسف کو ورغلانے کی کوشش کی تھی اور میں نے ہی اس خوبصورت جوان کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اور اس کی محبت میں بے خود و فنا ہو کر اسے غلط راستہ پر لانے کا ارادہ کیا تھا۔

وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۔ اور یہ یعنی یوسفؑ سچا ہے ۔

مولوی مرحوم

اوہ سچا میں جھوٹی شاہا وچہ میرے بُریائی
اوہ خود پاک فرشتہ نوری اس وچہ عیب نہ کائی

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ قرآنِ مجید کے اس ایمان افروز واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب والئ مصر نے اپنی خواب کی صحیح تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا حکم صادر کیا اور قاصد نے جب انہیں قید خانہ میں جا کر رہائی کا پیغام سنایا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ فرما کر رہا ہونے سے انکار کر دیا ؎

بگفتا من چہ آیم سوئے شاہے
کہ چوں من لے کسی را بے گناہے

marfat.com

بزنداں سالہا محبوس کردست

ز آثارِ کرم مایوس کردست

کہ میں قید خانہ سے کیوں کر اور کیسے رہا ہو کر بادشاہ کے پاس جا سکتا ہوں

کہ جب اس نے مجھے بے خطا و بے گناہ کو کئی برسوں سے قید کر رکھا ہے۔

اور اگر مصر کا بادشاہ مجھے اس غم خانہ یعنی قید خانہ سے رہا کرنا ہی چاہتا ہے

— تو پھر اسے یہ بتانا ہوگا۔

کہ جرم من چہ بود از من چہ دیدند

چرا رختم سوئے زنداں کشیدند

کہ میرا جرم کیا تھا جس کی سزا میں مجھے قید خانہ میں رکھا گیا اور مجھ میں کون سی

خرابی دیکھی گئی تھی کہ جس کی پاداش میں مجھے جیل میں ڈال دیا گیا تھا!

اور پھر جب بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے یہ شرط پہنچی تو اس

نے مصر کی ان چالیس عورتوں کو دربار میں بلوایا جنھوں نے زلیخا کی طرف سے دی گئی دعوت

میں حسنِ یوسف کو دیکھ کر محویت کے عالم میں اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ ——

—— مصر جیسے مہذب و متمدن شہر کی امیر گھرانوں کی خوبصورت عورتیں حاضر ہوئیں

جن میں شاہی دربار کے عہدہ داروں کی بیویاں بھی تھیں!

شاہ مصر نے ان سے گزشتہ واقعہ کی تفصیل پوچھی تو سب نے جواب دیا۔

زناں گفتند کای شاہِ جواں بخت

بتو فرخندہ ترہم تاج و ہم تخت

کہ اے ہمارے بادشاہ سلامت آپ کا تخت و تاج ہمیشہ قائم و دائم رہے!

ز یوسف ہیچ ناپاکی ندیدیم

بجز عزو شرفناکی ندیدیم

marfat.com

کہ ہم نے یوسف سے کوئی ناپاک حرکت نہیں دیکھی بلکہ ہم نے تو اس میں عزت و شرف اور طہارت و پاکی کے سوا اور کچھ بھی نہیں دیکھا۔

نباشد در صدف گوہر چناں پاک

کہ بود از تہمت آں جانِ جہاں پاک

کہ اے سلطنت مصر کے بلند اقبال شہنشاہ کسی صدف یعنی سیپی میں کوئی موتی اتنا پاک نہیں ہوتا جتنا کہ یہ یعنی یوسف تہمت سے پاک ہے۔ اور پھر بادشاہ نے زلیخا سے سوال کیا کہ یوسف کے بارے میں بیان کر اور اصل حقیقت سے آگاہ کر کہ یوسف کہاں تک سچا اور پاک دامن ہے۔ تو زلیخا نے بھی صحیح صورت حال بیان کرتے ہوئے بھری بزم میں اپنی غلطی و لغزش کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

بگنہ نیست یوسف را گنہ ہے

منم در عشق او گم کردہ راہے

کہ یوسف کا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ میں ہی اس کے عشق میں وارفتہ ہو کر راستہ بھول گئی تھی ـــ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ـــ اور وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام سچا ہے۔

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف صـ ۳۸ ـــ فِیْ قَوْلِہٖ ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ ـــ کہ جب میں نے یوسف پر خیانت کرنے کا الزام لگایا تھا اور اس پر فحاشی کی تہمت لگائی تھی تو اس نے میری طرف اشارا کر کے کہا تھا کہ اس یعنی زلیخا نے مجھے ورغلانے کی کوشش کی تھی اور مجھے فحاشی کے جال میں پھنسانے کا ارادہ کیا تھا تو اس نے سچ کہا تھا!

القرآن ـــ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ! ـــ اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ پیغامات اور رہا ہونے کی یہ شرط میں نے اس لئے

marfat.com

لگائی تھی کہ تاکہ عزیزِ مصر کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی عدم موجودگی میں میں نے کوئی بھی خیانت نہیں کی تھی اور میں نے اس کی عزت و آبرو پر یعنی زلیخا پر اپنی طرف سے بری نیت کا اظہار نہیں کیا تھا اور مجھ پر جو الزامات لگائے گئے ہیں میں ان سے پاک ہوں!

حضرت یوسف علیہ السلام کو اس بیان میں جب اپنا کمال نظر آیا اور اپنی نیکی کا وصف دکھائی دیا تو خیال آیا کہ اس میں تو خود پسندی کی جھلک پائی جاتی ہے اور خود پسندی کا شائبہ نمایاں ہوتا ہے تو فوراً فرما دیا ۔۔۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔۔۔ کہ زلیخا کے جال سے بچ نکلنا اور بدی و فحاشی کے جال کو توڑ دینا اور اپنے آپ کو بدکاری سے محفوظ رکھنا یہ میرا ذاتی کمال نہیں ہے اور مجھے میری بے گناہی پر ناز نہیں ہے اور میں اس بے حیائی سے بچ نکلنے کو اپنے نفس کی خوبی نہیں سمجھتا بلکہ یہ سب کچھ میرے رب کے رحم و کرم کی بدولت ہوا اور اسی کے لطف و کرم سے میں ہر قدم پہ ہر لغزش سے دور رہا ہوں۔

والیٔ مصر کو جب مصر کی عورتوں اور خصوصاً اپنی بیوی زلیخا کے بیان سے پتہ چلا کہ یوسف کا دامن ہر الزام سے پاک ہے اور اس نے کوئی خیانت نہیں کی اور نہ ہی اس نے میری آبرو لوٹنے کا ارادہ کیا تھا اور اس پر جتنے بھی الزامات لگائے گئے ہیں سب جھوٹے ۔۔۔ لغو اور غلط ہیں تو دوسرا فرمان جاری کیا۔

القرآن المجید ۔۔۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۔۔۔ کہ اس یوسف کو قید خانہ سے میرے پاس لاؤ تاکہ میں اسے اپنے خاص درباریوں میں شامل کر لوں!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا نے مصر کی عورتوں کی یوسف کے متعلق رائے عزیزِ مصر کو نہیں بتائی تھی کہ یہ یوسف بشر کی جنس سے نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی مکرم فرشتہ ہے ۔۔۔!

marfat.com

اگر زلیخا عزیز مصر کو مصر کی دانشور خواتین کی بیان کردہ یوسف علیہ السلام کی صفات بتا دیں تو ہیں تو بہت ممکن تھا کہ کنعان کے شہزادہ کے لیئے مصر کے قید خانہ کا دروازہ نہ کھلتا۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل، عزم و استقلال اور حوصلہ و مضبوط ارادہ کی تعریف کرتے ہوئے جس حسین انداز میں تحسین و آفرین کے پھول نچھاور کئے ہیں ان سے حضرت یوسف علیہ السلام کا مقدس دامن نہ صرف کسی گناہ کے داغ سے محفوظ ثابت ہو جاتا ہے بلکہ ان کے عالی مرتبت نبوت کے نشانات بھی کھل کر سامنے آجاتے ہیں

مثلاً ۔ بخاری شریف جلد ا صفحہ ۴۷۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا :۔

وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِی الدَّاعِی لَاَجَبْتُہٗ ۔ کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی جگہ مصر کے قید خانہ میں میں ہوتا اور پھر میرے پاس مصر کے بادشاہ کی طرف سے کوئی رہائی کا پیغام لے کر آتا تو میں فوراً اسے جواب دے دیتا یعنی بہت جلدی رہا ہو جاتا

(حاشیہ ۷) اَیْ لَاَسْرَعْتُ الْاِجَابَۃَ فِی الْخُرُوْجِ مِنَ السِّجْنِ فَوَصَفَہٗ بِشِدَّۃِ الصَّبْرِ ـــــ اور جتنی مدت وہ قید میں رہے اتنی مدت میں رہا ہوتا۔

وَذَالِکَ عَنْہُ عَلٰی سَبِیْلِ التَّوَاضُعِ ـــــ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا بطورِ تواضع کے تھا۔

مولانا محمد اسحق رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں ـــ لِشِدَّۃِ الشَّوْقِ اِلَی التَّبْلِیْغِ ـــ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لیئے فرمایا کہ تاکہ

marfat.com

قید خانہ سے جلدی رہا ہو کر اسلام کی تبلیغ کرتا ! مطلب یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی چاہئیے تھا کہ قید خانہ سے جلدی رہا ہو کر آزاد ہو کر اور باہر جا کر پتھروں کی پوجا کرنے والوں میں توحید باری تعالیٰ کی تبلیغ کرتے اور مصر کے گمراہ لوگوں کو رشد و ہدایت کا راستہ بتاتے۔ جس طرح کہ انہوں نے قید خانہ میں قیدیوں میں تبلیغ کی تھی !

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۸۰ حاشیہ ۸ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ اَیْ لَاَسْرَعْتُ اِلَی الْاِجَابَۃِ اِلَی الْخُرُوْجِ مِنَ السِّجْنِ۔

کہ رہائی کا پیغام لانے والے کو میں فوراً جواب دیتا کہ میں رہا ہونے کو تیار ہوں — وَصَفَ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسلم یُوْسُفَ عَلَیْہِ السلام بِالْاَنَاۃِ وَ الصَّبْرِ — کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بردباری یعنی قوتِ برداشت اور ان کے صبر و حوصلہ کی صفت بیان کی ہے۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ تفسیر سورۃ یوسف۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کریم بن کریم بن کریم بن الکریم بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں — وَلَوْ لبثت فی السجن مالبثت یوسف ثم جاءنی الرسول اجبت — کہ اگر قید خانہ میں میں ہوتا جتنا عرصہ کہ یوسف علیہ السلام رہے ہیں اور پھر میری طرف رہائی کا پیغام لیکر کوئی قاصد آتا تو میں فوراً رہا ہو جاتا۔

حاشیہ ۷ مدارک میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — لَقَدْ عجبت من یوسف وکرمہ وصبرہ اللّٰہ لیغفر لہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسنِ کردار اور اس کے صبر پہ میں حیران ہوں کہ اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے کہ جب عزیز مصر نے پریشان کن خواب دیکھی

marfat.com

تھی اور پھر انہوں نے جب اس خواب کی صحیح تعبیر بتا دی تھی تو انہوں نے یہ کہہ کر رہا ہونے سے انکار کر دیا تھا کہ جب تک عزیز مصر کو میری بے گناہی کا یقین نہ ہو جائے اور جب تک مصر کے امیر گھرانوں کی دانشور خواتین میری پاک دامنی کی گواہی نہ دے لیں اور جب تک زلیخا اپنے جرم کا اقرار نہ کر لے میں قید خانہ سے رہا نہیں ہوں گا۔ — وَلَوْ کنت ما اخبرتھم حتّی اشترط ان یخرجونی من السجن — اور، اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ قید خانہ میں میں ہوتا تو میں ان کو خواب کی تعبیر ہرگز نہ بتاتا جب کہ میں قید خانہ سے رہا ہونے کی شرط نہ لگواتا۔

مطلب یہ کہ پہلے مجھے رہا کیا جائے تو بعد میں خواب کی تعبیر بتاؤں گا۔

مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ ۔ وَلَوْ لبثت فِی السجن طول لبثت یُوسُف عَلَیۡہِ السلام لَا جبت الداعی!

قارئین کرام — امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیثِ مبارکہ کو ہمارے مفسرین کرام نے بھی اپنی اپنی تفسیر میں نقل کر کے کئی شکوک وشبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔

مثلاً — تفسیر نسفی جز ۲ صفحہ ۱۷۳ - امام النسفی رحمتہ اللہ علیہ ۔ تفسیر مظہری جز ۲ صفحہ ۱۳۷، القاضی محمد ثناء اللہ الحنفی المظہری النقشبندی المجددی رحمتہ اللہ علیہ

عَنْ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ عَنْ النَّبِیِ صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وسلَّم عُجِبْتُ لِصَبْرِ اَخِیۡ یُوسُف — کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر وتحمل پر مجھے تعجب ہے۔ اور میں حیران ہوں، و کرمہ۔ اور ان کے کرم پر تعجب ہے — اللہ کریم ان کی بخشش فرمائے کہ جب ان کی رہائی کا پیغام آیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

marfat.com

وَلَوْ كُنْتُ لَا اَفْعَلُ حَتّٰى اٰخُذَ — کہ اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا تو میں انکار نہ کرتا۔

اور انھوں نے اپنا عذر بیان کر دیا۔

وَلَوْ كُنْتُ اَنَا لَبَادَرْتُ الْبَابَ — اور اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا تو میں رہائی کا پیغام سن کر دروازہ کی طرف دوڑ پڑتا۔

وَلَوْ كُنْتُ فِي السِّجْنِ مَكَانَهٗ وَلَبِثْتُ مَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ يُوْسُفُ — کہ اگر قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا اور جتنی مدت وہ قید میں رہے اتنی مدت اگر میں رہا ہوتا تو میں جلدی نکل جاتا — وَبَادَرْتُهُمُ الْبَابَ — اور آگے آگے دروازہ پہ پہنچ جاتا۔

قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت یوسف علیہ السلام کے حال پر تعجب کرنا اور یہ فرمانا کہ اگر ان کی جگہ میں ہوتا تو فوراً رہا ہو جاتا اور کوئی عذر پیش نہ کرتا۔

مبنی علی کمال نزولہ — کہ یہ آپ کے مرتبۂ کمال نزول پہ دلالت کرتا ہے۔

ولیقول السید الافتخار الحسن النقشبندی المجددی بل مبنی علی کمال التواضع — اور سید افتخار الحسن نقشبندی مجددی کہتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کہنا کہ میں اجابت قبول کر لیتا، آپ کے کمالِ تواضع پہ دلالت کرتا ہے؟

تفسیر جامع البیان۔ سورۃ یوسف ص ۱۳۹ جلد ۱۱۔ حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ۔ فرمایا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے يَرْحَمُ اللّٰهُ يُوْسُفَ اِنْ كَانَ ذَا اَنَاةٍ — کہ اللہ کریم یوسف علیہ السلام

marfat.com

پر رحم فرمائے وہ بڑے بردبار تھے۔

لو کنت انا المحبوس ــــ کہ اگر میں قید خانہ میں قید ہوتا تو اپنی رہائی کا پیغام سن کر فوراً رہا ہو جاتا ـــــ ان کان لحلیما ذا اناۃ ـــــ وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام بڑے حلیم اور بردبار تھے۔ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ۔

تفسیر کشاف، سورۃ یوسف صفحہ ۲۸۸ ـــ جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ ـــــ وَلَوْ كُنْتُ مَكَانَهُ، لَأَسْرَعْتُ الْإِجَابَةَ، وَبَادَرْتُهُمُ الْبَابَ ـــــ وَإِنْ كَانَ لَحَلِيمًا ذَا أَنَاةٍ

تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ ـــ المسمیٰ معالم التنزیل علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن رحمۃ اللہ علیہ ـــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ لو لبثت فی السجن طول لبث یوسف لاجبت الداعی ـــــ لھذا الحدیث فیہ بیان فضل یوسف وبیان قوۃ صبرہ وثباتہ ـــــ کہ اس حدیث پاک میں حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت اور ان کی قوتِ صبر اور ثابت قدمی کا بیان ہے۔

فاثنیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یوسف وبین فضیلتہ، وحسن صبرہ علی المحنتہ والبلاءِ ـــــ کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدح وثنا اور ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور مصائب ومشکلات میں ان کے صبر وتحمل کی تعریف کی ہے!

تفسیر روح المعانی جز ۱۲ صفحہ ۲۳۳ ـــــ السید محمود آلوسی

maarfat.com

رحمۃ اللہ علیہ۔ عَنْ ابنِ عباس وَابن مسعود عنہ۔ اَنَّہٗ قَالَ لَقَدْ عجبت من یوسف وکرمہ وصبرہ واللہ تعالیٰ لیغفرلہٗ ــــ کہ مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کے لطف وکرم اور اُن کے صبر وتحمل پر تعجب ہوتا ہے کہ اپنی رہائی کا پیغام سن کر انہوں نے انکار کر دیا۔

ولوکنت مکانہٗ ــ اور اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا ــــ کانَ تَوَاضعا منہ ــ یعنی یہ بطور تواضع فرمایا تھا ــــ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے رہا ہونے سے پہلے اس لیے بھی انکار کر دیا تھا ــ خشی اَنْ یَخرجَ ساکِتاً عَنْ اَمْرِ ذَنْبِہٖ غَیْرَ بَرٰٓأتِہٖ ــــ کہ انہیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خوف تھا کہ اگر میں اپنے مقدس دامن پر گناہگاری کا داغ لے کر اور اپنی برأت کا ثبوت نہ دیکر خاموشی سے اسی حالت میں رہا ہو جاؤں تو حاسد لوگ مجھ پر اور بھی طعنہ زنی کریں گے۔

وَنَظَرَ النَّاسُ اِلَیْہِ بِعَیْنِ الْاِحْتِقَارِ ــــ اور مصر کے گرد و نواح کے لوگ مجھے گنہگار سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔

فَلَا یُلِیق کلامہٗ فی قلوبہم ــــ اور میں ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کروں گا اور انھیں خدا تعالیٰ کی توحید کا راستہ بتاؤں گا تو میری کلام ان کے دلوں میں گھر نہیں کریگی ــ اور میری دعوت کو یہ لوگ قبول نہیں کریں گے۔

جیسا کہ طبرانی صفحہ ۱۳۹ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل ہے ــ لَو خرج یوسف یومئذ قبل ان یعلم الملک بشانہٖ ما زالت فی نفس العزیز حاجتہٗ یقول ھذا الذی راود امراتہٗ ــــ کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام اسی وقت، اسی الزام اور اسی بدنامی کا داغ اپنے دامن پر لیے اسی دن رہا ہو جاتے تو نہ صرف مصری عوام کے دلوں میں انکے

متعلق شکوک و شبہات کے نقوش ہمیشہ کے لیے ثبت ہو جاتے بلکہ عزیز مصر کے نزدیک بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی وہ عزت و تکریم نہ رہتی جو اپنی خواب کی تعبیر سن کر ان کی شان و شوکت اس کے دل میں پیدا ہو چکی تھی!

اور جب بھی کبھی عزیز مصر کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہوتا تو وہ فوراً کہہ دیتا کہ یہ وہی یوسف ہے جس نے میری بیوی کی عزت پر حملہ کیا تھا۔

marfat.com

قید سے رہائی

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ــــ اور بادشاہ بولا انہیں یعنی یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انہیں اپنے خاص درباریوں میں شامل کروں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھی ساقی نے جب والئ مصر کی خواب کی تعبیر یوسف علیہ السلام سے پوچھ کر اسے بتائی تو اس کے دل میں ان کی قدر و منزلت اور عقیدت و محبت پیدا ہو گئی۔

اور امام رازی کے نزدیک اس کی کئی وجوہات تھیں، پہلی وجہ ــ حضرت یوسف علیہ السلام کا علمی کمال دیکھ کر ــ وَذَالِكَ لِأَنَّهُ عجز القوم عن الجواب ــ اور یہ اس لئے کہ جب مصر کے عوام اور دربار شاہی کے وزراء و اُمراء بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتلانے سے عاجز آ گئے تھے تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ہی یہ مشکل حل کر کے اس کی پریشانی کو دور کیا تھا۔ اس کمال کو دیکھ کر ــ مَالَ الطَّبْعُ اِلَيْهِ ــ بادشاہ کی طبیعت یوسف علیہ السلام کی طرف مائل ہو گئی۔

دوسری وجہ ــ اَنَّهُ عَظَّمَ اِقْتِدَارَهُ فِي صَبْرِهِ وَثَبَاتِهِ ــ کہ بادشاہ نے جب یوسف علیہ السلام کا صبر ملاحظہ کیا اور ان کی شان اور ثابت قدمی دیکھی تو اس کے دل میں ان کی عقیدت و عظمت اور بڑھ گئی کہ یہ عجیب جوان ہے کہ قید خانہ کے مصائب بڑے ہی صبر و سکون کے ساتھ برداشت

marfat.com

کرتا چلا آرہا ہے۔

لَمَّا اُذِنَ لَہٗ فِی الْخُرُوْجِ مَا اَسْرَعَ اِلَی الْخُرُوْجِ بَلْ صَبَرَ وَ تَوَقَّفَ ـــ اور جب میں نے اس کی رہائی کا حکم دیا تھا تو اس نے رہا ہونے میں جلدی نہیں کی تھی بلکہ صبر و توقف کر کے اپنی رہائی کی یہ شرط لگادی تھی کہ جب تک میرے دامن میں لگے ہوئے تہمت کے داغ نہ دھوئے جائیں گے میں رہا نہیں ہوں گا۔

تیسری وجہ ـــ اِنہ عظم اعتقادہٗ فِی حسن ادبہٖ ـــ ـــ یہ تھی کہ مصر کے بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کا حسن ادب دیکھا تو اُن کی محبت و عقیدت کے جال میں پھنس کے رہ گیا۔ اور یہ ایسا اس لیے ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کی ان عورتوں کے متعلق فرمایا تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے بی بی زلیخا کا نام نہیں لیا تھا حالانکہ یہ تمام مصائب و مشکلات اور قید خانہ کی سزا صرف زلیخا کی طرف سے تھی۔

اور جب عزیز مصر کو حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی ـ بے گناہی اور طہارت و پاکیزگی کا پوری طرح یقین ہو گیا تو ان کی رہائی کا فرمان جاری کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا کہ کنعان کے اس خوبصورت شہزادہ کو مصر کے قید خانہ سے بڑی شان و شوکت اور شاہی جلوس کے ساتھ شہر میں لایا جائے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ـ وکان بَیْنَ مصر والسجن اربعۃ فراسخ ـــ کہ شہر اور قید خانہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ تھا۔

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف صفحہ ۱۴۰ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۰ ـــ

فلما جاء الرسول یوسف فقال لہ اجب الملک الآن ـــ پس جب عزیز مصر کا قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس نے کہا ـ کہ ابھی بادشاہ کے فرمان کی تکمیل کرتے ہوئے قید خانہ سے رہا ہونے کی تیاری کرو۔

marfat.com

تفسیر کبیر کے الفاظ یہ ہیں — ان الوصول قال لیوسف قم الی الملک — کہ بادشاہ کا پیام رساں جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اٹھیئے اور عزیز مصر کے پاس چلیئے اس نے آپ کو یاد کیا ہے۔

تفسیر کشاف۔ سورۃ یوسف صفحہ ۳۸۳۔ کنعان کا حسین و جمیل شہزادہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جو جرم و گناہ کئے بغیر مصر کے قید خانہ میں لمبی مدت کی سزا کاٹ رہے تھے بادشاہ کا پیغام سن کر اٹھے! ثم اغتسل و تنظف من دون السجن ولبس لباسا جدیدًا — اور پھر غسل کیا اور جیل کے کپڑے اتارے اور نیا اور صاف ستھرا لباس پہنا اور قید خانہ سے باہر تشریف لے آئے! گویا کہ — شب تاریک کے بعد طلوع سحر ہو گئی اور خزاں کے بعد نسیم صبح بہاراں چلنے لگی اور دن رات چلنے والے مسافر کو منزل مقصود مل گئی اور کئی سال قید خانہ میں رہنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو رہائی حاصل ہو گئی۔

ادھر مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے استقبال کیلئے راستہ کے دونوں طرف خوبصورت محرابیں کھڑی کر دی تھیں! بلند و بالا دروازے سجا کر لگا دیئے تھے! اور ہزاروں غلام ہاتھوں میں رنگ برنگیاں جھنڈیاں لیئے ادب و تنظیم کے ساتھ کھڑے تھے۔ اور سارے راستہ پر خوبصورت فرش بچھا دیئے گئے تھے اور موتیوں سے مرصع لباس انہیں پہنایا گیا اور مالک بن زعر کی طرح ایک اور بھی حسین بنایا گیا۔

مولانا جامی اس دلچسپ منظر کو یوں بیان کرتے ہیں

دو رویہ تا بہ زندان ایستادند

تحمل ہائے سود را عرضہ دادند

marfat.com

چہ از زریں کمر بر کش غلاماں
ہمہ در خلعت زر کش خراماں
فرازِ مرکبش از پائے تا فرق
تو گوئی گشتہ در زر و گہر غرق

کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری کے لیئے شاہی اصطبل کے ایک گھوڑے کو سر سے پاؤں کو لعل و گہر کے زیورات پہنا کر قید خانہ بھیجا گیا! اور قید خانہ سے لیکر مصر شہر تک ہر چوک میں مشک و عنبر کے فوارے لگا دیئے گئے تھے۔ اور اطلس و کمخواب کے ریشمی فرش بچھا دیئے گئے تھے اور خوشی و مسرت کے نغمات گانے والے شہر کے ہر موڑ میں کھڑے کر دیئے تھے۔ اور پر کیف و پُر سُرور اور مسحور کُن ساز بجانے والے چنگ و رباب سنبھال کر شہر کے ہر بازار پر پورے ادب و احترام کے ساتھ منتظر کھڑے تھے! اور شاہی لشکر کا چاق و چوبند دستہ سلامی دینے کے لیئے شہر کے بڑے دروازہ پر کھڑا کر دیا گیا تھا۔

چنانچہ۔ اس شان و شوکت اور عظمت و جلال کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے قید خانہ سے باہر نکلے تو دروازہ پر یہ عبارت لکھ آئے۔

تفسیر کبیر جلد جلد ۵۔ صفحہ ۱۴۰ تفسیر مظہری ص ۱۴۰ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۲۷

کتب علی باب السجن ھذا قبور الاحیاء وبیت الاحزان — کہ قید خانہ یعنی جیل۔ زندوں کا قبرستان اور غموں کا گھر ہے!

دوستوں کی آزمائش اور دشمنوں کے لیئے خوشی کا مقام ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول ہیں۔ ہزاروں مصائب کو بڑے حوصلہ و صبر سے برداشت

marfat.com

کرنے والے خداوندِ کریم کے ایک پیارے نبی ہیں جن کے پاکدامنی کے طہارت و پاکیزگی اور عصمت و بے گناہی کی تعریف کرتے ہوئے اللہ کریم نے قرآنِ مجید میں ان کے قصّہ کو احسن القصص یعنی سب سے سوہنا قصّہ قرار دیا ہے!

اور پھر مصر کے قید خانہ میں فرشتے ان کی دلجوئی کرنے والے قیدی ان کا ادب و احترام کرنے والے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کا دل بہلانے والے تھے لیکن پھر بھی انہیں یہ لکھنا پڑا کہ جیل ۔ زندوں کا قبرستان اور دکھوں اور غموں کا گھر ہے تو پھر عام قیدیوں کا کیا حال ہوتا ہوگا!

marfat.com

جیل کی کہانی!
میری اپنی زبانی

قارئینِ کرام!

میری کئی تقریروں کو خلاف قانون اور باغیانہ قرار دیتے ہوئے مختلف مقدمات میں مجھے تقریباً ساڑھے تین سال مختلف جیلوں میں رہنا پڑا۔ اور کتنی مرتبہ مجھے حدود کمیٹی میں پابند کر دیا گیا اور کئی بار مجھے مکان میں نظر بند کر دیا گیا۔

اس لمبی داستان میں سے میں آپ کو ایک جیل کی کہانی اپنی زبانی سنانا چاہتا ہوں ۔ سکندر مرزا کا دورِ حکومت تھا جو پاکستان کی تاریخ میں ایک مایوس کن اور سیاسی بحران کا دور تھا ہر طرف نحوست و ہیبت چھائی ہوئی تھی اور ملک میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔

اور جہاں سیاسی طور پر ملک سینکڑوں خرابیوں کی خرابیوں میں جکڑا ہوا تھا وہاں مذہبی طور پر بھی انتشار و افتراق کے جال میں پھنسا ہوا تھا۔

کیونکہ۔ پاکستان کا گورنر جنرل شیعہ۔ سکندر مرزا پنجاب کا گورنر اختر حسین شیعہ۔ نواب مظفر حسین شیعہ۔ انسپکٹر جنرل پولیس سید عنائیت علی شاہ شیعہ۔ وزیر مالیات کرنل عابد حسین شیعہ! اور مقامی طور پر اس وقت کے لائلپور کا پولیس کپتان رمضان شاہ شیعہ۔ ڈپٹی اور سٹی انسپکٹر شیعہ۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ایک

maarfat.com

نامور صحافی۔ زندہ دل ادیب اور خوش مزاج شاعر اور تحریک پاکستان کا ایک عظیم رہنما کار جناب خلیق قریشی مرحوم نے اپنے روزنامہ اخبار "عوام" میں ایک اداریہ بعنوان، "پاکستان ایران کے نقش قدم پر" لکھا تھا۔ اور کسی حد تک یہ ٹھیک بھی تھا اس لیئے کہ عوام میں یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ۔۔۔ پاکستان کو شیعہ اسٹیٹ بنانے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔

چنانچہ لائلپور کے شیعہ راہنماؤں نے یہ سمجھ کر کہ اب تو حکومت ہی اپنی ہے پورے پاکستان میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بازاری اور غلیظ زبان استعمال کرنی شروع کر دی اور اُن کی شان و عظمت کے خلاف سوقیانہ حملے کرنے کی ابتداء کر دی یہاں تک۔ کہ امین پور بازار کے امام باڑہ میں شیعہ مبلغ مولوی خادم حسین نے ناموسِ صحابہ کرام پر تنقید کرتے ہوئے بازاری زبان کی انتہا کر دی! شیعہ مولوی کی اس گستاخی پر شہر بھر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور عظمت صحابہ کرام کے رکھوالوں کے دل تڑپ اٹھے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

شہر میں کئی احتجاجی جلسے ہوئے اور بے ادب مولوی کو گرفتار کروانے کی کئی قرار دادیں پاس ہوئیں مگر شیعہ حکام جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے اہل سنت کی اکثریت کے مطالبہ کو نظر انداز کرتے رہے۔

مستری محمد دین مرحوم و مغفور میرے ایک خاص عقیدت مند تھے اور منصور آباد کی جامع مسجد الفردوس کی بنیاد رکھنے والے تھے اور سچے دین پرست بھی تھے میں نے ان سے کہا کہ شیعہ مذہب کی چند کتابیں چاہئیں تو وہ مجھے لاہور لے گئے اور کتب خانہ اثنا عشریہ سے بڑی بڑی معتبر کتابیں لے دیں! جمعۃ المبارک کا دن تھا اور طارق آباد کی جامع مسجد نور میں ہزاروں کا اجتماع! شہر کی سی۔آئی۔ڈی کے

marfat.com

افسران کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ آج کے خطبہ میں صاحبزادہ سید افتخار الحسن ایک ایمان افروز حقائق پر مبنی اور دھماکہ خیز تقریر کرنے والے ہیں جو شیعہ مذہب کے خلاف ہوگی! لہٰذا انھوں نے رپورٹ لکھنے کیلئے لاہور سے بھی پولیس والے بلالئے تھے!

اور پھر میں نے ایسا ہی کیا اور شیعہ مذہب کے اُن کی اپنی ہی کتابوں کے حوالوں سے پرخچے اڑا دیئے کہ شیعہ مذہب کی دیواریں ہل گئیں۔ جس میں میں نے نہ صرف شیعہ مذہب پر تنقید کی بلکہ اس وقت کے گورنر جنرل سکندر مرزا کے خلاف بھی دل کی بھڑاس نکالی۔ اور پر جوش لہجہ اور غضبناک انداز میں یہ کہا۔ کہ

سکندر مرزا اس غدار خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس نے بنگال کے آخری تاجدار سراج دولہ کے خلاف سازش و غداری کر کے پلاسی کے میدانِ جنگ میں اس کی لاش کو خون میں ڈبو یا۔ اور سکندر مرزا بھی پاکستان کا دشمن اور غدار ہے۔

میری اس تقریر کو ملک کی سلامتی کے خلاف باغیانہ قرار دیتے ہوئے مجھے گوجرانوالہ جیل میں قید کر دیا گیا۔ ان دنوں گوجرانوالہ کی جیل ایک گھٹیا قسم کی اور بوسیدہ دیواروں والی اور بے ہودہ سی جیل تھی کہ جس میں نہ تو بی کلاس کا کوئی صاف ستھرا احاطہ تھا اور نہ ہی کسی معزز سیاسی قیدی کیلئے کوئی خوبصورت کمرہ با ضروری کا غذات کی خانہ پری کرنے کے بعد مجھے جیل کے ایک گندے سے کمرہ میں بند کر دیا گیا صبح آٹھ بجے سے لیکر دو پہر تین بجے تک تو کسی نے نہ پوچھا کہ۔ کون ہو؟ ۔ کہاں سے آئے ہو؟ اور کس جرم کی سزا میں آئے ہو؟ تین بجے کے بعد لوہے کی سلاخوں کا جنگلہ کھلا تو عجیب قسم کا کھانا پیش کیا گیا۔ گندے برتن۔ بدبودار اسالٹ ۔ سیاہ زنگ کی روٹیاں اور سڑے ہوئے تیل میں جلی ہوئی اُوجھری۔ بہت کوشش کی کہ ایک آدھ لقمہ پیٹ کے اندر چلا جائے مگر میرے صاف ستھرے معدے

marfat.com

نے اس غلاظت کو قبول نہ کیا۔

پھر جیل کا داروغہ سیّد جہانگیر شاہ۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پال اور ہیڈ وارڈر، کمرہ میں داخل ہوئے۔ میرا وزن کیا گیا۔ جسم کے داغ دیکھے گئے، بدن کے نشانات لکھے گئے اور فوٹو ملایا گیا۔

پہلی رات تو خاموشی سے گزاری! اگلا دن ہوا تو پھر گھوڑوں کو دینے والے سالے سے ملتی جلتی کوئی چیز کھانے کے لیے آئی۔ نمبردار کی معرفت پال صاحب کو پیغام بھیجا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ دفتر جانے کی اجازت مل گئی۔ میں دفتر پہنچا تو پال صاحب بولے۔ شاہ صاحب آج اخباروں میں آپ کی گرفتاری کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے! فرمائیے کیا بات ہے؟

جواب دیا۔ جناب میری "بی" کلاس ہے مگر میرے ساتھ عام قیدیوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے

کہنے لگے۔ جی نہیں۔ بی کلاس نہیں سی کلاس ہے۔ میں نے انہیں اپنے وارنٹ گرفتاری دکھلاتے ہوئے کہا۔ دیکھو پال صاحب!

صاف لکھا ہے۔ سلوک۔ بی کلاس!

دفتر کے دوسرے ملازمین نے بھی میری بی کلاس کی تصدیق کی لیکن پال صاحب جیل کے افسر تھے جو قیدیوں کا باہر سے آنے والا سامان لوٹ لیتے تھے۔ گھی چٹ کر جاتے ہیں اور سگریٹ تک چوری چھپا لیتے ہیں! وہ نہ مانے اور اتنا کہہ کر چلے گئے کہ میں آپ کے لئے اتنا کر سکتا ہوں کہ آپ کو کچا راشن دے دیا کروں اور آپ خود پکا کر کھا لیا کرو۔ ایک آدمی اور لے لو۔ اور بس! یہ سوچ کر منظور کر لیا کہ چلو عام قیدیوں کی مضر صحت خوراک سے تو کچا راشن بہتر ہے۔

بیگ پورہ ضلع شیخوپورہ کا ایک مشہور ڈاکو دارا جو سات سال کی سزا بھگت

رہا تھا بطور نمبردار اور ایک لانگری مجھے دے دیا گیا۔ جو قیدیوں میں سے ہی ہوتا ہے کوئی تربیت یافتہ باورچی نہیں ہوتا! ٹوٹی ہوئی چھت والا کمرہ۔ تنگ سا احاطہ ۔ تاریک باورچی خانہ۔ غیر قلعی شدہ کالے سیاہ برتن اور سلور کی صدیوں پرانی دیگچی مل گئی۔

صبح ہوئی تو جیل کا ٹھیکیدار کچا راشن لے کر آ گیا۔ یاد رہے کہ جیل کے ٹھیکیداروں کی افسران کے ساتھ گہری ساز باز ہوتی ہے اس لئے قیدیوں کو ملنے والا اچھا اور گل جانے والا گوشت تو افسران کی کوٹھیوں میں پہنچ جاتا ہے اور بھینڈر اور دس بچے دینے والی بکری کا سُرخ رنگ کا ایک لوتھڑا قیدیوں کے لیے جیل میں آجاتا ہے!

گوشت دیکھا تو پہچان نہ سکا کہ کس جانور کا ہے لیکن ان گندے اور کالے برتنوں میں پکانے کو دل نہ چاہا! نمبردار سے ایک سوکھی سی روٹی لی اور شکر کے ساتھ کھالی!

جیل کے قاعدہ کے مطابق سوموار کو صبح دس بجے سپرنٹنڈنٹ یا پھر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ قیدیوں کی پریڈ دیکھنے جیل کے ہر احاطہ میں چکر لگاتے ہیں اور اُن سے پہلے جیل کا ہیڈ وارڈر ہر احاطہ کا معائنہ کرتا ہے۔

اگرچہ یہ قانون سیاسی اور بی کلاس والے قیدیوں پر لاگو نہیں ہوتا لیکن افسران اپنی برتری ثابت کرنے اور قیدیوں پر اپنا رعب جمانے کے لیے ان کی پریڈ بھی دیکھتے ہیں!

پریڈ کیا ہے؟

احاطہ کی صفائی۔ برتنوں کی صفائی۔ کمرہ کی صفائی۔ کپڑوں کی صفائی اور برتنوں کو ایک قرینہ سے رکھنے کو پریڈ کہتے ہیں۔

marfat.com

اور پھر داروغہ جیل اپنے دوسرے افسران اور نمبرداروں کے درمیان پوری شان و شوکت کے ساتھ اور پورے جاہ و جلال کے ساتھ جیل کے ہر احاطہ میں داخل ہوتا ہے۔ سر پر چھتر کا سایہ۔ دونوں طرف پولیس کا پہرہ۔ ارد گرد سرخ پیٹیوں والے نمبرداروں کی حمائیت اور باہر کی دیواروں پر کھڑے ہونے والے چوکیداروں اور گول چکر کا چکر لگانے اور جیل کی ہر صورت حال کو دیکھنے والے کی سب اچھا کی آواز!

ہیڈ وارڈر میرے احاطہ میں بھی آیا۔ اس نے دیکھا کہ نہ احاطہ میں پوچا۔ نہ کمرہ میں جھاڑو۔ نہ صاف ستھرے کپڑے اور نہ ہی برتنوں کی صفائی!

دُبلا پتلا سا بدن۔ رنگ کالا۔ لمبی لمبی مونچھیں۔ بھیانک صورت۔ ڈراونی شکل اور منحوس چہرہ والا ہیڈ وارڈر۔

اگر کسی روتے ہوئے بچہ کے سامنے کر دیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لیئے خاموش ہو جائے۔ اور اگر کسی گلی سے گزر جائے تو لوگ کوئی خوفناک بلا سمجھ کر مکانوں کے دروازے بند کر لیں۔ جانور و حیوان رسے توڑ کر بھاگ جائیں اور جن بھوت بھی دیکھ کر حیران ہوں کہ یہ کونسی مخلوق ہے!

احاطہ میں آتے ہی غصہ میں کہنے لگا۔

مولوی جی!۔ پریڈ کیوں نہیں لگائی؟ اور برتن صاف کیوں نہیں کیے؟ اور احاطہ میں مٹی کا پوچا کیوں نہیں پھیرا؟

میرا پارہ تو پہلے ہی چڑھا ہوا تھا اور قصداً "گڑبڑ" کرنی چاہتا تھا!

جواب دیا!۔ جناب۔ پریڈ کرنی فوج اور پولیس کا کام ہے اور پوچا پھیرنا اور برتن صاف کرنا عورتوں کا۔ وہ پھر غضبناک لہجہ میں بولا۔

پریڈ لگانی پڑے گی!

marfat.com

میں نے تحمل سے جواب دیا۔ نہیں سرکار!

اس نے پوچھا۔ کیوں؟

میں نے کہا۔ اس لیے کہ میں کوئی چوہڑا چمار نہیں ہوں کہ ان گندے، غلیظ اور کالے سیاہ برتنوں کو صاف کرتا پھروں۔ اور اگر پریڈ لگوانی ہے تو یہ برتن اپنے گھر لے جاؤ اور مجھے صاف ستھرے برتن گھر سے لادو!

وہ اب جیل کے عملے کے مخصوص عادات و خصائل اور مخصوص لب و لہجہ پر اُتر آیا۔ اور کڑک کر بولا!

مولوی۔ توں تے اینج گلّاں کرناں ایں جیویں سوہرے آیا ہو میاں ایں۔ میں نے بھی مزاحیہ رنگ میں جواب دیا!

جناب۔ رہن لئی کمرہ مُفت۔ کھان لئی خوراک مفت! لانگری مُفت۔ بیماری لئی علاج مُفت۔ حجامت نوان اور خدمت لئی نوکر مُفت۔ تے پھیر ایہہ سوہرے نئیں تے ہور کی اے۔ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچنے والی تھی کہ پال صاحب آگئے!

پوچھنے لگے!۔ کیوں جھگڑتے ہو؟

میں نے شکایت کی۔ مگر ازالہ نہ ہوا۔ اپنی تند مزاجی میں یہ کہہ کر چلے گئے کہ اگلے سوموار کو پریڈ لگانی ہوگی!

ادھر یہ گرما گرمی اور تلخ کلامی ہو رہی تھی کہ دوسرے ساتھ والے احاطہ سے ایک گرجدار آواز آئی، خبردار۔ اوئے جیل دیو افسرو! جے ساڈے پیر نوں کجھ آکھیا تے اسی پھوہڑیاں ولیٹ دیاں گے۔ تے جیل دی اِٹ نال اِٹ وجا دیاں گے۔ لاہوری زبان۔ لاہوری لہجہ اور لاہوری انداز۔

حیران ہوا۔ اور پوچھا۔ یہ ساتھ والے احاطہ میں کون ہیں؟ جواب

marfat.com

ملا ۔۔ یہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مجاور اور ملنگ ہیں ۔

بہترین کھانا آ گیا ۔ زردہ ۔ پلاؤ ۔ مرغ اور لاہوری نان ۔

تین دن کے بعد ساری جیل میں شور مچ گیا کہ اس جمعرات کو انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کرنل سید بشیر احمد صاحب گوجرانوالہ جیل کا معائنہ کرنے آ رہے ہیں ۔ جیل کے حکام و افسران اور دوسرے عملہ کے لیے ایک مصیبت بن گئی ۔ چہروں کے رنگ اڑ گئے ۔ قدم ڈگمگانے لگے اور سب ادھر ادھر دوڑنے لگے ۔ یہ کرو ، وہ کرو ! چونا لاؤ ۔ گیری منگواؤ ۔ گملے یہاں رکھو ۔ راستہ بناؤ دفتر کی صفائی ۔ میز کرسیوں کی سجاوٹ ۔ احاطوں میں جھاڑو قیدیوں سے اچھا سلوک ہونے لگا ۔

میں نے لانگری کو بتایا ۔ کہ کرنل بشیر شاہ صاحب میرے رشتہ دار ہیں اس نے پال صاحب کو بتا دیا ۔ پال صاحب گھبرائے ہوئے میرے احاطہ میں آئے اور پوچھا ! شاہ صاحب سنا ہے کہ کرنل صاحب آپ کے رشتہ دار ہیں !

جواب دیا ! ۔۔ جی ہاں ۔

پھر سوال کیا اور وضاحت چاہی !

میں نے تفصیل سے بتایا کہ ان کی صاحبزادی نسیم بیگم کی شادی پچھلے سال آٹھ مارچ کو سید محمد ظفر شاہ وکیل کے ساتھ ہوئی تھی اور سید ظفر شاہ وکیل میرے ماموں زاد بھائی ہیں ۔ میں بھی اس شادی میں شریک تھا اور آپ بھی ! بات بالکل ٹھیک تھی ۔

تیر نشانہ پر لگا !

پال صاحب کا رنگ اڑ گیا ۔ لگا جی جی کرنے ! شاہ صاحب ہم آپ کے خادم ہیں ۔ آپ ہمارے مہمان ہیں ۔ اسے جیل نہ سمجھیے ۔ اپنا گھر سمجھیے ۔ بس پھر کیا

maarifat.com

تھا۔ اسی وقت بی کلاس مل گئی ــــ ہر چیز مہیا ہو گئی۔ کمرہ صاف کر دیا گیا۔ بجلی کا انڈا لگا دیا گیا ــــ ستھرا سا کمبل رکھ دیا گیا اور میز پہ چند کتابیں رکھ دی گئیں اور قلعی شدہ برتن بھی مل گئے۔ اور پھر صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ صاحب اس کمرہ میں ایسے بیٹھ گئے جیسے کوئی بہت بڑا تاجر لاہور کے گلستان ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہو۔

تدبیر تو کام آگئی اور کام بھی میرا بن گیا مگر دعا کرنے لگا کہ اے اللہ کرنل صاحب نہ ہی آئیں تو اچھا ہے! اس لئے کہ ــ ان سے رابطہ تو ہے ــ تعارف نہیں ہے!

قارئینِ کرام!۔ جمعرات آگئی ــ اور ہیڈ وارڈر آیا۔ منت سماجت کرنے لگا۔ شاہ صاحب ــ اس دن تلخ کلامی ہو گئی تھی معافی چاہتا ہوں۔ کرنل صاحب سے کوئی شکائت نہ کرنا!

پال صاحب بھی آگئے۔ شاہ صاحب! میں نے آپ کے حساب میں پچاس روپے جمع کر دیئے ہیں جو اتنے پچھلے دنوں کے بی کلاس کے تھے! کرنل صاحب سے کوئی شکوہ نہ کرنا۔

دن کے گیارہ بجے جیل کے حکام و افسران اور ملازمین کرنل صاحب کا استقبال کرنے کے لیئے باہر سیالکوٹ روڈ پہ آگئے۔ رنگ برنگی پھولوں کا خوبصورت گلدستہ ــ ستاروں سے جڑا ہوا سنہری ہار اور نچھاور کرنے کے لیئے گلاب کی پتیاں ــ تھوڑی دیر کے بعد پتہ چلا کہ ــ کرنل صاحب آئے تھے لیکن کسی اور دن آنے کا وعدہ کر کے سیدھے راولپنڈی چلے گئے ہیں۔ اچھا ہوا بھرم رہ گیا!

میری اس گرفتاری پہ شہر کی تمام مذہبی ــ سیاسی ــ سماجی اور علمی و ادبی جماعتوں نے احتجاج کیا! بڑے بڑے اشتہار شائع کئے گئے اور کئی طرح کی قرار دادیں پاس ہوئیں!

شہر میں ہڑتال ہوئی۔

marfat.com

اور اس سارے پروگرام کی قیادت مولانا تاج محمود صاحب اور مولانا عبید اللہ احرار (مرحومین) کر رہے تھے۔

ابوالکلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب نے جامع مسجد نور میں جمعہ پڑھایا اور ایک ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقریر کی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر کے قید خانہ میں قید کو اس دردناک اور پُرسوز انداز میں بیان کیا کہ سامعین تڑپ اٹھے اور جمعۃ المبارک کے بعد ایک پُرجوش جلوس کی شکل میں لوگ سڑکوں پر حکومت کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے اور میری رہائی اور شیعہ مولوی کی گرفتاری کا مطالبہ کرتے ہوئے نکل آئے!

حضراتِ گرامی! ـ یہ ہے جیل خانوں کا بھیانک خاکہ اور قید خانوں کی خوفناک تصویر اور قیدیوں کی المناک داستان! پچھلے سال بارہ اگست ۱۹۸۷ء سے بارہ ستمبر ۱۹۸۷ء تک میں نے ورلڈ اسلامک مشن کی دعوت پر اور صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب کی قیادت میں ناروے۔ ڈنمارک اور سویڈن کا دورہ کیا۔

جیل کے کمرے بنگلوں کی شکل۔ احاطے کوٹھیوں کی مانند۔ کمبل نئے اور خوبصورت ـ فرش پر خوش نما قالین ـ اور قیدیوں کی تفریحِ طبع اور دلچسپی کے لیئے ٹیلیوژن کا انتظام ـ کیوں؟ ـ

اس لیئے کہ وہ ملک قیدیوں کو انسان جانتے ہیں اور اس اسلامی ریاست پاکستان والے قیدیوں کو وحشی! حیوان اور جانور سمجھتے ہیں! جیل خانوں کے ان واہیات و بے ہودہ قسم کے حالات کے پیشِ نظر حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ کے متعلق دیوار پر جو کچھ لکھا ٹھیک۔ درست اور سچ نکلا۔ کہ۔ زندوں کا قبرستان ـ غموں کا گھر اور دوستوں کی آزمائش اور دشمنوں کے لیئے خوشی کا مقام ہے!

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پوری شان و شوکت۔ شاہانہ جاہ و جلال

marfat.com

اور پیغمبرانہ عظمت و منزلت کے ساتھ جب مصر کے قید خانہ سے باہر نکلے تو قید خانہ کے در و دیوار رونے لگے۔ تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے آہ و فغاں کی آوازیں سنائی دیں اور قید خانہ کے بڑے پھاٹک کا دروازہ کنعان کے شہزادہ کے غم فراق میں خود بخود ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں!

جس دم بندی خانے وچوں یوسف باہر آیا
اک آوازہ زندہ وچوں اس نے ظاہر پایا
میں اندھیرا خانہ، یوسف توں سیں نور ہمارا
وحشت دے دریا وچہ چھڈ کے کرگیوں آپ کنارا

تفسیر کشاف سورۃ یوسف صفحہ ۴۸۲۔ امام جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ۔ تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف صفحہ ۱۴۰ مولانا القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی رحمۃ اللہ علیہ!۔ تفسیر خازن۔ معالم التنزیل۔ سورۃ یوسف صفحہ ۲۳۷ جلد ۲۔ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۰ الامام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ اعلیٰ حضرت۔ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سورۃ یوسف صفحہ ۳۴۷ تفسیر کنز الایمان ۔۔ قال وھب۔ فلما وقف بباب الملک قال حسبی ربی من دنیاوی وحسبی ربی من خلقہ عز جارہ وجل ثناءہ ولا الٰہ غیرہ!

حضرت وھب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام رہا ہو کر جب شاہی دروازہ پر یا شاہی قلعہ کے پھاٹک پر پہنچے۔ تو فرمایا

میرا رب میرے لیئے کافی ہے۔ اپنی مخلوق سے بے احتیاج کر دینے والا

marfat.com

ہے۔ اس کی پناہ لینے والا ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ اور اس کی حمد و ثنا و بڑی ہے!
اور اس کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے۔

فلما دخل علی الملکِ قال اللھم اسالک بخیرک من خیرہ و اعوذ بک من شرہ و شر غیرہ —

کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے بادشاہ کے پاس پہنچے تو یہ دعا فرمائی! —

کہ یارب تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فلما نظر الیہ الملک سلم علیہ بالعربیۃ !

اور پھر جب عزیزِ مصر کی نظر یوسف علیہ السلام پر پڑی اور اس نے انہیں دیکھا — تو

حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے عربی زبان میں سلام کی۔

فَقَالَ مَا ھذا اللسان —

عزیزِ مصر نے پوچھا —

یہ کون سی زبان ہے؟

قال لسانی آبائی —

فرمایا — یہ میرے آبا کی زبان ہے!

اور پھر عبرانی زبان میں سلام کی!

اس نے پھر پوچھا!

یہ کون سی زبان ہے

جواب دیا — میرے عم حضرت اسمٰعیل کی زبان ہے!

marfat.com

اور عزیزِ مصر یہ دونوں زبانیں نہ سمجھ سکا!

وکان الملک یتکلم بِسبعِینَ لِسَاناً ــــ حالانکہ مصر کا بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا۔ پھر جس زبان میں بھی عزیزِ مصر نے بات کی انہوں نے اسی زبان میں گفتگو کی۔

وکان یوسف حنیئذٍ ابن ثلاثین سنتہ ــــ اور اسوقت کنعان کے شہزادہ علیہ السلام کی عمر شریف تیس سال کی تھی۔

القرآن المجید ــــ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ!

ــــ اعلیٰ حضرتؒ ــــ پھر جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گفتگو کے دوران ہر معاملہ میں معاملہ فہم اور ہر الجھن کے لیے مشکل کشا پایا تو وہ بہت ہی خوش اور حیران ہوا ــــ اور ــــ کہا ــــ کہ اے یوسف آج سے تم ہمارے نزدیک بہت ہی معزز ومعتمد ومحترم ومکرم ہو گئے ہو!

الامین ــــ امی قد عرفنا امانتک وبرأتک مما نسبت الیہ ــــ کہ میں نے پہچان لیا ہے اور جان لیا ہے کہ تم واقعی امین ہو اور جس بُرائی کی تمہاری طرف نسبت کی گئی تھی تم اس سے بری ہو۔ اور تم نے سچ کہا تھا کہ میں نے تیری عدم موجودگی میں تیری امانت میں کوئی خیانت نہیں کی تھی!

مظہری۔ خازن ــــ قال لیوسف احب ان اسمع تاویل رؤیای منک شفاھاً ــــ عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ مجھے یہ پسند ہے اور مجھے محبت ہے کہ میں تمہاری زبان سے وضاحت اور تفصیل سے اس خواب کی تعبیر سنوں۔

قال نعم ــــ فرمایا ــــ ہاں

میں سب کچھ بتاتا ہوں ــــ

marfat.com

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اوّل سے تا آخر تک ساری خواب کی تفصیل بیان کر دی

ایھا الملک ــــ رأیت سبع بقرات شھب غر حسان کشف لک عنھن النیل ــــ کہ اے مصر کے بادشاہ تو نے خواب میں دیکھا کہ سات سفید رنگ کی خوبصورت گائیں دریائے نیل سے نکلیں اور دریائے نیل سے نکل کر سامنے آ گئیں۔

تفسیر معالم التنزیل۔ امام ابی محمد الحسین الفرا البغوی رحمتہ اللہ علیہ ــــ تشخب اخلافھن لبناً ــــ جن کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد دریائے نیل کے کیچڑ سے سات دُبلی گائیں برآمد ہوئیں اور آگے پوری وضاحت سے پوری خواب انہوں نے بیان کر دی۔

اور پھر اس خواب کی تعبیر بھی اچھی طرح اور کھل کر اور حسین انداز اور پیارے پیارے الفاظ میں مصر کے بادشاہ کو بتا دی۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کنز الایمان ! ــــ حضرت یُوسف علیہ السلام کی زبانِ پاک سے اپنے خواب کی پوری تفصیل سن کر عزیزِ مصر بہت خوش اور حیران ہوا اور اسے تعجب بھی ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے میرا خواب ہُو بہُو بیان کر دیا۔ خواب تو عجیب تھا ہی مگر آپ کا اس حسین انداز میں بیان کرنا اس سے بھی زیادہ عجیب ہے!

تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن۔ معالم التنزیل و کشاف نقال الملک

واللہ ما شأن ھذہ الرؤ کانت عجیباً با عجب مما سمعت منک !

تعبیر میں یہ بھی شامل تھا کہ سات سال تک شہر مصر میں بارش بہت ہو گی اور غلہ کثرت سے ہو گا۔ پیداوار بے بہا ہو گی اور لوگوں میں خوش حالی اور فارغ البالی حاصل ہو جائے گی۔

marfat.com

اور ہر قسم کا غلہ جمع کر لیا جائے اور دوسری پیداوار کا ذخیرہ کر لیا جائے تاکہ سات سال کے شدید قحط و تنگدستی و بھوک و پیاس کے زمانہ میں مصر اور حوالی مصر کے عوام کے لیئے آسانی رہے۔

صاحبزادہ سید **افتخار الحسن** کہتا ہے کہ ایک آدمی کو سوتے میں ایک پریشان کن خواب آتا جو انسان کی قوتِ خیالیہ پر محمول ہوتی ہے۔ اور اس زمانہ کا ہادی اور اس وقت کا اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ رسول اس خواب کو پوری وضاحت سے بیان کر دیتے ہیں اس کی تعبیر بھی بتا دیتا ہے تو پھر میں بے ادب و گستاخ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ـــ علم غیب کا جاننا اور کسے کہتے ہیں اور عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ کے تحت کہ مجھے یہ علم تعبیر میرے رب نے سکھایا ہے اس علمِ نبوت کو تو تسلیم کر لینا چاہیئے

تفسیر کبیر، تفسیر مظہری ـــ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ غلہ جمع کر لیا جائے اور دوسری خورد و نوش کی اشیاء کا ذخیرہ کر لیا جائے!

ویأتیک الخلق من النواحی للمیرۃ ـــ اور پھر گرد و نواح کے لوگ تمہارے پاس غلہ خریدنے آئیں گے!

ویجتمع عندک من الکنوز مالم یجتمع لاحد قبلک ـــ اور اس طرح تمہارے پاس دولت کے اتنے خزانے بھر جائیں گے کہ اس سے پہلے کسی نے اتنے خزانے جمع نہیں کیئے ہوں گے!

وَقال الملک ومن لی بھذا ومن یجمعہ، وَیبیعہ۔ اور عزیز مصر نے کہا کہ ـــ اے یوسف آپ نے جو بتایا اور فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے اور مجھے پورا الیقین ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ لیکن تمام کام سرانجام دینے کے لیئے میرے پاس کون ہے!

کون غلہ جمع کرے گا؟

marfat.com

کون اشیا ذبیچے گا ؟ — اور

ویکفینی الشغل فیہ —

اور میرا یہ کاروبار خوش اسلوبی سے کون چلائے گا ؟

القران الحکیم — قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے جواب میں کہا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر نگران مقرر کر دے بے شک میں حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں کہ شاہی خزانوں کو کہاں اور کیسے خرچ کیا جاتا ہے ۔

marfat.com

وزارت خزانہ

حکومتِ وقت میں وزارتِ خزانہ کا عہدہ ایک اہم اور ذمہ دارانہ عہدہ ہوتا ہے
۔ اس لیئے کہ ملک کا تمام کاروبار خزانہ پر ہی چلتا ہے !

اور وزیرِ خزانہ نے ہی ملک کا سالانہ بجٹ تیار کر کے عوام کو بتانا ہوتا ہے
کہ اس سال اتنی آمدنی ہوئی ہے اور اتنا خرچ ہوا ہے !

اور پھر اگر وزیرِ خزانہ کو کہیں خسارہ دکھائی دیتا ہے تو وہ اس گھاٹے کو پورا کرنے کے لیئے عوام کے ذرائع آمدنی پر ٹیکس لگا کر آمدنی و اخراجات کے توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ ملک کی معیشت تباہ نہ ہو اور خزانہ کی دولت سے عوام میں احسن طریقہ اور خوش اسلوبی سے گردش کرتی رہے ۔ ایسی صورتِ حال میں وزیرِ خزانہ بہت ہی عقل مند ۔ ہوش مند ۔ حساب دان اور صاحبِ بصیرت ہونا چاہیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ سالانہ بجٹ ایسا تیار کرے کہ عوام میں اس کے خلاف ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہو اور ملک میں ایسی تباہ کن آگ لگ جائے کہ پھر اسے بجھانے کے لیئے بجٹ کو ہی واپس لینا پڑے جو ملک کی بدنامی کا باعث بن جائے ۔ جیسا کہ پچھلے سال پاکستان کے مرکزی وزیرِ خزانہ کے بنائے ہوئے بجٹ پر ہنگامے ہوئے اور ۱۹۸۷ء کا بجٹ واپس لے لیا گیا ۔

اور یہ وزیرِ اعلیٰ کی ایک سوچ ۔ فکر اور اچھی چال تھی کہ عوام کے ہیجان خیز جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیئے وقتی طور پر بجٹ واپس لینے کا اعلان کر دیا ۔ مگر پھر آہستہ آہستہ ہر چیز کی قیمت اسی مقام پر آ گئی جس مقام سے بجٹ واپس لیا گیا تھا !

marfat.com

تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ نمبر ۳۲۔ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی اس آیئت کے تحت وزیر کی جو تعریف کی ہے اور اس کی جو تشریح کی ہے وہ کسی ملک کے وزارتِ خزانہ کے عہدے پر فائز ہونے والے وزیر کے لیئے روشنی کا مینار اور منزل کا نشان ہے۔

پارہ ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ۔ آیات ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷ ___ کہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ کریم کی طرف سے حکم ملا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے نیکی و شرافت کی راہ دکھاؤ۔ رشد و ہدایئت کا راستہ دکھاؤ اور اسے سیدھے راستہ پر لانے کی کوشش کرو۔ انہٗ طغیٰ۔ کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ رب العزت میں یہ درخواست پیش کی۔ کہ اے میرے رب کریم میرا سینہ کھول دے۔ اور میرا ہر کام آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ۔ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ___ اور میرے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر بنا دے اور اس کے ذریعہ میری کمر کا بوجھ ہلکا کر دے اور اسے میرے کام میں شریک کر دے!

اَلْوَزِیْرُ مِنَ الْوِزْرِ ___ لانہ یحتمل عن الملک اوزارہ ___ کہ وزیر وہ ہوتا ہے کہ جو بوجھ اٹھانے والا ہو ___ کیونکہ! وہ بادشاہ کے بوجھ کو اٹھاتا ہے۔ مطلب یہ کہ وزیر مملکت وہ ہونا چاہیئے کہ جو نہ صرف بادشاہِ وقت پر جو ذمہ داریوں کا بوجھ آ پڑتا ہے وزیر اس بوجھ کو اٹھا لیتا ہے اور عوام کے مسائل و مطالبات پر ہمدردی سے غور کرنے تک ہی محدود نہیں رکھتا بلکہ اپنے خصوصی اختیارات کے ذریعہ انہیں حل کرنے کی پوری پوری کوشش بھی کرتا ہے۔

سمجھ دار اور عقل مند وزارت کی کرسی پر بیٹھ کر اپنی سیاسی بصیرت اور

marfat.com

خداداد صلاحیت کے باعث ملک کی خوش حالی و ترقی اور ایک مثالی مملکت بنانے میں مصروف رہتا ہے اور رعیت و عوام کے لیے اپنی کوٹھی کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھتا ہے تاکہ کسی فریادی کو اپنی فریاد سنانے میں تاخیر نہ ہو۔

اپنے ملک پاکستان کے وزیروں کی طرح نہیں کہ باہر بڑے دروازہ پر بندوق والا پہرے دار اور ایک منحوس چہرہ والا استقبالیہ — اور کرخت لہجہ والا ایک بد اخلاق کلرک

کون ہو! — کہاں سے آئے ہو؟ کیا کام ہے؟!

صاحب ابھی سو رہے ہیں۔

دس بجے آنا۔ چٹ دے جاؤ!

مشکل سے ملاقات ہو جائے تو جھوٹے وعدے۔

حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ وہ ہر وزیر کا دروازہ ہر فریادی کے لیے ہر وقت کھلا رہے اور آنے والے سوالی سے خوش خلقی! خوش مزاجی اور خوش طبعی سے گفتگو کی جائے اور اس کا کام کرنے کی کوشش کی جائے پچھلے دنوں حکومت نے مرکزی اور صوبائی وزیروں اور ممبران کو پچاس پچاس لاکھ سے لے کر اسی اسی لاکھ روپے تک دیئے تاکہ وہ اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں سڑکیں، روشنی۔ پانی کے نکاس صفائی! شفا خانہ اور مچھر مارنے کا کوئی نیا طریقہ استعمال کرنے کے ساتھ دوسرے فلاحی اور تعمیری کام کیے جائیں لیکن کسی وزیر اور کسی ممبر کے حلقہ میں جا کر دیکھو تو ایک پیسہ بھی کہیں خرچ کیا نظر نہیں آتا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن تو کہتا ہے اور سچ کہتا ہے کہ اتنی بھاری رقمیں جو ممبران کو دی گئیں تھیں وہ صرف سیاسی رشوت تھی!

کتاب الخروج صفحہ ۱۱۶ — حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ الطبری جلد ۵

صفحہ ۲۱ ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی کو کسی صوبہ کا گورنر مقرر کرتے تو اسے چار ہدایات کی تاکید کرتے تھے ۔

۱۔ اِن لَّا یَرْکَبَ بِرْذَوْنًا — کہ ترکی گھوڑے پہ سوار نہ ہونا ۔

۲۔ وَلَا یَلْبِسَ لِبَاسًا رَقِیْقًا — کہ باریک ، ریشمی ۔ چمکدار اور شاہانہ لباس نہ پہننا ۔

۳۔ وَلَا یغلق بابا دون حوائجُ الناس — کہ کسی حاجت مند کے لیئے دروازہ پہ کوئی پہرہ دار کھڑا نہ کرنا ۔

اور پھر ان احکامات اور ہدایات پہ عمل کرانے کے لیئے انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا تھا تاکہ وہ ہر جگہ جا کر دیکھیں کہ کون ان ہدایات پہ عمل کرتا ہے اور کون نہیں ۔

چنانچہ مصر کے گورنر حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا گیا تھا اور کہا گیا کہ — کیا تمہیں وہ وقت بھول گیا ہے جب تمہارا باپ بکریاں چرایا کرتا تھا

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے عظیم اور بہادر سپہ سالار کو بھی میں اس وقت معزول کر دیا تھا جب کہ وہ بیت المقدس کی فتح کی خوشیاں منا رہے تھے !

ہمارے مورخین نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے اور مشیروں اور حکومت کے دوسرے عہدہ داروں اور گورنروں کے منحوس چہروں پہ ایک تھپڑ ہے کہ ۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے ایک خفیہ کارندے نے اطلاع بھیجی کہ حضرت خالد کے پاس بہت سا مال غنیمت جمع ہو گیا ہے اور انہوں نے اشعب بن قیس شاعر سے اپنی شان میں قصیدہ سن کر اسے دس ہزار درہم انعام کے طور پہ عطا کئے ہیں !

marfat.com

حضرت امیرالمومنین رضی اللہ نے حضرت عبیدہ اللہ بن جراح کو دیکھا کہ خالد بن ولید سے برسرِعام پوچھا جائے کہ تم نے دس ہزار درہم کی رقم اپنی جیب سے دی ہے یا بیت المال سے۔ اگر اپنی جیب سے دی ہے تو یہ اسراف ہے اور اگر بیت المال سے نکالی ہے تو یہ خیانت ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ معزول کردینے کے قابل ہیں۔

اس کی سزا یہ ہے کہ ان کا عمامہ سر سے اُتار کر ان کی گردن میں لپیٹا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خالد رضی اللہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ رقم اپنی جیب سے دی ہے۔ تو گردن کھول دی گئی۔ اور پھر انہیں دربارِ خلافت میں بلایا گیا اور پوچھا گیا! جواب دیا! — مالِ غنیمت سے جو مجھے حصّہ ملا اس رقم سے اشعب بن قیس کو انعام دیا اور باقی بیس ہزار درہم بیت المال میں جمع کروا دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالدؓ سے یہ معقول جواب سن کر خوش اور راضی ہو گئے اور فرمایا کہ —

۱۰ اے خالد رضی اللہ عنہ میں تم سے پہلے کی محبت کرتا ہوں!

قارئینِ کرام — اب اپنی حکومت کے گورنروں۔ وزیروں اور اعلیٰ عہدداروں کی طرف سے دیکھیئے کہ کس طرح بیت المال یعنی قومی خزانہ عیاشیوں فحاشیوں۔ بدعنوانیوں اور رشوتوں پر برباد کیا جارہا ہے۔

سوال — امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی ان سے کئی سوالات کئے ہیں اور خود ہی ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۴۱ — طلب یوسف الامارۃ والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال بعبدالرحمٰن بن سمرۃ لا تسئل الامارۃ

marfat.com

۱- کہ حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر سے امارات یعنی وزارت خزانہ طلب کی جائے حالانکہ نبی اکرم علیہ السلام نے حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ کو امارت طلب کرنے سے منع فرمایا۔

۲- فکیف طلب الامارۃ من سلطان کافر! — کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک کافر حکمران سے امارت طلب کیوں کی؟

۳- کیف جوز من نفسہ مدح نفسہ بقولہ انی حفیظ علیم! — کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کہہ کر کہ میں حفیظ اور علیم ہوں اپنی مدح و تعریف کیوں کی؟

جوابات — الاصل فی جواب ھٰذہ المسائل ان التصرف فی امور الخلق کان واجباً علیہ — کہ ان تمام مسائل و سوالات کا اصل جواب تو یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر واجب ہو گیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے امور میں تصرف کریں!

فجاز لہ ان یتوصل الیہ بای طریق! — پس ان کے لیے جائز ہو گیا تھا کہ وہ تصرفات کے لیے کسی نہ کسی طریقہ سے اس مقام پر پہنچے! اور رہی یہ بات کہ انہیں تصرف فی امور الخلق کیوں واجب ہو گیا تھا؟

تو اس سوال کے بھی کئی جوابات ہیں!

(۱) انہ کان رسولاً حقاً من اللہ تعالیٰ الی الخلق والرسول یجب علیہ رعایتہ مصالح الامۃ بقدر الامکان — کہ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کی طرف سے مخلوق کی طرف رسول برحق تھے اور رسول پر واجب ہوتا ہے کہ وہ حتی الامکان اپنی اُمت کی فلاح و بہبودی اور اصلاح و تربیت کی کوشش کرتا رہے!

marfat.com

وَھُوانہٗ عَلَیہِ السَّلاَم علم بالوحی اِنہٗ سیحصل القحط والضیق الشَّدِید — کہ انہیں وحی کے ذریعے یہ علم ہو گیا تھا کہ ملک میں سخت قحط اور شدید قسم کی سلطنت میں غلہ کی تنگی آنے والی ہے اس لیئے انہوں نے وزارتِ خزانہ اور امارت طلب کی کہ میں مصر کے خزانہ کو احسن طریقہ سے استعمال کر کے اپنی رعیت۔ اپنی اُمت — اپنی قوم اور خدا کی مخلوق کو قحط کے خوفناک جال سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔

سوال یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کی مدح و تعریف کیوں کی؟

جواب — یہ ہے کہ، مدح النفس انما یکون مذمُومًا اِذا قصد الرجل بہٖ التطاول التفاخر — کہ اپنے آپ کی مدح مذموم و مکروہ تب ہوتی ہے جب کہ فخر و بڑھائی کے لیئے کی جائے اور حضرت یُوسف علیہ السلام نے جو اِنّی حفیظ علیم کہا تھا تو فخر و بڑھائی کے طور پر نہیں کہا کہ بلکہ وہ مصر کے بادشاہ کو بتانا چاہتے تھے کہ میں تیرے شاہی خزانہ کو استعمال کرنے میں زیادہ عالم ہوں!

تفسیر مظہری، سورۃ یوسف صفحہ ۱۴۰ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ اِنّی حفیظ علیم — کے تحت

وصف یوسف علیہ السَّلاَم نفسہٗ بالامانتہ والکفایتہ وطلب الولایتہ لیتوصل بِھا الیٰ امضاءِ احکام اللہ وَاقامۃ الحقّ وبسط العدل مِمّا یبعث لاجلِہٖ الاَنبیاءُ اِلیٰ العباد! — کہ حضرت یُوسف علیہ السلام نے اپنی امانت داری اور کارگزاری کا اظہار کیا اور خود عہدہ طلب اس لئے کیا تھا کہ تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے

marfat.com

احکام مخلوق میں جاری کرسکوں۔ حق کو قائم کرسکوں اور دنیا میں عدل و انصاف کو پھیلا سکوں۔ اور انبیاء علیہم السلام بندوں کی طرف اسی لئے آتے ہیں۔ —

لعلمه اَنَّ احداً غیرہ لا یقوم مقامه فِی ذَالِکَ! — اور انہیں علم تھا کہ میرے بغیر اس کام کو کرنے کی کوئی اور اہلیت نہیں رکھتا!

فَمَا کَانَ طلبه الولایته الا بتغاوجه الله لا لطلب الجاہ وَالدُّنیَا — اور حضرت یوسف علیہ السلام کا ولائیت و امارت طلب کرنا اور مصر کی حکومت میں کوئی عہدہ حاصل کرنا دنیاداری — جاہ و حشمت اور خود غرضی کے لیئے نہ تھا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیئے تھا۔

ومن ھٰذا لعقیل اشتغال الخلفاء الراشدین بامر الخلافة — اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا مقصد بھی یہی تھا۔

وفیہ دلیل علیٰ جواز طلب الولایة والقضاءِ وَاظهارانهٗ مستعد لھا — اور اس آیت پاک سے اس امر کا ثبوت بھی ملتا ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اگر کسی انسان کو اپنی ذات پر پورا پورا اعتماد اور مکمل طور پر بھروسہ ہو تو حکومت کا کوئی عہدہ اور قضا طلب کرنی جائز ہے۔

اور اس بات کا اظہار کرنا بھی درست ہے کہ میں تمام امورِ مملکت احسن طریقہ سے سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہوں!

وعلیٰ جواز ان یتولی الانسان عملاً من ید سلطان جائرا و کافرانهٗ لا سبیل الی اقامة الحق و سیاسة الخلق الا بتمکین ذالِکَ الکافرا و الجائر!

اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ بادشاہ کافر ہو یا ظالم عدل و انصاف اور حق و ہدایت کا راستہ عوام کو بتانے کے لیئے اس حکمران سے کوئی عہدہ قبول

marfat.com

کر لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں عوام الناس کی بہتری اور فلاح و بہبودی اور افادیتِ عامہ مقصود ہو خود غرضی اور مفاد پرستی اور نفس پرستی نہ ہو!

وقد کان السلف من ھٰذہ الامۃ یتولون القضاء من جھۃ الظلمۃ !۔۔۔ اور ہمارے محترم اسلاف یعنی علماءِ حق اور مفتیانِ شرعِ دین ظالم و فاسق حکمرانوں کی طرف سے محکمہ قضا و افت اسی غرض سے قبول کرتے رہے ہیں! پھر ایک سال کے بعد والیٔ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دربارِ شاہی میں بلایا۔ آپ کے سر پر شاہی تاج رکھا۔ اپنی تلوار ان کی کمر سے باندھی ۔۔ ووضع لہ السریر من ذھب مکللاً بالدر والیاقوت اور ان کے لیے سچے موتیوں سے جڑا ہوا اور سُرخ یاقوت سے مزّین کیا ہوا سونے کا سنہری تخت بچھوایا جس کے چاروں طرف ریشمی پردے لٹکے ہوئے تھے!۔۔

وطولہ السریر ثلاثون ذراعًا وعرضہ عشرۃ ذرع، اور وہ تخت تیس گز لمبا تھا اور دس گز چوڑا تھا! پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بنا سنوار کر اور شاہی تاج پہنا کر پردہ سے باہر آنے کی درخواست کی گئی!

چنانچہ آپ جب ساٹھ ریشمی پردوں کی چاک کرتے اور اپنے نورانی چہرہ سے نقاب اٹھاتے ہوئے باہر نکلے تو آپ کا رنگ برف کی طرح سفید ۔۔ ووجھہ کالقمر ۔۔ اور چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔ پھر آپ مصر کے شاہی تخت پر رونق افروز ہو گئے، تو ۔۔ ودانت الملوک ۔ مصر کی سلطنت کے تمام امیر و وزیر، سارے حکام و عہدہ داران اور ارکانِ حکومت آپ کے آگے جھک گئے، تعظیم بجالائے اور ہر ایک نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کا پٹہ اپنی گردنوں میں ڈال لیا اور عوام نے بھی مصر کی اس بابرکت اور سدا بہار حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت کو جان و دل سے تسلیم کرتے ہوئے اور اس اسلامی انقلاب کو

marfat.com

قبول کرتے ہوئے جشن منایا اور مندرجہ ذیل نعرے ہوتے سڑکوں پر نکل آئے ۔ کہ

نئی حکومت زندہ باد ، اسلامی انقلاب پائندہ آباد ، ہماری عزت و آبرو کا رکھوالا

— کون ، حضرت یوسف!

ہمارے مال و جان کا محافظ کون ؟

کنعان کا شہزادہ!

ہمیں ظلم و ستم سے نجات دلانے والا کون ؟

حضرت یعقوب علیہ السلام کا نورِ نظر!

اللہ کے دین اسلام کی عظمت کا پاسبان کون ؟

زلیخا کے حسن و جمال کے پھندہ سے نکل جانے والا خوبصورت نوجوان!

سستا اور فوری عدل و انصاف مہیا کرنے والا کون ؟

فرشتہ سیرت انسان!

اور — احکام الٰہی نافذ کرنے والا — اسلام کی حدوں کو قائم کرنے والا! غریبوں مسکینوں، مفلسوں، یتیموں اور محتاجوں کو سخت قحط سالی میں بھی تنگدستی دور کرنے والا — کون ؟

مصر کی سلطنت کا نیا حکمران، حضرت یوسف علیہ السلام جو مصر کا شہنشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کریم کا ایک برگزیدہ رسول بھی ہے! اور پھر مصر کے تمام خزانے اور مصر کی ساری حکومت حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر کے اپنے گھر چلا گیا۔

فزوج الملک یوسف زلیخا امراۃ قطفیر! — قطفیر کے مرنے کے بعد بادشاہ نے زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا۔

وَوَجَدَهَا يُوسُفُ عَذْرَاءَ — حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا کو کنواری پایا —

marfat.com

دو لڑکے پیدا ہوئے۔ افرائیم اور منشا!

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ نے خوب کہا ہے کہ

؎ بادشاہاں نوں تختوں سُٹدا پاندا سر گردانی

بُریاں دے سر تاج رکھاوے تخت دیوے سلطانی

مرتیاں بھرے خزانیاں والے روڑ گواون جاناں

تاج ملے تے دولت حشمت رتبہ بندی دا نہ

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے وزارتِ خزانہ و امارت طلب کرنے پر جو اعتراضات کر کے خود ہی ہر اعتراض کا ایمان افروز جواب دے دیا ہے۔ اور پھر حضرت قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مظہری میں بھی کھُل کر ان تمام سوالوں کے جواب نہائیت ہی احسن طریقہ سے دیتے ہوئے اس اُلجھن کو دور کر دیا ہے!

آخر میں امام اہلِ سنت۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاداتِ پاک کو اپنی کتاب "ماہِ کنعان" میں پھولوں کے ایک خوبصورت گلدستہ کی طرح سجا کر قارئینِ کرام کو لطف اندوز کرنا ضروری سمجھتا ہوں!

اِنّی حفیظ علیم ـــــ کے تحت!

مسائل ؎

حدیث میں طلب امارت کی ممانعت آئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ملک میں اہلِ موجود ہوں اور اقامتِ احکامِ الٰہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے! لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکام الٰہیہ کی اقامت کے لیئے امارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام اسی حال میں تھے!

marfat.com

آپ رسول تھے ــــ امت کے حالات و مصالح کے عالم تھے اور جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے جس میں خلق خدا کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی ایک سبیل ہے کہ عنانِ حکومت کو آپ اپنے ہاتھ میں اس لیئے کہ آپ نے امارت طلب فرمائی !

مسئلہ ۱ :- ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا عدل و انصاف قائم کرنے کی نیت سے جائز ہے ۔

مسئلہ ۲ :- اگر احکام دین کا اجراء کافر یا فاسق بادشاہ کی تمکین کے بغیر نہ ہو سکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے ۔

مسئلہ ۳ :- اپنی خوبیوں کا بیان تفاخر و تکبر کے لیئے ناجائز ہے مگر دوسروں کو نفع پہنچانے یا خلق کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لیئے اگر اظہار کی ضرورت پیش آئے تو ممنوع نہیں ہے - اسی لیئے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں علم اور حفاظت والا ہوں ۔

والئ مصر نے امارت طلب کرنے کے ایک سال بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کر آپ کی تاجپوشی کی ۔ تلوار اور مہر آپ کے سامنے پیش کی اور سونے کے تخت پر آپ کو تخت نشین کیا جو جواہرات سے مرصع تھا اور اپنا ملک آپ کو تفویض کیا اور قطیفر عزیز مصر کے معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ والی بنایا اور تمام خزانے اور ملک کے سارے انتظامات آپ کے سپرد کر کے خود بھی تابع فرمان ہو گیا ۔

قطیفر یعنی عزیز مصر کی موت کے بعد بادشاہ نے زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا !

تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸۲ و ابن جریر الطبری جز ۱۱ ، صفحہ ۵ تفسیر مظہری صفحہ ۴۲ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِمَّا كُنْتِ تُرِيْدِيْنَ ــــ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام

marfat.com

زلیخا کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی! مطلب یہ کہ۔ کیا نکاح کے بعد اچھا ہے یا نکاح سے پہلے اچھا تھا جس کا تو نے ارادہ کیا تھا۔ فَقَالَتْ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ لَا تَلُمْنِیْ فَاِنِّیْ کُنْتُ اِمْرَاَۃٌ کَمَا تَرَا حُسْنًا وَجَمَالًا۔

بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اے سچے یوسف مجھے ملامت نہ کر آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں حسن و جمال میں یکتائے زمانہ عورت ہوں اور حکومت و بادشاہت کے تمام اختیارات میرے سپرد تھے۔ اور میری زندگی کا ہر لمحہ عیش و عشرت میں گزرتا تھا اور میرا ہر سانس مصری عوام کی تقدیر بن کر نکلتا تھا اور میری آنکھ کا ہر اشارہ ہماری رعایا کی موت و حیات کا پیغام لے کر ہوتا تھا۔

وَکَانَ صَاحِبِیْ لَا یَاْتِیَ النِّسَاءَ۔ اور میرا شوہر قطیفر عورت کے پاس جانے کے قابل نہیں تھا۔ یعنی وہ میرے نزدیک آنے کی قدرت نہیں رکھتا جیسا کہ۔

احسن القصص صفحہ ۱۰۲ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ!۔ وَکَانَ یَنَامُ مِنْ جَانِبِهَا وَلَمْ یَقْدِرْ اَنْ یَّصِلَ اِلَیْهَا۔ اور وہ عزیز مصر زلیخا سے علیحدہ ہو کر ایک جانب سوتا تھا اور وہ زلیخا کے قریب جانے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ لِاَنَّهَا خُلِقَتْ لِیُوْسُفَ وَیُوْسُفُ خُلِقَ لَهَا!

کیونکہ زلیخا بی بی حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے لیے پیدا کی گئی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام بی بی زلیخا کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔ اور بی بی زلیخا نے پھر عرض کی کہ اے میرے محبوب۔ وَکُنْتَ کَمَا جَعَلَکَ اللّٰهُ فِیْ حُسْنِکَ وَ هَیْئَتِکَ فَغَلَبَتْنِیْ نَفْسِیْ عَلٰی مَا رَاَیْتَ!

میرے حسن و جمال اور بھرپور جوانی کی بات تو رہی ایک طرف تمہارا بھی حسن

وجمال جو خداداد اور تمہارا بھی دل کش شباب جو قدرت کا ایک لاجواب اور حسین شاہکار ہے اسے دیکھ کر میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی اور مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔

اور پھر اس وجہ سے میں تمہارے پیچھے محل کے ساتویں بند کمرہ میں دوڑی اور تمہارا دامن بھی پھاڑ دیا۔

بس یا یوسف۔

میرا عذر قبول کر!

قارئین کرام اور حضرات کرام!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ بی بی زلیخا کا شاہی محل کے بند کمرہ میں اپنے محبوب حضرت یوسف علیہ السلام سے تنہائی میں وصل و ملاقات کی تمنا کرنا زلیخا کی عصمت کی چادر پر کوئی بدنما داغ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر فحاشی کا الزام لگانا درست ہے!

اس لیئے کہ جب زلیخا پیدا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے لیئے کی گئی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام بھی جب پیدا ہی زلیخا کے لیئے کئے گئے تھے۔ اور وہ بھی اسلامی نکاح کی بندھن کو جانتی تھی اور جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تیسری بار خواب میں دیکھا تھا تو ان کا نام و پتہ پوچھا تھا۔

اَخْبِرْنِیْ مَنْ اَنْتَ وَمِنْ اَیْنَ اَطْلُبُکَ وَلِمَنْ اَنْتَ۔ مجھے بتا کہ تو کون ہے اور میں تجھے کہاں تلاش کروں اور تو کس کے لئے ہے۔

تو انہوں نے جواب دیا تھا۔

اَنَا اِنْسِیٌّ۔ وَاَنَا لَکِ وَاَنْتِ لِیْ۔ فَلَا تَخْتَارِیْ عَلَیَّ سِوَائِیْ!

کہ میں ایک انسان ہوں۔ اور میں تیرے لیئے ہوں اور تم میرے لئے ہے اور میرے سوا کسی غیر کو پسند نہ کرنا!

marfat.com

احسن القصص صفحہ ۹۷-۹۸ اَیْنَ اَطْلُبُکَ ؟
میں تجھے کہاں تلاش کروں !
قَالَ۔ اُطْلُبِیْنِیْ بِمِصْرَ فَاِنِّیْ مَلِکُ مِصْرَ !

فرمایا! مجھے مصر میں تلاش کرنا۔ اور میں مصر کا بادشاہ ہوں! اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے۔

پہلے نام ٹھکانہ اپنا مینوں دس شتابی
پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں جاوے دلوں بیتابی
ہیں توں کون کیتھے گھر تیرا جگ وچ کیہہ سداویں
دے جواب سوال میرے دا پھیر متاں چھل جاویں
تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا تھا۔ کہ
فرمایا بے تدھ زلیخا ایہو دل دا بھاناں
میں ہاں آپ عزیز مصر دا میرا مصر ٹھکاناں
یاد رکھیں مت میرے باہجوں ہوراں نوں گل لائیں
عشقوں ہرگز ہل نہ جانویں ثابت قدم ٹکائیں
باہجھ میرے کوئی لھبیں ناہیں لیھ لیاں گا تینوں
میں بھی یاد رکھاں گا تینوں یاد رکھیں توں مینوں

حضرات محترم ! ان حالات کے پیش نظر بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے دوڑنے اور ان کا دامن پکڑنے اور پھاڑنے میں حق بجانب تھی اس لئے کہ وہ تو ساری زندگی حضرت یوسف علیہ السلام کا ہی وعدہ نبھاتی رہی اور کسی غیر کو یوسف علیہ السلام کے سوا اپنے قریب نہیں آنے دیا۔

پھر ایسی وفادار اور بلند اخلاق عورت یعنی بی بی زلیخا پر فحاشی کا الزام لگانے

marfat.com

والے خود ضلالت و گمراہی کے جال میں پھنسے ہوئے نہیں تو اور کیا ہیں۔

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف صفحہ ۲۳ ۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸۲ الحافظ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

تفسیر ابن جریر الطبری جز ۱۱ صفحہ ۵ رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ امام جاد اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۲ امام محمد الرازی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

وَوَجَدَهَا عَذْرًا ــــ زلیخا کو کنواری پایا

ولدت له ولدين افرائيم ومنشا۔

دو صاحبزادے پیدا ہوئے!

وَاَقَامَ الْعَدْلَ ــــ اور مصر کے تخت پہ بیٹھتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے عدل و انصاف قائم کر دیا!

وَاَحَبَّتْهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ ۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام سے مصر کے آدمی۔ بچے۔ بوڑھے اور عورتیں تک محبت کرنے لگے۔

اور مصری عوام کے دلوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت پیدا ہو گئی۔

اور وہ ہر دلعزیز حکمران بن گئے۔

اس لئے کہ جب مصر کے ہر فرد کی ہر آرزو پوری ہونے لگی۔ شدید قحط کے ایام میں بھی ہر انسان کو پیٹ بھر کر روٹی ملنے لگی مصری عوام کا ہر مطالبہ پوری ہونے لگا۔ اور ہر عدالت میں سستا اور فوری انصاف حاصل ہونے لگا اور ظلم و ستم کی زنجیریں ٹوٹتی ہوئی نظر آنے لگیں۔ اور جب انہیں ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں نیکی و شرافت کی روشنی دکھائی دینے لگی اور ہر فرد کے مرجھائے ہوئے چہرہ پہ جب رونق اور خوشی و مسرت کے

marfat.com

آثار پیدا ہو گئے تو مصری عوام پکار اُٹھے!

مَا رَئِيْنَا كَالْيَوْمِ مَلِكًا اَجَلَّ وَاَعْظَمَ مِنْ هٰذَا — کہ ایسا عالی قدر واحترام حکمران۔ ایسا غریب پرور شہنشاہ اور ایسا رحمدل سربراہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا!

وَرُوِيَ اَنَّ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا يَشْبَعُ مِنَ الطَّعَامِ فِيْ تِلْكَ الْاَيَّامِ!

اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہولناک قحط کے ایام میں خود بھوکے رہتے تھے!

لوگوں نے عرض کی۔

حضور مصر کے تمام خزانے آپ کے ہاتھوں میں ہیں مگر آپ پھر بھی بھوکے رہتے ہیں۔ تو آپ جواب دیتے کہ مجھے خوف ہے کہ میں پیٹ بھر کر کھا لوں اور مجھے عوام کی بھوک یاد نہ رہے!

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طرز عمل رہتا تھا۔ کہ

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہُوا

اور پیٹ پہ پتھر کئی دن سے بندھا ہُوا

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۵۲ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمتہ اللہ علیہ

— اِسْتَغْنٰى اَهْلُ مِصْرَ بِالنَّظَرِ اِلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ!

کہ ابھی قحط ختم ہونے میں چار مہینے باقی تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے غلّہ کے ذخیرے ختم ہو گئے۔ آپ نے بارگاہ رب العزّت میں عرض کی؟

اب کیا بنے گا؟

marfat.com

جواب آیا۔ اُٹھو اور مصر کے بازار میں تخت نشین ہو کر اپنے حسن و جمال کو بے نقاب کر دو۔ جو بھی آپ کو دیکھے گا وہ آپ کے حسن و جمال میں ایسا گم ہو گا کہ اسے بھوک اور پیاس یاد ہی نہ رہے گی۔

فَلَمْ يَزَلْ يَدْعُو الْمَلِكَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَيَتَلَطَّفُ لَهُ حَتّٰى أَسْلَمَ الْمَلِكُ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ!

اور حضرت یوسف علیہ السلام ہمیشہ مصر کے بادشاہ ریان بن ولید کو اسلام کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ مصر کے بادشاہ ریان بن ولید اور اس کے بہت سے ساتھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے!

marfat.com

ملاپ

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے لختِ جگر اور حضرتِ راحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نورِ نظر ہونے کے ساتھ ساتھ قدرتی حسن و جمال کے پیکر اور خوبصورتی کے مجسمہ تھے! جو بھائیوں کے حسد و بغض کا شکار ہو کر بھائیوں کے ساتھ شکار کھیلنے گئے اور پھر بھائیوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو گئے۔

خاندانِ نبوت کا ایک ایسا حسین و جمیل شہزادہ کہ جس کے آگے سورج۔ چاند اور گیارہ ستارے سجدہ ریز ہوئے اور قرآن مجید کی زبان نے جس کی زندگی کے حالات اور جس کی سیرتِ پاک کو احسن القصص کا نام دیا ہے۔ یعنی سوہنا قصّہ آج جنگل میں بھائیوں کے قہر و غضب کا نشانہ بنا ہوا ہے!

اور پھر حاسد و بے رحم بھائیوں نے اس شہزادہ کو ننگا کر کے اندھیرے کنوئیں میں پھینک دیا!

حضرت جبریل علیہ السلام نے پروں پر اٹھا لیا۔ باہر نکالا۔

یمن کا سوداگر ابنِ زعراسی شہزادہ کو تلاش کرتا ہوا کنعان کے اس جنگل اور اس اندھیرے کنوئیں کے قریب اترا۔

اور پھر اسی شہزادہ کا سودا ہوا اور یمن کے سوداگر نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے بیس کھوٹے سکّوں کے عوض خرید لیا۔

maktabah.org

حیران ہوں کہ کہاں خاندان نبوت کا چشم و چراغ جسے سید افتخار الحسن نے "ماہِ کنعان" کا حقیقت پر مبنی لقب دے رکھا ہے اور کہاں بیس روپے کھوٹے ہاں ــ اس لیئے کہ جن لوگوں کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہ ہو اور جن کی اپنی نیت کھوٹی ہو ان کا ہر سودا کھوٹا ہی ہو گا۔

مالک بن زعر نے پاؤں میں آہنی زنجیر پہنا دی اور پھر اسے ماں کی قبر پہ اچھی طرح فاتحہ بھی نہ پڑھنے دی!

اور پھر ــ خلیل اللہ علیہ السلام کے چمنستان کا یہ مہکتا ہوا پھول راستوں کو معطر کرتا ہوا اور ہر منزل پر خوشبو بکھیرتا ہوا اور پھر یہ "ماہِ کنعان" اندھیروں میں روشنی پھیلاتا ہوا اور تاریکیوں میں اُجالا کرتا ہوا اور پھر کبھی مدین شہر کے امیر کو حلقہ بگوشِ اسلام کرتا ہوا اور کبھی عریش شہر کے بت پرستوں کو ایک معبودِ برحق کے آگے جھکاتا ہوا اور کبھی بازعہ شہزادی کو اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھا کر نورِ ایمان سے اس کے سینہ کو بھرپور کرتا ہوا مصر کے شہر میں داخل ہوا اور پھر ــ دوبارہ فروخت ہوا ــ مصر کے شہری خریدنے کے لئے اُمڈ پڑے!

مال و دولت کے خزانے۔ لعل و جواہرات کے ڈھیر اور سونے چاندی کی تجوریاں برابر کے پلّہ میں تلنے لگیں۔

سرمایہ داروں نے دیکھا۔ دولت مندوں نے ملاحظہ کیا اور امیروں نے نگاہ دوڑائی تو ستر سال کی ایک بوڑھی مائی بغل میں سوتر کی ایک اَٹی دبائے ہوئے خریداروں کے جھرمٹ کو چیرتی ہوئی مالک کے پاس آئی! ــ اور التجا کی کہ یہ غلام مجھے دے دے!

مالک حیران ہوا ــ اور پوچھا ــ مائی یہ کیا؟

کہاں مصر کے خزانے اور کہاں تیری "سوتر دی اَٹی"!

مائی نے جواب دیا !

کھوٹے سکوں سے تو میری سوتر دی آٹی کم نہیں ہے ! مگر پھر بھی میں جانتی ہوں کہ لعل و جواہرات کے خزانوں کے مقابلہ میں میری یہ سوتر دی اٹی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مگر یہ لے کر اس لیئے آگئی ہوں کہ۔

جس دن روز قیامت ہوسی اللہ پیش بلاوے
تے یوسف دیاں گاہکاں تائیں حاضر کیتا جاوے
اس دن میں وی گاہکاں وچوں شامل کیتی جاواں
شاید میں وی ایسے گلوں حشر نوں بخشی جاواں

حسن اتفاق سے زلیخا شاہی عماری میں کنیزوں کے ساتھ وہاں سے گزری جہاں یوسف کا سودا ہو رہا تھا !۔

نگاہ اٹھائی۔ خوابوں میں اپنے حسن کی جھلک دکھانے والے محبوب کو پہچان لیا۔

اور اپنے شوہر قطیفر سے کہا۔

یہ غلام ہاتھ سے نہ جائے !

عزیز مصر نے خرید لیا۔ زلیخا نے تمنا کا اظہار کیا۔ لیکن۔

خاندانِ نبوت کے معصوم اور مستقل مزاج شہزادہ یوسف نے ٹھکرا دیا !

—— اس لیئے۔ کہ وہ شرافت کا پیکر اور صالحیت کا مجسمہ تھا۔ نبوت کے سایہ میں آنکھ کھولی تھی اور رسالت کے ماہتاب کی ضیا پاشیوں میں چلنا پھرنا سیکھا تھا۔ اسی وجہ سے کبھی زلیخا کے شاہی محل کے تالے توڑ کر اور کبھی مصر کی خوبصورت جوانیوں کو اپنی قوتِ ارادی اور ضبطِ نفس کے زور سے پائمال کرتے ہوئے اپنے خاندان نبوت کی آبرو بچاتا رہا۔ اور پھر۔ ناکردہ جرم کے بدلہ میں مصر کی قید میں بند

marfat.com

رہا ـــ

غرضیکہ ! حضرت یوسف علیہ السلام خوفناک طوفانوں سے ٹکراتے ہوئے خطرناک راستوں سے گزرتے ہوئے اور خاردار جھاڑیوں سے اپنا دامن بچاتے ہوئے مصر کے تخت و تاج کے وارث بن گئے !

اے ماہِ کنعان تیری مقدس پیشانی پر چاند کا خوبصورت حالہ چمکتا رہے !

اور ـ ادھر زلیخا بھی مغربی ممالک کے ایک عظیم شہنشاہ "طیموس" کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی جو حسن و جمال میں یکتائے زمانہ تھی اور جو ہزاروں کنیزوں کی مدھ بھری لوریاں سن کر پلی تھی ! اور جو سونے چاندی کے کھلونوں سے کھیلتی ہوئی ـــ ریشمی بستروں پہ لیٹی ہوئی ـ ماں باپ کی شفقت کو دامن میں سمیٹی ہوئی اور آئینہ میں اپنا حسن دیکھ کر شرماتی ہوئی نو سال کی عمر کو پہنچی !

اور پھر اس نے خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی صورتِ پاک دیکھی !

اور پھر دوسری بار بھی وہی جلوہ نظر آیا ـــ تو بس پھر کیا تھا ـ محبت کا چراغ دل میں روشن ہو گیا ـ پیار کی شمع سینے میں جل اٹھی اور عشق کی کمان سے تیر نکل کر قلب حزیں میں پیوست ہو گیا ـ

زخم گہرا تھا اور درد سوایا بھی ـ

مگر نہ مرہم تھی نہ پٹی ـــ نہ کوئی دوا نہ دارو !

لبوں کا تبسم مٹ گیا اور آنکھیں اشکبار رہنے لگیں ! اطلس و حریر کا لباس پھاڑ دیا اور لعل و جواہرات کے زیور توڑ دیئے !

شاہی محلات سے نکل کر بیابان کی طرف دوڑتی ! عقل و ہوش گنوا بیٹھی ـ گلیوں میں محبوب کو تلاش کرتی ـ

باپ نے دیوانی سمجھ کر پاؤں میں سونے کے کڑے پہنا کر محلات کے ایک کمرے

marfat.com

میں بند کر دیا۔

ساری ساری رات آہیں بھرتی اور حسنِ یوسف کا تصور کر کے فریاد کرتی !۔۔۔

خواب میں اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھانے والے محبوب

اے دلدار کمندیاں والیا محبوبا میں واری

تیریاں ناز کرشماں اتے میں قربان بیچاری

اور پھر تیسری بار جب زلیخا کو کنعان کا شہزادہ نظر آیا تو پوچھا

تو کون ہے ؟

تو خاکی ہے یا نوری ؟

تیرا ٹھکانہ کہاں ہے ؟

اور میں تجھے کہاں تلاش کروں ؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا !

میں خاکی انسان ہوں !

میں اللہ کا بندہ ہوں ! اور عزیز مصر ہوں ! میرا ٹھکانہ مصر ہے ۔

میں مصر کا بادشاہ ہوں ! اور مجھے مصر میں تلاش کرنا !

کنعان کے جوان نے اپنا نام و نشان بتایا تو زلیخا کو ہوش آ گیا ۔ عقل و فراست لوٹ آئی ۔ غم فراق کے اندھیرے چھٹ گئے ۔ جدائی کی سیاہ راتیں ختم ہو گئیں اور پاؤں سے سنہری کونٹے ٹوٹ گئے !

باپ نے خوشی منائی ۔ ماں نے خیرات بانٹی ۔ سہیلیوں نے گیت گائے اور ہمراز دائی نے رقص کیا ۔

باپ نے پیار سے پوچھا ؟ ۔۔۔

بیٹی ۔ ہوش میں آنے کا سبب ؟

marfat.com

جواب دیا!

مصر کا عزیز!

بس پھر کیا تھا بادشاہ طیموس نے اپنی بیٹی زلیخا کی شادی کے پیغامات کئی ملکوں کے سربراہوں کے نام بھجوا دیئے!

قاصد۔ روم و شام۔ ایران و عراق اور یمن و بخارا کے بادشاہوں کے درباروں میں پہنچا۔

زلیخا کی شادی کا مژدہ سنایا جو ہر ایک نے بخوشی منظور کر لیا۔

مگر زلیخا کو کسی ملک کے شہنشاہ کا تخت و تاج قبول نہیں تھا اور نہ ہی وہ کسی فرمانروا کے شاہی محل میں جانا پسند کرتی تھی۔ اس لئے کہ وہ تو مصر کے عزیز پر فریفتہ تھی اور اسی کے حسن و جمال کا نظارہ کر کے اس کے عشق و محبت کا تیر کھا چکی تھی۔

اور پھر وہ تو اپنے محبوب سے کئے ہوئے وعدہ کو نبھانا چاہتی تھی۔

کہ

یاد رکھیں مت میرے باہجوں ہوراں نوں گل لائیں
عشقوں ہرگز ہل نہ جانویں ثابت قدم ٹکائیں!
میں تیراں توں میری ہوکے تن من خاک رُلائیں
تے غیراں دل جھات نہ پائیں غیروں جان چھڑائیں

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ محبت غیر کو نہیں چاہتی

ایک نوجوان نے ایک خولصورت جوان لڑکی کو راہ چلتے دیکھا کسی کالج یا سکول سے گھر جا رہی ہوگی نوجوان دل ہار بیٹھا اور اس کی سیاہ زلفوں کا قیدی ہو کر رہ گیا۔

لڑکی شریف تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا اور پوچھا!

marfat.com

اے جوان! تو میرے پیچھے پیچھے کیوں آرہا ہے!

نوجوان نے جواب دیا۔

بس تیری محبت کا تیر سینے پہ کھا چکا ہوں اور تیرے پیار کے پھولوں کا ہار گلے میں ڈال چکا ہوں۔

تیری مستانہ چال نے مدہوش کر دیا ہے اور تیری دلبرانہ اداؤں پہ مرمٹا ہوں۔

جیسے اسلامی سلطنت کے نوجوان ہر کالج و سکول کے دروازہ پر کھڑا ہو کر ہر طالبہ کو فحش نگاہوں اور عیاش نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اور دور تک پیچھا کرتے رہتے ہیں چاہے بعد میں اس نوجوان کی حقیقی بہن ہی کیوں نہ نکلے!

لڑکی کا دامن شرم و حیا سے بھرپور بھی تھا اور عقل و ہوش کا زیور بھی پہنے ہوئے تھی!

بولی! — اے نوجوان — میں کیا ہوں میرے پیچھے میری بہن آرہی ہے جو کہ مجھ سے بھی خوبصورت ہے۔

نوجوان تھا نفسانی خواہشات کے تباہ کن جال اور آوارہ گردی کی گمراہ کن دلدل میں پھنسا ہوا۔

نوجوان نے مڑ کر جو دیکھا تو لڑکی نے زور سے تھپڑ منہ پر مارا — اور کہا کہ بے غیرت! دعویٰ تو میری محبت کا اور دیکھتا غیر کو ہے!

تو — بی بی زلیخا بھی اپنے محبوب عزیزِ مصر یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی غیر کو کیسے قبول کرتی۔

نزہت المجالس جلد ا صفحہ ۵۳ — علّامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمتہ اللہ علیہ

— اَنَّ ابراھِیمَ اَدَّعیٰ مَحَبَّتہٖ اللہِ تعالیٰ ثُمَّ نَظرَ اِلیٰ ولدِہٖ لِعَیبنِ

marfat.com

اَلْمَحَبَّۃِ ـــــ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بھی محبت کی نظر سے دیکھ لیا۔

فَقِیْلَ لَہٗ اِذْ بَحْ وَلَدَکَ ـــ حکم ہوا کہ بیٹے کو ذبح کر دے۔

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لختِ جگر کو قربان کرنے کے لیئے تیار ہو گئے تو پھر آواز آئی!

لَیْسَ الْمُرَادُ بِذِبْحِ الْوَلَدِ ـــ کہ ہماری مراد محض اسمٰعیل کو ذبح کروانا نہیں ہے بلکہ تمہارے دل سے میرے علاوہ کسی غیر کی محبت نکالنا ہے۔

تو پھر بی بی زلیخا اس حسنِ ماہِ تمام کے علاوہ کسی غیر کو کیسے منظور کر لیتی جس کا نظارہ خواب میں کرکے وہ لطف اندوز ہو چکی تھی۔

مدارج النبوت حصہ اول اُردو ترجمہ صفحہ ۵۱۶ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ محبت!

محبت کرنے والا اپنے دل سے محبوب کے سوا سب کچھ فنا کر دے تاکہ دل میں غیر کے آنے اور غیر کی محبت رہنے کی جگہ ہی باقی نہ رہے!

تو پھر اس حقیقت کو ہوتے ہوئے زلیخا اپنے دل میں کنعان کے خوبصورت شہزادہ کی محبت کے ماسوا کسی غیر کی محبت کو کیسے جگہ دے سکتی تھی۔

کئی ممالک کے حکمرانوں کی طرف سے زلیخا کے ساتھ نکاح کی رضامندی کے پیغامات آتے رہے مگر طیموس کی بیٹی انکار کرتی رہی!

اور پھر باپ سے کہہ دیا کہ۔

اگر مصر کے شہنشاہ کی طرف سے شادی کا پیغام آئے تو انکار نہ کرنا! مجھے منظور ہو گا!

آخر ایک دن عزیزِ مصر قطفیر کی طرف سے شادی کا پیام آ ہی گیا!

marfat.com

شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی! شادیانے بجنے لگے۔ چنگ ورباب کی مسحور کن دھنوں پہ رقص ہونے لگے۔ سہاگ کے گیت گائے جانے لگے۔ زلیخا کی سہیلیوں نے مہندی لگائی اور سارے شہر نے جشنِ شادی منایا۔

اور پھر مصر سے بارات آئی۔ نکاح ہوا اور پھر زلیخا کے ماں باپ نے چشمِ گریاں سے اپنی بیٹی کو ڈولی میں بٹھلا کر رخصت کر دیا۔

کئی غلام۔ کئی کنیزیں اور زلیخا کی ہمراز اور وفادار دائی بھی ساتھ جا رہی تھی!

قارئینِ کرام —! یاد رہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے باہر نکالے گئے تھے تو انھوں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ مجھے کیوں نکالا گیا ہے تو بزبانِ مولوی غلام رسولؒ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا تھا — کہ

وکن لگیں اج قیمت تیری مشتریاں دے پلّے
گاہک تیرے مصروں آئے آپ خداوند گھلّے

اور — آج جب زلیخا اپنے وطن اور اپنے گھر بار کو چھوڑ کر مصر کو روانہ ہوئی تو وہ پکار اٹھی!

میں دل مصر چلی چک ڈیرے مقصد حاصل آئے
بخت سُتے قاصد گھلّے خوش پیغام لیائے

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس دلگداز منظر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

زلیخا را دراں محمل نشاندند
بصد نازش بسوئے مصر راندند

کہ — زلیخا کو دلہن بنا کر ماں باپ اور ہزاروں سہیلیوں نے روتی ہوئی آنکھوں سے مصر کی طرف روانہ کر دیا!

marfat.com

حضراتِ محترم۔ وہ رنگین زمانہ۔ وہ دلچسپ ایام۔ وہ خوبصورت دور اور وہ حسین وجمیل دنوں کو یاد کرو اور جب پرانے مگر صاحبِ ذوق لوگ اپنی بیٹی کو گھر سے رخصت کرنے کے لیئے ڈولی یا عمّاری کا بندوبست کیا کرتے تھے اور یا پھر اونٹ کی محمل کا انتظام کرتے!

یاد رہے کہ دلہن کی رخصتی کا نظارہ جو ڈولی میں ہے وہ سجی ہوئی کار میں نہیں!

زلیخا نے جب سے "ماہِ کنعان"۔ کنعان کے چاند یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا بیداری میں بھی اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیئے بے تاب رہتی تھی۔

زلیخا تو یہی سمجھے بیٹھی تھی کہ مجھے بیاہ کے لے جانے والا عزیزِ مصر وہی ہے جس نے مجھے خواب میں بتایا تھا۔

اَنَا مَلِکُ مِصْرِ۔ کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں اس لیئے اس نے اپنی وفادار دائی سے کہا کہ جُدائی کے زخم پر پٹی باندھنے اور محبوب کا جلوہ دکھلانے کی کوئی تدبیر سوچ!

عزیزِ مصر کا براتی قافلہ رک گیا۔ خیمے لگ گئے۔ تنبو تلنے گئے۔ قناتیں لگادی گئیں اور زلیخا کی عماری کے اردگرد ریشمی پردے لٹکا دیئے گئے!

دائی وفادار ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھ دار اور عقل مند بھی تھی اس نے عزیزِ مصر کے خیمہ میں شگاف کر کے زلیخا سے کہا کہ لے دیکھ لے خواب والا اپنا محبوب۔

زلیخا نے نگاہ اٹھائی۔ غور سے دیکھا تو تڑپ اٹھی کنعان کے چاند کے خیال میں گم رہنے والی زلیخا کو جب مصر کے عزیز کا بھیانک چہرہ دکھائی دیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

ہوش آیا تو دائی نے پوچھا کیا ہوا؟

marfat.com

بزبانِ جامی جواب دیا۔

؎ نہ آنست اینکہ من در خواب دیدم
بجست و جوئیش ایں محنت کشیدم

کہ یہ وہ نہیں ہے کہ جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا اور جس کو حاصل کرنے کے لیے میں نے اتنی محنت کی۔

اور ؎ نہ آنست اینکہ عقل و ہوش من برد
عنانِ دل بہ بیہوشیم بسپرد

اور یہ وہ نہیں ہے جس نے خواب میں اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھا کر میرے عقل و ہوش لوٹ لئے تھے اور یہ وہ نہیں ہے کہ جس کے عشق و محبت کے سنہری جال میں پھنس کر اپنے دل کی لگام میں نے اس کے سپرد کر دی تھی۔

فَغُشِیَتْ عَلَیْھَا ــــ غش کھا گئی!

برائے گنج بردم رنج بسیار
فتاد آخر مرا با اژدھا کار

اور یہ وہ حسن و جمال کا خزانہ نہیں ہے جسے حاصل کرنے کے لیئے میں نے ہزاروں دکھ اٹھائے مگر مجھے اس خزانہ کی بجائے خوفناک اژدھا ہاتھ آیا!

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں عجیب و غریب اشارا اور لطیف سا استعارہ استعمال کرکے قارئین کو سمجھایا ہے کہ یہ مشہور ہے کہ جہاں کہیں سونے چاندی کا خزانہ ہوتا ہے وہاں کالا ناگ یا اژدھا ضرور ہوتا ہے!

مطلب! یہ کہ میں نے تو خواب میں دیکھنے والے حسن کے خزانہ کو اپنے دامن میں سمیٹنا چاہتی تھی مگر اس کی بجائے مجھے کالا ناگ ملا جو عزیزِ مصر کی صورت میں ظاہر ہوا۔

marfat.com

شدم بر بوئے گل چیدن ز گلشن
سنانِ خار زد چینگم بدامن

کہ میں نے تو عشق و محبت کے مہکتے ہوئے گلشن سے پیار و الفت کے پھول چننے کی آرزو کی تھی مگر میرے دامن میں نفرت کے کانٹوں کے سوا کچھ بھی نہ آیا!

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ اس افسوسناک حقیقت کو یوں لکھتے ہیں کہ۔

جونہی زلیخا کو عزیزِ مصر کی شکل دکھائی دی تو پکار اُٹھی!

دیکھ عزیزِ مصر دے تائیں کرک کہے او ناہیں
آہ بھری غم ہوش بھلائے پائی سُرت کدائیں
دیکھ کہے جو خوابے ڈٹھا ایہہ اوئیں بے چارا
او خورشید فلک تھیں لتھا ایہہ ذرہ ناکارا

خورشید۔ ماہِ کنعان!

او بے عیب تے ایہہ پُر عیبیں او دلبر ایہہ ویری
او عافیت خیر تسلی ایہہ غم دکھ بد خیری
مینوں ہتھ پاون لگی آگ میرے ہتھ آیا
توڑن لگی پھول گلابوں کنڈے زخم لگایا

زلیخا کو ہوش آئی تو۔

فَقَالَتْ جَارِيَتُهٗ مَا الَّذِیْ اَصَابَكِ ۔۔۔ دائی نے کہا کہ تجھے یہ کیا ہو گیا کہ تو بے ہوش ہو گئی!

قَالَتْ لَيْسَ هٰذَا زَوْجِيْ الَّذِيْ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَنَامِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔۔۔ زلیخا نے کہا کہ یہ میرا وہ شوہر نہیں ہے جسے میں نے تین بار خواب میں دیکھا تھا!

کنیز نے کہا۔ صبر کر یہی شوہر تیرا اُس شوہر کے ملنے کا سبب ہے۔

marfat.com

احسن القصص صفحہ ۱۰۲ امام غزالیؒ ۔ عزیز مصر تو ہزاروں خوشیوں اور مسرتوں کی بے بہا دولت اپنی شادی کے سہرا کی لڑیوں میں چھپائے اور زلیخا کے حسن و جمال کا بھرپور خزانہ اپنے دامن میں چھپائے مصر کی طرف رواں دواں تھا مگر زلیخا اپنی لاکھوں تمناؤں کا خون سے اپنے سہاگ کے ریشمی لباس کو رنگین کرتی اور سہاگ کی نرم و نازک اور خوبصورت چوڑیوں کو توڑتی ہوئی عزیز مصر کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔

اس لیئے کہ اس کے دل کی دنیا لٹ چکی تھی۔ آرزؤں کا گلشن اجڑ چکا تھا اور محبت کے پھول مرجھا چکے تھے! وہ حیران تھی کہ اب کیا کرے؟ کدھر جائے؟ کسے آواز دے اور سکونِ قلب کہاں تلاش کرے! وہ سوچتی تھی کہ زندگی کا اگلا سفر کیسے طے ہوگا! ہجر و فراق کی سیاہ راتیں کیسے بسر ہونگیں اور خواب میں جلوہ دکھانے والے محبوب سے وصل و ملاپ کی منزل کب قریب آئے گی۔

وطن چھوٹ گیا۔ گھر بار دور رہ گیا۔ ماں باپ جدا ہو گئے۔ پیکے بچھڑ گئے ۔ سوہرے راس نہ آئے اور شوہر پسند کا نہیں!

بہتر ہے کہ کہار میری ڈولی کو مصر کے شاہی محل میں لے جانے کی بجائے نیل ندی میں ڈبو دیں تاکہ محبوب کی محبت میں مرنے سے پہلے غسل تو کر لوں!

قارئینِ کرام!

اس کتاب "ماہِ کنعان" کا مصنف صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ محبت ایک پاکیزہ جذبہ ہے کہ جس کے ذریعہ انسان دشمن کو دوست ۔ باغی کو وفادار بنا سکتا ہے اور بیگانہ کو اپنا بنا کر انسانیت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔!

اور محبت! ۔ قدرت کا ایک ایسا قیمتی عطیہ ہے کہ جس کے ذریعہ آدمی کو رشد و ہدایت کی روشنی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نفرت و عداوت کی مضبوط

marfat.com

زنجیروں کو بھی توڑ کر الفت و اخوت کے پھولوں کے ہار گلے میں پہنے جا سکتے ہیں اور۔ آج جو ملک میں افراتفری اور عداوت و نفرت کی آگ مسلمانوں میں بھڑک رہی ہے اور ہر طرف دشمنی و نفرت کی باقاعدہ جنگ لڑی جا رہی ہے۔ مسلمان ایکدوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں۔ خون کے فواروں سے در و دیوار سُرخ کئے جا رہے ہیں اور اپنی ہی بہو بیٹیوں کی عصمت کے گراں قدر موتی سر بازار لوٹ رہے ہیں اور بموں کے دھماکوں سے بے گناہ لوگوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ اور عوام میں طرح طرح کا خوف و ہراس پھیلا کر نہ صرف ان کی پر سکون زندگی پر موت کے سائے مسلط کئے جا رہے ہیں بلکہ ملک کی بنیادوں کو بھی کھوکھلا کیا جا رہا ہے۔

کہیں چار قوموں کا اژدہا ملک کو ڈس رہا ہے اور کہیں لسانی جھگڑے سے وطن کو تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور کہیں علیحدگی پسندی اور صُوبائی خود مختاری کا خطرناک نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان کی طرح اسے اور بھی ٹکڑے کرنے کی بنیاد رکھی جا رہی ہے تو ان تمام خرابیوں اور ساری نفرتوں کا سبب صرف ایک ہے کہ ہم مسلمان محبت کے جذبہ سے محروم ہو چکے ہیں اور قدرت کے اس انمول موتی سے اپنے اپنے دامن خالی کر چکے ہیں اور باہمی اتحاد و یگانگت کی دولت ہم سے چھین چکی ہے!

اقبال مرحوم بھی اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :۔

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے!
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے

صفیں کج، دل پریشاں! سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

اور ـــ محبت خویشتن بینی محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کسریٰ سے بے پروا

گویا کہ اگر ہم مسلمان محبت و اخوت کے اس کھوئے ہوئے پاکیزہ جذبہ اور قدرت کے عطا کردہ اس قیمتی گوہر کو پھر اپنے سینوں سے لگالیں تو ہم پھر دوستی و یک جہتی کی رسی کو تھام کر دنیا پہ چھا سکتے ہیں اور نفرت و عداوت کی کالی گھٹاؤں سے نکل کر اتحاد و اتفاق کی برکت سے کامیابی و کامرانی کی روشن فضائیں حاصل کر سکتے ہیں اور ہم اگر ایک بار پھر محبت کو اپنا شعار بنالیں تو ہم پھر قعر ذلت سے نکل کر عزت و وقار کی بلندی پہ پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ۔ محبت۔ قیصر و کسریٰ کے شاہی محلات کی پرواہ نہیں کرتی اور روم و شام کے تخت و تاج کو نگاہ میں نہیں لاتی!

مجبور و بے بس زلیخا ایک ایسی بلبل کی طرح عزیز مصر کے ساتھ جا رہی تھی جسے صیاد نے پکڑ کر تیلیوں کے قفس میں قید کر دیا ہو اور وہ بے چاری پھڑ پھڑا بھی نہ سکے۔

اچانک ایک دن مصر کے کوتوال کی طرف سے دف بجا بجا کر گلیوں۔ بازاروں اور محلوں میں اعلان ہونے لگا کہ اگلے دن عزیز مصر قطفیر طیموس شہنشاہ کی بیٹی زلیخا کو دلہن بنا کر تشریف لا رہا ہے تمام لوگ استقبال کے لیے مصر کے فلاں دروازہ پہ جمع ہو جائیں۔!

اگلا دن آیا مصری حکومت اور عوام نے شاہانہ استقبال کیا۔ مصر میں ایک جشن کا سماں تھا! چراغاں کیا گیا۔ ہزاروں خوبصورت کنیزیں زرق برق لباس میں زلیخا کی عماری کے آگے آگے رقص کرتیں اور اپنی دلبرانہ اداؤں سے اٹھکیلیاں کرتی جا رہی تھیں اور کئی غلام عزیز مصر کے گھوڑے کے آگے جھومر ڈالتے جا رہے تھے!

مصر کے شاہی محل میں زلیخا کے لیے ہر طرح کا آرام اور ہر قسم کی راحت کا

سامان مہیا کر دیا گیا اور خوشیوں اور مسرتوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ پورے محل کو عطر و گلاب سے معطر رکھا جانے لگا۔ خدمت اور فرمانبرداری کے لیئے کنیزوں کا جھرمٹ زلیخا کا دل بہلانے کے لیئے ہر وقت اس کے پاس رہنے لگا۔ رات ہوتی تو محل کے ارد گرد اور چاروں طرف مشعلیں روشن کر دی جاتیں اور قندیلیں جلا دی جاتیں مگر ماہِ کنعان کا خوبصورت حالہ پھولوں کے ہار کی طرح گردن میں ڈالنے والی زلیخا کو جب ایک بھی شعاع نہ دکھائی دیتی تو وہ مشعلوں اور قندیلوں کی روشنی کو مکر چاندنی سمجھ کر بجھا دیتی تھی!

اور — وہ غمگین اور اداس رہنے لگی — نہ دن کو چین نہ رات کو آرام — نہ لبوں پر تبسم نہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ۔ غم گین و اداس راتوں میں سو جاتی کہ شاید خواب میں اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھلا کر میرے دل میں محبت کا چراغ جلانے والا خوبصورت جوان پھر کبھی خواب میں آکر میری خزاں رسیدہ زندگی میں تازہ بہار پیدا کر دے! زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید لیا! پہچان لیا کہ خواب میں آنے والا محبوب یہی ہے۔ خرید کر محل میں لے آئی!

مگر وہ شرافت کا پتلا اور حسنِ اخلاق و کردار کا مجسمہ زلیخا کی حسرت پوری نہ کر سکا اور پھر مصر کے قید خانہ میں اسے قید کر دیا گیا۔

آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی حکومت مل گئی۔ اور وہ تو مصر کے تخت و تاج پہ رونق افروز ہو گئے لیکن زلیخا انہیں صحراؤں اور بیابانوں میں تلاش کرتی رہتی۔ زلیخا کے بخت نے یاوری نہ کی اور مصر کا تخت گنوا بیٹھی — واہ بی بی زلیخا تیرا مقدر! پہلے اپنے باپ طیموس کے شاہی محلات سے نکلی اور پھر مصر کے تخت و تاج کو ٹھکرا کر اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگی۔

شاہی لباس اتارا اور ٹاٹ کا پھٹا ہوا پیراہن اوڑھ کر جنگل میں جا بیٹھی!

marfat.com

ـــــ اور خوبصورت محل چھوڑ کر صحرا میں ایک بوسیدہ سی گھاس کی کٹیا میں رہنے لگی!

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس جانگداز حادثہ کی نشان دہی یوں کرتے ہیں!

زلیخا را ز تنہائی بہ جو جاں کاست

براہ یوسف از نی خانہ ساخت

کہ جب زلیخا تنہائی سے گھبرا گئی تو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی گزرگاہ میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنالی! وفادار غمخوار دائی کو ساتھ لیا اور پتھر کے بت کو بغل میں دبایا اور شہر سے نکل گئی!

بحسرت بر سر راہش نشستے

خروشاں بر گزرگاہش نشستے

اور حسرت و یاس کو اپنے دامن میں لپیٹ کر محبوب کی راہ میں جا بیٹھی ـــ اور ہر راہ گزر سے یوسف علیہ السلام کا حال پوچھتی۔

آنکھوں کی بینائی ضائع ہو چکی تھی۔ کمر جھک گئی تھی اور جوانی و شباب کے گلشن میں خزاں آ چکی تھی مگر پھر بھی خزاں رسیدہ پتا جب زمین پر گرتا تو اسے اٹھا کر آنکھوں پہ لگاتی اور چومتی اور عشق و محبت کی بو سونگھتی

حضرت یوسف علیہ السلام کا معمول تھا کہ وہ ہر روز صبیل گھوڑے پہ سوار ہو کر ہزاروں غلاموں کے جھرمٹ میں مصر کے گلی بازاروں میں پھر کر غریبوں اور مسکینوں اور یتیموں کی فریاد سن کر دادرسی فرماتے اور معذور و محتاج لوگوں کو خیرات تقسیم کرتے تھے۔ سرِ اقدس پر شاہی تاج ـــ شاہی چھتر کا سایہ اور دامن میں شاہی خزانہ۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چو شاہِ خود ز مشرق خاور آمد

صبیلِ ابلق یوسف بر آمد

marfat.com

کہ جس طرح مشرق سے سورج طلوع ہوتا ہے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام
کا مہیل اور ابلق گھوڑا زلیخا کے قریب سے گزرا!

برون آمد زلیخا چوں گدائے

گرفت اندر رہ یوسف خاکپائے

تو زلیخا یوسف علیہ السلام کے گھوڑے کے سموں کی آواز سن کر ایک بھکارن کی
طرح اٹھی اور خاکِ پا کو بوسہ دیا۔ آنکھوں پہ لگائی اور سینے پہ ملی۔ لطف اندوز
ہوئی اور سرور حاصل کیا۔

ماہِ کنعان یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا تیز رفتار گھوڑا ہر روز زلیخا کی
کٹیا کے قریب سے تیزی سے گزر جاتا تو وہ سموں کی آواز کے پیچھے دوڑتی اور دردناک
آواز میں پکارتی ـــ

ہو جا کھڑا نہ جائیں یوسف گل میری جا سن کے
دسیہ انصاف نساریں دودھوں خالص پانی پُن کے
میریاں سن فریاداں جائیں میں دل نظر ا لاریں
جاندی تیز سواری والیا داگ ذرا کھلیا ریں

کئی دن ایسے ہی گزر گئے مگر زلیخا کی فریاد کو قبولیت حاصل نہ ہو سکی فرشتوں
نے سفارش و درخواست کی اے بارِ الٰہا زلیخا تیرے ایک لاڈلے اور برگزیدہ
پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں فنا ہو کر باپ کے شاہی محلات اور عزیز
مصر کے شاہی تخت و تاج کو ٹھکرا کر گھاس کی بوسیدہ سی کٹیا میں اپنے حبیب
کے ملاپ و وصل کی اُمید لئے بیٹھی ہے اسے وصل کی نعمت نصیب فرمادے۔
جواب آیا ـــ تم نے درست التجا کی مگر زلیخا محبت تو کرتی ہے یوسف سے
اور پرستش کرتی ہے بُت کی اسے اس وقت تک یوسف علیہ السلام کا وصل حاصل نہیں

marfat.com

ہو گا جب تک یہ اپنے پتھر کے بنائے ہوئے بُت کو پاش پاش نہ کر دے۔

اُدھر ملائکہ بارگاہِ ربُ العزت میں سر بسجود ہو کر منت و سماجت کر رہے تھے اور۔

اُدھر۔ زلیخا کو جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ملاپ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو یہ سمجھ کر کہ جس بُت کی میں پرستش کرتی آرہی ہوں شاید یہی کوئی میری مدد کرے اور میری زندگی کی تاریک راتوں میں میرا وہ ماہِ کنعان نمودار ہو جائے اور شاید میری تمناؤں اور آرزوؤں کے اُجڑے ہوئے گلشن میں پھر تازہ بہار آجائے اور میری یہ گھاس پھوس کی کُٹیا پھر خوبصورت محل میں بدل جائے۔

شب سر پیش آں بُت بر زمیں بود

کہ عمرے در پرستش کارِ ایں بود

کہ ایک رات بے قراری و بے تابی کے عالم میں اٹھی اور اپنا سر حسبِ معمول بُت کے آگے جھکا دیا اور کہنے لگی کہ میں نے ساری عمر تیری پوجا و عبادت میں گزار دی ہے!

بگفت اے قبلۂ جانم جمالت

سرِ من در عبادت پائمالت

اور کہا کہ اے میری جان کے قبلہ میرا سر تیری عبادت میں پائمال ہو چکا ہے!

ترا عمر لیست کز جانم پرستم

بیروں شد گوہرِ بینش ز دستم

کہ ساری عمر دل و جان سے تیری عبادت و پرستش میں گزار دی اور میرے دستِ ناتواں سے عقل و ہوش کے گرانقدر موتی بھی چھوٹ چکے ہیں۔

آ۔ اور میری مدد کر اور مجھے میرا محبوب ملا دے! مگر وہ پتھر کا ایک

marfat.com

بے حس و حرکت زلیخا کی کیسے مدد کر سکتا تھا۔

اور جب بُت نے بھی کوئی مدد نہ کی اور کوئی جواب نہ دیا تو ایک دوسرا وزنی پتھر اٹھا کر اپنے بت پر مار کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھر رحیم و کریم معبودِ برحق کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر پکار اٹھی

تضرع کرد و رو بہ خاک مالید

بدرگاہِ خدائے پاک نالید

عاجزانہ انداز سے زلیخا نے چہرہ کو مٹی میں ملا اور خدائے پاک کے حضور بہت روئی۔

بلطفِ خود جفائے من بیامرز

خطا کردم خطائے من بیامرز

کہ اے خالقِ دو جہاں تو وحدہٗ لاشریک ہے اور معبودِ برحق ہے اور تُو ہی وہ ازلی اور ابدی مصور ہے جس نے اپنے دستِ قدرت سے یوسف کی تصویر بنائی۔

اور میں نے تیرے سوا بُت کی پرستش کر کے ظلم کیا۔ اور میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں نے ایک پتھر کی پوجا کر کے ناقابلِ معافی جرم کیا ہے مگر تو اپنے خاص لطف و کرم سے میرے اس جرم و خطا کو معاف فرما دے!

کر منظور بندی دیاں عرضاں بخش غموں چھٹکارے

یارب میل! ملاں اک واری جان میرے غم سارے

التجا قبول اور دعا منظور ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی شاہانہ سواری گزری تو حکمِ الٰہی آیا کہ آج زلیخا سے مِل کر آگے جانا ہے اس لیئے کہ اس نے بُت کو توڑ کر ربِّ حقیقی کی بارگاہ میں سر جھکا دیا ہے۔

marfat.com

سواری ٹھہر گئی !

اور فرمایا۔ فریاد کرنے والی عورت کو حاضر کیا جائے !

وفادار دائی اور پرانی غمخوار کنیز نے لاٹھی پکڑ کر زلیخا کو حضرت یوسفؑ کے قریب لا کھڑا کیا !

مگر مصر کا عظیم حکمران اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا لختِ جگر اور حضرت راحیل کا نورِ نظر اور زلیخا کا ماہِ کنعان زلیخا کو نہ پہچان سکا۔

اسلیئے ۔۔ کہ ۔۔ نہ حُسن ، نہ جوانی ، نہ شباب اور نہ ہی شاہانہ لباس !

زلیخا کو ایک بھکاری عورت سمجھ کر ایک غلام کو حکم دیا کہ اس بھکارن کو خیرات دی جائے !

آگے جانے لگے تو جبریل علیہ السلام نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی ۔۔۔ اور عرض کی ۔ ؎

ہو جا کھڑا نہ جائیں یوسف اللہ نے فرمایا

فریادی دی اپنی کنیئں سن لے دکھ جو پایا

حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے سے اُتر آئے اور پوچھا۔

اے بوڑھی عورت ۔ بتا تو کون ہے ؟ اور تیری حاجت کیا ہے ؟

محبوب کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو پہلے بے ہوش ہو گئی ۔ ہوش آیا تو ؎

بچوں گل خنداں خندو چوں غنچہ بشگفت

دہاں پر خنداں بر یوسف دعا گفت

پھر پھول کی طرح کھل اٹھی اور غنچے کی طرح مسکرا اٹھی اور یوسف علیہ السلام کے لیئے دعا کرنے لگی !

اور اپنی زندگی کی کتاب کے چند باب یوں بیان کرنے لگی اور اپنا تعارف

marfat.com

مختصر الفاظ میں کچھ اس طرح سنانے لگی!

بگفت آنم کہ چوں روئے تو دیدم

ترا از جملہ عالم برگزیدم

کہ میں وہی ہوں کہ جب میں نے تمہارا خوبصورت چہرہ خواب میں دیکھا تو میں نے دونوں جہان میں سے تجھے اپنے لیے چن لیا تھا۔

فشاندم گنج وگوہر در ہوائیت

دل وجان وقف کردم در ہوائیت

اور پھر میں نے تیرے لیے لعل وجواہرات کے خزانے نچھاور کر دیئے اور تیرے لئے میں نے دل وجان وقف کر دیئے۔

جوانی در غمت برباد دارم

بدیں پیری کہ می بینی فتادم

اور میں نے اے میرے محبوب۔ اے میرے یوسف اور اے مصر کے حاکم اپنی بھرپور جوانی تیری محبت کے غم میں برباد کر دی — اور اب اس بڑھاپے میں ہوں جو تو دیکھ رہا ہے — اور

میں او خدمت گار پرانی ناز اٹھاون والی

کنگھی واہ تیری دیہہ زلفاں لعل جڑاون والی

مال خزانے نام تیرے بھیں سب لٹاون والی

ہو اٹھی وچہ راہ تیرے دے گلی یادن والی

اور پھر عشق ومحبت کا پورا قصہ جسے قرآن مجید نے بھی احسن القصص فرمایا ہے درد وسوز سے بھرے ہوئے انداز والفاظ میں بیان کر دیا!

اور پھر اشکبار آنکھوں سے اور جدائی کے داغوں کو نمایاں کرکے یوں کہا! کہ

marfat.com

؎ نیناں والیا دکھیں پا لیا میریا بے پرواہا

اَج پچھان نہ سکیوں مینوں دَسیں مصر دِیا شاہا

اور پھر جب حضرت یُوسف علیہ السلام کو پتہ چل گیا کہ یہی وہ زلیخا ہے کہ جسے میں نے خواب میں اپنے حسن وجمال دکھا کر اپنی محبت کے جال میں پھنسایا تھا اور پھر جس نے مجھے سربازار خریدا تھا تو اس کا بڑھاپا دیکھ کر۔ ٹیڑھی کمر دیکھ کر۔ اندھی آنکھیں دیکھ کر اور گھاس کی جھونپڑی دیکھ کر حیران رہ گئے! کیوں کہ۔ وہ زلیخا کا حسن وشباب دیکھ چکے تھے اور اس کی بھرپور جوانی کی بہار ملاحظہ کر چکے تھے!

آخر پُوچھ ہی لیا۔ اور عجب ہمدردانہ انداز میں پُوچھا۔ محبت والفت کے قرینہ سے پُوچھا اور دلبرانہ حقیقت سے پُوچھا۔

بگفتا کو جوانی وجمالت

بگفت از دست شد دور از وصالت

یُوسف تینوں دَس زلیخا کتھے گئی جوانی

کہے زلیخا عشق تیرے وچہ کر چھڈی قربانی

بگفتا چشم تو بے نور چوں ست

بگفت از بس کے بے تو غرق خوں ست

یُوسف تینوں دس زلیخا اکھیں کِدھر گئیاں

کہے زلیخا ہجر تیرے نے واچھری کڈھ لیاں

اور یہ کہ تیری جُدائی میں میری آنکھیں خون کے آنسو بہا بہا کر آنسوؤں کے اس سمندر میں غرق ہو چکی ہیں۔

احسن القصص صفحہ ۲۴۹۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ۔ قَالَ یُوسُفُ

marfat.com

مَنْ هِیَ یَا جِبْرِیل ـــ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا!

یہ بوڑھی عورت کون ہے؟

جبریلؑ نے عرض کی گھوڑے سے اُتر کر اس سے خود پوچھ لو۔

حضرت یوسف علیہ السلام اسی وقت گھوڑے سے اتر کر زلیخا کے پاس گئے اور پوچھا!

مَنْ اَنْتِ ـــ اے عورت تو کون ہے؟

زلیخا نے جواب دیا!

کَاَنَّکَ لَا تَعْرِفُنِیْ! ـــ گویا کہ تو نے مجھے پہچانا نہیں؟

فرمایا ـــ لا ـــ نہیں۔

زلیخا نے یہ مایوس اور حیران کن جواب سنا تو دستِ افسوس ملنے لگی اور سر کے سفید بالوں کو نوچنے لگی کہ سات سال کی عمر سے لے کر اس بڑھاپے اور خستہ حالی تک میں نے جس کے عشق و محبت میں اپنی زندگی کے پُر بہار گلشن کو خزاں کے حوالے کر دیا اور باپ طیموس کے تخت سے منہ موڑ کر عزیزِ مصر قطفیر کے تاج تک کو میں نے ٹھکرا دیا اور ہر آرائش۔ ہر نمائش اور ہر ستائش کے خوبصورت سامان لٹا چکی ہوں اور جس کے غم و فراق کی آگ میں جلتے ہوئے مصر کے بیابانوں تک آپہنچی ہوں وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔

زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اور رکاب کو چوم کر عرض کی اور اپنا تعارف ان الفاظ میں کروایا۔

اِنَا زُلَیْخَا الَّتِیْ خِدْمَتِکَ بِرُوْحِیْ وَ بَدَنِیْ۔

کہ میں وہی زلیخا ہوں جس نے دل و جان سے تیری خدمت کی۔ تیرے وصل

marfat.com

وطلاپ کی امید میں وطن کو چھوڑ کر مصر آنے والی زلیخا ہوں ـــ اور میں وہی زلیخا ہوں جس نے مصر کی معزز خواتین کے طعنوں کا جواب دینے کے لیئے ان کی ضیافت کی اور پھر تیرے حسن کا انہیں جلوہ دکھا کر بے ہوشی کے عالم میں ان کے ہاتھ کٹوائے تھے !

کیا اب بھی مجھے پہچانا ہے کہ نہیں !

جواب دینے سے پہلے بارگاہِ ایزدی سے آواز آئی !

اَقْضِ حَاجَتَهَا يَا يُوسُفُ

کہ اے یوسف ۔ زلیخا کی ہر حاجت پوری کر اور اس کی ہر تمنا ۔ ہر خواہش اور ہر آرزو کو پایۂ تکمیل تک پہنچا ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا !

مَا حَاجَتُكِ ؟

تیری کیا حاجت ہے ؟

قَالَتْ اِنِّیْ اُرِیْدُ ان اکون لک زوجته ـــ

جواب دیا ! میری پہلی خواہش یہ ہے کہ میں تیری بیوی ہوں اور تو میرا شوہر ـــ ماہِ کنعان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھ سے نکاح کیسے کر سکتا ہوں جب کہ تو ایک اندھی بھکارن ۔ بوڑھی اور کافرہ عورت ہے !

آسمان سے فرشتہ نے آواز دی !

اے یعقوب علیہ السلام کے لخت جگر پریشان نہ ہو ـــ

بے شک زلیخا بوڑھی ہے تو ہم اسے جوان ، خوبصورت اور حسین لڑکی بنا دینگے ! کیونکہ یہ تیرے ہی انتظار میں جوانی سے بڑھاپے تک پہنچی ہے ۔

اور بے شک زلیخا فقیرنی ہے مگر ہم اسے غنی و تونگر کر دیں گے ۔

اس لیئے کہ اس نے تمام مال و دولت کے خزانے تیرے ہی نام پہ لٹائے ہیں !

marfat.com

اور بے شک زلیخا اندھی ہے مگر ہم اسے بینائی عطا کر دیں گے ۔ کیوں کہ یہ تیرے ہی گلہ و فراق میں رو رو کر اندھی ہو گئی ہے ۔

وَاِنْ کَانَتْ کَافِرَۃٌ اَنَا اَجْعَلُھَا مُؤْمِنَۃً !

اور اگرچہ زلیخا کافرہ ہے تو ہم اسے ایمان کی دولت سے مالا مال کر دینگے ۔ کیونکہ جو ہم سے بلا واسطہ محبت رکھتا ہے زلیخا اس سے محبت کرتی ہے !

بس پھر کیا تھا ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی یا حضرت جبریل علیہ السلام نے زلیخا کے بدن کو چھوا تو وہی جوانی لوٹ آئی ۔ وہی حسن پر نکھار آگیا ۔ کمر سیدھی ہو گئی ۔ آنکھیں روشن ہو گئیں اور قدموں میں لعل و جواہرات کا خزانہ آگیا اور زبان پر توحید و رسالت کا ورد جاری ہو گیا اور اس طرح زلیخا کفر کی تاریکی سے نکل کر ایمان کی روشنی میں آگئی ۔

فَعَقَدَ بَیْنَھُمَا یَعْقُوْبَ ۔۔۔ اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شرعی قانون اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے مقدس دین پر پڑھایا :۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

بقانونِ خلیل و دینِ یعقوب
برآئینِ جمیل و صورتِ خوب

تو ۔ قارئینِ محترم ۔ یہ ہے قرآنِ مجید کے احسن القصص یعنی سورۃ حضرت یوسف علیہ السلام کی تفسیر کا پہلا حصہ اور محب و محبوب کے وصل و ملاپ کا پُرکیف نقشہ جسے میں نے اپنی کم علمی کے باوجود مستند تفسیروں سے مزین کیا اور اپنی اس عظیم یادگار کو پوری ملت اسلامیہ کے دامن میں ڈال دیا ہے ! اور اس طرح زلیخا کو محبوب مل گیا اور حضرت یوسف ؑ کو مصر کا تخت و تاج !

marfat.com

دونوں کی زندگی کا سفر ایک جیسا تھا اور دونوں کا راستہ دشوار۔ ایک پھولوں کی سیج کی بجائے کانٹوں کے بستر پر کروٹیں بدلتا ہوا مصر کے تخت تک پہنچا اور دوسری غم والم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتی ہوئی مصر کے محل میں آئی۔

اور پھر دونوں کو عشق و محبت کی منزل ہاتھ آگئی اور پھر دونوں کی محبت کی پاکیزگی اور حقیقی داستان کو قرآنِ حکیم نے احسن القصص قرار دے کر یہ ثابت کر دیا کہ دونوں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرتِ زلیخا رضی اللہ عنہا کی زندگی ہر طرح کی لغزش اور ہر قسم کی معصیت سے پاک ہو۔

کیونکہ — اگر قرآنِ مجید کے اس مقدس قصہ میں کسی طرف سے بھی کوئی خرابی۔ کوئی برائی اور فحاشی کا گمان تک بھی ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس قصہ کو کبھی احسن القصص کا نام نہ دیتا!

اے زلیخا۔ عشق و محبت کی راہ میں تیری ثابت قدمی اور اس کے پر خطر راستوں میں تیری مستقل مزاجی اور درد و الم کی منزلوں میں تیرے عزم و حوصلہ پر صاحبزادہ سید افتخار الحسن تجھے آفرین کہتا ہے کہ تو نے مال و دولت کے خزانے اور مصر کے شاہی محلات اپنے محبوب کے نام پر قربان کر دیئے لیکن اس کے نام کا وظیفہ نہیں چھوڑا اور ساری زندگی حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد میں آہیں بھرتی گزار دی مگر اس کی محبت کے رشتہ کو نہیں توڑا۔

اور تو اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں یہاں تک فنا ہو گئی کہ تیری ہر سانس سے یوسف کا نام نکلتا اور تیری ہر آہ میں اسی کی خوشبو پائی جاتی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک تو دونوں کی پاکیزہ زندگی اور ہر قسم کی آلودگی سے پاک زندگی کے باعث ہی احسن القصص

marfat.com

کہا گیا ہے۔

؎

وِچہ قرآن خدا ایہہ قصہ احسن کر فرمایا!
جیں خود آپ صلاے خالق رسے نہ جھوٹھ رلایا

marfat.com

خُون کا رِشتہ!

اے میرے مسلمان اور صاحبِ ایمان بھائیو!

آو۔ ذرا صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن صاحب کی زبانی قرآنی حکیم کی سورۃ یُوسف کے ہی حوالہ سے بھائیوں کے مقدس اور خونی رشتہ کی حقیقت افروز داستان بھی سن لو۔ تاکہ شاید تم اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا خون بہانے سے باز آجاؤ اور شائد تم آپس کی نفرت کی دیوار کو پاش پاش کر کے محبت کا قلعہ استوار کر کے گلشن میں تازہ بہار پیدا کر سکو اور عداوت کے جال کو توڑ کر الفت کے سمندر سے سچے موتی نکال سکو شائد تم آپس میں دشمنی کے خوفناک کالے ناگ کا سر کچل کر اتحاد و یگانگت کی فضا پیدا کر سکو۔

قرآنِ مجید نے ہمیں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فرمایا ہے کہ تمام مسلمان و اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

کوئی امریکہ میں رہتا ہو یا افریقہ میں۔ کسی کا بسیرا عرب میں ہو یا چاہے عجم میں اور کسی کا گھر چاہے سندھ میں ہو یا کسی کا مکان بلوچستان میں اور چاہے کو سرحد میں رہنے والا ہو یا کوئی پنجاب کا باشندہ ہو! نہ رنگ و نسل میں کوئی امتیاز اور نہ ہی گورے اور کالے میں کوئی فرق ہو!

اسلیئے۔ کہ مرنے کے بعد قبر کے لیئے جتنی زمین کسی دولت مند اور سرمایہ دار

marfat.com

یا کسی مل کے مالک کو ملتی ہے اتنی ہی زمین کسی مزدور، مفلس، غریب اور گداگر کو ملے گی۔

پھر فرق کیسا اور تمیز کیوں۔ پھر تکبر کس لیئے اور دولت و سرمایہ داری پہ غرور کیوں؟

حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ دہلوی شہر سے باہر نکلے۔ دیکھا کہ دو سگے بھائی ایک مرلہ زمین کے لیئے لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت خواجہ صاحب کو دیکھا تو عرض کی۔

حضورؐ ہم دونوں حقیقی بھائی ہیں اور یہ ایک مرلہ زمین ہے یہ کہتا ہے کہ زمین میری ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ زمین میری ہے۔

آپ فیصلہ کر دیں کہ زمین کس کی ہے آپکا فیصلہ ہم دونوں بھائیوں کو منظور ہوگا۔

—— خواجہ صاحب نے اپنا عصا مبارک زمین پہ مارا اور فرمایا:۔

بتا تو کس کی ہے؟

زمین بول اٹھی ——

حضور —— نہ میں اس کی اور نہ اُس کی بلکہ یہ دونوں میرے ہیں۔

فیصلہ سن کر دونوں بھائی حیران بھی ہوئے اور پریشان بھی۔ اور زمین کے ٹکڑے کو وہیں چھوڑ کر دونوں نے نفرت کو محبت میں اور عداوت کو اُلفت میں پھر بدل لیا۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ——

میرے پیارے مسلمان بھائیو!

"اثر کرے نہ کرے سُن تو لے میری فریاد"

اور ساتھ ہی اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشادات تاکہ شائید

marfat.com

تمہیں سمجھ آ جائے کہ مسلمان کون ہیں اور ان کے حقوق کیا ہیں۔

مشکوٰت شریف صہ ۱۳۳ بخاری و مسلم شریف کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کہ فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے :۔

حق المسلم علی المسلم خَمسٌ رَدُّ السَّلامِ وَعِیادَةُ المَرِیضِ وَاتِّبَاعُ الجَنَازَةِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیتُ العَاطِسِ ـــ کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بھائی پر یہ پانچ حقوق ہیں۔

- ایک دوسرے پر سلام کا تبادلہ کرنا۔
- بیمار کی عیادت کرنی
- جنازہ میں شریک ہونا
- دعوت قبول کرنی
- ـــ اور چھینک کا جواب دینا۔ چھینک والا کہے الحمد للہ، دوسرا کہے۔ یرحمک اللہ، کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔

مشکوٰت شریف صفحہ ۴۲۲ بحوالہ بخاری و مسلم شریف ـــ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ـــ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ ـــ کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں اور ذلیل نہ کریں۔

اور اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت پوری کرے گا ـــ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ ـ تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرے گا۔

وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَةً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ ـــ

marfat.com

اور جو مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی کسی مصیبت کو رفع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتیں اس پر رفع یعنی دور کرے گا۔

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

اور جو مسلمان اپنے دوسرے مسلمان کے کسی عیب کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے گا۔

اے میرے مسلمان اور صاحبِ ایمان بھائیو آؤ اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہم اس معیار پر پورے اُترتے ہیں۔

کیا ہم نے کبھی کسی مریض کی عیادت کی اور کیا ہم نے کسی کے جنازہ میں شریک ہوئے اور کیا ہم نے کبھی مسلمان بھائی کی کسی حاجت کو پورا کیا اور کسی مصیبت کو دور کیا۔ اگر یہ سب کچھ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی کے مستحق اور اگر نہیں تو پھر کیسی مسلمانی اور کیسا ایمان۔

" آج ۱۳ر جولائی ۱۹۸۸ء بروز بدھ ہے اور آج کے "نوائے وقت" کی خبر ہے کہ ساہی وال کے قریب بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا"۔

سید افتخار الحسن کے نزدیک بھائی کیا ہیں۔ سچے موتیوں کی لڑی۔ ہیروں کی مالا۔ اور لعل و جواہرات کی ایک تسبیح!

حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے غلبہ کے ساتھ ساتھ جب مصر کی سلطنت پر پوری طرح تسلط بھی ہو گیا اور ملک میں ظلم و ستم کی جگہ عدل وانصاف نے لے لی اور جب شدید قحط کے زمانہ میں انہوں نے غلہ تقسیم کرنے کا عام اعلان کر دیا تو اور ریاستوں کے علاوہ ملکِ شام کے غریب اور بھوک کے ستائے ہوئے لوگ بھی مصر کے شاہی دربار سے گزر اوقات کے لیئے غلہ لاتے اور واپس کنعان آکر حضرت یعقوب علیہ السلام کی قیام گاہ کے قریب ٹھہرتے جو بیتُ الحزن " کے نام سے مشہور تھی۔

marfat.com

وَيَذْكُرُوْنَ مَحَاسِنَهٗ وَيَشْكُرُوْنَ لَهٗ — اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبیاں بیان کرتے اور ان کا شکریہ ادا کرتے — اور ان کے کمالات وصفات کو یوں بیان کرتے کہ مصر کے والی نے ہماری بہت ہی عزت کی اور ہمیں زیادہ غلہ دے کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے اور ہماری گزر اوقات کے لیے ہمیں خیرات دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔

وَهُوَ اَحَبَّ اَهْلِ الشَّامِ — اور اسے یعنی مصر کے حاکم کو شام والوں سے بڑی محبت ہے۔

وَيَعْقُوْبُ يَسْمَعُ وَيَقُوْلُ فِيْ نَفْسِهٖ هٰذَا عَلَامَاتُ الْعَارِفِيْنَ — اور حضرت یعقوب علیہ السلام غلہ لانے والوں کی گفتگو سن کر اپنے دل میں کہتے کہ یہ تمام صفات وعلامات خدا تعالیٰ کو پہچاننے والوں کے ہیں۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

سن سن کے یعقوب پیغمبر دنگ رہے تعریفوں
شاہ عزیزے ملی ایہہ نعمت کس دے قرب حضوروں

اور پھر ارشاد فرماتے — کہ

ایہہ خصائل باجھ پیغمبر مشکل نظری آون
والی مصر پیغمبر ہوسی صفتاں ایہہ فرماون

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

اِنَّ بِمِصْرَ رَجُلًا صَالِحًا — کہ مصر میں ایک نیک وصالح آدمی ہے جو مصر کا حاکم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا عادل بھی ہے اور رحیم وکریم بھی۔ بڑا غنی بھی ہے اور بڑا سخی بھی۔

تم بھی مصر جاؤ اور دوسرے مفلس وغریب لوگوں کی طرح تم بھی اس کے شاہی

marfat.com

دربار سے غلّہ لاؤ۔

وَخُذُوْا الطَّعَامَ ــــ چنانچہ اپنے باپ کے پند و نصائح سن کر اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ کرکے اونٹوں پر روانہ ہوگئے! اور اپنی تیز رفتار اونٹنیوں پر صحرا و بیاباں کو چیرتے ہوئے اور ریگستانوں کا راستہ طے کرتے ہوئے مصر شہر کے اس دروازہ پر پہنچے جس دروازہ پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی خاطر پہرہ بٹھایا ہوا تھا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۳ امام غزالی رحؒ۔ تفسیر کشاف جلد ۲ ص۴۸۴ علامہ جاد اللہ محمد بن عمر الزمخشری رحؒ۔ تفسیر کنز الایمان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری امام علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحؒ

دربان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی کہ دس خوبصورت شتر سوار آئے ہیں۔ چہروں پر گرد و غبار اٹا ہوا ہے اور لباس پھٹے ہوئے ہیں بے کسی و بے بسی کے عالم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور کوئی پونجی بھی ان کے پاس نہیں ہے ــ اور پیشانیوں پر غربت و مفلسی کے آثار بھی نمایاں ہیں۔ مگر گفتگو ان کی اچھی اور دلنشین ہے!

اور کہتے ہیں ــ نَحْنُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ مِنْ كَنْعَانِ ــ کہ ہم شام کے شہر کنعان کے رہنے والے ہیں اور ہم یعقوب نبی کے فرزند ہیں اور حضرت اسحٰق اور حضرت ابراہیم کے خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ ہیں۔

اور میں نے ان سے جب یہ پوچھا۔ اَیْنَ قَصَدُکُمْ ــ کہ تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے تو انہوں نے جواب دیا

اِلَی الْعَزِیْزِ الْمِصْرِ ــ کہ ہم عزیزِ مصر کے پاس جانا چاہتے ہیں۔

یعنی یہ مسافر آپ کے خاص مہمان ہیں اگر اجازت ہو تو آپ کے پاس دربار میں

marfat.com

پہنچا دوں۔

دربان کی عرضی پڑھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

دربان سے پوچھا ان کے لباس کیسے ہیں؟

جواب دیا پھٹے پرانے ہیں!

پوچھا۔ ان کا حال کیسا ہے؟

عرض کی گئی۔ پریشان حال ہیں! اور کسی کے چہرہ پر کوئی رونق نہیں بس اُداسی ہی اداسی چھائی ہوئی ہے۔ ہیں خوبصورت مگر سفر کے گرد و غبار نے ان کے حسن کو چھپا رکھا ہے!

یوسف علیہ السلام کی آہیں نکل گئیں کہ:۔

چالی برساں بعد بھراواں ویں دل پھرایا یا
نقش پدر دا اکھیں اگے غم دے جوش لیایا

بھائی آئے ہیں۔ مگر لباس پرزے پرزے۔ فاقہ کشی کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے! اور افلاس کے جال میں پھنسے ہوئے باپ کے فرزند مگر غم کی تصویریں۔۔۔ ابراہیم علیہ السلام کے نقوش لیکن چہروں پہ غربت و افلاس کی تحریریں اور خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ مگر غمگین و اداس!

درباریوں نے پوچھا! ۔ حضور یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے آپ کو پریشان کر دیا ہے اور آپ کو رلا دیا ہے؟

فرمایا۔ میرے بڑے بھائی ہیں!

ان کی عزت کی جائے۔ اچھے بستر بچھائے جائیں۔ اچھے کھانے کھلائے جائیں۔ انہیں نہلا دھلا کر ان کے لباس تبدیل کیے جائیں اور عام مسافروں میں نہیں شاہی مہمان خانہ

marfat.com

میں انہیں ٹھہرایا جائے۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ آخر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیوں کیا جب کہ وہ ان سے بُرا سلوک کر چکے تھے اور ظلم و ستم کی انتہا کر چکے تھے تو سید افتخار الحسن جواب دیتا ہے۔

کہ آخر — یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے اور خون کا رشتہ جوش مارنے لگا تھا۔

دربان نے آواز دی — اے شام کے شتر سوارو چلو عزیز مصر نے تمہیں اپنے دربار میں طلب کیا ہے!

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پورے آداب شاہی کو بجالاتے ہوئے یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ — تو یوسف علیہ السلام نے انھیں یعنی بھائیوں کو پہچان لیا اور وہ یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔

اور پہچانتے بھی کیسے! اس لیئے کہ جب انھوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا تھا اور ظلم و ستم کی انتہا کر دی تھی اور کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا تھا اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر شریف تیرہ برس کی تھی اور آج چالیس برسوں کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں ان کے روبرو کھڑے تھے۔

اور پھر وہ تو یقین رکھتے تھے کہ ہم نے اسے فروخت کر دیا تھا اور پھر خدا جانے وہ ایک غلام کی حیثیت سے کہاں کہاں اور کتنی بار بک چکا ہوگا۔ مر چکا ہوگا اور اس کا تو نام و نشان تک مٹ گیا ہوگا۔

پھر وہ کیسے پہچان سکتے تھے۔

اور — اس لیے بھی نہ پہچان سکے — کہ

marfat.com

لطول العہد — ولا عتقادہم انہٗ قد ھلک ۔ لمبی مدت گزر چکی تھی ۔ اور پھر ان کا اعتقاد تھا کہ وہ یعنی یوسف ہلاک ہو چکا ہے ۔

اور انہیں یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ وہ کسی ملک کا شہنشاہ بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ہم جس کے آگے غلہ کے لیئے ہاتھ پھیلانے اور گداگروں کی صورت میں آئے ہیں یہ وہی یوسف ہمارا بھائی ہے جسے ہم نے اندھیرے کنویں میں پھینک دیا تھا اور پھر کم قیمت اور کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا تھا — اور بدن مبارک سے قمیض بھی اُتار لی تھی ! اور وہ اس لیئے کہ نہ پہچان سکے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام سونے کے تخت پہ رونق افروز ہوئے تو ان کا شاہی لباس اور شاہی جاہ وجلال کچھ اس طرح سے تھا

یَلْبِسُ ثِیَابَ الْحَرِیْرِ جَالِسًا عَلَی السریر وفِیْ عُنُقِہٖ طوق مِنْ ذَھَبٍ وَعَلٰی راسہٖ تاج — کہ زرق برق ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے گلے میں سونے کا ایک قیمتی ہار تھا اور سر پہ موتیوں سے جڑا ہوا ایک شاہی تاج تھا ۔ بھلا وہ یوسف علیہ السلام کو اس شان وشوکت کے ساتھ دیکھ کر اور مصر کی شہنشاہی ملاحظہ کر کے اور ہزاروں کنیزوں ۔ غلاموں اور خادموں کی اطاعت و فرمانبرداری کا نظارا کر کے کیسے پہچان سکتے تھے کیوں کہ انہوں نے کنوئیں میں پھینکتے وقت یوسف کی قمیض بھی اُتار لی تھی اور ننگا کر کے اندھیرے کنویں میں پھینک دیا تھا !

گردنیں جھکائے ہوئے — آنکھیں شرمائے ہوئے اور دامن پھیلائے ہوئے اپنے چھوٹے بھائی کے سامنے کھڑے تھے !

حضرت یوسف علیہ السلام نے محبت بھرے لہجہ میں پوچھا مَنْ اَنْتُمْ وَمَا شَانُکُمْ — کہ تم کون ہو اور تمہارا کام کیا ہے ۔

marfat.com

جواب دیا! — ہم ملکِ شام کے چرواہے ہیں!

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ چرواہے تو اپنے اپنے ریوڑ کی نگہبانی کرتے ہیں مگر یہ کیسے چرواہے تھے کہ اپنے ہی گلہ کی حفاظت نہ کر سکے حالانکہ باپ سے وعدہ کر آئے تھے ۔ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ!

حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر فرمایا!

لَعَلَّكُمْ جِئْتُمْ عُيُوْنًا ۔

کہ کہیں تم لوگ جاسوس تو نہیں ہو کہ ہمارے خفیہ راز کا پتہ کرنے آئے ہو — بعض تفسیروں میں چور کا لفظ بھی آیا ہے کہ کہیں تم چور تو نہیں ہو؟ جیسا کہ احسن القصص صفحہ ۱۹۶ امام غزالیؒ

— پوچھا کیوں آئے ہو؟

جواب دیا۔ قحط کے ستائے ہوئے غلّہ لینے آئے ہیں۔

فرمایا — نہیں — بَلْ كَذَبْتُمْ — بلکہ تم جھوٹے ہو — لِاَنَّ عَلَيْكُمْ اَثَرَ اللُّصُوْصِ —

کیوں کہ تمہارے چہروں پر چور ہونے کے آثار نمایاں ہیں۔

اور اس سے یوسف علیہ السلام کی مراد گزشتہ المناک حادثہ اور افسوسناک واقعہ کی طرف تھی۔

المختصر — پوچھا تم کتنے بھائی ہو؟

جواب ملا — اثنی عشر — بارہ تھے

فَهَلَكَ وَاحِدٌ مِنَّا — ایک ہلاک ہو چکا ہے!

فرمایا — وہ کیسے؟

عرض کی — اس نے ایک جھوٹا خواب دیکھا تھا۔ کہ میں کسی ملک کا بادشاہ

marfat.com

ہوں۔ وَنَحْنُ بَیْنَ یَدَیْہِ۔

کَالْعَبِیْدِ — اور ہم اس کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ اور نام اس بھائی کا یوسف تھا!

حضرت یوسف علیہ السلام پردہ وحجاب میں مسکرائے کہ یہ میرے بھائی میری خواب کو جھوٹا کہہ رہے ہیں حالانکہ میری خواب حقیقت پر مبنی اور سچی تھی اور دلیل یہی ہے کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں اور یہ غلاموں کی طرح میرے سامنے کھڑے ہیں

پھر پوچھا — تمہارا کوئی بھائی اور بھی ہے؟

بولے — ہاں!

کیا نام ہے اس کا؟ —

عرض کی — بنیامین!

فرمایا اسے ساتھ کیوں نہیں لائے؟

جواب دیا — وھو عند ابیہ یَتَسَلّٰی بِہٖ

کہ وہ بوڑھے باپ کی خدمت کے لیئے وہاں ہے!

کیونکہ جب سے اس کا ماں باپ جایا بھائی مرا ہے باپ اسی سے دل بہلاتا ہے اور تسکین قلب حاصل کرتا ہے؟

آمدم برسرِ مطلب — حضرت یُوسف علیہ السلام نے پوری فراخ دلی اور وسعت قلبی سے بھائیوں کا ساز وسامان تیار کروایا ہے اور فرمایا — ائتونی بِاَخٍ لَّکُمْ مِنْ اَبِیْکُمْ کہ جب تم غلّہ لینے کی غرض سے میرے پاس آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لے کر آنا۔

لِاَنِّیْ اُحِبُّکُمْ — کیوں کہ میں تُم سے محبّت کرتا ہوں!

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے مسلمان بھائیو! اور اے

marfat.com

اہل ایمان بھائیو دیکھا بھائی بھائی کا خون کا رشتہ

کہ جن بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو اذیت ناک سزائیں دیں اور ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے اور وحشیانہ سلوک کی انتہا کر دی وہی یوسف خونی رشتہ کی عظمت کے پیشِ نظر آج بھی انہیں بھائیوں سے محبت کا اعلان کرتے ہوئے شفقت سے پیش آ رہا ہے!

احسن القصص صفحہ ۲۰۲ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وانی علیٰ دینکم اور میں تمہارے ہی دین پر ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۔

اور اگر اپنے اس بھائی بنیامین کو ساتھ نہ لاؤ تو پھر تمہارے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور پھر میرے قریب بھی نہ آنا۔ یعنی میرے ملک مصر میں تم داخل بھی نہ ہونا! یہ سب کچھ بھائی بنیامین کی طفیل ہے۔

قارئینِ گرامی! دیکھا آپ نے کہ قرآنِ مجید نے کس پیارے انداز اور ایمان افروز طریقہ سے خون کے رشتہ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے یہ نہیں کہا کہ میرے باپ کو ساتھ لے کے آنا۔ نہیں بلکہ فرمایا۔ میرے بھائی کو لے کے آنا!

من ابیکم ۔ جو کہ تمہارے باپ سے ہے کیونکہ ماں راحیل تو فوت ہو چکی تھیں۔

پھر حکم دیا کہ ان کی پونجی اور قیمت غلہ کے لیئے لائے ہیں ان کے سامان میں واپس کر دو تاکہ واپس جا کر جب اپنی قیمت واپس کی ہوئی دیکھیں گے تو پھر دوبارہ واپس آئیں گے!

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی غلہ کی قیمت کئی وجوہات

marfat.com

کی بناء پر واپس لوٹا دی

(۱) تَخَوَّفَ اَنْ یَکُوْنَ عِنْدَ اَبِیْہِ مِنَ الْقَمَاعِ مَا یَرْجِعُوْنَ بِہٖ

— کہ یوسف علیہ السلام کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید میرے باپ کے پاس اور پونجی نہ ہو اور اس وجہ سے بھائی دوبارہ مصر نہ آسکیں

(۲) لَمْ یَرَ مِنَ الْکَرَمِ اَنْ یَاْخُذَ مِنْ اَبِیْہِ وَ اِخْوَتِہٖ ثَمَنًا

— کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لطف وکرم نے یہ قبول نہ کیا کہ وہ باپ اور بھائیوں سے غلّہ کی قیمت وصول کریں۔ اور اسے اچھا نہ سمجھا۔

(۳) علم ان دیانتھم تحملھم علیٰ رد البضاعتہ! — کہ یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ مُلکِ شام کے یہ شتر سوار غیور اور امین اور دیانتدار ہیں میری واپس کی ہوئی پونجی کو حلال نہ سمجھیں گے۔ لہذا اسے واپس لوٹانے کے لیے ضرور میرے پاس آئیں گے!

(۴) تفسیر کبیر۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ

ارادبہ التوسعتہ لا بیہ — کہ یوسف علیہ السلام کا ارادہ یہ تھا کہ باپ کو رزق وطعام کو وسعت دی جائے! تاکہ میرے باپ کے گھر سے تنگدستی وفاقہ کشی دُور ہو جائے

کیوں نہ ہو —

خون کا مقدس رشتہ کارفرما تھا

سوال — کہ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے سامان میں پونجی چھپا کے کیوں رکھی۔

جواب (۱) :۔ اگر ظاہری طور پر واپس کرتے تو بھائی قبول نہ کرتے

جواب (۲) :۔ قیمت اس لئے سامان میں نہ رکھی تاکہ راستہ میں ڈاکو نہ لُوٹ لیں

marfat.com

اور یہ پونجی میرے باپ تک نہ پہنچ پائے ؟

بھائی جانے لگے تو فرمایا اپنے میں سے ایک بھائی کو میرے ضمانت کے طور پر چھوڑ جاؤ تا کہ تم بنیامین کو لاسکو۔

انہوں نے قرعہ اندازی کی تو شمعون کا نام نکلا !

میرے مسلمان بھائیو ! ۔۔ دیکھو ۔۔ اور غور کرو اور دل سے تعصب کے گرد وغبار کو جھاڑ کر سوچو اور آنکھوں سے کینہ وبغض کی پٹی اُتار کر دیکھو اور اپنے دوسرے بھائی سے نفرت وعداوت کی جڑ کاٹ کر ملاحظہ کرو کہ خُون کا عظیم رشتہ کیا کیا رنگ دکھا رہا ہے اور اپنے سُرخ دھبوں کے باعث محبت والفت کے چمنستان میں کیسے کیسے پھُول کھِلا رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کس کس طرح سے اور کِس کِس راستہ سے اور کِس کِس حیلہ سے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنے پاس لانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

مگر اس کے مقابلہ میں تمہارا خوُن اتنا سفید ہو چکا ہے کہ تم ایک دوسرے کا خوُن بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تم اب ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے اور تم خوُن کے اس مُقدّس رشتہ کو عداوت ودشمنی کے باعث اتنا پامال کر چکے ہو کہ اب تم محبت و پیار کی وادی میں قدم نہیں رکھ سکتے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مِصر کے شاہی لنگر خانہ سے غلّہ کے ساتھ ساتھ مسرتوں کے ڈھیر بھی اپنے سامان کے ساتھ لیئے ہوئے جب واپس اپنے باپ کے پاس پہنچے ۔۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے عزیزِ مصر کا حال پُوچھا !

احسن القصص ۔۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ

کَیْفَ وَجَدْتُمُ الْعَزِیْزَ ۔۔ کہ تم نے عزیزِ مصر کو کیسا پایا ؟

جواب دیا ۔۔۔ صَنَعَ بِنَا فِعْلَ الْکِرَامِ ۔۔ کہ ہمارے ساتھ نہایت مہربانی

marfat.com

اور لطف و کرم سے عزیزِ مصر پیش آیا۔

پھر سوال کیا — عَلیٰ اَیِّ دِیْنٍ — کہ وہ کس دین پہ ہے؟

بیٹوں نے عرض کی — عَلیٰ دِیْنِ الْاِسْلَامِ — کہ وہ دینِ اسلام پہ ہے!

اور جب ہم نے آپ کے بڑھاپے اور بیت الحزن اور یوسف کی جُدائی کے غم میں رونے کا ذکر عزیزِ مصر سے کیا تو وہ بہت رویا اور آہیں بھرنے لگا۔ اور ہم اس کے دربار میں تنگ دست اور فاقہ مست گئے تھے لیکن اس نے ہمیں غنی کر کے اور غلّہ کے کافی بورے دے کر رسد و طعام سے بے نیاز کر دیا ہے!

یعقوب علیہ السّلام نے پھر پُوچھا۔

کیا تُم نے اسے دیکھا؟

اولاد نے جواب دیا۔ نہیں! — وہ بُرقعہ پہنے ہوئے تھا!

حضرت یعقوب علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور بارگاہِ ربّ العزت میں عرض کی — یا اللہ! ہمارے درمیان سے یہ بُرقعہ کب اُترے گا۔ یہ حجاب کب کھُلے گا اور باپ بیٹے کے مابین سے ہجر و فراق کا یہ پردہ کب دور ہو گا۔

یعقوب علیہ السّلام کی اولاد اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لے کر جب دُوسری بار مصر کو روانہ ہونے لگے تو نصیحت فرمائی کہ سُنا ہے کہ مصر شہر کے پانچ دروازے ہیں، اکٹھے ایک دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ دو دو ہو کے داخل ہونا۔ تاکہ تمہارے حُسن و شباب۔ تمہارے جاہ و جلال اور تمہاری قوت، تمہاری طاقت اور تمہاری جوانی کو دیکھ کر تمہیں کسی بدخواہ کی نظر نہ لگ جائے۔

جیسا کہ تمام علمائے حق پرست اور مفسّرین کرام نے یہی لکھا ہے — خَافَ علیھم العین! کہ اس خوف سے کہ کہیں انہیں نظر نہ لگ جائے!

marfat.com

کیونکہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَلْعَیْنُ حَقٌّ ـــــ کہ بُری نظر کا لگنا حق ہے ۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی کے مطابق بُری نظر کا لگنا برحق ہے تو کسی مردِ درویش اور ولیٔ کامل کی اچھی نظر کا لگنا بھی برحق ہے ۔

خواجہ اجمیریؒ کی اچھی نظر برہمن کی لڑکی پر پڑی تو اسے کفر کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی حریم نور میں لانے کے ساتھ قرآنِ پاک کی حافظ بھی بنا دیا۔ داتا ہجویریؒ کی اچھی نظر لاہور کے راجہ راؤ پر پڑی تو شرک کے منحوس وادی سے نکال کر اسے توحید کے چمنستان میں لا کر اور مندر سے نکال کر مسجد کے صحن میں لا کھڑا کیا۔ اور پھر جب حضرت خواجہ نواب دین رحمۃ اللہ علیہ آف موہری شریف کی اچھی نظر حافظ منظور احمد صاحب پر پڑی تو انہیں عام تجروں سے اٹھا کر فیصل آباد کے رؤسا کی صف میں کھڑا کر دینے کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فقر و درویشی کی دولت سے بھی مالا مال کر دیا! جس حقیقت کو شائد عام لوگ نہ جانتے ہوں مگر افتخار الحسن اس راز کو اچھی طرح سمجھ چکا ہے!

اور پھر حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی اچھی نظر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری پر پڑی تو قطب زماں اور مرشد لاثانی بنا دیا! اور پھر جب مُرشد لاثانی کی اچھی نظر افتخار الحسن پر پڑی تو کبڈی کے میدان اور کشتی کے اکھاڑا سے نکال کر محراب و منبر کی خطابت کے وسیع و عریض میدان میں لا کھڑا کر دیا اور مُرشدِ لاثانی ہی کی نگاہِ فیض کا کرشمہ ہے کہ اپنے تو رہے اپنے بیگانے بھی مجھے افتخار ملت ۔ خطیب پاکستان اور شہبازِ خطابت کہتے ہیں

marfat.com

اور ہر مکتبِ فکر کے علماءِ کرام اور عام لوگ مجھے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

حضراتِ محترم! ہمارے اکابر مفسرین کرام اور علماءِ حق پرست کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ اولاد کو نظر لگ جانے کے خوف سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دروازہ سے اکٹھے مصر میں داخل نہ ہونا۔ مگر سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس طریقہ۔ اس حیلہ اور اس حکمتِ عملی سے دونوں بھائیوں یوسف اور بنیامین کے درمیان جو خون کا رشتہ چالیس سال سے کٹا ہوا ہے پھر آپس میں مل جائے گا۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا لختِ جگر یوسف زندہ اور مصر کا بادشاہ ہے!

بدعقیدہ اور گستاخ لوگوں کی بے عقلی۔ کم علمی۔ جہالت اور نفرت پر میں حیران ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر یعقوب علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میرا بیٹا زندہ ہے اور مصر کا بادشاہ ہے تو چالیس سال اس کے غم و فراق میں روتے ہوئے کیوں گزرتے!

چلو — سیّد افتخار الحسن ایک وقت کے لیئے ان لوگوں کے بے ہودہ عقیدہ کو تسلیم کر لیتا ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کو پتہ تھا کہ میرا باپ زندہ ہے اور کنعان کے بیت الحزن میں رہتا ہے وہی خط کے ذریعہ یا کوئی قاصد بھیج کر اطلاع دے کہ ابا حضور — گھبراؤ مت اور رونا بند کر دو کیونکہ میں تو زندہ ہوں اور مصر کا شہنشاہ ہوں! انھیں علم تو نہیں تو روتے ہیں اور اسے علم ہے تو خاموش ہے!

پاگل — لوگو — یہ ایک سربستہ راز تھا!

اس دردناک مقام پر دائم مرحوم نے خوب لکھا ہے کہ ؎

دو دو ہو کے پنجا دروازیاں تھیں چپ چاپ ہو کے لنگھ جاؤناں جے

نیویں نظر کر کے گلیاں وچہ پھرناں تے دھیان نہ آناں اُٹھاؤناں جے

تے جے تے ملو اوس مصر دے شاہ تائیں نال ادب دے سیس جھکاؤناں جے

ابراہیم دی لڑی دے تسی موتی میری جد نوں داغ نہ لاؤناں جے

—— اور قرآن مجید بھی انہیں واقعات کو بیان کرتے ہوئے ایسے ہی بد زبان لوگوں کے متعلق کہتا ہے کہ

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ —— یعنی بے سمجھ اور جاہل لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نصیحت کو نہیں جانتے۔

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۸۸ :-

وَیَکُوْنُ ذٰالِکَ اِبْتِلَاءً مِنَ اللّٰہِ وَامْتِحَانًا لِعِبَادِہٖ —— کہ یہ ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش تھی اور ایک امتحان تھا!

دس بیٹے تو دو دو ہو کر داخل ہو گئے اور بنیامین کو کہہ گئے کہ تم دروازہ پہ ہم میں سے ایک کا انتظار کرو!

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ السلام اس المناک اور درد و سوز سے بھرے ہوئے واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ :-

دو دو رل کے اِک در تھیں لنگھ گئے دس سارے

بنیامین اُکلا باہر غم دیاں آہیں مارے

وہ حیران ہے کہ کہاں جائے۔ کس کو آواز دے اور کس کو، اور کس سے پوچھے کہ مصر کے شہنشاہ کا دربار کدھر ہے۔ اس کا محل کہاں ہے اور اس کا ڈیرا کس طرف ہے! کیونکہ بنیامین کی زبان اور مصر والوں کی بولی اور وہ عبرانی زبان میں گفتگو

کرتا اور مصری لوگ قبطی زبان بولتے۔

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی احسن القصص ص ۳۰۶
قُمْ وَالبِسْ ثِیَابَ الفُقَرَاءِ وَالغُرَبَاءِ وَارْکَبْ نَاقَتَكَ۔
کہ اے مصر کے تاجدار اٹھ۔ اور غریبوں والا لباس پہن اور اپنی ناقہ پر سوار ہو کر شہر کے فلاں دروازہ پر جاؤ۔ لِاَنَّ اَخَاكَ مِنْ اَبِیْكَ وَ اُمِّكَ۔ کیوں کہ وہاں تمہارا حقیقی بھائی ماں پیو جایا کھڑا ہے اسے جا کے ساتھ لاؤ۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ اس پرسوز واقعہ کو یوں لکھتے ہیں۔ کہ

لاہ لباس شہاناں یوسف پہن پرانا جائی
بنیامین کھلوتا باہر اسنوں نال لیائی

جبریل علیہ السلام کی زبانی خدا کا پیغام سنا تو یوسف علیہ السلام پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں زخم ہرا ہو گیا۔ دل تڑپ اٹھا اور خون کا رشتہ جوش مارنے لگے۔

شاہی لباس و تاج اتارا۔ پھٹا پرانا لباس زیب تن کیا۔ چہرہ پر نقاب پہنا اور ناقہ پر سوار ہو کر شام کے دروازہ پر آپہنچے۔

اپنے ماں پیو جائے حقیقی اور سگے بھائی بنیامین کو چالیس سالوں سے بچھڑے ہوئے کو دیکھا تو درد بھری ایک آہ نکلی۔ عبرانی زبان میں پوچھا اور سلام علیک کہا۔ کہ تو کون ہے؟۔ کہاں جاتا ہے؟۔ کہاں سے آیا ہے؟ اور کس کا بیٹا ہے؟

جدائی کے غم میں چالیس سال رونے والے بنیامین نے جواب دیا۔

میں یعقوب نبی دا بیٹا آیا ہاں کنعانوں
شاہ مصر دے میں ڈیرے جاناں دیس پتہ نشانوں

پھر بنیامین نے پوچھا۔

marfat.com

مَنْ اَنْتَ ؟

تو کون ہے ؟

فَمَا تَکُوْنُ فَهْمُ کَلَامِیْ اَحَدٌ سِوَاکَ کہ تیرے سوا کوئی بھی میری بات نہیں سمجھتا ۔

یوسف علیہ السلام نے جواب دیا ۔ کُنْتُ فِیْ دِیَارِکُمْ مُدَّۃً فَتَعَلَّمْتُ الْعِبْرَانِیَّۃَ ۔ کہ میں کچھ عرصہ تمہارے ملک شام کے شہر کنعان میں رہا ہوں اس وجہ سے میں عبرانی زبان جانتا ہوں ۔

یوسف کیہا رہیا کنعانے سال کئی میں یارا

تاں بولی عبرانی والا میں جانا دل سارا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ ڈاچی پر بٹھایا اور دوسرے بھائیوں سے ملا دیا ۔

فرمایا ۔ جاؤ اور میرے بھائیوں سے ملو !

فَبَکٰی بِنْیَامِیْنُ فَقَالَ لَا اُرِیْدُ اَنْ اُفَارِقَکَ ! ۔ بنیامین نے رو کر کہا ۔ میں تم سے جدا ہونا نہیں چاہتا ۔ کیونکہ ۔ قَدْ مَالَ قَلْبِی اِلَیْکَ ۔ ۔ کہ میرا دل تمہاری طرف مائل ہو گیا ہے ۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ہوتا بھی کیوں نہ ۔

خون کا رشتہ تھا ۔

اور ۔ خون اپنا خون پہچان لیتا ہے ۔

دستر خوان پر بہترین کھانے چنے گئے اور سرکاری حکم ہوا کہ دو دو بیٹھ کر کھانا کھایا جائے ۔ دس بیٹھ گئے تو بنیامین پھر تنہا رہ گیا ۔

تفسیر کشاف سورۃ یوسف صہ ۴۸۹ ۔ تفسیر نسفی صہ ۱۷۷ الجزء ۲ ۔ تفسیر مظہری

marfat.com

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۹ ۸

فَبَکٰی ۔ وَقَالَ ۔ لَوْ کَانَ اَخِیْ یُوْسُفُ حَیًّا لَاَجْلَسَنِیْ مَعَہٗ ۔

کہ آج اگر میرا بھائی یوسف زندہ ہوتا تو مجھے اپنے ساتھ بٹھا کے کھانا کھلاتا ۔

"خُون کے رشتہ" نے رنگ دکھایا اور یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ بٹھا لیا۔

وَلما دَخل علی یوسف فاویٰ الیہِ اَخاہُ ۔ اور جب سارے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو محبت سے گلے لگا لیا ۔ اپنے پاس رکھ لیا اور جمع کر لیا رات کو سونے لگے تو پھر دو دو ہو کے سوئے اور بنیامین پھر اکیلے رہ گئے ! تو

بَاتَ یُوْسُفُ مَعَہٗ اِلَیْہِ وَیَشُمُّ رَائِحَتَہٗ حَتّٰی اَصْبَحَ ۔

کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ سُلا لیا اور ساری رات بنیامین کو سینے سے لگا کر اس کی خوشبو سُونگھتے رہے اور صُبح تک "خُون کا رشتہ" بھائیوں کی محبت کا رنگ دکھاتا رہا ! اور حضرت یوسف علیہ السلام بار بار بنیامین کو سینے سے چمٹاتے رہے ۔

بھائیوں سے فرمایا ۔ میں کل سے دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا یہ بھائی اکیلا ہے ۔ اگر تم مناسب سمجھو تو میں اسے اپنے گھر لے جاؤں !

بھائی رضامند ہو گئے تو اس طرح حضرت بنیامین بھائی کے شاہی محل میں داخل ہو گئے !

یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو بھائیوں سے علیحدہ کر کے محل کے ایک خفیہ کمرہ میں لے جا کر پوچھا ۔

تمہارا وہ بارہواں بھائی یوسف کہاں ہے ؟

marfat.com

جواب دیا۔ ھَلَکَ۔ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اور میرے یہ دوسرے بھائی کہتے ہیں کہ اسے بھیڑیا کھا گیا تھا۔ فرمایا :۔

تفسیر کشاف۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر نسفی و تفسیر مظہری اور کنز الایمان ـــــ

اَتُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ اَخَاکَ بَدَلَ اَخِیْکَ الْھَالِکَ ـــــ کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے ہلاک ہونے والے بھائی کے بدلے میں تیرا بھائی بن جاؤں ؟

جواب دیا۔ کہ ایک بھائی کے لئے اس سے اچھا اور کیا ہو گا کہ ایک بادشاہ کسی کا بھائی ہو۔ لیکن

لَمْ یَلِدْکَ یَعْقُوْبُ وَرَاحِیْلُ ـــــ کہ تم یعقوب اور راحیل کے بیٹے نہیں ہو۔

اُدھر سے ہاتفِ غیبی نے آواز دی

یوسف۔ اب سربستہ راز سے پردہ ہٹا کر پوشیدہ حالات کو ظاہر کر کے اور اپنے چہرۂ انور سے نقاب اٹھا کر بنیامین کو بتا دو کہ میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں

ـــــ فَبَکٰی یُوْسُفُ وَقَامَ اِلَیْہِ وَعَانَقَہٗ وَقَالَ لَہٗ اِنِّیْ اَنَا اَخُوْکَ

ـــــ پس پھر حضرت یوسف علیہ السلام روئے اور بنیامین بھائی کے قریب جا کر اسے گلے لگا لیا اور فرمایا۔

میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں !

گھبراؤ نہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی واضح حکم نہ آئے دوسرے بھائیوں کو یہ بھید نہ بتانا۔

یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے پوچھا کہ بنیامین کا معنیٰ کیا ہے ؟

جواب دیا۔ مُردہ کا بیٹا۔

کیونکہ جب ان کی ولادت باسعادت ہوئی تو وضعِ حمل کے وقت ان کی

marfat.com

والدہ کی موت ہوگئی تھی جن کا نام راحیل تھا!

پھر دونوں بھائی چالیس سال کے بچھڑے ہوئے گلے لگ کے دیر تک روتے رہے اور اس طرح "خون کا مقدس رشتہ" اپنی پوری رعنائیوں اور رنگینیوں کے ساتھ دونوں کی پیشانیوں پر ستاروں کی طرح سے چمکنے لگا۔

کیونکہ وچھوڑے کے اندھیرے چھٹ گئے تھے۔ غمِ فراق کی تاریک راتیں ختم ہوگئی تھیں اور دردِ ہجر کا علاج ہو چکا تھا؟ اور محبت و الفت کے گلشن کی پُر کیف بہاروں سے دونوں بھائی لُطف اندوز ہو رہے تھے۔

میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ نے خواب لکھا ہے۔ کہ

دلبر جانی وچھڑن جس دم کون رووے پھر تھوڑا

سب روگاں دا روگ محمد جس دا نام وچھوڑا

برقعہ لاہ رخوں گل ملیا ڈھس بنیامینے

وچھڑیاں نوں ملے پیارے ٹھنڈ پئی وچ سینے

حضرتِ یوسف علیہ السلام نے حضرتِ بنیامین سے فرمایا :-

یَاحَبِیْبِیْ وَیَاقُرَّۃَ عَیْنِیْ ــــ کہ اے میرے حبیب و میرے دوست اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک!

اَخْبِرْنِیْ عَنْ وَالِدِیْ ــــ کہ میرے والدِ گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال بیان کر اور مجھے ان کی کوئی خبر دو!

حضرت بنیامین روئے کہ دامن آنسوؤں کے قطروں سے تر ہو گیا۔ اور جواب دیا۔

قَدْ ذَھَبَتْ عَیْنَاہُ ــــ کہ ان کی آنکھوں کی بینائی تیرے فراق کے غم میں رو رو کر ضائع ہو چکی ہے!

marfat.com

اور تیرے پیار کی قسم جب سے تم جدا ہوئے ہو باپ نے ایک کمبل کے سوا اور کبھی کبھی نہیں پہنا! اور وہ ہر وقت غم خانہ میں پڑے رہتے ہیں اور ہر وقت ان کی زبان پر تمہارا ہی نام رہتا ہے اور اللہ کے نام کی یاد کے بعد تمہارے نام ہی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کمر میں خم آ چکا ہے۔ قرآنِ پاک کے الفاظ یہ ہیں

وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ــــ اور روتے روتے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئی ہیں اور آنکھوں کی سیاہی جاتی رہی ہے اور ان کی نظر کمزور ہو چکی ہے۔

کظیم ــ غم کے برداشت کرنے والے اور ہمیشہ خاموش رہنے والے اور مصائب و آلام کو ضبط کرنے والے ہیں۔

تفسیر مظہری ــ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے سینہ میں یوسف علیہ السلام کی جدائی کا غم گھومتا رہتا تھا مگر زبان سے ہمیشہ کلمۂ خیر ہی کہتے تھے یہ ہجر کے سیاہ بادل ــ یہ فراق کے گھٹا ٹوپ اندھیرے اور یہ مصائب و آلام کے خوفناک طوفان حضرت یعقوب علیہ السلام پر اسّی برس تک چھائے رہے!

پھر یوسف علیہ السلام نے اپنی پیاری بہن زینب کے بارے میں پوچھا وہ کیسی ہے اور کس حال میں ہے؟

جواب دیا ــ وَانها مَا لَبِسَتْ منذ ارتحلت سنتہ ــ کہ اے میرے پیارے بھائی ــ جب سے تو اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوا ہے اس دن سے تیری بہن زینب نے نئے کپڑے نہیں پہنے۔

وَهِيَ فِي بَيْتِ الْحُزْنِ ــــ اور ہر وقت وہ بیت الحزن میں غمگین و اداس بیٹھی رہتی ہے اور نماز کے بعد تیرے ملنے کی دعائیں کرتی رہتی ہے اور نماز والا

marfat.com

مُصلّی سر پہ اوڑھ کر بارگاہِ رب العزت میں التجا کرتی رہتی ہے کہ اے میرے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی کا واسطہ! حضرت اسحاق علیہ السلام کے کے صبر و تحمل کا صدقہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں کی ٹھوکر سے مکّہ مکرمہ کے پتھروں سے آبِ زمزم کے چشمہ کے پانی کے طفیل اور اس کی گردن پر چلنے والی چھری کے بدلے۔ میرا ویر یوسف مجھے مِلا دے۔ سید افتخار الحسن۔

احسن القصص۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ وَ اَنَّهَا تَقْعُدُ كُلَّ يَوْمٍ مَفْرِقَ الطَّرِيْقِ۔ اور وہ یعنی بہن زینب رضی اللہ عنہا ہر روز سرِ راہ آن بیٹھتی ہے اور ہر آنے جانے والے مسافر سے تیرا پتہ پوچھتی ہے!

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ بھی ضرور کہتی ہو گی کہ میرے ویر یوسف میں نے تجھے منع کیا تھا کہ بھائیوں کے ساتھ شکار کھیلنے نہ جا۔ مگر تو نے میرا دامن جھٹک دیا تھا۔

اور تُو نے میری فریاد یہ کہہ کر ٹال دی کہ۔

بہن پریشان نہ ہو!

یہ میرے بھائی ہیں۔ اور میں نے پھر آخری بات تم سے کہی تھی۔ کہ

بازاں نال جو اُڈیاں کونجاں پھیر کدوں گھر آیاں
گرگاں نال جو چرن غزالاں اُوہناں مار مکایاں

قارئینِ کرام۔ ماہ کنعان کا مصنف صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف اور جناب بنیامین کی ملاقات کا وقت جوں جوں قریب آتا گیا توں توں دونوں بھائیوں کے خون کے مقدس رشتہ میں ایک لہر اٹھتی گئی اور دونوں کے دلوں کی دھڑکن تیز ہوتی گئی اور دونوں کی بیتابی بڑھتی گئی اور دونوں بھائی اس نیک ساعت کا شدت سے انتظار کرنے لگے

marfat.com

جس کا دونوں کو چالیس سال سے انتظار تھا اور اس پر کیف ملاقات کی تفصیل جناب امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور مولوی غلام رسول نے اپنی کتاب احسن القصص میں کچھ اس درد بھرے انداز میں لکھی ہے کہ معمولی سا بھی درد دل رکھنے والا انسان بھی اسے پڑھ کر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اور یا پھر دونوں بچھڑے ہوئے بھائیوں کی ملاقات کی کیفیت وہی جان سکتا ہے جو کبھی اس وچھوڑے کی پُر خار وادی سے گزرا ہو۔

پہلی ملاقات ہوئی تو حضرت یوسف علیہ نے بنیامین کے بازو میں سُرخ یاقوت کا بنا ہوا ایک سنہری کنگن باندھ دیا جس کی قیمت خَمسِینَ اَلفَ دِینَارِ یعنی پچاس ہزار دینار تھی۔

جناب بنیامین مدت کے بعد اپنے بھائی یوسف کی خوشبو پا کر اور بازو میں سنہری کنگن باندھ کر بہت ہی خوشی و مسرت سے جھومتا ہوا اپنے بھائیوں کے پاس گیا تو بھائیوں نے پوچھا اس سے پہلے تو تو غم والم کے اندھیرے میں ڈوبا رہتا تھا اور آج تیرے چہرہ پہ یہ خوشی و مسرت کی روشنی کیسے — اور اس سے قبل تو تیرے لبوں پہ تبسم کبھی نہیں آیا تھا اور آج تیرے ہونٹوں پر مسکراہٹ کیوں ہے۔

قَالَ نَعَمْ — فرمایا — ہاں

شاید کہ میری زندگی کی تاریک راتوں میں چاند نمودار ہونے والا ہے —

کیوں کہ :-

طَابَ قَلْبِیْ بِرَاکِبٍ عَلٰی نَاقَتِہٖ —

کہ اس شتر سوار نے میرے دل میں خوشی کی ایک لہر پیدا کر دی ہے!

marfat.com

میں سال وچہ اُڈیک تساڈی کردا گریہ زاری
شتر سوار اک ملیا میٹوں کر کر شفقت بھاری

وَکَلَّمَنِیْ بِالْعِبْرَانِیَّۃِ ــــ

اور پھر اس شتر سوار نے میرے ساتھ عبرانی زبان میں گفتگو کی ہے اور یہ دیکھو اس نے میرے بازو پہ ایک خوبصورت سنہری کنگن بھی باندھ دیا ہے۔

اور مجھے اس شتر سوار سے اُلفت کی بو بھی آ رہی تھی، کوئی بڑا ہی مشفق شفیق اور نہایت ہی رحیم و کریم دکھائی دیتا ہے اور کسی اچھے خاندان اور کسی عظیم باپ کا لختِ جگر معلوم ہوتا ہے۔

بھائی وہ قیمتی اور سنہری کنگن دیکھ کر حیران رہ گئے اور یہودا نے کہہ ہی دیا کہ ــــ

یَا اَخِیْ دَعْہُ ــــ کہ اس کنگن کو میرے ہی بازو میں رہنے دو کہ کہیں ایسا نہ ہو تو اسے گنوا دے۔

اور پھر شمعون نے کہا۔

اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْہِ ــــ کہ مجھے بھی دکھاؤ۔

شمعون نے لے کر وہ کنگن اپنے بازو میں پہن لیا ــــ لیکن غَابَ ــــ وہ کنگن شمعون کے بازو سے بھی غائب ہو گیا۔

جنابِ بنیامین نے فرمایا ــــ

فَھُوَ فِیْ یَدِیْ ــــ کہ وہ تو میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔

اور پھر سارے بھائیوں نے وہ کنگن باری باری اپنے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا لیکن معجزانہ طور پر وہ کنگن ہر ایک سے غائب ہو جاتا تھا اور اس طرح بنیامین کے سوا کوئی بھی اس کنگن کو اپنے پاس نہ رکھ سکا۔

marfat.com

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک عجیب اور دلچسپ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا عطا کیا ہوا کنگن بنیامین کے سوا کوئی بھی اس کنگن کو اپنے پاس نہ رکھ سکا۔

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک عجیب اور دلچسپ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا عطا کیا ہوا کنگن بنیامین کے سوا حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی بھی جب اسے نہ لے سکا۔

تو۔ كَيْفَ تَقْدِرُ الشَّيْطَانُ اَنْ يَسْلُبَ الْاِيْمَانَ مِنَ الْمُوْمِنِيْنَ وَهُوَ عَطِيَّةُ اللّٰهِ۔

پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایمان والوں کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایمانی شیطان چھین لے۔ اور ایمان والوں سے ایمان سلب کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے شاہی محل میں ایک ایسا خوبصورت کمرہ بھی بنوا رکھا تھا جسے اپنی غمناک زندگی کی پوری کہانی تصویروں کے ذریعہ مزین کر رکھا تھا۔

اور تصویریں دیواروں پہ لٹکا دی ہوئی تھیں۔

مثلاً۔ اپنے حاسد بھائیوں کے ساتھ جنگل میں جانا اور پھر ان کا ظلم و ستم کرنا بدن مبارک سے قمیص اُتار کر ننگا کرنا۔

اندھیرے کنوئیں میں پھینکنا۔ شمعون کا چھری سے یوسف کو قتل کرنے کا فیصلہ۔ یوسف کا آگے دوڑ کر دوسرے بھائی کا مارنا۔

بکری ذبح کر کے قمیص مبارک کو خون میں ڈبونا۔ اور پھر فروخت کر دینا۔ ایک ایک خاکہ۔ ایک ایک حادثہ اور ایک ایک خوفناک پہلو تصویروں کی شکل میں دیکھنے والوں کو دعوت فکر دے رہا تھا۔

marfat.com

وَالْقِصَّةُ مَا کَانَتْ ــ اور پورا قصہ جو ان کے ساتھ گزرا تھا۔

فَصُوِّرَتْ عَلَى الْحَائِطِ ــ دیواروں پہ تصویریں آویزاں تھیں۔

مصر کے شہنشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے حکم ہوا کہ کنعان کے شاہی مہمانوں کو اس تصویروں والے کمرہ میں کھانا کھلایا جائے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جو شاہی مہمان بن کر مصر کے شاہی دربار میں آئے ہوئے تھے اس تصویروں والے خوبصورت کمرہ میں چلے گئے۔

شاہی دستر خوان پہ شاہی کھانے چنے ہوئے تھے۔

کھانے لگے ــ تو۔

فَلَمَّا رَفَعَ رُوْهِيْلُ رَأْسَهُ وَوَقَعَ بَصَرُهُ عَلَى تِلْكَ الصُّوَرِ

ــ لیکن جب روہیل نے اپنا سر اٹھایا اور دیواروں پہ نظر پڑی اور جب ان عبرت ناک تصویروں کو دیکھا تو ایک سرد آہ بھری اور کھانا کھانا چھوڑ دیا۔

دوسرے بھائیوں نے روہیل سے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے ــ کھانا چھوڑ بیٹھا ہے اور حیران و پریشان ہو کر خاموش ہو گیا ہے۔

تو یہودا نے کہا ــ بھائیو تم بھی دیواروں پر تصویریں دیکھو کہ جو کچھ ہم نے حسد کی وجہ سے اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کیا تھا وہ سب کچھ ان دیواروں پہ نقش ہے

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس اداس و پریشان کن منظر اور سوز و گداز سے بھرپور تصویروں کی تصویر کشی یوں کرتے ہیں ــ کہ

کھاون خورش دلیلاں کردے خوشیاں وچہ دلیلے

دیواریں تصویراں لکھیاں نظر پیاں روہیلے

گم گیا حیرانی اندر بھل گیا سو کھاناں

marfat.com

عمل کمائے نظری آسے خوف دے وچہ وھاناں

فَقَالَ یُوْسُفُ اَعْرِضُوْا الطَّعَامَ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ ۔ (امالی غزالی)

فَاحْضَرُوْا ۔

مولوی صاحب ۔ ہویا حکم طعام لیاؤ خادم طاس لیائے

کھاؤ خورش بغیر زادیو یوسف حکم کرائے

صاحبزادیو کھانا کھاؤ یوسف نے فرمایا

کیوں اکھیں تھیں نیر وہائے یاد کہیں کی آیا

بھائیوں نے جواب دیا کہ ہم بھوکے تھے اور کھانے کی خواہش بھی تھی لیکن دیواروں پر یہ تصویریں دیکھ کر ہماری بھوک اُڑ گئی ہے۔

اور ——— سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ صرف بھوک ہی نہیں اڑی تھی بلکہ انہیں اپنی ظالمانہ کرتوتاں دیکھ کر ان کے ہوش و حواس کے طوطے بھی اُڑ گئے تھے۔

درخواست گزاری کہ ہمیں کسی اور کمرہ میں لے جایا جائے ۔ اس کمرہ میں ہم سے کھانا نہیں کھایا جائے گا ۔

حکم ہوا مہمانوں کو دوسرے خانہ میں لے جایا جائے

دوسرے بھائی تو چلے گئے لیکن بنیامین اسی کمرہ میں بیٹھا رہا ——— کیوں کہ

بنیامین جاں یوسف سندی شکل ڈٹھی دیوارے

زخم پرانا اگلو آیا چلے خون فوارے

اس لیئے کہ چالیس سال کی جدائی کے گہرے زخم پر اب وصل کی مرہم رکھنے اور دونوں بھائیوں کی ملاقات کی پٹی اب اس زخم پر بندھنے کا وقت قریب آرہا تھا ۔ بنیامین بھی اپنے ماں باپ جائے یوسف بھائی کی تصویر دیکھ

marfat.com

کر آنسو بہاتے ہوئے اور لڑکھڑاتا ہوا دوسرے کھانے والے کمرہ میں چلا گیا دوسرے بھائی تو کھانے میں مشغول ہو گئے لیکن بنیامین حیرانی کے عالم میں سر جھکائے بیٹھا رہا۔

فَقَالَ لَهُ يُوسُفُ وَهُوَ بِجَنْبِهٖ لِمَ لَا تَأْكُلُ

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا کہ اے کنعان کے مہمان تو کھانا کیوں نہیں کھاتا اور ۔ بنیامین حضرت یوسف کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب بنیامین نے جواب دیا کہ مجھے اسی دیوان خانہ میں واپس پہنچا دو تاکہ میں اپنے بھائی کی تصویر دیکھ کر اس کے غم فراق میں جی بھر کے رو لوں تاکہ شاید میرے آنسوؤں کے قطروں کے باعث میرے یوسف بھائی کی یہ تصویر اصلی حقیقت کا لباس پہن لے! حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ دوسرے مہمان تو دو دو ہو کے کھانا کھا رہے ہیں تو اکیلا ہے۔

بنیامین نے جواب دیا۔

میرا دی اَج دیہ ہُندا تے نال میرے بہہ کھاندا
بحرغاں دا بیڑا میرا تاں کیوں رُڑ دا جاندا

پُوچھا ۔ اے بنیامین تیرا ماں جایا کوئی بھائی ہے کہ نہیں۔

جواب دیا۔ ہے مگر چالیس سال سے وہ کہیں غائب ہے اب اسی امید پہ زندہ ہوں کہ شاید کہیں وہ مل جائے۔

فرمایا۔ جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے ؟

عرض کی اے مصر کے والی اگر مجھے پتہ ہوتا کہ وہ کہاں ہے تو رو رو کر

marfat.com

اس کے فراق میں میرے آنکھوں کے چشمے خشک نہ ہو جاتے اور میرا تڑپنا ختم نہ ہو جاتا۔

میں تو اتنا ہی جانتا ہوں کہ

اینہاں بھائیاں جنگل کھڑیا موڑ یوجایا ناہیں

کھا گیا بگھیاڑ جنگل دا دتی خبر اسائیں

حضرت یوسف علیہ السلام بھی پردہ میں زار وقطار رو رہے تھے اور فرما رہے تھے میرا بھی ایک بھائی تھا جو کئی سال ہوئے مجھ سے بچھڑا ہوا ہے اس لئے اگر تو اپنے بچھڑے ہوئے بھائی کے فراق میں دن رات آہیں بھرتا رہتا ہے تو اس طرح میں بھی اپنے ماں جائے بھائی کی جدائی میں تڑپتا رہتا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ تمہارا بھائی تجھے مل جائے اور تم دُعا کرو کہ میرا بھائی مجھے مل جائے۔

دونوں کی دُعائیں قبول ہو گئیں اور دونوں بھائیوں کے ملاپ کا وقت قریب آ گیا۔

جناب بنیامین تصویر خانہ میں واپس چلے گئے اور بھائی یوسف کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر یوں فریاد کرنے لگے۔ کہ

اے ربِ دو جہاں وہ کون تھا جس نے میرے ویر یوسف کو دیکھ کر اس کی یہ تصویر بنائی ہے۔

وہ کون نقاش تھا کہ جس نے میرے بھائی یوسف کا نقشہ تیار کیا ہے اور وہ کون عکاس تھا جس نے میرے بھائی یوسف کی پوری زندگی کی عکاسی کی ہے۔

اور اے بارِ الٰہ وہ کون مصور تھا جس نے اپنی قلم کے ذریعہ میرے بھائی کی تصویر میں حقیقت کا رنگ بھر دیا ہوا ہے۔

marfat.com

یا اللہ وہ کون تھا۔ جو میرے بھائی کی زندگی سے واقف تھا اور اس نے کتنے پیار سے میرے بھائی کی تصویر بنا کر کنعان سے مصر کے اس شاہی مہمان خانہ میں لے آیا۔

ادھر بنیامین بھائی یوسف کی تصویر دیکھ کر فریاد کر رہا تھا۔ تڑپ رہا تھا اور آنسو بہا رہا تھا۔ اور اُدھر

جبرائیل سلام لیایا یوسف نوں درگاہوں
تے پیغام دِتا اے یوسف آیا حکم الاہوں

کہ اب چالیس سال کے سربستہ راز کو کھول دو اور چھپی ہوئی حقیقت سے پردہ اٹھا دو اور چہرہ سے نقاب اٹھا کر اپنے بھائی بنیامین کو بتا دو کہ میں ہی تمہارا بھائی یوسف ہوں۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ بنیامین تیری تصویر دیکھ کر اور تڑپ تڑپ کر مر جائے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، کنز الایمان صفحہ ۳۵۱ :-

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بنیامین اکیلا رہ گیا ہے تو اسے اپنے دستر خوان پہ اپنے ساتھ بٹھا لیا اور فرمایا کہ تمہارے ہلاک شدہ بھائی کی جگہ اگر میں تمہارا بھائی بن جاؤں تو کیا تم پسند کرو گے،

بنیامین نے جواب دیا کہ آپ جیسا بھائی مل جانا میرے لیئے بڑی سعادت ہے لیکن افسوس کہ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لختِ جگر اور حضرت راحیل کے نورِ نظر نہیں ہو۔

اپنے بچھڑے ہوئے بھائی بنیامین کا یہ جواب سن کر حضرت یوسف علیہ السلام رو پڑے اور بھائی کو گلے لگا لیا، مولوی غلام رسولؒ کی زبانی فرمایا۔ کہ

marfat.com

جے توں بڑیاں دردان والائیں کتد دردول خالی

وگدے زخم وچھوڑے والے سال گئے ہو چالی

جے تیں یوسف ویر وچھناں میں بھی ویر وچھتاں

برقعے دے وچہ ملے یوسف آہیں بھر بھر رتاں

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ آخرکار یوسف و بنیامین کی ملاقات کی نیک ساعت آہی پہنچی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقاب کشائی کا حکم آہی گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر ظاہر ہونے کا وقت آن ہی پہنچا۔

رب العالمین کا حکم سن کر اپنے بیٹے جناب افرائیم کو حکم دیا کہ تصویروں والے مہمان خانہ میں فوراً جاؤ اور اپنے چاچے بنیامین کو اپنی صورت دکھلا کر اس کے اس زخم پہ مرہم رکھو جو آج سے چالیس سال پہلے میرے ہجر و فراق کا اس کے سینہ میں لگا ہوا ہے۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ نے افرائیم کی جگہ منشا کا نام لکھا ہے۔

فرمایا بیٹا جاؤ۔

فَقَالَ اِجلِسْ عِندَ عَمِّکَ ـــ کہ اپنے چاچے کے سامنے جاکر بیٹھ جاؤ ـــ

اور اگر وہ کوئی تم سے سوال کرے تو عبرانی زبان میں جواب دینا۔

فَاَجَابَہٗ بالعِبرانتہ وَاِنْ قَالَ لَکَ مَنْ اَنْتَ فَقُلْ اَنَا اَبِیْ یُوْسُفَ ـــ اور اگر وہ تم سے پوچھے کہ تم کون ہو تو کہنا میں یوسف کا بیٹا ہوں۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ اس دلکش ملاقات کا ذکر یوں کرتے

ہیں۔ کہ

منشا حاضر ہسی اوس ویلے یوسف نے فرمایا
زریں خانے جا فرزندا حکم الٰہی آیا
وچہ بولی عبرانی اس نوں میرا پتہ بتائیں
اوہ تڑفدا دیر نہ لائیں جا دیدار کرائیں
ہویا حکم گیا جب منشا ڈٹھا چاچے تائیں
بے ہوشی وچہ پیا تڑفدا چلی جان اذائیں

بنیامین کو ہوش آیا تو۔

منشا دے وَل بنیامینے نظر پئی اک واری
جاں یوسف دی صورت ڈٹھی وگی وده کٹاری

امام غزالی۔ وَكَانَ ابْنُ يَامِيْنَ تَارَةً يَنْظُرُ اِلٰى اَفْرَاثِيمُ وَتَارَةً يَنْظُرُ اِلَى الصُّوْرَةِ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا۔

کہ جناب بنیامین کبھی افراثیم کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی یوسف علیہ السلام کی صورت کی طرف دیکھتے تھے اور دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں تھا۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ

اک واری ول منشا ویکھے اک واری ول مورت
فرق ذرا معلوم نہ ہووے سب یوسف دی صورت

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ:۔

فَقَالَ ابْنُ يَامِيْنُ مَنْ اَنْتَ۔

بنیامین نے پوچھا تو کون ہے؟

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ:۔

marfat.com

دنگ رہیا فرماوے لڑگیا دستیں برخوردارا
کون ایہی تو کس دا بیٹا جگر کڑے دا پیارا

امام غزالیؒ :-

قَالَ اَنَا اِبْنُ یُوسُفَ الصِّدِّیْقِ ـ

نشا نے جواب دیا کہ میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں ۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ :-

یوسف دا میں بیٹا حضرت نشا آکھ سناوے
بنیامین پیا سن دھرتی رو رو کے فرماوے

امام غزالیؒ :-

اَھٰھُنَا اِنْسَانٌ اِسْمُہٗ یُوْسُفُ صِدِّیْقٌ ـ کہ یہاں کوئی ایسا انسان نہیں کہ جس کا نام یوسف صدیق ہے ۔

قَالَ نَعَمْ نَبِیُّ اللّٰہِ وَصِدِّیْقُہٗ

کہا ـ ہاں ـ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نبی بھی ہے اور اس کا صدیق بھی ۔
جناب بنیامین یہ نام یوسف صدیق کا سن کر بہت ہی روئے
نشا یا افرائیم نے پوچھا

لِمَ تَبْکِیْ ھٰ ـ

اے کنعان کے شاہی مہمان آپ روتے کیوں ہیں ؟

بنیامین نے جواب دیا ـ

قَالَ اِنَّہٗ لِیْ اَخٌ اِسْمُہٗ یُوْسُفُ الصِّدِّیْقُ و
کہ میرا بھی ایک بھائی تھا جس کا نام یوسف صدیق تھا ۔

مولوی غلام رسول

marfat.com

میرا وی اک پیارا بھائی آہا یوسف ناموں
باپ تیرا وی یوسف ناموں میں قربان کلاموں
ہے یوسف صدیق میرا پیو منشا فیر سناوے
بنیامین ودھیرا رووے زار کرے فریادے
ہے صدیق تیرا پیو لڑکے نسبت خوب رلائی
سی یوسف صدیق پیارا میرا وی او بھائی

پھر چاچے بنیامین کی آہ و فغاں سن کر منشا کا دل بھی تڑپ اٹھا اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور پھر انتہائی محبت سے پکار اٹھا۔

لَا تَبْکِ اَنَا اِبْنُہٗ ھُوَ اَخُوْکَ (امام غزالی)

کہ اے چاچا جان آپ روئیں نہیں اسی یوسف صدیق کا بیٹا ہوں جو آپ کا بھائی تھا۔

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ

منشا کہندا نہ رو چاچا زندہ تیرا بھائی
توں جس دی وجہ غم دے روویں میرا باپ او ماہی

بس پھر کیا تھا — جناب بنیامین نے منشا کو سینے سے لگا لیا — محبت سے پیشانی کو بوسہ دیا — اور فرمایا —

برخوردار — چونکہ تو نے میرے بھائی یوسف کی چالیس سال کے بعد خبر دی ہے کہ وہ زندہ ہے اور مصر کا شہنشاہ ہے اس لئے میرا دل چاہتا ہے کہ تیرے قدم چوم لوں — اور پھر بلند آواز سے پکارا — یا قُرَّۃَ عَیْنِیْ — کہ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک جلدی بتاؤ میرا بھائی کہاں ہے۔

منشا نے جواب دیا — وہی تھا جس نے آپ کو دروازہ سے اپنے ساتھ

marfat.com

شتر پر بیٹھ کر اور آپ کے بازو میں سنہری کنگن باندھا تھا۔

اور وہی تھا آپ کا بھائی یوسف جس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلایا تھا۔ اور وہی تھا آپ کا ماں جایا بھائی جس نے آپ سے کہا تھا کہ۔ میرا بھی ایک بھائی چالیس سال سے بچھڑا ہوا ہے۔

بنیامین۔ تو پھر اس نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ میں ہی تیرا بھائی ہوں۔ یوسف۔ منشا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں تھی۔

اور پھر منشا اپنے چاچا کو ساتھ لے کر شاہی محل کے اس مہمان خانہ میں لے گیا جہاں حضرتِ یوسف علیہ السلام رونق اور جلوہ افروز تھے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ

فَقَامَ یُوْسُفُ وَرَفَعَ الْبُرْقَعَۃَ عَنْ وَجْھِہٖ۔

حضرتِ یوسف علیہ السلام بھی اس خلوص خلوت خانہ میں آ گئے اور اپنے رخ انور سے برقعہ اتار کر بھائی بنیامین کا انتظار کرنے لگے۔

بنیامین بھی اس خلوت خانہ آ گئے تو بنیامین کو گلے لگا کر بلند آواز سے پکار اٹھے، یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ۔ یَا اِبْنُ یَامِیْنَ اَنَا اَخُوْکَ یُوْسُفُ۔

اے بنیامین۔ اے میرے بھائی اور اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں!

مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ

برقعہ لاہ رخوں گل ملیا ڈٹھسی بنیامینے
وچھڑیاں نوں ملے پیارے ٹھنڈ پئی وچ سینے

marfat.com

القرآن الحکیم۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ

اور جب وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کے پاس گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے جناب بنیامین کو علیحدہ خلوت خانہ میں جگہ دی اور اپنے پاس بڑے ہی پیار سے انتہائی محبت سے اور نہایت ہی شفقت سے بٹھلا کر اور اپنے چہرۂ مبارک سے برقعہ اُتار کر فرمایا۔ کہ۔ میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ:۔

میاں محمد بخش مرحوم نے سچ کہا ہے کہ:۔

باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری

یار ملن دُکھ کتّے جاون شکر کراں لکھ واری

حضراتِ گرامی! پھر حضرتِ یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا اور کون سا حیلہ ہے جسے بروئے کار نہ لایا گیا ہو اور کون سی ایسی تدبیر ہے جس پر عمل نہ کیا گیا ہو سب سے بڑی بات یہ کہ پانی پینے والا خاص پیالہ بنیامین کی چھٹ میں رکھ دیا گیا۔ اور الزام بھائیوں پر لگایا۔ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ۔ کہ اے مصر کے شاہی لنگر سے طعام و روزی لے کر جانے

والو شتر سوار و تم تو چور ہو !

سوال !۔ کہ بھائی چور نہیں تھے اور نہ انہوں نے کوئی چوری کی پھر منادی کرنے والے نے انہیں چور کیوں کہا ؟

جواب ۔ ذَالِکَ کِدنَا لِیُوسُف ۔ کہ یہ تدبیر ہم نے یوسف علیہ السّلام کو بتائی تھی اور ہمارا بھی ارادہ تھا کہ بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس ہی رہے !

ثابت ہُوا کہ خون کے عظیم رشتہ کو خود اللہ تعالیٰ خوبصورت رنگ میں پیش کر کے اپنے مُسلمان بندوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ تم آپس میں بھائی بھائی ہو اور خون کے لازوال رشتہ کے علاوہ اسلام کے مقدس رشتہ سے بھی منسلک ہو۔ دین کی مقدس رسّی میں بھی پروئے ہوئے ہو اور سچے موتیوں اور ہیروں کی تسبیح کے دانوں کی طرح سے آپس میں جڑے ہوئے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا خون سرد ہو جائے اور تمہاری آپس کی نفرت و عداوت کے باعث تمہارا لہو سفید ہو جائے اور تم دنیا میں ذلیل و خوار ہوتے پھرو۔

دیکھو ۔ حضرت یوسف علیہ السّلام اور حضرت بنیامین کا باپ ایک ہونے کی برکت سے دونوں کا خونی رشتہ قائم و دائم رکھنے کے لیئے ہم نے خود یوسف علیہ السلام کو یہ تدبیر تبلائی کہ اپنا شاہی جام یعنی پانی پینے والا پیالہ بھائی بنیامین کے تھیلے میں رکھ دو !

اب قرآنِ مجید کے اس ارشاد اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی اس تدبیر اور حکمتِ عمل کے بعد حضرتِ یوسف علیہ السلام پر کوئی الزام اور کوئی اعتراض نہیں آتا !

اور حضرتِ یوسف علیہ السّلام کی طرف سے یہ اعلان نہیں تھا کہ ۔ اے قافلہ والو تم چور ہو !

marfat.com

بلکہ کسی منادی کرنے والے نے اپنی طرف سے ایسا اعلان کر دیا تھا۔ اسی لیے قرآنِ پاک کے اعلان کی نسبت یُوسف علیہ السلام کی طرف نہیں کی۔

جواب ۲ :۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۵۰۔ امام فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۷۸۔ الامام ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمتہ اللہ علیہ۔ اِن المراد انکم لسارقون یوسف مِن ابیہ۔ کہ اس اعلان سے مراد یہ تھی کہ تم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے چوری کر لیا تھا۔ اور پھر اسے ظاہر ہی نہیں کیا گیا اور باپ کو تبایا ہی نہیں گیا کہ یُوسف کہاں ہے۔

حضراتِ گرامی! یہ خون کے عظیم رشتہ ہی کی کرشمہ سازیاں تھیں کہ جو میدانِ کربلا میں رنگ بدل بدل کر خاکِ کربلا کو سیراب کر رہی ہے اور اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے پاک خاندان کے پاک لہُو ہی کی دلفریبیاں تھیں کہ جو کربلا کے تپتے ہوئے ریگستان کے ذرّوں کو رنگین کر رہی تھیں!

اور پھر یہ خون کے رشتے کا ہی اعجاز تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی ہمشیرہ سیّدہ زینب رضی بھائی کے ساتھ مدینہ منوّرہ کی مقدّس گلیوں اور نانے پاک ؐ کے روضۂ اقدس کی پُر کیف فضاؤں کو چھوڑ کر کربلا کے تپتے ہوئے صحرا تک ساتھ گئیں اور پھر خانوادۂ نبوّت کی شہادت کے بعد اور حق و باطل کے اس خونیں معرکے سے سُرخرو ہو کر رات کی تاریکی میں ایک جلی ہوئی قنات سر پہ اوڑھ کر لاشوں کا پہرہ دیتی رہی اور پھر شام کے قید خانہ اور یزید کے دربار تک "اپنے خون کے رشتہ" کی رنگت کو مٹنے نہیں دیا۔ کسی دردمند شاعر نے خوب کہا ہے۔ کہ

تڑپی تو ہو گی قبر میں بیٹی رسُول ؐ کی
زینب رضی نے جب وراثتِ کربل وصول کی

marfat.com

اور یہ خونی رشتہ ہی کا کمال تھا کہ شہادت کے خون کی سُرخی جب غازہ بن کر اکبر جوان کی پیشانی پہ، عون و محمد کی جبینوں پہ اور قاسم کے ماتھے پہ چمکی تو جنت کی حوریں مچل اٹھیں اور فردوسِ اعلیٰ کے فرشتے جھوم جھوم کر دہائی دینے لگے۔ کہ

حسینؑ محافظِ قرآن اور مصطفٰےؐ کی اُمنگ حسینؑ
نبیؐ کے دین کو خوں سے دیا ہے رنگ حسینؑ

اور مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے بھی اپنا نذرانۂ عقیدت یوں پیش کیا ہے ـــــ کہ

اے کربلا کی خاک تو اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاشِ جگر گوشۂ بتولؑ

اور ـــــ

مظلوم کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
اور ـــــ رنگین کر گیا تجھے خونِ رگِ رسولؐ

برادرانِ اسلام ـــــ آؤ ہم بھی اس خون کے عظیم رشتہ کے ہیروں کی تسبیح کے دانوں کو جدا جدا نہ ہونے دیں اور اس رشتہ کی زنجیر کو ٹوٹنے نہ دیں اور آپس میں اتفاق و اتحاد کی فضا اور محبت و اُلفت کی فضا پیدا کریں تاکہ اقبال مرحوم کے اس شعر کا مصداق بن کر ہم ہر طاغوتی طاقت اور کفر کی ہر باطل قوت پہ فتح و کامرانی حاصل کر کے اس خطۂ ارضی پہ ہم مسلمان بھائی بھائی ہونے کے رشتہ کے باعث عزت و وقار سے زندگی بسر کر سکیں اور کوئی سندھی۔ بلوچی۔ پٹھان ہونے کا نعرہ نہ لگائے اور کہیں سے بھی چار قومیتوں اور صوبائی تعصب کی آواز نہ اٹھے

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر

marfat.com

قارئینِ محترم! ۔ قرآنِ مجید اس حقیقت کا گواہ ہے اور اس نے کھُل کر اسے بیان کر دیا ہے کہ چالیس سال کے بعد حضرتِ یعقوب علیہ السلام نے اولاد شام کے شہر کنعان سے مصر بھیجی اور پھر باپ کو بیٹا مل گیا اور بھائیوں کو بھائی اور بنیامین کو دل کا چین و قرار یعنی یُوسف علیہ السلام اور بہن زینب کو بھی پیارا ویر!

مگر ۔ سیّد افتخار الحسن کو اب شہزادہ سیّد انوار الحسن کہاں سے مِلے گا ۔ وہ تو اب باپ کے دامن اور ماں کی گود کو چھوڑ کر قبر کی آغوش میں آرام کر رہا ہے اور ہمارے لیئے اپنی بھر پور جوانی اور اپنے حسن و شباب کا تصوّر باقی چھوڑ گیا ہے!

بہنیں ہر جمعرات کو اس کی قبر پہ جاتی ہیں کہ شاید ہمارا لاڈلا ویر ہمیں قبر سے آواز دے!

سیّد فضل شاہ صاحب اور سیّد امداد حسین شاہ شہزادہ مرحوم کی تربت پہ اس خیال سے جاتے ہیں کہ محلّہ کی عورتیں شہزادہ کو پیار سے اس کی بھر پُور اور خوبصورت جوانی اور اس کے حسن و شباب کو دیکھ کر "چاند" کہا کرتی تھیں شاید تربت کی تاریکیوں میں سے ہمارا وہ چاند نکل آئے!

اور سیّد ابرار الحسن اور سیّد محمد ادریس اپنے بھائی شہزادہ کی دل کش تصویر کو دیکھ کر خود تصویر حیرت بن جاتے ہیں مگر تصویر بولتی نہیں ۔ اور شہزادہ مغفور کی ماں اگرچہ حقیقی ماں نہیں ہے مگر پھر بھی اس نے حقیقی ماں سے بڑھ کر اسے پیار دیا اور شفقت کی فضا قائم رکھی اور اسی وجہ سے شہزادہ بھی اس سے انتہائی حُسنِ اخلاق اور مروّت سے پیش آتا تھا اور آج بھی جب کوئی اس کے سامنے شہزادہ کا نام لیتا ہے تو شہزادہ کی موت کا زخم سینہ میں تازہ ہو جاتا ہے اور بے ساختہ ایک درد بھری آہ نکل جاتی ہے!

marfat.com

باقی رہا باپ! یعنی سید افتخار الحسن ۔ تو وہ تو ہر وقت یہ فریاد کرتا رہتا ہے کہ ــــ

پُتر مرن نہ بڈھیاں ماپیاں دے پُتر جگ دے وچہ نشان یارو
پُتر دیہن پانی مویاں ماپیاں نوں پُتر ہوندے نیں نین پران یارو

اور ــــ

لکھاں خوشیاں کر دے ماں پیو جدوں چڑھدے پُتر جوانی
تے جاں اوہ جا قبراں وچہ سوندے فر بیٹھ اُونہاں زندگانی

اور جب بھی کسی بوڑھے ماں اور باپ کے جوان پُتر کی موت کی خبر سنتا ہوں تو جذبات سے مرعوب ہو کر کہہ اٹھتا ہوں ــــ

کہ ــــ اگر خدا کا بھی کوئی بیٹا ہوتا تو موت بناتا ہی نہ!

اور ــــ یاد رہے کہ سید فضل شاہ صاحب نے حال ہی میں "شہزادہ مرحوم" کی ایک رنگین اور خوبصورت تصویر عمر فوٹو گرافر طارق آباد سے بنوائی ہے جو ہمارے لئے زندگی کا قیمتی سرمایہ اور پورے خاندان کے لیئے ایک عظیم یادگار کی حیثیت رکھتی ہے!

شاہ صاحب! چونکہ ایک دردِ دل اور خیر خواہی کا جذبہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہمارے ہر غم میں اور ہماری ہر خوشی میں پورے خلوص کے ساتھ شریک ہونے والے ایک صاحبِ ذوق انسان ہیں جو ہر وقت ہر کسی کے کام آنے کے لیئے تیار رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پورا شہر انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے!

شہزادہ مرحوم کے نام کا وظیفہ پڑھنے کے باعث اور الفت کے گلشن کے پھولوں کے ہار جب شہزادہ کی قبر پہ ڈالتے ہیں تو ساتھ ہی سید فضل شاہ صاحب کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں جیسے ان کے اپنے لختِ جگر کی آخری آرام گاہ ہو!

marfat.com

حضراتِ گرامی! دنیا میں ماں باپ کے لیئے اولادِ نرینہ ایک ایسی دولت ہے اور بہن بھائیوں کے لیئے خوشی و مسرت کا ایک ایسا سرمایہ ہوتا ہے کہ انسان چاہے کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو، کتنا ہی سرمایہ دار کیوں نہ ہو اور لعل و جواہرات کے خزانوں کا مالک ہی کیوں نہ ہو اور دو چار ملوں کا سربراہ ہی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ خوبصورت بنگلوں اور رنگین کوٹھیوں میں کیوں نہ رہتا ہو لیکن اگر اس کے بنگلہ میں کسی بیٹے کی رونق نہیں ہے تو وہ بنگلہ نہیں جنگلہ ہے!

اور اگر کسی ماں کی گود پسّر کی دولت سے محروم ہے تو وہ گود نہیں ایک ویرانہ ہے ــ ہر نماز کے بعد دعائیں، التجائیں اور درخواستیں۔

ایک فرزند کے لیئے، ایک بیٹے کے لیئے اور ایک پورے خاندان کی رونق کے لیئے ــ ہر رات وظیفہ، ہر صبح تسبیح کا شمار اور ہر لحظہ آہ و فریاد ــ کس لیئے!

ایک نورِ نظر کے لیئے ــ ایک تسکینِ قلب و جگر کے لیئے اور ایک نیک و صالح فرزند کے لیئے!

اور یہ دعائیں ــ یہ التجائیں اور یہ درخواستیں صرف عام لوگوں تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ مقتدر انبیاء علیہم السلام بھی اس میدان سے گزرے ہیں قرآنِ حکیم نے پوری وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے خلیل بھی تھے اور جدّ الانبیاء بھی مگر اولادِ نرینہ کے لیئے یعنی بیٹے کی رونق سے ان کا حجرۂ مبارک خالی تھا۔

اور عمر شریف آپ کی اس قابل نہ تھی کہ بچے پیدا کر سکے اور نہ ہی آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ــ مگر ایک دن بارگاہِ رب العزت میں دعا کی ــ التجا کی اور درخواست کی۔

marfat.com

پارہ ۲۳ ۔ سورۃ والصّٰفّٰت آیت ۱۰۰ ۔ رب ھب لی من الصّالحین !

۔ کہ اے میرے ربّ ۔ اے میرے پروردگار اور اے میرے خالق و رازق میری دُعا قبول فرما اور میری التجا کو اپنی بارگاہ میں باریابی عطا کرتے ہوئے مجھے ایک نیک اور صالح فرزند عطا کر ۔ بے ادب و گستاخ نہیں ، فرمانبردار ، اطاعت گزار ! اللہ کے خلیل کی دُعا قبول ہُوئی اور ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری سنا دی گئی !

مگر جب آپ کی زوجۂ محترمہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو وہ پکار اٹھیں کہ میں بھی بوڑھی ہوں اور خاوند بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہیں تو پھر بچہ کیسے جنوں گی ۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود حلیم تھے اس لئے انہیں حلیم اور بردبار بیٹے کی خوشخبری دی گئی ۔

مثلاً ۔ پارہ ۱۲ ۔ سورۃ ہُود آیت ۷۵

اِنَّ ابراھِیم لحلیم اَوّاہ منیب ۔ کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی تحمّل والے ، بُردبار اور نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع رکھنے والے تھے ۔ تو خداوند تعالیٰ نے بیٹا بھی ۔ حلم والا ، بردبار اور تحمّل مزاج یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عطا فرمایا ۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لیٔے دُعا کی تھی ۔ رب ھب لی حکما والحقنی بالصالحین ۔ کہ اے میرے ربِّ کریم مجھے حکم عطا کر اور مجھے صالحین لوگوں کے ساتھ وابستہ رکھ

تو بیٹے کے لئے بھی رب ھب لی من الصالحین عرض کی ، اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرفِ قبولیّت عطا فرماتے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام ایک ہی کے بجائے دو بیٹے عطا فرما دیئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دُعا قبول ہونے اور دو فرزند عطا ہونے پر اللہ کریم کا ان الفاظ

marfat.com

میں شکریہ ادا کیا!

پارہ ۱۳۔ سورۃ ابراہیم۔ آیت ۳۹

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ط

—— کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے!

حضراتِ محترم —— یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف تقریباً نوے سال کی تھی۔

تفسیر مظہری —— اور ایک سو بارہ سال کی عمر میں حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدِ گرامی کا اسم گرامی —— تارخ تھا۔ آذر نہیں تھا۔ آذر نہیں تھا

تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۷۰، تفسیر نسفی، تفسیر مظہری، تفسیر خازن وغیرہ

محترم حضرات —— غور فرماؤ کہ انسان کے لیئے اولادِ نرینہ یعنی بیٹا —— فرزند اور پتر کتنی بڑی دولت —— کتنا بڑا خزانہ اور کتنی بڑی مسرت کا باعث ہوتا ہے کہ اپنے نام ونشان کو زندہ رکھنے کے لیئے اور اپنی نبوت کے کمالات کو برقرار رکھنے کے لیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ایک فرزندِ ارجمند کے لئے نوے سال کی عمر میں دعا کرنی پڑی۔

اور پھر کیسی لطیف اور کیسی دلفریب حقیقت ہے کہ اللہ کی طرف سے جب اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہوا تو بذریعہ جبریل علیہ السلام حکم نہیں دیا گیا۔

کہ اے جبریلؑ جاؤ ابراہیم علیہ السلام سے کہو کہ اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرو۔ نہیں —— کیوں؟

اس لئے —— کہ جس جبریل نے ابراہیمؑ کو اسمٰعیلؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دی

marfat.com

تھی وہی جبریل اب اسی اسمٰعیل کو قربان کرنے کے لیئے کیسے کہتا ! فطرتِ الہٰیہ نے براہِ راست ایسا کرنا قبول نہ کیا !

بلکہ — حکم خواب کے ذریعہ دیا گیا — اِنِّیٓ اَریٰ فِی المنام اَنِّی اَذبحک — کہ اے میرے لختِ جگر بیٹا اسمٰعیل میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے ذبح کر رہا ہوں !

حفیظ جالندھری نے خوب کہا ہے — کہ

کہا بیٹا کہ میں نے آج شب اک خواب دیکھا ہے ؎
کتابِ زندگی کا اِک نرالا باب دیکھا ہے

باپ کا ارشاد سن کر فرمانبردار بیٹا، اطاعت گزار نورِ نظر، متحمّل مزاج لختِ جگر اور سعادت مند وصالحین کی زندہ تفسیر فرزند اسمٰعیلؑ فوراً تعمیل حکم کے لیئے تیار ہو گیا — اور نہ ہی براہِ راست خود حکم فرمایا کہ اسمٰعیل کو قربان کرو۔

دوسری بات کہ دنیا والوں کو یہ بھی بتانا مقصود تھا کہ نبی کا خواب بھی وحیِ الہٰی ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید کے حوالہ ہی سے دوسرا ایمان افروز واقعہ کچھ یوں ہے کہ —

حضرتِ زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل بنے جب کہ وہ بیت المقدس کے حجرہ میں ماں کا دودھ پیئے بغیر صرف اللہ کریم کی طرف سے بے موسمے اور بے بہارے میوے کھانے پہ پرورش پا رہی تھیں ! اور حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی مریم پاک کے پاس جاتے تو ہر روز نیا پھل مگر بے موسم کا اور ہر دن نیا میوہ مگر بے بہارا —

تو پوچھا — اے مریم یہ بے بہارے میوے اور بے موسمے پھل تجھے کہاں سے ملتے — بی بی مریم علیہا السلام نے جواب دیا۔

marfat.com

قالت ھو من عند اللہ ـــ پارہ ۳ ـ سورۃ آلِ عمران ـــ کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے ـ کیونکہ خالق و مالک اور رازق ہے ـ

حضرت مریم کا یہ جواب سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو خیال آیا کہ وہ خدا جو مریم کو بے بہارے پھل اور بے موسمے میوے دے سکتا ہے وہ مجھے بھی اپنی قدرت کاملہ سے بے بہارا اور بے موسما بیٹا عطا کر سکتا ہے ـ

کنز الایمان ـــ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ، حضرتِ زکریا علیہ السلام کی عمر شریف اس وقت ۹۸ سال کی تھی اور بیوی کی عمر پاک ایک سو بیس سال کی تھی ـــ دونوں پہ بڑھاپے کا عالم تھا اور دونوں اس قابل نہ تھے کہ بچہ پیدا کر سکیں ـ مگر پھر بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ اللہ کریم ہمیں جوان کر کے بیٹا دیتا ہے یا اسی عمر میں دونوں صورتوں میں خدا کی قدرت کا اظہار ہوگا ـ تو ـــ ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ ـــ پھر اسی جگہ پہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی اور اپنے رب کو پکارا !

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ـــ کہ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاک وصاف اور ستھری اولاد عطا کر !

اور تو ہی دعا قبول کرنے والا ہے !

یہ دعا ـ یہ التجا اور یہ درخواست کے بعد حضرت ذکریا علیہ السلام نے نماز نیت لی تو نماز کی حالت میں ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے حضرت یحیٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی ـ

دیکھو ! حضرات اللہ کریم، اپنے نبیوں کی دعائیں کس حسین اور انوکھے انداز میں قبول کرتا ہے !

کہ ادھر دعا کی اور ادھر بیٹے کی بشارت اور پھر بیٹے کا نام بھی خود ہی رکھ دیا ـــ وہ بیٹا اللہ کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا ـ سردار ہوگا ـ اور ہمیشہ عورتوں

marfat.com

سے بچنے والا ہوگا۔ اور صالحین میں سے ہوگا۔

یہ بشارت اور خوشخبری بڑھاپے کے عالم میں سن کر حضرت زکریّاؑ نے عرض کی۔ یا اللہ مجھے لڑکا کیسے عطا ہوگا جب کہ میں بڑھاپے میں ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ وامراتی عاقر!

یعنی ہم دونوں عُمر کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جہاں سے اب اولاد پیدا ہونے کی کوئی امیّد نہیں ہے۔

جواب آیا!۔ ہمارے لئے ایسا کرنا آسان ہے۔

گرامی قدر!۔ حضرات دیکھا آپ نے کہ اولادِ نرینہ کی طلب انبیاء علیہم السلام کو بھی رہتی ہے تاکہ گھر کی رونق اور رسالت کے اوصاف وکمالات کا وارث تو کوئی ہو۔

مجھے۔ سیّد افتخار الحسن کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہزاروں دعاؤں کے بعد شہزادہ سیّد انوار الحسن مرحوم عطا کرکے مجھ پر بڑا احسان کیا تھا۔ مگر پھر اچانک موت کے پنجہ نے اسے جکڑ لیا۔ اور وہ آج قبر کی آغوش میں آرام فرما ہے!

اور پھر یہ دونوں برگزیدہ اور معتدر انبیاء یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ذکریا علیہ السلام بھی تو بڑھاپے میں بیٹوں کی آرزو رکھتے ہوئے بارگاہِ رب العزّت میں اس لئے دعا کرتے ہیں کہ تاکہ ہماری پاکیزہ نسل میں خونِ کا رشتہ جاری وساری رہے۔

اور قرآنِ مجید نے خون کے ایک اور مقدس رشتہ کو بہت پیارے اور دردناک انداز میں بیان فرمایا ہے۔

ایمان والو۔ ذرا غور سے سنو اور آپس کی نفرت وعداوت کی دیواریں محبت والفت کے تیشے سے توڑ کر سنو اور ایک دوسرے مسلمان بھائی کے خلاف تعصّب

marfat.com

دکینہ اور حسد و بغض کے شعلوں کو انسانیت و اخلاق کے پانی سے بجھا کر دیکھو ! کہ تمہارا خون کا رشتہ اس معیار پر پورا اتر تا ہے ۔

اور کیا ہم اس قابل ہیں کہ اپنے خون کے رشتہ کے غازہ کو اپنی اپنی پیشانیوں پر صبح کے ستارہ کی طرح روشن کر کے اہل کفر اور اہل باطل کی قوت اور طاقت کو کہہ سکیں کہ ہم ایک ہیں اور ہمارے اس اتحاد کے اسلحہ کے مقابلہ میں تمہارے بمبار طیارے ۔ تمہارے پہاڑوں جیسے ٹینک اور تمہاری آگ برسانے والی توپیں بھی میدانِ جنگ میں ناکارہ ثابت ہونگی ۔ فرعون نے اعلان کر دیا کہ

اے مصر والو ! میں تمہارا رب ہوں غربت و افلاس کی چکی میں پسنے والے عوام نے فرعون کے لعل و جواہرات کے خزانے ، سونے چاندی سے مرصع تاج اور سچے موتیوں سے جڑے ہوئے سنہری تخت کو دیکھ کر اسے رب تسلیم کر لیا ۔ اور پھر اس کے ظلم و ستم کو دیکھ کر اس کی پرستش بھی شروع کر دی ۔

جیسے آج بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے غریب و محتاج لوگ اور گھاس پھوس کی جھونپڑیوں میں بے کسی و بے بسی کی زندگی بسر کرنے والے عوام دولت مندوں کی کوٹھیاں ۔ سرمایہ داروں کے بنگلے اور امیروں کے پلازے دیکھ کر ان کی پوجا کر کے اپنی غیرت کا جنازہ خود ہی پڑھ لیتے ہیں ۔

نجومیوں نے فرعون کو تبلایا کہ اس سال مصر میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کی نبوت کی خدائی طاقت کے مقابلہ میں تیری شاہی قوت مٹ جائے گی ۔ اور پھر اسی طرح نہ تیری حکومت رہے گی اور نہ ہی تیری خدائی ۔

فرعون ۔ کڑک کر بولا !

میں رب ہوں !

بچہ پیدا ہی نہ ہونے دوں گا !

marfat.com

قدرت مسکرائی ۔

اور پھر مقابلہ شروع ہوا ۔ جھوٹے ربّ اور سچے ربّ کا !

جھوٹے نے کہا ۔

میں بچّہ پیدا ہی نہ ہونے دوں گا ۔

سچے ۔ ربّ نے فرمایا ۔

میں اس بچے کو تیری جھولی میں پالوں گا !

اور ۔ پھر فرعون نے دوسرا اعلان جاری کر دیا ۔ کہ ۔ مصر کے کسی گھر میں اگر کوئی لڑکا پیدا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے ۔ اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اسے زندہ رہنے دیا جائے ! اور اس طرح ہزاروں بچے ذبح کر دیئے گئے فرعون کے اس ظالمانہ اعلان سے مصر کے عوام میں غم و غصّہ کی لہر دوڑ گئی ۔ مگر ۔۔۔ خاموش رہے ۔ غصّہ کو پی گئے اور غم کے اندھیروں میں ڈوب گئے ۔

مگر ۔ اس ظلم کے خلاف کوئی تحریک بھی نہ چلا سکے ۔

کیونکہ ۔ اسے ربّ تسلیم کر چکے تھے !

نجومیوں نے پھر بتایا کہ ۔

مصر کے فلاں محلّہ میں اور اس نمبر کے مکان میں وہ بچّہ پیدا ہو چکا ہے ۔

تو فرعون نے ، سی ۔ آئی ۔ ڈی کا ایک درندہ صفت ٹولہ اور پولیس کا ایک وحشی دستہ اس بچّہ کی تلاش میں روانہ کر دیا ۔

پولیس کا وہ چھاپہ مار دستہ جو رشوت کے ذریعہ سؤر کا گوشت اور خنزیر کا لہو پیتے ہیں شہر کے محلّہ محلّہ ۔ اور گھر گھر چھاپے مارنے لگا ۔

آخر اس نورانی گھر اور مقدس مکان پر بھی آن پہنچا جس کی نشاندہی نجومیوں نے کرائی تھی ۔

marfat.com

حضراتِ گرامی! یاد رہے کہ اس بچہ کا اسمِ گرامی حضرت موسیٰ علیہ السلام تھا جنہوں نے تنہا فرعون کی بہت بڑی طاقت کے خلاف توحیدِ باری تعالیٰ کی تحریک چلا کر کامیابی حاصل کی تھی اور فرعون کے جادوگروں کا مقابلہ اپنے عصا مبارک کے اعجاز اور اپنی نبوّت کی روحانی قوت سے کر کے لاکھوں انسانوں کے سامنے ثابت کر دیا تھا کہ ربّ ایک ہے!

اور پھر انہیں جادوگروں کو ایک ربّ کے آگے سجدہ ریز کروا دیا تھا اور وہ اعجازِ نبوت کے مقابلہ میں اپنی سحر آفرینی اور جادوگری کی جھوٹی کرشمہ سازی کی شکست تسلیم کر کے — پکار اُٹھے تھے!

اٰمَنَّا بِرَبِّ مُوسٰی وَھَارُوْنَ — کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے ربّ پر ایمان لائے۔

اور پھر اپنے آپ کو خدا کہلوانے اور اپنی حکومت۔ بادشاہت اور اپنے تخت و تاج کو بچانے والے اور ہزاروں لڑکوں کو قتل کروانے والا فرعون دریائے نیل کی طوفانی لہروں میں ڈوب کر اور غوطے کھا کھا کر مرا۔

سپاہیوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے پوچھا۔

کون ہے؟

جواب ملا!

ہم فرعون یعنی مصری عوام کے ربّ کے سپاہی ہیں — ہمیں پتہ چلا ہے کہ اس گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے!

دروازہ کھولو!

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی ماں نے جو یہ خوفناک آواز سنی تو گھبرا گئی

marfat.com

—کیونکہ وہ بھی فرعون کا اعلان سُن چکی تھی۔

فوراً— بارگاہِ خداوندی میں جبینِ نیاز جھکادی اور عرض کی۔

اے پروردگارِ عالم— اے زندگی اور موت کے مالک اور اے رحیم وکریم اللہ— میرے بچّہ— موسیٰ کو ان درندوں سے محفوظ رکھ— ان بھیڑیوں سے بچالے اور ان وحشی قاتلوں سے پناہ دیدے!

دعا قبول ہوئی— اور ہوتی بھی کیوں نہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی جب اسی ہونہار بچّہ یعنی حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کے ذریعہ ہی سے فرعون کی جھوٹی خدائی کا طلسم اور جادوگروں کی بنائی ہوئی مصنوعی رسّیوں کو توڑ کر اپنی ربوبیّت کا ڈنکہ بجوانا تھا—

تو پھر ماں کی دُعا قبول کیوں نہ کرتا۔

آواز آئی— بزبانِ مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ

؎ در تنور انداز موسیٰ را تو زُود
مانگاہ داریم او از نار و دُود

کہ— اے میرے نبی— میرے پیغمبر اور میرے کلیم کی ماں—

اُٹھ جلدی کر اور اپنے بیٹے کو تنور کی آگ کے بھڑکتے ہوئے انگاروں میں ڈال کر ڈھکنا دے دے۔ اور گھبرا نہ جانا۔

اس لئے کہ—

آگ تو رہی ایک طرف میں تیرے اس بچّہ کو دُھواں بھی نہ لگنے دوں گا۔

چنانچہ— حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدۂ گرامی اٹھی اور بچہ کو تنور کے شعلوں میں ڈال کر اوپر ڈھکنا دے دیا۔

اور پھر دروازہ کھول دیا!—

marfat.com

سپاہی اندر داخل ہوئے اور پہلے تو قہر آلود نظروں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو دیکھا اور پھر مکان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

مکان کا کونہ کونہ دیکھا۔ بستر، بچھونے اور الماریوں میں تلاش کیا۔ مگر بچہ کا کہیں نام و نشان تک نہ ملا۔

اسلیئے۔ کہ وہ تصور بھی نہ کر سکے اور ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکی کہ کوئی بچہ تنور کے دہکتے ہوئے انگاروں میں بھی چھپ سکتا ہے۔ ماں کی ماما بھی ہوئی تنور کے ساتھ کھڑی ہو گئی کہ اگر ان کو پتہ چل بھی گیا کہ بچہ اس تنور میں چھپا ہوا ہے۔ اور وہ پکڑنے کے لیئے ادھر آئے بھی تو انہیں تنور تک نہ آنے دوں گی!

وحشی درندے یعنی فرعون کے سپاہی مکان کی پوری طرح تلاشی لے کر واپس چلے گئے تو کلیم اللہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے تنور سے ڈھکنا اٹھا دیا۔ دیکھا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انگوٹھا چوس رہے ہیں۔

ماں کے بے قرار دل کو قرار آگیا اور سجدہ شکر بجا لائی!

سپاہیوں کے چھاپہ مار دستہ نے دربار میں واپس جا کر فرعون کو بتایا کہ ہزار طرح سے تلاشی لینے کے باوجود بھی بچہ اس مکان میں سے نہیں مل سکا۔

نجومی۔ کہنے لگے۔

کہ بچہ تو تنور کی آگ کے شعلوں میں چھپا ہوا تھا۔

پاگل فرعون کو پھر بھی سمجھ نہ آسکی کہ جو بچہ آگ کے انگاروں میں صحیح سلامت رہا ضرور اس کا نگہبان اللہ ہے۔

سیّد افتخار المحسن ۔ کہتا ہے کہ لعنت ہے فرعون کے رَبّ کہلوانے پر کہ نجومی کہتے ہیں کہ بچہ ہے۔ اور سپاہیوں کو ملتا نہیں اور رَبّ کو

marfat.com

پتہ نہیں!

چنانچہ — اُدھر فرعون نے نجومیوں کے بتانے پر سپاہیوں کا ایک دوسرا چاک و چوبند دستہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں روانہ کیا اور ادھر

— وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ۔ (سورۃ القصص پارہ نمبر۲۰ آیت ۷)

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو وحی الٰہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ اپنے لختِ جگر موسیٰ کو دودھ پلا کے — پس اگر تجھے یہ خوف ہے کہ میرا بچہ پھر نہ پکڑا جائے تو اسے صندوق میں بند کر کے دریائے نیل کی طوفانی موجوں کے حوالے کر دے!

ولا تخافی ولا تحزنی — اور کوئی حزن و ملال اور کوئی غم و خوف نہ کرنا۔ کیونکہ جس رب نے تیرے لختِ جگر علیہ السلام کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے بچائے رکھا وہ رب تیرے اس فرزند کو دریائے نیل کی خوفناک موجوں سے بھی محفوظ رکھے گا'

اور پھر ہم اپنے خاص لطف و کرم سے تیرے بیٹے کو تیرے پاس واپس لے آئیں گے!

حضراتِ محترم! ایسی حوصلہ افزا آواز اور ایسی دلنواز ندا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنی ضروری تھی —

اسلئے کہ جس خدائے پاک نے اولیاءِ کرام کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے اعلان فرما دیا ہے کہ ان مقدس جماعت کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حزن! تو پھر اپنے عظیم القدر نبی اور لاڈلے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی کو کیوں نہ یہ فرما کر تسلی دیتا — کہ

marfat.com

نہ خوف کھا اور نہ حزن کر !

خداوندِ دو جہاں کے اس تسلّی اور قرار بخش فرمان سن کر کلیم اللہ علیہ السلام کی ماں ایک بڑھئی کے پاس گئی — اور فرمایا۔

بیٹا — ایک چھوٹا سا صندوق تو تیار کر دے !

بڑھئی نے پوچھا —

بی امّاں — کیوں ؟ کیا کرے گی صندوق کو ؟ اور کس لیئے ؟

مَا تَصْنَعِیْنَ بِہٖ — تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۲۶

کیا کرے گی تابوت کو ؟

جواب دیا — اِبْنٌ لِیْ اَخْشٰی عَلَیْہِ کَیْدَ فِرْعَوْنَ — کہ میرا ایک بچہ ہے اسے صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں پھینکنا چاہتی ہوں تاکہ وہ فرعون کے مکر و فریب سے محفوظ ہو جائے اور اس کے ظلم و ستم کی تلوار سے قتل ہونے سے بچ جائے۔

" وَمَا عَرَفَتْ اَنَّہٗ اَفْشٰی ذَالِكَ الْخَبَرَ "۔

کلیم اللہ علیہ السلام کی والدہ عالیہ نے نجّار سے صندوق تو خرید لیا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس طرح سے یہ راز فاش ہو جائے گا اور یہ خبر عام پھیل جائے گی ! وہ نجّار طمع و لالچ کے جال میں پھنسا ہوا ایک بازاری انسان صندوق فروخت کر کے فوراً فرعون کے دربار میں پہنچا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر دے کہ فرعون سے انعام حاصل کر سکے ! کیونکہ — فرعون نے ایسا اعلان کر رکھا تھا !

فَلَمَّا جَاءَ لَھُمْ اَمْسَكَ اللّٰہُ لِسَانَہٗ — کہ جب وہ نجّار فرعون اور اس کے شرابی کبابی درباریوں کے پاس پہنچا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے لگا —

marfat.com

تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان بند کر دی۔

وَجَعَلَ یُشِیرُ بِیَدِہٖ ـــ اور وہ نجار ہاتھوں کے اشاروں سے بتانے کی کوشش کرتا تھا

جس کی نہ فرعون کو سمجھ آسکی اور نہ ہی اس کے عیاش درباریوں کو ـــ

فَضَرَبُوہُ ـــ انہوں نے اس نجار کو بری طرح سے مارا پیٹا۔

فَلَمَّا عَادَ اِلٰی مَوْضِعِہٖ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ نُطْقَہٗ ـــ پھر جب وہ نجار اپنی جگہ پر واپس آیا تو اللہ کریم نے اس کی زبان پھر کھول دی۔

اور پھر جب وہ دوسری بار خدائی راز کھولنے کے لیئے چلا گیا تو زبان پر پھر مہر لگ گئی۔

اور انہوں نے پھر اسے پیٹا ـــ اور وہ پھر جب اپنی قیام گاہ پر آیا تو اس کی زبان پھر بولنے لگی۔ حرص و ہوا اور طمع ولالچ نے اس نجار کو اتنا گمراہ اور اندھا کر دیا ہوا تھا کہ وہ پھر تیسری دفعہ انعام پانے کی غرض سے فرعون اور اس کے واہیات حواریوں کے پاس جا پہنچا ـــ

خدا کی قدرت کی کرشمہ سازی کہ زبان پھر ساکت ہوگئی ـــ اور تیسری بار بھی مار کھا کے واپس لوٹا تو زبان چل پڑی ـــ

نجار حیران تھا۔ کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ ـــ جنہوں رب رکھے اوہنوں کون مارے۔

نجار کو سمجھ آگئی اور حقیقتِ حال سے آگاہی حاصل ہوگئی کہ یہ ایک خدائی راز ہے جسے میں فاش کرنا چاہتا ہوں۔

اور وہ نہیں ہوگا ـــ

اور جب وہ تیسری بار وہاں گیا تو ـــ

marfat.com

آخَذَ اللّٰہُ بَصَرَہٗ ــــ اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کے ساتھ اس کی آنکھوں کی بصارت بھی چھین لی شاید اس لئے کہ اسے فرعون کے دربار کا راستہ ہی دکھائی نہ دے۔

نجار نے سچے دل سے توبہ کی اور معافی طلب کرتے ہوئے یہ عہد کیا کہ اب اگر میری زبان کھل جائے اور آنکھوں کی بینائی واپس آجائے تو میں اللہ تعالیٰ کے اس راز کو افشا کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔

اور پھر اللہ کریم نے اس بڑھئی کے صدق اور وفا کو دیکھا تو ـــ رَدَّ اللّٰہُ بَصَرَہٗ وَلِسَانَہٗ ـــ

پارہ ۲۰ ۔ سورۃ القصص ۔ آیت ۱۱ ـــ وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہِ[1] ـــ

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کی بہن سے کہا جس کا نام مریم تھا اور جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ "خون کا رشتہ" میں منسلک تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی حقیقی بہن تھی۔

کہ ۔ جس صندوق میں تیرا بھائی دریائے نیل کی طوفانی لہروں میں تیرتا ہوا جا رہا ہے تو بھی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔

اور اس انداز سے ساتھ ساتھ اور کنارے کنارے جانا کہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ تو کون ہے۔

فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ !

پس ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم ایک اجنبیہ لڑکی کی طرح اپنے بھائی کو دیکھتی چلی جا رہی تھی ـــ

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۴۲۶ ۔ کنز الایمان

marrat.com

تابوت ۔ بھائی کا موجوں میں چھپ جاتا تو بہن کا دل ڈوب جاتا تھا اور جب لہروں کے اُوپر نمودار ہو جاتا تھا تو بہن کا دل خوشی و مسرت سے اچھل پڑتا تھا ۔ کیوں ۔

خُون کا رِشتہ اپنا رنگ دکھلا رہا تھا ۔ نیل کی موجوں میں صندُق بہتا ہوا جا رہا تھا اور دریا کے کنارے کنارے خُون کا رِشتہ اپنی پُوری آب و تاب اور اپنی پوری رنگینیوں کے ساتھ دوڑتا جا رہا تھا ۔

لختِ جگر کو دریا کے طوفان کے حوالے کر کے ماں گھبرا گئی اور دل پکڑ کر بیٹھ گئی اور عرض کی ۔

یا اللہ ۔ پُتّر تیرے حوالے

جواب آیا ۔ فکر نہ کر

پُتّر تیرا ہے اور پیغمبر میرا ۔

وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔

چنانچہ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا کے پانی کے تیز بہاؤ میں کبھی پانی کی سطح پہ تیرتے اور کبھی موجوں میں ڈوبتے فرعون کے شاہی محل میں جا پہنچے ۔

فرعون کی جھولی میں آئے ۔ حضرت آسیہ نے بچایا ۔

آواز آئی جبریل ۔

دیکھو ۔ میں نے سچ کہا تھا نہ کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے شاہی محل میں کراؤں گا ۔

مصر کی تمام دائیاں بلائی گئیں ۔ مگر موسیٰ نے کسی کے دُودھ کو مُنہ میں نہیں ڈالا ۔ آسیہ حیران تھی اور درباری پریشان تھے کہ کہیں یہ بچہ پیاس سے بلک بلک کر مر نہ جائے ۔

marfat.com

کون سی دائی لائی جائے کہ جس کا دُودھ یہ بچّہ پی لے۔

کسی غیر کا دُودھ کیوں پیتے ۔۔۔ وہ نبی تھے اور نبی پیدا ہوتے ہی دو عالم کی خبر رکھتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی پہچان گئے کہ یہ دُودھ میری ماں کا نہیں ہے! ۔۔۔ فرعون کے محل والے سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کیا جائے۔

کہ ان کی بہن مریم چھپتی چھپاتی ۔۔۔ بے چین دل کے ساتھ شاہی محل کا راستہ تلاش کرتی کرتی ایک کونہ سے ظاہر ہوئی ۔۔۔ اور اس طرح بہن بھائیوں کے "خُون کا رِشتہ" دریائے نیل کے طوفانوں کے ساتھ ساتھ اُچھلتا ۔۔۔ کُودتا اور جوش دکھاتا ہوا فرعون کے شاہی محل تک جا پہنچا۔

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔۔۔

فرعون ۔۔۔ آسیہ اور درباری نہ پہچان سکے کہ یہ اچانک محل میں داخل ہونے والی جوان لڑکی کون ہے جس کے دل کی دھڑکن کسی خوف کی وجہ سے تیز ہوتی جا رہی ہے۔

اور جس کے سانس کا توازن کسی ڈر کے مارے پھُولتا جا رہا ہے اور جس کی نبض کسی چیز کو حاصل کرنے کے لیئے بے قرار ہے۔

بہن مریم نے جب دیکھا کہ بھائی موسیٰ کسی دائی کا دُودھ نہیں پیتا تو پکار اٹھی ۔۔۔

کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی دائی کا پتہ نہ بتاؤں کہ جس کا دُودھ یہ بچّہ پی لے گا ۔۔۔ مجھے امید ہے!

آسیہ نے کہا ۔۔۔ جلدی بتا!

اور تو اپنا پتہ بھی بتلا کہ تو کون ہے؟

marfat.com

بہن ــــ ماں کے پاس دوڑتی ہوئی آئی اور کہا ــــ امّاں اُٹھ اور جلدی چل ــــ بھائی کسی دائی کا دُودھ نہیں پیتا ــــ!

کہیں پیاس سے ہلاک نہ ہو جائے!

حضراتِ قارئینِ کرام!

جانتے ہو یہ سب کچھ کیوں ہوا ــــ اور قرآن مجید نے اس واقعہ کو ایمان افروز نکات سے کیوں بھرپور فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن دریائے نیل کے کنارے کنارے کیوں دوڑتی رہی تھی ــــ

اور وہ لوگوں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے ماں جائے بھائی کے صندوق کے ساتھ ساتھ تابوت پہ نظریں جمائے فرعون کے شاہی محل میں کیوں پہنچی؟

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن ــــ مصنّف "ماہِ کنعان" کہتا ہے کہ صرف اس لیئے کہ دریائے نیل کی طوفانی موجوں کے ساتھ ساتھ خُون کا رشتہ بھی موجزن تھا ــــ

حضرت یوسف علیہ السلام کے خون کے رشتہ ہی نے جوش مارا تھا کہ چھوٹے بھائی حضرت بنیامین کو اپنے پاس بُلا لیا۔ باپ کو نہیں۔

اور پھر امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے بھی اپنے خُون کے مقدّس رشتہ کو دنیا میں اُجاگر کرنے کی خاطر اور مسلمانوں میں اس کی رنگینی کو نمایاں کرنے کی غرض سے اور آپس میں اتحاد و اتفاق کی سعادت سے روشناس کرانے کے لیئے اور یک جہتی و یگانگت اور محبّت و اخوت کی برکات سے سرفراز فرمانے کی چاہت سے ــــ

کبھی فرمایا ــــ اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ[1]!

---

[1] ترمذی ۔ مشکوٰت ۔ بخاری و مسلم

maktabah.org

اور کبھی ارشاد ہوتا ہے ۔۔۔ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ ۔۔۔ اور کبھی زبانِ حق ترجمان سے حقیقت پر مبنی یہ گوہر افشانی ہوتی ہے ۔ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ ۔۔۔ اور کبھی فرمایا جاتا ہے ۔

فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ ۔۔۔

کہ عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں ۔۔۔ اور علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں ۔۔۔ اور حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ۔۔۔ اور فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے ۔

قارئینِ کرام ۔۔۔ اس سے بڑھ کے خون کے رشتہ کی عظمت و توقیر اور قدر و منزلت اور کیا ہو گی کہ خود محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس رشتہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیئے اپنی قرابت اپنے خون پاک کی وساطت سے اپنی امت کے ہر فرد کو اخوت و محبت کا غیر فانی درس اور حقیقت افروز پیام دیا ۔

حضرات ! یاد رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے خون کے رشتہ کی پہچان کروانے کے لیئے باپ کی بجائے چھوٹے بھائی کو پہلے بلوا کر اور اپنے بھائیوں کی معرفت اس خطۂ زمین پر بسنے والے انسانوں کو اور خصوصاً خون کے رشتہ میں ڈوبے ہوئے حقیقی بھائیوں میں اتحاد و اتفاق کے آفتاب کی روشنی پھیلانے اور آپس میں محبت و الفت کے ماہتاب کی چاندنی کی کرنوں سے عداوت و نفرت کے اندھیروں کو مٹانے کی خاطر حضرت یوسف علیہ السلام نے بتا دیا کہ :-

ماں جایا بھائی خدا تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہوتی ہے اور پیار کرنا ایک عبادت ہے !

marfat.com

اختتام

حضراتِ گرامی! مجھ میں اتنی قابلیت کہاں تھی کہ قرآن حکیم کے ایک لفظ کا بھی صحیح ترجمہ و معنیٰ بیان کرتا، چہ جائیکہ سوہنے قصہ یعنی سورۃ حضرت یوسفؑ کی تفسیر لکھتا۔

اس لئے کہ علم و تحقیق کی کمی۔ عقل و فراست کی نارسائی اور دل و دماغ پر چھائے ہوئے پراگندہ گرد و غبار کے سائے مسلّط تھے جنہیں دور ہٹانا میرے بس کی بات نہ تھی۔

اور پھر — نہ ہی مجھے تفسیر لکھنے کا سلیقہ اور نہ قرآن مجید کے اسلوب بیان کو کتابی شکل میں لانے کا طریقہ!

اور پھر موضوع اتنا نازک اور پاکیزہ کہ عرش کے فرشتے بھی بیان کرنے سے پہلے کوثر و تسنیم کے پانی سے وضو کریں۔

کیونکہ — قرآن مجید کے الفاظ و معانی کی خوبصورت ترتیب دینے کا موضوع تھا اور اللہ تعالیٰ کے ایک پیارے نبی — برگزیدہ پیغمبر اور لاڈلے رسول کا صرف تذکرہ ہی نہیں تھا بلکہ ان کی بے گناہی کا حسین خاکہ بھی۔

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی درد بھری زندگی کا المناک سفرنامہ بھی تھا جو باپ کی محبت — بھائی کی الفت اور بہن کے پیار سے شروع ہو کر بھائیوں کے حسد کی بیماری تک ہوتا ہوا کنعان کے اندھیرے کنوئیں کو روشن کرنے،

marfat.com

تک اور پھر بیس کھوٹے سکوں کے عوض بیع و شرا تک آتا ہے اور پھر وہاں سے کئی خوفناک راستوں سے ہوتا ہوا ـــ کئی خطرناک صحراؤں کو چیرتا ہوا اور کئی مصائب کے طوفانوں سے حوصلہ و پامردی سے ٹکراتا ہوا **مصر کے شاہی تخت و تاج** کی زینت بنتا ہے ۔ اور پھر اس **معصوم زندگی** کے ساتھ ساتھ ان کے سفر کی برابر کی شریک بی بی زلیخا کے پاک وصاف عشق کی داستان خوش اسلوبی سے لکھنے کے لیئے اچھا انداز بھی چاہیئے تھا اور یہی نہیں بلکہ زلیخا کی عصمت کے موتیوں کی حفاظت کرنا بھی ضروری تھا اور تفاسیر کی روشنی میں اس کی بھی پاکدامنی کو احاطہ ، تحریر میں لانا بھی میرے ذمّہ تھا ۔ اور مضبوط دلائل سے ثابت کرنا بھی ایک اہم مرحلہ تھا کہ بی بی حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہو کر کسی معصیت اور فحش کاری کی مرتکب نہیں ہوئی تھی ۔

حضراتِ محترم ! ـــ میں اس قابل کہاں تھا کہ ان تمام واقعات وحادثات کو قلم بند کرتا مگر جونہی میں نے مصمّم ارادہ کے ساتھ اپنے ذوق کے پیشِ نظر قلم اٹھایا تو دل و دماغ پہ چھائے ہوئے لغزشوں کے گرد و غبار اور خامیوں کے تصوّرات کو تہجّد کے وضو کے پانی کے قطروں نے مٹا کر میرے حُسنِ ذوق میں طہارت ونفاست کی دولت پیدا کر دی ۔

اور پھر جب میں نے قلم کو جُنبش دی تو ذہن کھلتا گیا ـــ دماغ روشن ہوتا گیا اور الفاظ و معانی کا ذخیرہ میرے دل و دماغ میں جمع ہوتا گیا ـــ اور قلم میں روانی آتی گئی ۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے **"مُرشدِ لاثانی"** سرکار علی پُور سیّداں شریف کے ظاہر و باطن فیوض و برکات کا فیض ہے اور میری **ماں** کی دُعاؤں کی خیرات ہے !

marfat.com

ذہن میں کتاب ماہِ کنعان کا ابتدائی خاکہ تیار کرنے اور مضامین کا نقشہ لانے کے بعد میں کتاب کا نام پوچھنے دنیائے سُنیت کے عظیم مفکر۔ ممتاز مُصنّف، بلندپایہ مترجم اور صاحبِ قلب ونظر شاعر جناب صائم صاحب چشتی کے پاس گیا اور نام پُوچھا۔

اس لیئے کہ مجھ سے پہلے اس موضوع پر خطیبِ اہلِ سُنّت اور صاحبِ کمال مدرس جناب مولانا قاری محمد دین صاحب نے "تاجدارِ مصر" کے نام سے ایک کتاب شائع کر چکے تھے جو مقبول عام ہو چکی ہے۔

اس لئے کہ قاری صاحب نے خوبصورت انداز میں اس میں اپنی خطابت کے گوہر بھی سمیٹ دیئے ہوئے ہیں۔

تو محترم صائم صاحب نے میری کتاب کا نام ماہِ کنعان تجویز کیا۔ یعنی "کنعان کا چاند" —

اور یہ نام مضمون کے اعتبار سے ہے بھی موزوں اس لیئے کہ ماہِ کنعان کی ہر کرن میں صاف ستھرے پیار کی روشنی اور ہر شعاع میں محبت کی چمک دکھائی دیتی ہے۔

اور جس کے اردگرد پھیلے ہوئے سنہری ہالہ میں یوسف وزلیخا کا —— احسن القصص چھپا ہوا تھا۔

قرآنِ حکیم نے اس حجاب سے پردہ اٹھا کر سورۃ یوسف کے نام سے زینت بخش دی ہے!

برادرانِ اسلام — اس کتاب کو نوکِ قلم پر لانے کے کیلئے، جو سب سے بڑی رکاوٹ تھی وہ مستند تفسیروں کی نایابی تھی۔

لیکن میں جامعہ نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد کے مہتمم جناب

marfat.com

مولانا حافظ محمد صدیق صاحب کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ جنہوں نے میرے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہوئے بڑی خندہ پیشانی۔ فراخ دلی اور وسعتِ قلبی سے تفسیروں کا خزانہ میرے حوالے کر دیا۔

حافظ صاحب ــ ویسے بھی مہمان نواز اور قدر دان اور خوش اخلاق ہونے میں مشہور ہیں۔

قارئینِ کرام! ــ پچھلے سال مورخہ ۸؍ ۱۹۸۷ء کو میں نے اس سفر کا آغاز کیا تھا۔ اگرچہ راستہ دشوار بھی تھا اور منزل کٹھن بھی تھی لیکن بیماری۔ کمزوری نقاہت اور شہزادہ خرم کی یاد میں اداسی کی غمگین راتوں میں بھی قدم بڑھتے ہی گئے۔

اور پھر مجھے منزل تک پہنچنے کے لیے کئی کئی راتیں جاگنا بھی پڑا اور ہر صبح کو یہی دھن اور ہر شام کو یہی تمنا ــ ہر دن کو یہی آرزو اور ہر رات کو یہی اُمنگ کہ ماہِ کنعان کی روشنی میں مَیں نے جس منزل کی طرف قدم اٹھایا ہے وہ حاصل ہو جائے!

قرآنِ مجید کے الفاظ کے مطالب و معانی کی ترتیب۔ احادیثِ مبارکہ کی تحقیق اور مستند کتابوں سے حوالوں کو تلاش کرنا ایک بہت بڑا مرحلہ تھا اور اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے کئی کئی دن گزر جاتے اور کئی کئی راتیں بیداری میں بسر ہو جاتیں۔

مثلاً ــ یہ حوالہ تلاش کرتے کرتے پورے بیس دن گزر گئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وہ قمیض مبارک جو بی بی زلیخا کے دستِ شوق نے پھاڑی تھی وہ کون سی تھی۔

ایسی صورتِ حال میں کئی بار میرا جی گھبرایا بھی اور کئی دفعہ دل اداس بھی ہوا

marfat.com

— اور کئی بار مایوسی کی دیواریں بھی کھڑی ہوئیں اور کئی بار منزل کو دور سمجھ کر کتاب لکھنے کا ارادہ بھی ترک کرنا پڑا مگر وفادار شریکِ حیات بیوی نے ایسے پریشان کن حالات کو سنوارنے ایسے پراگندہ خیالات کو سنبھالنے اور ایسے مایوس کُن حالات کو بہتر بنانے میں میرا پُورا پُورا ساتھ دیا اور میرے ساتھ شریکِ حیات ہونے کے ناطے سے منزل تک لے جانے میں بھی برابر کی شریک رہی!

رات کو — کبھی چائے کی پیالی اور کبھی دودھ کا کٹورا — کبھی ٹھنڈے پانی کا گلاس اور کبھی "حافظ شفاخانہ" کا تیار کردہ لذید۔ اصلی اور صحت کے لیئے مفید بادام کے شربت کا پیالہ! ساری ساری رات جاگتی! صحت کے لیئے دعائیں اور زندگی کی خیرات طلب کرنے کی غرض سے بارگاہِ رب العزت میں التجائیں اور کبھی پیر خانہ علی پُور سیداں شریف کی حاضری۔

اور میری تندرستی کے لیئے قبلۂ عالم سے فریاد —

حضرات گرامی قدر — یاد رہے کہ ماہِ کنعان یعنی یوسف علیہ السلام کے سوہنے قصہ کی تفسیر لکھنا میرے بس کی بات نہ تھی۔

اس لیئے کہ نہ ہی میں شیخ القرآن ہوں اور نہ ہی میں کسی دینی درسگاہ کا شیخ الحدیث و شیخ التفسیر ہوں۔

پھر قرآن مجید کے اس احسن القصص کو نوکِ قلم پہ لانا۔

کہاں تھی مجھ پہ اتنی علمی قابلیت۔

مگر پھر بھی تین نسبتوں کے لحاظ سے صاجزادہ سید افتخار الحسن خطابت کے میدان میں ملک میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

پہلی یہ — کہ میں ایک بہت بڑے عالم دین اور مناظر اسلام کا بیٹا ہوں۔

marfat.com

دوسری یہ — کہ میں ایک بہت بڑے محدث اور صدر الافاضل حضرت علامہ پیر سید نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا شاگرد ہوں۔

اور تیسری یہ — کہ میں ایک بہت بڑے ولی کامل — پیر طریقت — شہباز لامکانی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ سرکارِ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کا مرید اور خلیفہ مجاز ہوں۔

اس لئے اگر میں نے کچھ بھی پڑھا ہوتا تو پھر بھی ان تین نسبتوں کے باعث میں افتخار ملت اور شہنشاہ خطابت ہوتا۔

اور آج بھی حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد اسمٰعیل سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کا لطف و کرم مجھ پر سایہ فگن ہے۔

جو فیوض و برکات میں اپنے آباء و اجداد کے صحیح وارث اور صورت و سیرت میں اپنے والدِ گرامی کی زندہ تصویر — اخلاق و کردار میں اور مہمان نوازی — لنگر کی تقسیم اور گفتار و رفتار میں صحیح معنوں میں نقشِ لاثانی ہیں۔

احبابِ کرام — سفر طویل بھی تھا اور دشوار بھی مگر اپنی تین نسبتوں کی بدولت "ماہِ کنعان" کی چاندنی سے راستہ میں آنے والے ہر اندھیرے کو مٹاتا ہوا اس سفر پہ گامزن رہا۔

یعنی — باپ — استاد اور مرشدِ پاک کی ظاہری و باطنی توجہات کے ساتھ ساتھ میری عالمہ و فاضلہ اور تہجد گزار ماں کی دعاؤں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضور قبلۂ عالم صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اس فرزند ارجمند — لختِ جگر اور نورِ نظر صاحبزادہ کو سن ۱۳۹۶ ہجری میں حج بیت اللہ

marfat.com

شریف کے دوران مسجد نبوی کی جنت کی کیاری میں بیٹھ کر اپنے دست حق پرست پر بیعت فرما کر ولایت کے آب حیات سے ان کے سینہ کو لبریز کر دیا۔

چنانچہ — اس ناقابلِ انکار حقیقت کو بیان کرتے ہوئے جناب پروفیسر محمد حسین صاحب آسی یوں لکھتے ہیں

کتاب انوارِ لاثانی صفحہ ۴۱۸

کہ حضور قبلۂ عالم نے اس خوشی میں اپنے ہمراہیوں میں شہر حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مٹھائی تقسیم کی۔

یوں تو انہیں ایک فرزندِ صالح کی طرح آغاز ہی سے حضور قبلۂ عالم سے والہانہ عقیدت تھی مگر بیعت کے بعد گویا فنافی الشیخ ہو گئے مدینہ منورہ سے دلی لگاؤ ہے بلکہ عشق ہے۔

اپنے برادرِ گرامی یعنی صاحبزادہ پیر سید عابد حسین شاہ صاحب سے از حد ادب و تعظیم سے پیش آتے ہیں۔

حیران ہوں — کہ صاحبزادہ محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کی اتنی تعریف و توصیف لکھنے کے بعد آج وہی آسی صاحب اور صوفی محمد علی صاحب اس آستانہ عالیہ کے تقدس کو مجروح کرنے اور ان دونوں شہزادوں کے درمیان عداوت کی دیوار کھڑی کرنے میں پیش پیش کیوں ہیں۔

"دیکھتے ہی دیکھتے کیسے بدل جاتے ہیں لوگ"

اور پھر میرے لیئے یہ سعادت بھی کم نہیں ہے کہ میں نے اچھرہ لاہور میں — جامعہ رضویہ فیصل آباد کے موجودہ شیخ الحدیث اور شارح بخاری شریف حضرت علامہ غلام رسول صاحب رضوی سے مندرجہ ذیل

marfat.com

کتابیں پڑھیں — ملّا جلال — ملّا حسن — میر زاہد — مطول۔ مقاماتِ حریری اور مشکوٰۃ شریف۔

پھر مجھے عوام افتخارِ ملّت۔ شہبازِ خطابت اور سرمایۂ اہلِ سنت کیوں نہ کہیں۔

درویشِ لاہوری علامہ اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے کہ :۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

پھر بھی اس طویل سفر میں جو سب سے بڑی رکاوٹیں تھیں اور اس راستہ میں جو دیواریں حائل ہوئیں وہ جوان اور خوبصورت **شہزادہ انوار الحسن** مرحوم کی اچانک موت اور چھوٹے بھائی **سیّد مختار احمد** مرحوم کی وفات۔

شہزادہ پہ موت بجلی بن کر گری اور بھائی نے فیصل آباد کے سول ہسپتال میں میری جھولی میں دم توڑا۔

ہسپتال کے کئی قابل اور ماہر ڈاکٹر بھی ان دونوں پہ آنے والے موت کے فرشتہ کو نہ روک سکے۔

کتاب لکھتے لکھتے جب ان دونوں کی موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا تو قلم رک جاتا تھا اور کاپی پہ آنسوؤں کے قطرے گرنے لگ جاتے تھے۔

بھائی مختار مرحوم اگرچہ ہم سے چھوٹا تھا مگر ذوق میں بڑا — تاریخ عالم کا حافظ معلوماتِ عامہ کا خزانہ۔

ہر گھڑی زندہ دلی کا مظاہرہ اور ہر وقت خوش مزاجی کی لہر —

اپنی دھن میں مست — صابر و شاکر ہر حال میں۔

marfat.com

سورج و چاند کی منزلوں سے لے کر ستاروں کی گردش تک جاننے والا بھائی —— آسمان کے برجوں اور کہکشاؤں کی تعداد کا علم رکھنے والا بھائی۔

موضوع سیاسی ہو یا مذہبی —— بحث تاریخی ہو یا ادبی اور گفتگو معاشی ہو یا اقتصادی اور روئے سخن کسی شاعر کی شاعری پہ ہو یا اس کے اشعار پر ان پہ پوری دسترس رکھنے والا اور حقیقت افروز تبصرہ کرنے والا حقیقت شناس بھائی ——

اور سب سے بڑی بات یہ کہ محلّہ منصور آباد کی پانچ چھ گلیوں میں سے گزر کر جامع مسجد قادریہ میں پانچ وقت کی نماز پڑھنے والا بھائی۔

ساری زندگی ریلوے کی ملازمت کرتا رہا لیکن ایک دن کے لیے بھی ریلوے کی سرکاری وردی نہیں پہنی۔

کیوں کہ —— اس میں پتلون ہوتی ہے۔

زندہ دل —— خوش مزاج صاحبِ ذوق اور حسنِ اخلاق کی دولت اور انسانیت کا خزانہ اور شرافت کا سرمایہ اپنے دامن میں رکھنے والا اور اپنی خوبصورت اور بھرپور جوانی کو پھولوں کی طرح سے پاک و صاف رکھنے والا اور اپنی نگاہوں کو پاکیزہ اور فحاشی کی آلودگیوں سے دور رکھنے والا فرشتہ سیرت بھائی ——

"خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"

افسوس کہ —— وہ بھی شہزادہ مرحوم کی طرح سے قبر کی آغوش میں جا لیٹا۔

—— "گویا کہ میرا ایک بازو کٹ گیا"

کسی نے سچ کہا ہے کہ :-

"بھائیاں باہجھ نہ جوڑیاں تے پتراں باہجھ نہ ناں"

حضراتِ گرامی ! —— خون کے مقدس رشتہ کی بندھن میں ہم چار بھائی

marfat.com

تسبیح کے دانوں کی طرح پروئے ہوئے تھے جن کے امام ہمارے بڑے بھائی حضرت صاحبزادہ پیر سید محمود الحسن شاہ صاحب ہیں۔

جن کا مختصر سا تعارف کچھ اس طرح ہے کہ تقسیم ہند سے قبل پورے ہندوستان میں ان کی خطابت و وجاہت کا طوطی بولتا تھا۔

شاہانہ زندگی۔ شاہی لباس ـــ نوابی ٹھاٹھ، آتش بیان خطیب۔ خوش الحان واعظ اور حقیقت شناس مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ قائد اعظم کے ساتھی ـــ لیاقت علی کے دستِ راست نواب ممدوٹ کے ہم نشین مولانا ظفر علی خاں کے دوست ـــ اقبال کے بیلی، اس کے الہامی کلام کے مفسر اور تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد اور مسلم لیگ کی مجلسِ عاملہ کے مخلص کارکن ـــ اور ہزاروں مریدوں کے مرشد، مگر زمانہ کے تغیرات کی یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ہماری ضیاء حکومت اور نواز شریف کی وزارت نے جب تحریک پاکستان کے غازیوں کو تمغے دینے کا اعلان کیا تو ایسے لوگوں کو نوازا گیا کہ جن میں ایسے لوگوں کے نام کے نام بھی شامل کئے گئے جو تحریک پاکستان کے زمانہ میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

اور ـــ آج کل حضرت صاحب دنیا کی بے ثباتی اور قوم کی بے وفائی سے دل برداشتہ ہو کر عبداللہ پور فیصل آباد میں گوشہ نشین اور تنہائی پسند ہو گئے ہیں۔

اور، اب جوں جوں قلندری غالب آتی جا رہی ہے اور فقر و درویشی کا روپ نکھرتا جا رہا ہے جاہ و جلال بڑھتا جا رہا ہے کہ کسی کو دم مارنے اور دروازہ کھٹکھٹانے کی بھی جرأت نہیں ہے۔

اور ـــ سب سے بڑی بات یہ کہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انہوں نے ہمارے سروں پہ دستِ شفقت رکھا اور پھر آج تک

marfat.com

ان کے دستِ شفقت کا سایہ ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے۔

ان سے چھوٹے بھائی سید محمد یعقوب شاہ صاحب ہیں جن کا تعارف میں کتاب کے انتساب میں کر چکا ہوں۔

اور — ان سے چھوٹا میں ہوں — یعنی صاحبزادہ سید افتخار الحسن خطیب جامع الفردوس، منصور آباد، فیصل آباد

اپنے والدِ گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے علمی خزانہ کا وارث، وسیع دستر خوان کا محافظ اور تسبیح و مصلّے کا مالک۔

حضراتِ گرامی! — یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے والدِ گرامی حضرت مولانا سید محمد مسعود رحمتہ اللہ علیہ الہڑوی اپنے زمانہ کے ایک ممتاز عالمِ دین۔ عظیم محدّث۔ اور بلند پایہ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ مناظرِ اسلام بھی تھے اور انہوں نے اپنی زندگی میں تقریباً ساٹھ مناظرے کئے جن میں عیسائی۔ مرزائی۔ اہلِ حدیث اور آریہ شامل تھے۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری عبد الحق امرتسری، مرزائیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتہ جالندھری شیعہ فرقہ کے مجتہد مرزا احمد علی ناروال کے — اہلِ حدیث کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور آریہ کی طرف سے پنڈت رام داس انبالوی بہ مقابل آیا کرتے تھے۔

مگر — مناظرہ کے ہر میدان میں والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو فتح و کامیابی حاصل ہوتی اور انہیں مناظروں کے سبب اندازاً بارہ ہزار غیر مسلم حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

آخری مناظرہ ضلع جالندھر کی تحصیل پھگواڑہ میں آریہ مذہب کے پرچار اور بہت بڑے تجربہ کار مبلغ پنڈت رام داس سے ہوا لیکن اللہ کریم کے

marfat.com

فضل و کرم اور مرشدِ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ آستانۂ عالیہ علی پور سیداں شریف کے فیوض و برکات کے صدقہ مخالف دوسری تقریر نہ کر سکا۔ اور اسلام کی صداقت و حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے وہ بھی کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر اسلام و توحید کی روشنی میں داخل ہو گیا۔

اور پھر والد صاحب رحمتہ اللہ نے اس کا نام **بابا خلیل داس** رکھا اور پھر پورے ہندوستان میں اس کا تعارف اور دورہ کروایا۔

وہ ہمارے گاؤں **الہڑ** میں بھی سالانہ جلسہ میں تشریف لائے اور میرے ایک بھائی کا نام انہوں نے ہی **محمد خلیل** رکھا۔

اور یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے پہلے **قادیان** میں جا کر ختم نبوت کے مقدس موضوع پر تقریریں کیں اور **مرزا محمود** کو مباہلہ کی دعوت دی۔

احباب کرام — یہ میرے باپ کے مقدس خون ہی کا اثر ہے کہ جب سے میں نے خطابت کے میدان میں قدم رکھا ہے **مرزائیت و قادیانیت** اور مرزا غلام احمد کی انگریزی اور جھوٹی نبوت کے خلاف میرے اندر عداوت کی آگ کے بھانبڑ بلدے رہندے نیں!

اور جب بھی کوئی اس کفر و باطل کا نام لیتا ہے تو میرا خاندانی خون کھولنے لگ جاتا ہے۔

اور حضرات — سب سے بڑی بات کہ والد صاحب **غوث زماں۔ قطب دوراں، شہباز لامکاں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پور سیداں شریف** کے خلیفۂ مجاز بھی تھے۔

اور ان کے چشمۂ فیض و ولائیت سے فیض یافتہ بھی تھے۔

marfat.com

اور اب اسی خاندانی وراثت کو قائم و دائم رکھنے کے لیے عرصۂ چالیس سال سے مرزائیت و قادیانیت کے منحوس لباس کو تار تار کرتا چلا آرہا ہوں اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کے کفر کے قلعہ کی دیواروں پر ضربِ کاری لگاتا چلا آرہا ہوں۔

۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں ایک سال کی قید ہوئی۔

اور پھر فیصل آباد کی جیل کی چار دیواری اور بوسیدہ سی کوٹھڑی سے نکل کر اور غلیظ اور بدبودار پھٹے پرانے اور مچھروں سے بھرے ہوئے کمبلوں سے نجات حاصل کر کے میانوالی جیل کی پھانسی کی تنگ و تاریک چکی میں بند کر دیا گیا۔

اور آج تک کبھی چنیوٹ میں دریائے چناب کے کنارے اور کبھی ربوہ کی پہاڑیوں کے دامن میں تخت و تاجِ ختمِ نبوّت کے فلک شگاف نعروں سے فضائے آسمانی کو گرماتا چلا آرہا ہوں۔ اور عرشِ عظیم کے فرشتوں کو بھی یہ مسحور کن اور ایمان افروز نغمے سناتا چلا آرہا ہوں۔

اور یہ اسی نام کی برکت ہے کہ ملک کے تمام مکاتیبِ فکر کے علمائے کرام مجھے شہبازِ خطابت۔ افتخارِ ملت اور سرمایۂ اہلِ سُنّت کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

اور پھر اسی مقدس نام کی ہی کرشمہ سازی ہے کہ فیصل آباد کے دیوبندی اور اہلِ حدیث حضرات کی ایک مشہور و معروف انجمن شبانِ اہلِ سُنّت کی طرف سے کمپنی باغ کے ایک عظیم الشان اجتماع میں مجھے ایک سپاسنامہ دیا گیا جس میں مرزائیت کے خلاف میری تند و تیز کارروائیوں کی تعریف کی گئی ہے اور میری ولولہ انگیز سرگرمیوں اور تقریروں کو سراہا گیا ہے! اور میں نے اہلِ خانہ

marfat.com

سے کہہ دیا ہے کہ میری موت کے بعد اس سپاسنامہ کو میری لحد میں رکھ دیا جائے تاکہ اس گنہگار افتخار الحسن کی بخشش و نجات ہو جائے۔

حیران ہوں — کہ مجھے یہ سپاسنامہ اپنے عقائد و مسلک کے سُنّی اور بریلوی حضرات کی کسی انجمن یعنی انجمنِ غوثیہ۔ انجمنِ محبانِ رسولؐ — انجمنِ فدایانِ رسولؐ اور انجمنِ غلامانِ مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی کسی مذہبی و دینی تنظیم نے میری حوصلہ افزائی کی ہے! اس لئے کہ ہمارے سُنّی و بریلوی عوام تو ملک کی ایک آوارہ گرد اور عیش پرست پارٹی یعنی پیپلز پارٹی میں شامل ہو کر اپنے علمائے کرام — مذہبی راہنماؤں اور خطیب حضرات کے اتنے بے ادب اور گستاخ ہو چکے ہیں کہ ان کی داڑھیوں کو جھاڑیاں کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ پارٹی اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش۔ مذہب کے خلاف نفرت کا ایک سیاہ جال اور مذہبی راہنماؤں کے خلاف عداوت کا ایک خوفناک محاذ ہے!

یہی وجہ ہے کہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں انہیں بے وفا سُنّیوں نے ملک کے ایک جادو بیان خطیب مولانا محمد شریف نوری کو لاہور سے پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں ہرایا۔

اور دنیائے سُنّیت کے ایک عظیم راہنما اور حق پرست خطیب جناب مولانا صاحبزادہ سید محمود احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو اسی ننگِ دین پارٹی کے مقابلہ میں گجرات سے شکست دی۔

اور سرگودھا سے اپنے ہی ایک نامور اور خوش الحان خطیب جناب صاحبزادہ سید حامد علی شاہ صاحب کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

اور قصور کے حلقہ سے حضرت پیر میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین

marfat.com

آستانۂ عالیہ شرقپور شریف ان سُنیّوں نے صاف آنکھیں پھیرلیں۔

حالانکہ اس علاقہ میں میاں صاحب کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

اور آج انہیں کے صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کو بھی ووٹ نہ دیئے اور اپنے روحانی رشتہ کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اور اب ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں بھی دیکھ لیا گیا ہے کہ بے وفا سُنیّوں بریلویوں نے ایک بازاری اور دین کی باغی پارٹی کے مقابلہ میں اپنی اکثریت پہ ناز کرنے والوں نے فیصل آباد سے مناظر اسلام حضرت علامہ محمد سعید احمد صاحب اسعد کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

اور ـــ حافظ آباد سے مقبول عرب وعجم اور خوش بیان خطیب سیّد شبیر حسین شاہ صاحب کو شکست دلوائی اور کامونکی کے حلقہ سے دن رات سنیت کا پرچار کرنے والے سحر بیان خطیب جناب مولانا محمد اکرم صاحب رضوی کو پنجاب اسمبلی تک نہ جانے دیا۔

اور ـــ پھالیہ سے ایک دینی راہنما ـــ روحانی پیشوا اور عظیم خطیب جناب مولانا پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب کو قومی اسمبلی کی کرسی پہ نہ بیٹھنے دیا

اور ـــ ملتان سے حضرت غزالی زماں ـــ رازی دوراں اور مفسر قرآن اور ولی کامل حضرت علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ سید حامد علی شاہ صاحب کی شکست کا باعث بن کر اور اپنی پیشانی پر بے وفائی کا سیاہ داغ لگوا کر پاکستان کے ازلی دشمن اور سنیت و بریلویت کے سب سے بڑے مخالف مولانا فضل الرحمٰن کو برسرِعام یہ کہنے کا موقعہ فراہم کر دیا ـــ کہ بریلویوں کہاں گئی تمہاری اکثریت ـــ اور

marfat.com

میں نے اکثریت کا دعویٰ کرنے والوں کو پچھاڑ دیا ہے۔

اور ـــ سب سے بڑا المیہ ان بے ادب اور اسلام کے نام نہاد ٹھیکیدار سُنیوں نے دنیا کو یہ دن دکھایا ـــ کہ

کراچی سے جمعیت العلماء پاکستان کے صدر جناب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی دستارِ فضیلت کو بھی پھاڑ دیا۔

اب میں ـــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن، ان رسول کے عاشقوں ـــ غوث الاعظم کے محبّوں ـــ اہل بیت کے نام لیواؤں اور اولیاء کرام کے شیدائیوں سے پوچھتا ہوں ـــ کہ

کہاں گیا تمہارا یہ نعرہ ـــ کہ

حقّ و صداقت کی نشانی

مولانا شاہ احمد نورانی

ان افسوسناک حالات کے پیشِ نظر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے سُنّی اور بریلوی عوام کی اپنے مولویوں کے ساتھ عقیدت صرف میّت کو غسل دینے ـــ مُردہ کا جنازہ پڑھوانے ـــ کفن پر الفی لکھوانے اور پھر مرنے کے بعد قل اور چہلم شریف کا ختم دلوانے اور مرنے والے کیلئے بخشش کی دعا کروانے تک ہی محدود ہے۔

اور ـــ یہ لوگ اتنے بے حس اور بے وفا ہو چکے ہیں کہ اپنے امام کے پیچھے نمازیں، عیدیں پڑھتے ہیں ـــ علماء کرام کے حق میں نعرے بھی لگاتے ہیں اور خطیب حضرات کے ہاتھ پاؤں بھی چومتے ہیں مگر اللہ و رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس برگزیدہ جماعت کو ووٹ نہیں دیتے۔

حالانکہ خدا تعالےٰ نے نسلِ انسانی کی ہدایت ـــ نیابت ـــ سیادت

marfat.com

— صدارت اور حکمرانی کے لیئے ایک عالمِ دین یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو ہی منتخب فرمایا تھا۔

اور فرشتوں کے مقابلہ میں تو اللہ تعالیٰ کا انتخاب ایک عالم دین تھا مگر جب پاکستان میں انتخابات ہوتے ہیں تو وہ مسلمان ووٹر علمائے دین کے مقابلہ میں جاہل چوہدریوں۔ عیاش جاگیرداروں۔ اور دین و اسلام کی اقدار سے بیگانہ سرمایہ داروں کو اپنے قیمتی ووٹ دے کر اپنا نمائندہ منتخب کر لیتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ اُلٹ پلیٹ کیوں ہوتی ہے تو سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ملک کے چوہدریوں نے —— دولت مندوں نے بڑے بڑے سرمایہ داروں نے اور مل مالکوں نے ملکی سیاست کو اتنا مہنگا بنا دیا ہے کہ انتخاب صوبائی ہو یا قومی ہر امیدوار پچاس لاکھ سے ایک کروڑ روپے تک خرچ کر دیتا ہے اور ووٹروں کے ضمیر کو خرید لیتا ہے مگر عالم دین اور مولوی کے پاس تو کتاب خریدنے کے لیئے بھی پیسے نہیں ہوتے اور یہ سرمایہ دار چوہدری۔ دولت مند خان اور جاگیردار ملک اور مل مالک شیخ الیکشن پر تو لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر کسی مسجد کے لیئے ایک صف یا دو لوٹے اور یا کسی مولوی کو ایک کتاب لے کر نہیں دے سکتے۔

حضراتِ محترم! — میں نے اپنی کتاب "ماہ کنعان" کی کتابت کے لیئے اپنی ہی خاندان کے ایک عزیز سید شبیر حسین زیدی کو اس لیئے منتخب کیا کہ میرے خاندان کے زمین امتیازی نشانات رہتی دنیا تک اس خطۂ زمین پر سورج کی طرح چمکتے رہیں گے۔

خطابت ۔ طبابت اور کتابت

marfat.com

نہ ہی میرے خاندان جیسا کوئی خطیب اس دھرتی نے پیدا کیا ہے اور نہ ہی کوئی طبیب حکمت و طبابت کے میدان میں آگے بڑھا ہے اور نہ ہی کوئی کتابت میں ہم جیسی خوبصورتی اور دل کشی پیدا کر سکا ہے۔

زریں رقم، سیّد محمد اشرف علی زیدی صاحب، نفیس رقم سید انور حسین زیدی صاحب، شبیر رقم سیّد شبیر حسین زیدی صاحب یہ تینوں ہی فن خطاطی کے ماہر اور میدانِ کتابت کے شہسوار مانے جاتے ہیں۔

ان کی کتابت رسالے، اشتہار اور کتابیں لکھنے تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ عربی۔ حجازی۔ مصری اور عراقی رسم الخط میں قرآن پاک لکھنے میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں ہے یہاں تک کہ نفیس رقم سید انور حسین زیدی صاحب نے اپنے فنِ خطاطی کی ماہرانہ صلاحیت کی بناء پر حکومت پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل بھی حاصل کر چکے ہیں۔

اور شبیر رقم سیّد شبیر حسین زیدی بھی میرے ہی خاندان کے آسمان کے ایک روشن ستارہ کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ صحافی، ایک صاحبِ ذوق شاعر اور ایک نامور کالم نویس بھی ہیں۔

جو اپنی قلم کے ذریعہ کتاب میں ایسی خوبصورتی اور رنگت پیدا کر دیتے ہیں کہ کتاب پڑھنے والا انسان کتاب کے مضمون کی بجائے ان کے فنِ کتابت پر تحسین و آفرین کے پھول نچھاور کرنے لگ جاتا ہے۔

گویا کہ سیّد شبیر حسین زیدی صاحب نے میری کتاب ماہِ کنعان" کی کتابت میں اپنے فن خطاطی کا کچھ اس طرح سے بھرپور مظاہرہ کیا ہے کہ کتاب کی ایک سطر میں چاند کی سنہری کرن دکھائی دیتی ہے۔ اور ایک ایک لفظ میں سچے موتیوں کی چمک نظر آتی ہے۔

marfat.com

اور یہ اپنے خاندانِ سادات الہڑ شریف ضلع سیالکوٹ کا ایک دانشمند اہل نظر، اہل دل اور صاحب ذوق فرزند ہونے کے ساتھ ساتھ نہائیت ہی خوش اخلاق، ملنسار، خوش مزاح اُردو اور پنجابی زبان کا عظیم شاعر بھی ہے جو دُور دُور تک کے مشاعروں میں اپنے پُر مغز اور پُر کیف کلام کی داد وصول کر چکا ہے آپ بھی اس کے حُسنِ کلام کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

یاراں تیچھے خُون وی بہانا پیندا اے

کدی جند نال جند نوں وٹانا پیندا اے

نئیں تے گلاں جھوٹھیاں نیں پیار دیاں

نئیں تے سُولی اُتّے چڑھ کے وکھانا پیندا اے

❋

سمجھ نئیں آوندی میں کس گل تے ہساں یا فیر رواں

اک دل میرا اکلا غم نیں کِدھر کِدھر ہوواں

جیہڑے دعویٰ پیار دا کر دے اوہو ڈاکو نکلے!

ہتھیں اپنے لُٹ کے لے گئے پیار دیاں خوشبواں

❋

یارب مجھے سکون دے صبر و قرار دے
سر سے میرے بلاؤں کا خطرہ اُتار دے

سُرخ آندھیوں کا موڑ دے رُخ اے میرے خدا
اس پاک سرزمین کا جوبن نکھار دے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ اس کی دین و دنیا سنوارے۔

marfat.com

خصوصی معاونین حضرات

قارئین محترم ـــ پورے پاکستان میں میرے مخلص مریدوں کے علاوہ بہت سے میرے ایسے وفادار عقیدت مند اور جانثار احبابِ کرام بھی ہیں جو میرے دکھ سکھ کے ساتھی اور میری خوشی و غمی میں برابر کے شریک ہونے کے ساتھ ساتھ میری مالی امداد بھی کرتے رہتے ہیں اور آئینِ وفا کے پیشِ نظر اور آدابِ دوستی کے تحت ہر مشکل و مصیبت کے وقت میرے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کا بھرپور مظاہرہ بھی کرتے ہوئے میرے قریبی رشتہ داروں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں

مثلاً ـــ دو سال ہوئے مجھ پر بیماری کا شدید حملہ ہوا کہ موت و حیات کی کشمکش تک نوبت آن پہنچی تو ہماری گلی کے ایک زندہ دل اور ہونہار نوجوان عزیزم خالد اقبال نے کمال دانشمندی اور ذہنی فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے مجھے سول ہسپتال میں داخل کروا دیا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ خالد اقبال ایک صالح، خوش اخلاق اور حلیم الطبع نوجوان ہے اور جب کبھی بن ٹھن کر گھر سے نکلتا ہے تو لکھنؤ کا شہزادہ معلوم ہوتا ہے۔ ہماری گلی کی رونق اور عزّت بھی ہے اور ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہو کر ہمدردی و خیر خواہی کا بھرپور جذبہ سے سرشار ہے اور اپنے والدِ گرامی صوفی محمد اقبال مرحوم جو واقعی ایک صوفی منش انسان تھے ان کی وفات کے بعد اس خوبصورت اور خوش مزاج نوجوان نے گھر کا انتظام اس

marfat.com

خوش اسلوبی سے سنبھال رکھا ہے کہ کسی بہت بڑے رئیس کا گھر معلوم ہوتا ہے

میرا دل وجان سے ادب واحترام کرتے ہوئے میری بات کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔

مصیبت مشکل اور بیماری کے وقت بھرپور تعاون کے جذبہ کے پیشِ نظر ہی مجھے سول ہسپتال لے گیا تھا۔

حضرات محترم۔ آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ جب یہ خبر شہر میں پھیلی تو میرے مریدوں، مقتدیوں اور دوستوں کا ہسپتال میں ایک میلہ سا لگ گیا اور جب میں شام کے وقت ہسپتال میں داخل ہوا تو میری جیب میں صرف بتیس سو روپے تھے اور جب صبح کی نماز پڑھی تو میز پر علاج کی دوائیوں ——— گولیوں اور شیشیوں کے علاوہ ۳۴ ہزار کی کثیر رقم بھی پڑی تھی۔

اور ہسپتال کے تو چھوٹے خانہ میں ایئر کولر بھی مہیا کر دیئے گئے تھے۔ اور ایک ہفتہ کے بعد جب میں گھر آیا تو مکان میں ایئر کنڈیشنر بھی لگا ہوا تھا۔

یہ کون لوگ تھے ان کا ذکر آگے آئے گا۔

انشاء اللہ العزیز

اور پھر جامع الفردوس منصور آباد کی انتظامیہ کمیٹی کے تمام ممبران اور میرے ہزاروں مقتدی عید کی نماز ہو یا جمعۃ المبارک کا خطبہ۔ والدہ مرحومہ کا سالانہ ختم شریف ہو یا شب برات کا جلسہ تقریر کے دوران جھوم جھوم کر نذرانوں کی صورت میں ہزاروں روپے نچھاور کر دیتے ہیں۔

مرزا محمد اسحٰق صاحب صدر، حاجی محمد اسحٰق صاحب نائب صدر، چوہدری عطا محمد صاحب کونسلر۔ حاجی غلام رسول صاحب، حاجی محمد ایوب صاحب خادم حسین صاحب بھٹی۔ حاجی محمد ذوالفقار صاحب، محمد اسلم صاحب واپڈا والے

marfat.com

محمد فیاض صاحب ڈپو والے ۔ محمد بھولا دودکاندار، شیخ محمد سعید صاحب، چوہدری محمد سعید صاحب ۔ محمد ریاض بھٹی سکرٹری ۔ حاجی نصیر۔ حاجی جان محمد ۔ بھائی محمد حسین ۔ عزیز محمد یسین

ان وفادار دوستوں کے علاوہ مسجد کے پہلے سیکرٹری اور خزانچی جناب شیخ گلزار احمد صاحب مرحوم جوکہ ایک صاحبِ ذوق انسان تھے اور میرے ساتھ انتہائی عقیدت رکھتے تھے اور اپنی خوش حالی کو میری دعاؤں کا نتیجہ سمجھتے تھے اور ہر وقت میری خدمت کا جذبہ رکھتے تھے وہی مسجد کے تمام انتظامات نہایت ہی احسن طریقہ اور دینی فریضہ جان کر بڑی خوش اسلوبی سے اٹھارہ سال مسجد کا انتظام چلاتے رہے ۔ وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں ۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی قبر پر اپنی رحمت کی چادر کا سایہ رکھے ۔ آمین !

حضراتِ گرامی ! اس مطلب پرست دنیا اور اس مفاد پرست زمانہ اور اس خود غرضی کے دور اور سرمایہ داری کے کاروبارِ حیات میں جب کہ بے رحم تاجر سفاک مِل مالکان اور ظالم چوہدری اپنے مفاد کی خاطر غریب و مفلس اور مزدوروں کے منہ سے روٹی کا آخری ٹکڑا بھی چھین لیتے ہیں اور ناجائز تجاوزات کا بہانہ بنا کر غریب لوگوں کے کھوکھے بھی گرا دیتے ہیں اور مفلس و بے سہارا مزدوروں کی جھونپڑیاں تک ڈھا دیتے ہیں اور اپنی دولت کے نشہ میں بدمست ہو کر بیوہ عورتوں کے سر سے شرم وحیا کی چادر بھی کھینچ لیتے ہیں ۔

اور پھر دینی راہنماؤں ۔ مذہبی پیشواؤں اور حق پرست علمائے کرام کے خلاف پیپلز پارٹی کی طرف سے پھیلائی ہوئی نفرت و عداوت کے منحوس دور میں میرے ساتھ معتقدیوں اور عوام کی طرف سے اتنا اچھا سلوک ۔ اتنی عقیدت اور اتنی وفاداری قدرت کی ایک کرشمہ سازی ہی ہے ۔

یا میرے مرشدِ لاثانی کا فیض اور یا ماں کی دعاؤں کا اثر ۔

marfat.com

لیکن — اس مکروفریب کی دنیا میں اور مفاد پرستی کے زمانہ اور نفس پرستی اور خود غرضی کے دور میں ایسے حق پرست انسان بھی ابھی زندہ ہیں جو محبت وعقیدت اور یاری دوستی کی لاج رکھنے کی خاطر اپنی جان کی بازی تو لگا دیتے ہیں مگر آئین وفا اور آدابِ دوستی کی توہین نہیں ہونے دیتے۔

اور ایسے ہی حق شناس — حق بین اور حق پرست آدمیوں اور میرے مخلص عقیدت مند آدمیوں اور وفادار دوستوں کی فہرست میں پہلا نام جناب محترم حافظ منظور احمد صاحب کا آتا ہے۔

جو یاری لگانا بھی جانتے ہیں اور اسے نبھانا بھی! اور جو آئین وفا سے بھی واقف ہیں اور آدابِ دوستی سے بھی آشنا ہیں۔

حضراتِ گرامی! یاد رہے کہ ہمارے دوستی کا تختہ بہت پرانا ہے اور انشاءاللہ الکریم ہم دونوں کی دوستی و محبت کا سورج کبھی غروب نہیں ہوگا اس لیئے کہ ہم دونوں آپس میں پیر بھائی بھی ہیں اور یہ روحانی رشتہ تو جنت کی بہاروں تک قائم رہتا ہے۔

اس لیئے کہ نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں — اور برادرِ طریقت ہونا کوئی معمولی نسبت نہیں ہے۔

اور یہ رشتہ اس طرح ہے کہ میں شہبازِ لامکانی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کا مرید اور خلیفہ مجاز ہوں اور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ آستانہ عالیہ چورہ شریف کے خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے چشمۂ فیوض و برکات اور مرکز فقر و درویشی سے روحانی فیض حاصل تھا اور محترم حافظ منظور احمد صاحب مرید ہیں خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف موہری شریف کے جو

marfat.com

کہ اپنے زمانہ کے جلیل القدر ولی کامل تھے اور خواجہ نواب الدین صاحب خلیفہ اعظم تھے ۔ خواجۂ عصر ۔ مردِ درویش اور دریائے حقیقت و معرفت کے شناور جناب خواجہ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف راولپنڈی کے اور جناب خواجہ عبدالکریم کے سر پر بھی خلافت کا تاج حضرت منبعِ رُوحانیت ۔ چشمۂ طریقت اور مرکزِ نقشبندیت جناب خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ آستانۂ عالیہ چوڑہ شریف نے ہی رکھا تھا ۔

غرضیکہ میرا دادا پیر خانہ بھی چوڑہ شریف ہے اور حافظ منظور احمد صاحب کا دادا پیر خانہ بھی ایک وسیلہ سے چوڑہ شریف ہی بنتا ہے تو اس ایمانی اور رُوحانی نسبت سے ہم دونوں پیر بھائی بھی ہیں پھر ہم دونوں کی دوستی کا رشتہ مستحکم اور محبت و الفت کا ناطہ پائیدار کیوں نہ ہو ۔

احبابِ کرام ! یہ بھی یاد رہے کہ جناب حافظ منظور احمد صاحب یکم مارچ ۱۹۶۲ء میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر ان کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن پر پہن لیا اور پھر آہستہ آہستہ مُرشدِ کامل کی لُطف و کرم کی نگاہ نے حافظ صاحب کے سینہ میں رُوحانیت کی شمع روشن کر دی اور ساتھ ہی خلافت کے گلشن کے خوبصورت اور مہکتے ہوئے پھولوں کا ہار حافظ منظور احمد صاحب کے گلے میں ڈال دیا ۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ مرشد کامل ہو اور مُرید طالب صادق ہو تو پھر مُرشد پاک کی ظاہری اور باطنی توجہات کے ذریعہ طریقت و رُوحانیت کی منزلیں طے کرنی آسان ہو جاتی ہیں اور پیرِ کامل کی ایک نگاہ ہی سے سلُوک کے راستوں پر چل کر مخلص مُرید اپنی منزل کو پا لیتا ہے ۔

اسی لیے درویشِ لاہوری علامہ اقبال مرحوم اعلان کرتا ہے ۔۔۔ کہ

marfat.com

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے

خراج کی جو گدا ہے وہ قیصری کیا ہے

اور۔ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دِل کا

نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

اور ـــــ

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے

جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

اور پھر خواجہ صاحب کی نظرِ لطف و کرم اور نگاہِ التفات و عنایات نے حافظ منظور احمد صاحب کو فقر و درویشی کی اس منزل پر پہنچا دیا کہ جہاں ایک حق شناس انسان کو اپنے محبوبِ حقیقی کے سوا اور کوئی شے نظر نہیں آتی۔

اور آج کل حضرت خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے سجادہ اور مصلے کے صحیح وارث اور جانشین حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب کی باطنی توجّہ اور فیوض و برکات کی نگاہ حافظ صاحب پر اسی طرح ہے جس طرح حضرت خواجہ نواب الدین صاحب کی تھی۔

ادھر سے وہی عقیدت اور اُدھر سے وہی شفقت اور ادھر سے وہی ارادت اور اُدھر سے وہی عنائیت ۔ اور ادھر سے وہی غلامی کی زنجیر اور اُدھر سے وہی بدلتی ہوئی تقدیر۔

گویا کہ ـــ یہ سب آستانۂ عالیہ موہری شریف ہی کا فیض ہے کہ جب سے حافظ منظور احمد صاحب کے دامن میں فقر و درویشی کی دولت آئی ہے تب سے ان کے دل میں نہ کسی سے نفرت، نہ سینہ میں کسی سے عداوت اور نہ ہی دماغ میں کسی سے حسد و بغض بلکہ دل آئینہ کی صاف اور سینہ شیشہ کی طرح شفاف

marfat.com

اور پھر غریبوں ۔ مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور دکھی انسانوں کی اعانت وامداد کے لیئے ان کی کوٹھی کا دروازہ دن رات کھلا رہتا ہے۔

احبابِ کرام ۔ یہ بھی یاد رہے کہ جناب حافظ منظور احمد صاحب کے والدِ گرامی جناب میاں محمد سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محترم جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے اور مخلص وجانثار مریدوں میں شمار ہوتے تھے۔

اور حافظ صاحب کے دادا جناب حکیم غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے طبِّ یونانی کے عظیم معالج اور حکمتِ مشرق کے جالینوس مانے جاتے تھے اس لیئے کہ دستِ شفا رکھتے تھے!

اور پھر ان کمالات کے ساتھ ساتھ طریقت و معرفت کے میدان کے بھی شہسوار تھے۔

اور حافظ صاحب کا شجرۂ نسب کئی واسطوں سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے! سنہ ۱۹۵۱ء میں عبداللہ پور میں پرنٹنگ فیکٹری لگا کر اپنے کاروبار کا آغاز کیا جو کہ میری معلومات کے مطابق ۔ لائلپور ۔ فیصل آباد میں یہ پہلی فیکٹری تھی۔

اور پھر حافظ صاحب آہستہ آہستہ اپنی ذہنی قابلیت کی وجہ سے شہر کے بااثر اور تاجر پیشہ لوگوں کی صف میں شامل ہوگئے ۔ اور پھر انھوں نے زمین کی خرید وفروخت کا وسیع کاروبار شروع کر دیا اور پھر جوں جوں ان کے کاروبار میں وسعت اور برکت پیدا ہوتی رہی توں توں اس کے ساتھ درویشی اور غریب پروری کا سورج بھی پوری آب وتاب سے چمکتا رہا۔

اقبال مرحوم کہتا ہے۔

marfat.com

۵ مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے

اور ―

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر اور فقر ہے شاہوں کا شاہ

۶ محترم جناب ڈاکٹر محمد بشیر احمد صاحب بٹالہ کالونی والے بیان کرتے ہیں کہ میں بیعت ہونے کے بعد حجِ بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیئے گیا تو گیارہ دِن تک منبرِ نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھا رہا۔

گیارہ دن کے بعد شہنشاہِ اقلیم رسالت ۔ آفتابِ سماءِ نبوّت اور تاجدارِ ختمِ نبوّت کی زیارتِ پاک سے مُشرّف ہوا حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی ساتھ تھے تو امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا کہ پاکستان واپس جاؤ تو حافظ منظور احمد سے مل کر ان سے روحانی فیض حاصل کرنا کیوں کہ ہمارے دفترِ ولائیت میں ان کا نام روشن ہے اور فقر و درویشی کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔

اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے ― کہ

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

حضراتِ محترم ! ― اسی لیئے لوگ جناب منظور احمد صاحب کو

marfat.com

اب اس لیئے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ یہ بہت بڑے تاجر۔ دولتمند
اور سرمایہ میں بلکہ اس لیئے بھی کہ یہ عوام میں بھی اور شہر کے ممتاز مذہبی اہتما
سماجی کارکنوں اور تبلیغی انجمنوں کے سرکردہ لوگوں میں قابلِ اعتماد و قابلِ
احترام مانے جاتے ہیں کہ حافظ منظور احمد صاحب دین و مذہب کی نشر و اشاعت
اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں پوری فراخ دلی سے حصّہ لیتے ہیں اور پابند
صوم وصلوٰۃ ہونے کے ساتھ ساتھ عجز و انکساری جیسی طبیعت بھی رکھتے
ہیں اور دل میں اولیاءِ کرام کی محبّت ۔ درویشوں کی اُلفت اور بزرگانِ دین
سے عقیدت بھی موجزن رہتی ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مُرشدِ پاک کے عطا کردہ روحانی فیض کو عام
کرنے کے لیئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ دینے کی غرض سے ہر مہینہ کی دوسری
جمعرات کو حضرت بابا نور شاہ ولی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پہ ذکر و فکر اور مراقبہ
کی ایک مجلس منعقد کرتے ہیں اور ان صفات و کمالات کے ساتھ محترم حافظ
صاحب نے اسی دربار پہ ہی ایک دینی درس گاہ جامعہ انوار القرآن کے نام
سے قائم کر رکھی ہے جس کے چشمہ سے سیراب ہونے کے لیئے دُور دُور سے
تشنگانِ علم و معرفت آ آ کر اپنی پیاس بُجھاتے رہتے ہیں۔ اور آفتابِ قرآن کے
انوار سے اپنے سینوں کو مُنوّر کرتے رہتے ہیں۔

قارئین محترم ۔ جناب حافظ منظور احمد صاحب کے اس مختصر تعارف کے
بعد اب میرے ساتھ ہر روز اور ہر وقت ہمدردی و خیر خواہی اور محبّت کے مستحکم
جذبات اور فراخدلی اور کشادہ دلی سے گراں قدر خدمات بھی ملاحظہ فرمائیں جنہیں
پڑھ کر آپ ضرور محسوس کریں گے کہ یہ مردِ حق پرست اور مردِ درویش یعنی حافظ منظور احمد
صاحب صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے لیئے ایک پرائیویٹ بنک کی حیثیت

marfat.com

رکھتے ہیں۔

مثلاً۔ ابھی چند دن ہوئے میں ان سے ملنے کے لیئے گیا حسب عادت بڑے ہی تپاک سے ملے کہنے لگے کسی مست درویش کی کوئی بات سناؤ۔ تو میں نے انہیں دلی کے شیخ حسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق دلچسپ حکایت سنائی جسے شیخ عبدالحق محدث و محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے۔

کہ حضرت شیخ حسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ریری کے رہنے والے تھے لیکن اکثر دہلی شہر کے گلی کوچوں میں گشت کرتے رہتے تھے اور اپنی بیّنت تجذد کی عجیب و غریب حرکات سے عوام کی نگاہوں کا مرکز بنے رہتے تھے!

دہلی کے فرمانروا سلطان سکندر لودھی پر ان کے عدل و انصاف اور ان کی رحم دلی اور سخاوت کے سبب ان پر عاشق تھے۔

سلطان نے کئی مرتبہ انہیں جیل خانہ میں قید کرکے پاؤں میں آہنی زنجیریں پہنا دیں مگر وہ اپنی کیف و مستی کی حالت اور اپنی مجذوبی کیفیت میں سرشار ہو کر جب یہ مستانہ نعرہ لگاتے تو پاؤں کی زنجیریں ٹوٹ جاتی تھیں اور جیل خانہ کے دروازے خود بخود کھل جاتے تھے اور آپ پھر دہلی کے بازاروں میں چکر لگاتے لوگوں کو دکھائی دیتے تھے۔ مستانہ نعرہ یہ تھا۔

اے سلطان سکندر

تو سلطان ہے اور میں حکمران ہوں

تو سکندر ہے اور میں قلندر ہوں۔

اور ساتھ ہی میں نے علامہ اقبال مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ دیئے ملاحظہ فرمائیے۔

marfat.com

قلندر جز دو حرفِ لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
اور فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

اور۔

مہر و ماہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

اور: قلندرانہ ادائیں سکندرانہ جلال
یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مزید لکھا ہے کہ :۔

" ایک دن سلطان سکندر لودھی اپنے شاہی دربار میں بڑے جاہ و جلال کے ساتھ تخت پر بیٹھا تھا کہ شیخ حسن مجذوب اچانک دربار میں آگیا۔"

سلطان نے پوچھا۔

کیوں آیا ہے دربار میں ؟

مجذوب نے جواب دیا !

میں تیرا عاشق ہوں ۔۔ تجھے دیکھنے کے لیے آیا ہوں !

سلطان نے غصہ میں آکر کہا۔ اچھا ! آج تیری مجذوبیت دیکھتا ہوں ! سلطان کے پاس کوئلوں کی بھری ہوئی انگیٹھی رکھی تھی جس سے آگ کے انگاروں کے شعلے نکل رہے تھے سکندر نے حسن مجذوب کا سر پکڑ کر اس انگیٹھی میں رکھ دیا اور اوپر ڈھکنا دے دیا۔

دس منٹ کے بعد سکندر لودھی نے جب ڈھکنا اٹھایا تو حسن مجذوب نے مسکراتے ہوئے انگیٹھی سے سر باہر نکال لیا۔

marfat.com

اور پھر درباریوں نے دیکھا کہ حسن مجذوب کے سر اور بدن پر آگ کا کوئی اثر اور نشان نہیں تھا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن پہ دوزخ کی بھی آگ حرام ہے!

میں نے یہ ایمان افروز حکایت بیان کی تو پھر کیا تھا۔ حافظ صاحب تڑپ گئے اور جھوم اٹھے پھر میں نے دورانِ گفتگو اپنی کتاب "ماہِ کنعاں" کا ذکر کیا تو فوراً" پانچ ہزار روپے میری جیب میں ڈال دیئے۔

اور کہا۔

صاحبزادہ صاحب۔ آپ جس خوبصورت انداز میں شانِ رسالت اور شانِ ولائیت بیان کرتے ہیں یہ اس کا انعام ہے۔

میری طرف سے کتاب کی اشاعت میں یہ میرا حصہ شامل کر لو۔ خیال تو دو ہزار کا تھا لیکن پھر خیال آیا کہ چلو پنجتن کے نام پہ ۵ ہزار کر دوں۔

(۲) نو جنوری ۱۹۶۳ء کو پورے مغربی پاکستان کے گورنر ملک امیر محمد خاں مرحوم آف کالا باغ کے خلاف میں نے بجلی گھر کی وسیع گراؤنڈ میں رمضان شریف کے مقدس مہینہ میں ایک دھواں دھار تقریر کی۔ اور کہا! — کہ۔ گورنر کی مونچھوں سے تو بغاوت ہو سکتی ہے لیکن محمدؐ کی زلفوں سے بغاوت نہیں ہو سکتی۔

"مجھے گرفتار کر کے لاہور کے شاہی قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔"

جناب حافظ منظور احمد صاحب نے گھر پیغام بھیجا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ ہر چیز گھر پہنچتی رہے گی۔

marfat.com

اور پھر ایک لاکھ روپے لے کر جناب چوہدری غلام مرتضیٰ کے ساتھ پنجاب کے ہوم سیکرٹری شہزادہ عالمگیر سے ملے اور اسے کہا کہ یہ رقم لے لو اور صاحبزادہ صاحب کو رہا کر دو۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر رقم لینے سے انکار کر دیا کہ یہ معاملہ میرا نہیں ہے بلکہ براہِ راست گورنر صاحب کا ذاتی معاملہ ہے۔

(۳) سکندر مرزا کا دورِ سیاہ تھا اور یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے جب صدر محمد ایوب مرحوم نے ملک میں مارشل لاء لگا کر خود عنانِ حکومت سنبھال لی تھی۔

سکندر مرزا کی ملکی سالمیت کے خلاف درپردہ کارروائیوں اور ان کی بے اعتدالیوں اور شیعہ حضرات پر کرم نوازیوں کو دیکھتے ہوئے میں نے طارق آباد کی جامع مسجد نور میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں اس کے خلاف ایک ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:-

"یہ سکندر مرزا اس غدار خاندان کے میر جعفر سے تعلق رکھتا ہے جس نے بنگال کے شہنشاہ سراج الدولہ کے خلاف انگریز دل کے ساتھ مل کر غداری کی تھی اور سراج الدولہ کی لاش کو خاک وخون میں تڑپایا تھا۔

جس کے متعلق علامہ اقبال مرحوم بھی پکار اٹھا۔ کہ

جعفر از بنگال صادق از دکن
ننگِ قوم و ننگِ دیں ننگِ وطن

اور غداری کا خون انسان کی رگوں سے پانچ سو سال تک نہیں جاتا۔
لہٰذا یہ سکندر مرزا بھی پاکستان کا غدار ہے!

مجھے حکومت کا باغی قرار سمجھ کر گوجرانوالہ کی جیل میں قید کر دیا گیا۔
چند دنوں کے بعد مجھے پتہ چلا کہ حافظ منظور احمد صاحب فیصل آباد

marfat.com

کی ایک ممتاز شخصیت اور سماجی کارکن جناب سید فضل شاہ کو ساتھ لے کر گوجرانوالہ جیل میں میری ملاقات کے لیئے گئے تھے اور معقول رقم میرے کھاتہ میں جمع کروا گئے ہیں۔

احباب کرام۔ یہ یاد رہے کہ جیلوں کے اخلاقی قیدیوں کی ملاقات تو ہفتہ میں ایک بار ضرور ہو جاتی ہے یہاں تک ڈکیتی و قتل کے گھناؤنے اور خطرناک مجرموں کے لیئے بھی یہ رعایت حاصل ہے مگر سیاسی اور مذہبی اسیران کے لیئے جیل کے قوانین میں ایسی کوئی رعایت نہیں ہے۔

اسی وجہ سے اِن دونوں وفادار دوستوں کی مجھ سے ملاقات نہ ہو سکی مگر گوجرانوالہ کی خفیہ پولیس نے لائلپور کی پولیس کو غلط رپورٹ دیدی کہ حافظ منظور احمد اور سید فضل شاہ کی گوجرانوالہ جیل میں صاحبزادہ سید افتخار الحسن سے دو گھنٹے ملاقات کی ہے۔

یہ دونوں حضرات واپس آئے تو لائلپور کی پولیس انہیں گرفتار کرنے کے لیئے جگہ جگہ چھاپے مارنے لگ گئی لیکن جب پتہ چلا کہ گوجرانوالہ پولیس نے غلط رپورٹ دی ہے تو اُن کی جان چھوٹی۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگر میرے یہ دونوں جانثار عقیدت مند گوجرانوالہ جیل کے ظالم عملہ و سپاہیوں کو کچھ نذرانہ پیش کر دیتے تو اُن کے خلاف غلط رپورٹ نہ دی جاتی۔

سید افتخار الحسن مزید انکشاف کرتا ہے کہ یہ تو اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہوا کہ ان دونوں پر خیر گزری ورنہ اس ملک میں تو پولیس کی غلط رپورٹ پر کئی بے گناہ لوگ تختہ دار تک جا پہنچے ہیں۔

اور حافظ صاحب کی یہ وفاداری صرف یہیں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ

marfat.com

ہر عید۔ ہر شب برأت اور ہر عرس و میلاد پر ان کی دریا دلی کا ایسا ہی نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔

محترم حضرات ـــ دیکھا آپ نے کہ حافظ صاحب کی میرے ساتھ وفاداری ـ جانثاری، فراخ دلی اور وُسعتِ قلبی کس کس انوکھے انداز اور کون کون سے نرالے راستوں اور کیسے کیسے محبت بھرے طریقوں سے بھرپور اور خصوصی معاون کے طور پر میری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں جو آج تک جاری ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم بادشاہ صاحب ہر سال رمضان المبارک کے مقدس مہینہ کی آخری جمعرات کو مری کے فلک بوس پہاڑوں پر جشن نزولِ قرآن کا اہتمام بڑے ہی تزک و احتشام سے کرتے ہیں جو اس مردِ حق پرست کا ایک لازوال اور عظیم کارنامہ ہے۔

اس لیے کہ جن پہاڑوں پر ہر وقت ضلالت و گمراہی کی تاریکیاں چھائی رہتی ہیں اور خصوصاً گرمیوں میں عیاش سرمایہ داروں کے باعث عیاشی و فحاشی کا اڈا بن جاتے ہیں وہاں خواجہ صاحب کا جشن نزولِ قرآن کے ذریعہ نیکی و شرافت کا اُجالا کرنا اور عوام کو رشد و ہدایت کا پیغام دینا سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرنے کے مترادف ہے۔

اور اس نورانی اجتماع میں جہاں ملک کے ممتاز مشائخ عظام اور سرکردہ علمائے کرام کا ایک جم غفیر دکھائی دیتا ہے وہاں پاکستان کی نامور شخصیات بھی نظر آتی ہیں جن میں گورنر، وزیر، سفیر اور سول اور فوجی افسران بھی کثیر تعداد میں شریک ہو کر فقر و درویشی کی اس پاکیزہ محفل کے چشمۂ فیض سے فیضیاب ہوتے ہیں اور پھر آخر میں جب شمع محمدی کے پروانوں اور مرشدِ پاک خواجہ محمد معصوم صاحب کے دیوانوں کا وجد آفریں جلوس خواجہ صاحب کی

marfat.com

قیادت میں اس نحوست و یبوست کے پراگندہ ماحول میں کیف و مستی میں جھومتا ہوا سڑکوں پر نکلتا ہے تو حق اللہ کے فلک شگاف نعروں سے پہاڑیوں کے پتھر بھی جھوم اُٹھتے ہیں اور پھر ہر شجر و حجر سے بھی یہی آواز سنائی دیتی ہے اور سُنّتِ رسُولِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ عملی مظاہرہ اس لئے بھی قابلِ تعظیم ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی نبوّت کا اعلان مکّہ مکرمہ کے ایک پہاڑ یعنی کوہِ فاران کی چوٹی پہ چڑھ کر کیا تھا۔

دوسرے خطیب حضرات کی طرح میں بھی اس جشن میں ہر سال خواجہ صاحب کی طرف سے خصوصی دعوت پر حاضر ہوا کرتا تھا۔ دو سال ہوئے میں بیماری کے باعث وہاں شریک نہ ہو سکا۔ جناب خواجہ صاحب کو میری بیماری کا پتہ چلا تو میری عیادت کیلئے کوہِ مری سے چلے اور حافظ منظور احمد صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچے اور پھر حافظ صاحب انہیں ساتھ لے کر میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔

حضرت خواجہ صاحب نے عیادت اور بیمار پرسی کے اصولوں کے مُطابق علاج معالجہ کے لیئے نذرانہ پیش کیا اور صحت کے لیئے دُعا بھی فرمائی اور ساتھ ہی حافظ صاحب نے بھی دوا دارو کے لیئے کثیر رقم میری جیب میں ڈال دی۔

حضرات محترم! ــــ اِن مسلّمہ حقائق کی روشنی میں سیّد افتخار الحسن پر سچ کہتا ہے کہ جناب حافظ منظور احمد صاحب میرے ایک پرائیویٹ بینک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اور پھر یہ بھی انتہائی خوشی کی بات ہے کہ اس عیاشی اور فحاشی کے بھیانک اور خطرناک دَور اور بداخلاقی کے زمانہ اور غنڈہ گردی کے تباہ کُن ماحول میں جب کہ ہر نوجوان اپنے آپ کو غنڈہ اور اوباش کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ حافظ صاحب

marfat.com

کے صاحبزادگان ایسے گندے معاشرہ سے کوسوں دُور رہتے ہیں۔

اور یہ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ ان میں بھی اپنے باپ جیسی شرافت کی جھلک ان کی پیشانیوں پر دکھائی دیتی ہے۔

اور اپنے باپ کی طرح ہر ایک سے حسنِ سلوک اور ہر مہمان کے ساتھ حسنِ اخلاق اور ہر دُکھی انسان سے ہمدردی و خیر خواہی کا جذبہ۔

اور ہر محتاج و تنگدست آدمی کے ساتھ فراخ دلی اور خندہ پیشانی کا مظاہرہ — اور ہر وقت اور ہر حال میں اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری ان کی عادت اور ان کے ہر حکم کی تعمیل ان کا شیوہ بن چکا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السّلام نے بھی پاک و صاف، اطاعت گزار اور فرمانبردار بیٹے کے لیے ہی دُعا فرمائی تھی اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی مِنَ الصّالحین بیٹے کی آرزو کی تھی کہ یا اللہ مجھے نیک، صالح اور حق پرست بیٹا عطا فرما دے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دونوں برگزیدہ رسُولوں کی دُعائیں قبول کرتے ہُوئے ان کی تمنا اور آرزو کے مطابق انہیں ایسے ہی بیٹے عطا فرما دیئے۔

جناب حافظ منظور احمد صاحب کی اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو گی کہ انہیں بھی انہیں صفات کے صاحبزادے اللہ کریم کی طرف سے ایک عظیم نعمت کی صورت میں عطا فرمائے گئے۔

بزرگانِ دین! — یہ یاد رہے کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک کسی مسلمان مریض بھائی کی عیادت اور بیمار پرسی کرنا کسی محتاج و تنگدست بھائی کی حاجت پُوری کرنا۔ کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا۔ کسی بھُوکے مُسلمان بھائی کو کھانا کھلانا۔ کسی کی مشکل اور مُصیبت کے وقت کام آنا اور کسی قیدی کو رہا کروانا یہ محض ایک حسنِ عمل اور کارِ ثواب ہی نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ ایک مقبول عبادات کا درجہ

marfat.com

بھی رکھتے ہیں۔

بزرگانِ دین ـــ بہت دُور آکر "ماہِ کنعان" یعنی حضرت یُوسف علیہ السلام کی سیرتِ پاک کا ایک نہائیت ہی ایمان افروز اور رُوح پرور پہلو یاد آیا ہے کہ وہ بھی جب مصر کے قید خانہ میں تھے تو قیدی ہونے کے باوجود ان تمام اعمالِ حسنہ پر عمل پیرا رہتے تھے۔ اور جیل کے ساتھیوں نے ان سے کہا تھا۔

اِنَّا نَرٰاکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔

کہ ہم تجھے اے یُوسف نیکو کار اور احسان کرنے والوں میں سے دیکھتے ہیں۔

اور وہ احسان مندرجہ ذیل تھے۔

اِنَّہٗ کَانَ اِذَا مَرِضَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ قَامَ اِلَیْہِ ۔

کہ جب مصر کی جیل کا کوئی قیدی بیمار ہو جاتا تھا تو اس کی عیادت کرتے اور جب تک وہ مریض شفایاب نہ ہو جاتا اس کی تیمار داری میں لگے رہتے تھے

وَاِذَا اَضَاقَ وَسَّعَ لَہٗ

اور جب کوئی قیدی تنگدست ہو جاتا تھا تو حضرت یُوسف اس کی تنگدستی کو دور کر دیتے تھے۔

وَاِذَا احْتَاجَ جَمَعَ لَہٗ

اور جب کوئی قیدی محتاج ہو جاتا تھا تو اس کی دستگیری کیا کرتے تھے۔

وَاِنَّہٗ کَانَ یُعْطِی الْفَقِیْرَ مِنْھُمْ ۔

اور فقیر کو کچھ عطا کرتے!

وَیَعُوْدُ الْمَرِیْضَ!

اور بیمار کی عیادت کرتے تھے!

marfat.com

وَلیسقی العطشان!

اور پیاسوں کو پانی پلاتے تھے۔ بلکہ سیّد افتخار الحسن تو کہتا ہے کہ مصر کے شاہی دسترخوان سے خصوصی۔ رنگ برنگے اور پُر تکلف کھانے جو بی بی زلیخا اپنے محبوب حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے قید خانہ میں بھیجا کرتی تھی وہ کھانے بھی قیدیوں کو کھلا دیا کرتے تھے۔

اور پھر ایسی ہی اعلیٰ صفات کے باعث حضرت یوسف علیہ السلام جیل کے تمام قیدیوں اور افسران کے محبوب اور مِنَ المحسنین بن گئے تھے۔

حضراتِ گرامی!۔ جناب حافظ منظور احمد صاحب کے علاوہ اور میرا مرید نہ ہونے کے باوجود جناب "محمد مشتاق" صاحب کا نام بھی قابلِ ذکر ہے۔ جو مجھ سے بے پناہ عقیدت رکھنے کے ساتھ ساتھ انتہائی خلوص سے اپنی فراخدلی اور فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں اور اُن کی طرف سے یہ فیاضی اور مالی امداد مجھ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ انسانی ہمدردی کے جذبہ سے سرشار ہونے کے باعث ہر محتاج اور ہر دکھی انسانیت پر ان کی دولت کی بیٹی کا دروازہ ہر وقت کھُلا رہتا ہے۔

اور یہ غربت و مفلس لوگوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کی لگن اس لیے بھی ہے کہ سرمایہ کے لحاظ سے ملک کی ایک بہت بڑی ترقی پذیر انشورنس کمپنی فیصل آباد کے ایک دیانت دار، محنتی اور با اعتماد اعلیٰ افسر ہونے اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ رکھنے کے باوجود بھی نہ دل و دماغ میں تکبّر و غرور کے جراثیم اور نہ ہی قلب و نظر میں نفرت و عداوت کے کیڑے اور نہ ہی جان و جگر میں حسد و بغض کی بیماری اور نہ ہی سینہ و ذہن میں عناد و تعصّب کی مرض۔ اور پھر یہ بھی مشتاق محمد صاحب کا کمال ہے کہ تقدیر پر یزداں کا بہانہ بنا کر حوصلہ نہیں ہارتے

marfat.com

بلکہ اپنی زندگی کو خوش حال اور پروقار بنانے کے لیئے اپنے مُقدّر کے چمنستان کی حنابندی کرنے کی خود کوشش کرتے ہوئے درویشِ لاہوری علامہ اقبال مرحوم کی اس دل کش رُباعی کے مصداق بن جاتے ہیں . . . . کہ

تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خُودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

اور — پھر اقبال مرحوم کا یہ شعر بھی میرے وفادار دوست محمد مشتاق پہ پوری طرح صادق آتا ہے — کہ

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حُسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنابندی

اور — یہی نہیں بلکہ اپنے من کی دنیا کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر محبّت و اخوت کے سُچّے موتی انسانیت و شرافت کے گراں قدر گوہر اور وفا و مُروّت کے لعل و جواہر نکالنے کی پُوری صلاحیت بھی رکھتے ہیں .

مردِ قلندر علامہ اقبال مرحوم بھی مردِ مومن کو پیام دیتے ہوئے کہتے ہے

— کہ

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

اور —

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں !
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

marfat.com

اور جناب محمد مشتاق صاحب بھی اس مطلب پرست دنیا۔ مفاد پرست زمانہ اور خود غرض اور تن پرست دور میں اپنے من کی دنیا کی حفاظت کرتے ہوئے ایک سچے اور سچے مردِ مومن کی طرح دل میں درد و سوز کی دولت ـــــ سینہ میں آئینِ وفا کا خزانہ اور آنکھوں میں آدابِ دوستی کا نور رکھنے کے ساتھ ساتھ حسنِ اخلاق اور اسرارِ خودی کے شعور سے بھی اپنا دامن بھرا رکھتے ہیں

کیوں کہ وہ اقبال مرحوم کے فلسفۂ خودی اور حقیقت افروز قلندرانہ جاہ و جلال پر پورا یقین رکھتے ہیں ــ کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اور ـــــ

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

اور پھر میرے اس مخلص دوست اور وفادار عقیدت مند کے حسنِ اخلاق اور خندہ پیشانی سے میل ملاپ کے سبب اور اُن کی فراخدلی اور فیاضی کے باعث ان کے دفتر میں فیصل آباد اور بیرونِ شہر کے بڑے بڑے تاجروں ـ ممتاز صنعت کاروں ـــ سرکردہ مل مالکوں اور سرمایہ دار چوہدریوں کا ایک میلہ سا لگا رہتا ہے ۔

اور پھر یہ پریمیئر انشورنس کمپنی میں محمد مشتاق صاحب کے آنے سے پہلے کمپنی کا سرمایہ لاکھوں تک محدود تھا مگر اب ان کی دن رات کی کوشش ، صبح و شام

marfat.com

کی محنت اور کمپنی کو عروج پر پہنچانے کی لگن کی وجہ سے کمپنی کا سرمایہ کروڑوں تک جا پہنچا ہے۔

اقبال مرحوم نے کیا ہی حقیقت افروز بیان کیا ہے ۔ کہ

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

اور اسی حسنِ اخلاق اور خندہ پیشانی اور اپنی دریا دلی کے باعث عوام و خواص میں ایک شریف النفس انسان اور ایک حلیم الطبع آدمی کے حوالہ سے عزت و احترام کا بلند مقام رکھتے ہیں۔

قارئینِ کرام ۔ یہاں پر جناب محمد شتاق صاحب کی طرف سے میرے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا پرانا قصہ بھی یاد آیا ہے۔

وہ یوں ہوا کہ آج سے کوئی بیس سال پہلے یہ دی ایسٹرن فیڈرل یونین انشورنس کمپنی فیصل آباد میں ملازم تھے اور اسی دفتر میں جو کہ طارق آباد محلہ میں قائم تھا ۔ عزیز القدر صوفی اقبال صاحب مرحوم بھی کام کرتے تھے جو کہ صحیح معنوں میں صوفی منش اور زندہ دل انسان تھے۔

اور اسی عملے کے ایک پراگندہ ذہن اور مُردہ ضمیر رکھنے والے محمد شفیق بھی رکن تھے ۔ شفیق صاحب نے مجھے سبز باغ دکھلا کر اور چکنی چپڑی باتیں سنا کر ۲۲۷ روپے سالانہ کی قسط پر سترہ سال کے لیئے میری پالیسی کا فارم پر کروا کر مجھ سے پہلی قسط کی مذکورہ رقم تو لے لی مگر میری پالیسی کا اندراج کمپنی کے [illegible] میں نہ کروایا اور میری رقم خود ہڑپ کر گیا ۔ [illegible] سال تک جب کمپنی کی طرف

marfat.com

سے مجھے کوئی رسید نہ ملی تو فکر ہوا۔

اور پھر ایک سال تک بد دیانت اور خائن شفیق احمد سے پوچھتا اور پتہ کرتا رہا۔ مگر وہ عقیدت کے پردے میں مکر و فریب سے کام لیتا رہا۔ اُس وقت کے معزز مینجر سے بھی میں نے شکایت کی اور انھوں نے بھی بالو صاحب بالو شفیق سے کہا مگر چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور پھسل گئی والی بات ہوئی۔

محمد مشتاق صاحب سے ان دنوں نہ میری دوستی تھی اور نہ ہی خوش گوار تعلقات بس سلام و پیام تک ہی محدود تھے۔ لیکن ان میں انسانیت کی جھلک دکھائی دی اور ان میں انسانی ہمدردی کا جذبہ نظر آیا تھا تو میں نے انہیں اپنی بپتا سنائی تو پھر اس انسان دوست انسان کی کوشش کے باعث کمپنی کے کاغذات میں میری پالیسی کا اندراج ہو گیا مگر پھر ایک مشکل اور پیدا ہو گئی کہ جب سترہ برس کے بعد رقم کی واپسی کا مرحلہ درپیش آیا، ایسٹرن فیڈرل انشورنس کمپنی کے کلرکوں اور اعلیٰ افسروں نے مجھے انتہائی پریشان کرنا شروع کر دیا۔

کبھی لاہور کے دفتر میں فریاد اور کبھی فیصل آباد کے بد دیانت ملازمین کے پاس التجا لیکن چھ مہینوں تک پوری کوشش اور پوری دوڑ دھوپ کے باوجود بھی رقم واپس لینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اور پھر آخر ہر طرف سے نا اُمید ہو کر آخر کار انسانی ہمدردی کا جذبہ رکھنے اور کسی کی مشکل حل کرنے کا شوق رکھنے والے مشتاق محمد صاحب کو اپنی پریشانی اور دکھ بھری داستان سنائی تو انہوں نے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کوششیں شروع کر دیں۔

حضرات محترم! —— یاد رہے کہ اس عرصہ میں ہماری دوستی کی تپنگ فضائے آسمانی میں اڑنے لگی تھی اور دونوں طرف سے محبت و الفت کا سُورج

marfat.com

پوری آب و تاب سے چمکنے لگا تھا۔ اور عقیدت و پیار کے چمنستان میں وفا و خلوص کے پھول مہکنے لگے تھے۔

پھر انہوں نے لاہور ٹیلیفون پر کمپنی کے افسرانِ بالا سے بات چیت کی اور عزیز القدر خالد اقبال کے سپرد کیا کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن صاحب کا یہ کام فوراً کر دو۔

اور پھر خالد اقبال نے کمال ہنرمندی۔ دانش مندی اور ہوش مندی سے میری اس مشکل کو حل کرنے میں دلچسپی لینی اور کوشش کرنی شروع کر دی اور پھر چند دنوں کے اندر ہی میری مشکل حل ہو گئی اور مجھے میری رقم واپس مل گئی۔

میاں محمد بخش صاحب مرحوم عارف کھڑی شریف نے ایسے ہی مخلص ساتھیوں ۔ وفادار دوستوں اور جانثار یاروں کے متعلق اپنی مایہ ناز اور مشہور زمانہ کتاب سیف الملوک میں حقیقت افروز اشعار لکھے ہیں:-

باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری
یار ملن دکھ کٹے جاون شکر کراں لکھ واری
اُچی جائی نیوں لگایا بنی مصیبت بھاری
یاراں باہجھ محمد بخشا کون کرے غم خواری

اور بابا سید وارث شاہ مرحوم نے بھی اپنی مقبولِ عام کتاب ہیر میں یاری اور دوستی کے خوبصورت پہلو کے متعلق کیسا ہی سبق آموز شعر لکھا ہے۔ کہ

دوست سو جو بپت وچہ بھیڑ کٹے
یار سو جو جان قربان ہووے
خیر خواہ جو دکھ وچہ بنے ساتھی
عزت یار دی دا نگہبان ہووے

maarfat.com

یعنی مخلص دوست، جانثار یار اور وفادار ساتھی وہی ہے جو اپنے دوست کی دوستی کی لاج رکھتے ہوئے اپنے یار کی مشکل حل کرے اور مصیبت میں کام آنے کے ساتھ ساتھ اپنے دوست کی عزت و آبرو کا محافظ اور نگہبان بھی ہو ۔ اور پھر صاحبزادہ سید افتخار الحسن ان حقائق کے ساتھ اس بات پر بھی خوش ہے کہ مشتاق محمد صاحب کے اہلِ خانہ ان کا پوری وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی زندگی کے ہر پہلو کو خوشگوار بنانے میں مشغول رہتی ہیں ۔ اور اپنے اندر وہی اچھی عادات اور پاکیزہ خصائل کی وارث بن چکی ہیں کہ جن اچھی عادات کی دولت اور پاکیزہ خصائل کے خزانہ سے مشتاق صاحب کا دامن ہمیشہ بھرپور رہتا ہے ۔

اور پھر اور بھی انتہائی مسرت کی بات یہ بھی ہے کہ ان کے صاحبزادے اپنے باپ کی طرح خوش اخلاقی کے پیکر ۔ خوش مزاجی کے مجسمہ اور خندہ پیشانی کے مظہر دکھائی دیتے ہیں ۔

اور ان عیاشی و فحاشی کی تاریکیوں میں بھی شرافت و ہدائیت کی روشنی سے مالامال ہیں ۔ جوانی بے عیب، دل میں حق و صداقت کی دولت اور آنکھوں میں شرم و حیا کے موتی ۔

ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری پر کمر بستہ اور دوسرے بزرگوں کا ادب و احترام کرنا ان کا شیوہ ۔

اقبال مرحوم نے بھی اسی لئے اپنے بیٹے محمد جاوید کو ایک درسِ عمل دیا تھا ۔ ۔۔۔ کہ

خودی کے ساز میں ہے عمرِ جاوداں کا سُراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں امتوں کے چراغ
حیا نہیں ہے زمانہ کی آنکھ میں باقی !

marfat.com

اور —

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

محترم قارئین! — صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی مندرجہ بالا مسلّمہ حقائق کے پیشِ نظر انتہائی فخر محسوس کرتا ہے کہ اس خودغرضی کے دور اور مفاد پرستی کے زمانہ میں بھی میرے ایسے مخلص ساتھیوں — وفادار دوستوں اور جانثار عقیدت مندوں کی کمی نہیں ہے جو کہ ہر معاملہ میں میری اعانت کرتے رہتے ہیں اور میرے ہر مشکل وقت میں بھرپور تعاون کا عملی مظاہرہ کرنے کے ساتھ ساتھ میری زندگی کے گلشن میں تازہ بہار لانے کے لیئے اپنا خونِ جگر تک دینے کو تیار رہتے ہیں۔

اس لئے کہ :-

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مُروّت حُسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا

اور اسی حقیقت کے پیشِ نظر مجھے جب بھی کبھی کسی چیز کی ضرورت پیش آتی ہے تو میں جناب میاں محمد مشتاق سے السلام علیکم جا لیتا ہوں۔

میلاد النبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا جشنِ میلاد ہو یا جشنِ نزولِ قرآن حکیم — والدہ مرحومہ کا سالانہ ختم شریف ہو یا شہزادہ انوار الحسن مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب کی محفل۔

اور یا میری کوئی ذاتی ضرورت محمد مشتاق صاحب کا ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

احبابِ کرام — یہ بھی یاد رہے کہ اس مطلب پرستی کے دور — مفاد پرستی کے زمانہ اور نفس پرستی کی دنیا میں میرے یہ حق گو، حق بیں اور حق پرست دوست

marfat.com

جہاں آئین اسلام سے پیار۔ احکام الٰہی سے محبت اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن اپنے دل میں رکھتے ہیں وہاں اپنی سیاسی بصیرت کی بناء پر ملک و ملت کے غداروں دین و اسلام کے باغیوں اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

محترم حضرات۔ جب میرے پاس ایسے وفادار دوست۔ مہربان ساتھی اور جانثار احباب کرام موجود ہیں تو پھر صاحبزادہ سید افتخار الحسن یہ کہنے میں بقول اقبال مرحوم حق بجانب ہے کہ :۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

میرے ایسے ہی وفادار عقیدت مندوں اور مخلص مقتدیوں میں ایک ایسا معزز اور شریف انسان جناب صوفی محمد اقبال بھی ہے جو مجھ سے انتہائی انس رکھنے اور میرے ساتھ بے پناہ عقیدت رکھنے کے باعث جب بھی مجھے سرراہ یا جامع مسجد الفردوس میں ایک مقتدی کی حیثیت سے مجھے ملتے ہیں تو ہنستے ہوئے چہرہ اور بے شکن پیشانی کے ساتھ ملتے ہیں کہ دل باغ باغ ہو جاتا ہے

اور اللہ جانے۔ کہ یہ صوفی محمد اقبال صاحب کے حسن اخلاق کا کرشمہ ہے کہ یا کسی پیر فقیر کی دعاؤں کا اثر کہ شہر میں اخباروں کی تقسیم کے معمولی سے کاروبار میں اتنی برکت۔ اتنی وسعت۔ اتنی کشادگی ہے کہ دن رات اپنی ہمت سے بڑھ کر صدقہ و خیرات کے بے انتہا شوق میں گم رہتے ہیں اور جب بھی اور جہاں بھی کسی بیوہ عورت کے ننگے سر اور کسی یتیم کے ننگے بدن کو دیکھتے ہیں تو اس

marfat.com

عورت کے سر پہ حیا کی چادر اور یتیم کے بدن پر شفقت کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

اور صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس حسد وبغض اور کینہ وتعصّب کے ماحول اور نفرت وعداوت کے پراگندہ دور میں کسی سے بغیر طمع ولالچ کے اور بغیر مفاد ومطلب پرستی کے خندہ پیشانی اور خوش روئی اور ہنستے ہوئے چہرہ سے ملنا ہی سعادت مندی اور خوش قسمتی ہوتی ہے

ان کے نام کے ساتھ صوفی کا لقب پہلے نہیں تھا بلکہ یہ صرف محمد اقبال تھے مگر جب سے ان کے دل میں میری عقیدت کا جذبہ موجزن ہوا ہے اور جب سے میں نے انہیں صوفی محمد اقبال کے نام سے پکارنا شروع کر رکھا ہے اب ہر ایک کی زبان پہ صوفی محمد اقبال صاحب ہیں اور یہ صوفی کا لقب ان کے حق میں ہے بھی صحیح۔

اس لئے کہ تصوّف سے لگاؤ رکھنے والے صاحب بصیرت لوگوں کے نزدیک صوفی اسے کہا جاتا ہے کہ جس کا دل نورِ ایمانی سے منوّر اور محبتِ رسول ؐ سے لبریز ہونے کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین سے بھی عقیدت کی شمع روشن ہو۔

اور صوفی وہ ہوتا ہے جو تنگی وفراخی میں اللہ کا شکر گزار رہے اور حسد وبغض کی بیماری اور کینہ وتعصب کی مرض سے اپنے آپ کو بچائے رکھے

اور صوفی محمد اقبال صاحب میں یہ تمام خوبیاں موجود ہیں اور ان کا سب سے بڑا کمال یہ بھی ہے کہ جب بھی کبھی مجھے کہیں بھی دیکھ لیتے ہیں تو اپنا ہاتھ جیب میں ڈال لیتے ہیں اور پھر مسکراتے ہوئے چہرے سے میری عزت افزائی کر جاتے ہیں۔

marfat.com

اور پھر یہ بھی ان کے حسنِ اخلاق۔ حسنِ عمل اور عقیدت و محبت کی کرشمہ سازی ہے کہ ان سے جب کوئی ان کی زندگی کے گلشن میں بہار۔ رزق میں کشادگی اور ان کے مزاج میں شگفتگی اور طبیعت میں خوش ذوقی اور چہرہ پر خوبصورت داڑھی کے ساتھ ہنسی کے متعلق پوچھتا ہے تو یہ میرا وفادار عقیدتمند یعنی صوفی محمد اقبال صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کی کرم نوازی کا نتیجہ ہے۔

اور جمعۃ المبارک میں ان کی ایمان افروز تقریر سن لیتا ہوں تو دوسرے جمعہ تک دل میں سرور رہتا ہے۔ اور کیف و مستی میں ڈوبا رہتا ہوں۔

میری دعا ہے کہ میرے اس جانثار معاون اور مخلص عقیدت مند کو اسلامی اقدار اور نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لگن کے صدقہ ان کے دین و دنیا سنوارنے اور ہر پریشانی و رنج و غم و الم سے محفوظ رکھے اور مرشدِ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی بارش کے طفیل ان کی عزت اور ان کے احترام میں اور بھی اضافہ فرمائے۔ (آمین)

قارئین کرام — یہ تو میرے ان مخلص عقیدت مندوں اور وفادار معاونین حضرات کا ذکرِ خیر تھا جو کہ میرے مُرید نہ ہونے کے باوجود بھی میرے دکھ سکھ اور ہر خوشی و غمی میں شریک ہو کر اور میرے ہر معاملہ میں پورے خلوص سے میری اعانت کرتے رہتے ہیں اور ہر وقت میری خدمت کی لگن رکھتے ہیں۔

اور— اب میرے ان جانثار مریدوں کا تذکرہ بھی سُنیئے کہ جو اپنے مرشد کی رضا جوئی اور اپنے پیر کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ اور گریز نہیں کرتے۔ اور ان وفادار مریدوں کے دفتر میں پہلا نام احسان یُوسف مِلز فیصل آباد کے مالک حاجی سیٹھ محمد یوسف صاحب کا آتا ہے جس کا

marfat.com

ذکر اس کتاب میں اس لیے ضروری ہے کہ ایک تو حضرت یعقوب علیہ السلام کا لخت جگر وہ یوسف علیہ السلام تھے جو اپنی زندگی کے سفر کی ہر منزل پہ رنج والم کو برداشت کرتے ہوئے اور پھر کنعان کے اندھیرے کنوئیں سے لے کر بھائیوں کے ہاتھوں فروخت ہونے اور پھر مصر کے بازار میں بکنے تک ہزاروں مصائب اور لاکھوں مشکلات کو بڑے ہی صبر و سکون اور جوانمردی اور حوصلہ مندی سے مقابلہ کرتے ہوئے مصر کے تخت و تاج کے وارث بنے اسی طرح میرا بھی یہ یوسف تقسیم ہند کے خونیں معرکہ اور مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے قتل و غارت اور خون خرابہ کے دنوں میں ضلع امرتسر کے کسی اُجڑے ہوئے گاؤں کی یاد اپنے دل میں لئے ظالم سکھوں کی کرپانوں۔ بے رحم مرہٹوں کی تلواروں اور جلاد گورکھوں کے نیزوں سے بچتے بچاتے اپنے معزز اور شریف والدین اور چھوٹے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ ہجرت کر کے لائلپور پہنچا۔

میں ان دنوں محلہ طارق آباد کی جامع مسجد نور" میں خطابت کے فرائض سر انجام دیا کرتا تھا اور میرا یہ جانثار مرید یعنی محمد یوسف اپنے والد گرامی مرحوم کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے اور جمعۃ المبارک کا فرض ادا کرنے آیا کرتا تھا۔

حضراتِ گرامی! یہ یاد رہے کہ یوسف اور اس کے ماں باپ مرحوم پانچ وقت کے پکے نمازی تھے اور ان ہی کی تربیت اور آغوش مادر کا اثر ہے کہ یہ سارا گھرانہ نماز روزہ کے پابند ہیں۔

طارق آباد میں ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پہ لیا جس میں میاں فیروز دین صاحب بھی بمعہ اپنے بال بچوں کے رہتے تھے اور آج اسی خوش قسمت کنبہ کا ایک جوان اعلیٰ تعلیم کے باعث پاکستان کے محکمہ واپڈا میں ایک دیانت دار اور خوش اخلاق اور خوش مزاج اعلیٰ اور ذمہ دار افسر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔

marfat.com

اور جو میرے ساتھ انتہائی عقیدت رکھتے ہوئے پورے شوق سے میری خدمت کرتا رہتا ہے اور جب مجھے کوئی خصوصی ضرورت پیش آتی ہے تو یہ بھی خصوصی طور پہ وہ ضرورت پوری کرنے آجاتا ہے۔

اور ان سارے بھائیوں کی محبتِ رسول کا یہ عالم ہے کہ ہر سال گلی مٹا کی جامع مسجد میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف بڑی ہی عقیدت اور شان و شوکت سے مناتے ہیں اور پھر دل کھول کر خرچ بھی کرتے ہیں۔

نام اس جوان کا چوہدری منظور احمد ہے جس کے بھائی محمد اکرام کپڑے کا وسیع کاروبار کرتے ہیں، ہاں تو محمد یوسف کو خدا جانے کیا شوق چرایا اور دل میں کیسی لگن پیدا ہوئی کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد کہنے لگا۔

حضور مجھے اپنا مرید کرلو۔

میں نے اسے اور اس کے پورے گھرانے کو پابندِ صوم و صلوٰۃ پایا تھا اس لئے میں نے جواب دیا کہ اپنے والدین سے اجازت لے لو پھر تجھے اپنے مریدوں کے حلقۂ ارادت میں داخل کرلوں گا۔

اور پھر اس محمد یوسف نے میرے مریدوں کے رجسٹر میں اپنا نام لکھواکر اپنے دوسرے دو بھائیوں محمد یونس اور محمد یعقوب کے ساتھ مل کر کپڑے کی رنگائی کا معمولی سا کام شروع کردیا اور پھر آہستہ آہستہ اس رنگائی کے کام میں ایسی رنگت اور اتنی برکت پیدا ہوتی گئی اور ان کی دن رات کی محنت۔ ماں باپ کی دعاؤں اور لوگ کہتے ہیں کہ میری توجہات کے باعث صبح و شام ترقی ہوتی گئی اور اس کی قسمت کا ستارہ جو ہجرت کے سبب اور ترک وطن کے باعث چند دنوں کے لیئے گردش میں آگیا تھا پھر اپنی پوری آب و تاب سے چمکنے لگا۔

اور ان کے عزبت و افلاس کے اندھیرے چھٹتے گئے اور امارت اور دولت

marfat.com

قدم چومنے لگی اور پھر جُوں جُوں اس رنگائی کے کام میں وسعت پیدا ہوتی گئی تُوں تُوں زندگی کے گلشن میں بہار آتی گئی اور مقدر کا سُورج اپنی سنہری اور روشن کرنوں سے ان کی تنگدستی اور محتاجی کی ظلمتوں میں اُجالا کرتا چلا گیا اور پھر آج ملک کی ایک بہت بڑی کپڑے کی مل کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے عظیم اور ممتاز صنعت کاروں میں ان کا شمار ہونے لگا ہے! اور آج دُنیا کے کسی شہر، کسی قصبہ اور کسی گاؤں میں چلے جائیں اور تمام ممالک کی سیر کریں تو آپ کو احسان یوسف مِل کے بنے ہوئے خوبصورت بیڈ شیٹ کے علاوہ مندرجہ ذیل لائنیں خوشنما رنگوں، دلکش ڈیزائنوں، دل پسند پھولوں اور آنکھوں میں سما جانے والی رنگین دھاریوں میں قدرت کے ایک قیمتی شاہکار کی صورت میں دکھائی دیں گی۔

سُندس لان۔ سنگم لان۔ کرشمہ لان اور بے مثال لان جوان کی دن رات کی محنت کا پھل اور ان کی ہوش مندی۔ ذہنی فراست اور سادگی کا نتیجہ ہونے کے ساتھ ساتھ پابندِ صوم صلوٰۃ ہونے اور تکبر و غرور سے اپنے آپ کو دور رکھنے اور والدین کی خدمت۔ اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر ان کی دعاؤں کا اثر ہے۔

اور پھر خوشی اس بات کی ہے، دولت کی فراوانی! سرمایہ کی ریل پیل، کئی خوبصورت کوٹھیوں۔ چار پانچ قیمتی کاروں اور کپڑے کی بہت بڑی مل کے مالک ہونے کے باوجود مزاج میں انکساری و سادگی، دل میں انسانیت و شرافت کے چراغ۔ سینے میں رشد و ہدایت کی قندیل اور آنکھوں میں عشقِ رسول ؐ کی جھلک۔

نہ تکبر۔ نہ غرور۔ نہ کوئی عیاشی نہ کوئی بُری عادت۔ اور عشقِ رسول ؐ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ساتھ اولیائے کرام سے محبت۔ بزرگانِ دین سے اُلفت اور اہلِ بیت کرام سے دلی لگاؤ رکھنے کے ساتھ ساتھ حضرت صاحبزادہ پیر سید نقش لاثانی جناب علی حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آستانۂ عالیہ علی پور سیداں شریف سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہوئے اب ان کے ہی فرزندِ ارجمند اور سجادہ نشین آستانۂ عالیہ علی پور سیداں شریف سے دلی لگاؤ رکھتے ہیں، پچھلے دنوں صاحبزادہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کی پُر تکلف دعوت کی اور معقول نذرانہ پیش کیا اور آپ کے درویشوں کو بھی محروم نہ رکھا۔ اور ساتھ ہی جناب مولانا محمد سلیم صاحب نقشبندی کا بھی پوری فراخ دلی سے احترام کیا اور ایک ہوش مند مرید ہونے کی حیثیت سے میری بھی عزت افزائی کی۔

حضراتِ گرامی! — یہ بھی یاد رہے کہ حاجی محمد یوسف تو مجھ سے روحانی تعلق رکھتا ہے اور میرا زندہ دل مُرید ہے اور اس کی بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں۔

اور جہاں یوسف صاحب اپنی سخاوت و خیرات میں مشہور ہیں وہاں ان کی بیگم صاحبہ بھی خُدا ترسی اور غریب پروری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ گویا کہ — حاجی محمد یوسف حُسنِ اخلاق کا ایک سورج ہے اور بیگم اس کی ایک شعاع ہے۔ یوسف رحمدلی اور غریب پروری کا ایک دریا ہے اور بیگم اس کی ایک موج ہے۔ حاجی صاحب خیرات و سخاوت کا ایک سمندر ہے اور بیگم صاحبہ اس کی ایک لہر ہے۔

بلکہ یوں سمجھئے کہ حاجی محمد یوسف صاحب نیکی و شرافت کے ایک مجسمہ ہیں اور

marfat.com

بیگم صاحبہ بھی ان کا پیکر ہیں۔

اور پھر بیگم صاحبہ کی نیکی کی لگن اور قرآنِ پاک سے محبت اور کیا ہو گی کہ انہوں نے فیصل آباد شہر میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم قرآن کے لیے پچاس لاکھ روپے کی لاگت سے سنگِ مرمر کے خوبصورت پتھروں کا ایک دینی مدرسہ بنا رکھا ہے جس میں تین قرآن مجید کی حافظہ استانیوں کے زیرِ تعلیم بہت سے شہری اور غیر شہری لڑکیاں صلٰوۃ قرآنِ پاک کی نورانی اور ایمانی تعلیم سے سرفراز ہوتی رہتی ہیں اور ان کے خورد و نوش کا انتظام استانیوں کی تنخواہوں کا بوجھ بھی بیگم صاحبہ نے خود اٹھا رکھا ہے۔

اور پھر ان کی اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو گی کہ ہر سال دو تین عورتوں کو اپنے ساتھ حج مبارک کو لے جاتی ہیں۔ اور مدرسہ کے ساتھ ہی خوش نما محراب و ممبر والی مسجد بھی تعمیر کر رکھی ہے۔ کیوں کہ یہ دونوں میاں بیوی ہر سال عمرہ شریف کو سرزمین مکہ مکرمہ اور دیارِ مدینہ منورہ جاتے ہیں اور رمضان المبارک کے روزے مدینہ شریف کے شہر میں رکھتے ہیں اور ہر نماز مسجدِ نبوی میں پڑھتے ہیں اور ہر روز گنبدِ خضراء کا ایمان افروز نظارہ کرنے کے ساتھ ساتھ روضۂ انور کی سنہری جالی کو بھی چومتے ہیں۔

دو سال ہوئے میں بیمار ہو گیا اور پھر بیماری نے اتنا طول پکڑا کہ موت و حیات کی کش مکش تک لے آئی، حاجی محمد یوسف صاحب بمعہ بیگم صاحبہ کے بیمار پرسی اور میری عیادت کو آئے تو عیادت کے شرعی اصول کے پیشِ نظر علاج معالجہ کے لیے پانچ ہزار روپے حاجی صاحب نے دیئے اور تین ہزار روپے بیگم صاحبہ نے میری جیب میں ڈال دیئے۔ اور پھر اگلے دن میرے اس طالب صادق اور مخلص و جانثار مرید یعنی محمد یوسف نے اپنے مرشد یعنی مجھے گرمی کے گرم تھپیڑوں

marfat.com

اور تپیدہ و تپش سے بھرپور ہواؤں سے بچانے کے لیئے میرے مکان پر اے۔ سی (ایئر کنڈیشنز) بھی لگوا دیا۔

اور پھر اہلِ خانہ کے لیئے کبھی بیڈ شیٹ کا نذرانہ اور کبھی سنگم اور سندس لان کے تحفے اور کبھی والدین مرحومین کے سالانہ ختم شریف کے موقع پر بھرپور تعاون اور پھر یہ سلسلہ سارا سال چلتا رہتا ہے۔

حاجی صاحب کی مل کی بنی ہوئی خوبصورت **سنگم لان** اور ان کی بیگم صاحبہ اور میری اہلیہ محترمہ کا بھی آپس میں اچھی بہنوں جیسا ہی سنگم ہے — یعنی میل ملاپ ہے۔

اور دوسری طرف حاجی محمد یوسف صاحب کے کارخانہ کی تیار کردہ قدرت کے حسین شاہکار جیسی **بے مثال لان** ہے ویسے ہی پیر و مرید یعنی صاحبزادہ سید افتخار الحسن اور حاجی محمد یوسف صاحب کا تعلق اور روحانی رشتہ بھی بے مثال ہے۔

غرضیکہ — حضرت یعقوب علیہ السلام کا نورِ نظر اور لختِ جگر بیٹا حضرت یوسف علیہ السلام کنعان کے اندھیرے کنوئیں سے نکل کر اور کبھی بھائیوں کے ظلم و ستم کو برداشت کرتے ہوئے اور کبھی فروخت ہونے کے رنج والم کو نہایت ہی صبر و تحمل سے سہتے ہوئے اور کبھی یمن کے سوداگر کی آہنی زنجیروں کا بوجھ اٹھاتے ہوئے اور کبھی مصر کے بازار میں اپنی قیمت سوتر کی ایک اَٹی دیکھ کر حیران و پریشان ہوتے ہوئے اور پھر شاہِ مصر کے سونے اور چاندی کے ڈھیروں اور لعل و جواہرات کے خزانوں سے بھی زیادہ اپنی قیمت دیکھ کر اور کرشمہ لان" کی طرح قدرت کی کرشمہ سازی کو سمجھ کر اور پھر آخر کار سات سال یا بارہ سال مصر کے ہی قید خانہ کی سختیاں جھیل کر مصر کے ہی تخت و تاج کے وارث و مالک

marfat.com

بنے تھے میرا یوسف بھی تقسیم ہند اور پاکستان کے بن جانے پر ضلع امرتسر کے ایک اُجڑے ہوئے اور اندھیرے گاؤں سے نکل کر اور پھر ہندوستان کی سرحد عبور کرنے اور پاکستان کی سرزمین میں قدم رکھنے تک سینکڑوں مصائب اور ہزاروں مشکلات میں سے گزرتے ہوئے اور مشرقی پنجاب کے وحشی درندوں اور ظالم اور بے رحم سکھوں کی کرپانوں اور گورکھوں کی شمشیروں کے سایوں میں سے بچتے بچاتے ہوئے، ان کا یہ لٹا ہوا قافلہ لائلپور کے مشہور محلہ طارق آباد میں آکر ٹھہر گیا اور پھر دوسرے مہاجرین کی طرح تنگدستی اور زبوں حالی کے جال میں چند دن پھنسے رہے!

محمد یوسف صاحب نے اپنے دوسرے دو بھائیوں محمد یونس اور محمد یعقوب کے ساتھ مل کر کپڑے کی رنگائی کا کام شروع کر دیا۔

بس پھر کیا تھا۔ محنت اُن کی ــــ اور قدرت خدا کی ــــ کام میں برکت ہوتی گئی۔ تنگدستی دُور ہوتی گئی اور زبوں حالی کا جال بھی ٹوٹ گیا ــــ غربت و افلاس کے اندھیرے بھی چھٹ گئے اور خوش حالی و فارغ البالی کے چراغ جل اُٹھے اور پھر زندگی کے سفر کی ہر مشکل کا مقابلہ بڑے ہی صبر و سکون سے کرتے ہوئے آج اسی لائلپور شہر یعنی ــ فیصل آباد میں دولت کے تخت، عزت کے تاج اور شہرت کے گہوارے کے وارث بنے ہوئے ہیں۔

اور حاجی محمد یوسف صاحب کا علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر پر بھی پورا پورا یقین ہے۔ کہ

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

اور حاجی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی سخاوت و خیرات کا حُسنِ عمل

ہی ان کے صاحب دردِ دل ہونے کا ثبوت ہے۔

کیونکہ جب تک کسی انسان میں دوسرے انسانوں کا دردِ دل نہ ہو اور اس انسان کے سینے میں جب تک بندہ پروری اور رحم دلی کا جذبہ کارفرما نہ ہو اس وقت تک کوئی آدمی کسی گداگر کے خالی دامن کو بھر نہیں کرسکتا اور نہ کسی محتاج آدمی کی جھولی میں کچھ نہیں ڈال سکتا۔

دروازہ پر کسی فقیر گداگر نے آواز دی کہ بھوکا ہوں روٹی دو، ننگا ہوں کپڑا چاہیئے اور جوان لڑکی کی شادی کرنی ہے، کچھ امداد کرو، بس پھر اُدھر سوال کی فریاد اُٹھی اور اِدھر مسلمان کے دل میں دردِ دل نے انگڑائی لی اور رحم دلی کے جذبہ نے جوش مارا اور پھر ایک دولت مند انسان سوالی کا ہر سوال پورا کر دیتا ہے۔ اور گداگر اور محتاج آدمی کے لئے اپنی تجوری کا منہ کھول دیتا ہے۔

اور حضرات یاد رکھئے کہ یہ یعنی دردِ دل کی صفت بھی ان دونوں میاں بیوی میں موجود ہے!

کسی نے خوب کہا ہے کہ :۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو!
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے وہاں — انسان کی تخلیق کا مقصد یہ بھی تھا کہ ایک انسان انسانیت کی دولت سے مالا مال ہو کر اور "دردِ دل" کے ذریعہ دوسروں کے درد کا علاج کرے۔ دوسروں کے دکھ کا مداوا کرے اور دوسروں کے رنج و الم کو مٹانے کی خاطر اپنی زندگی کے چند لمحات وقف کر دے

marfat.com

ورنہ اگر انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت و اطاعت ہی ہوتا تو اس کے لیے تو جن و ملائک کچھ کم نہیں تھے۔

اور حاجی صاحب میں یہ کمال بھی موجود ہے اور وہ "دردِ دل" کے سچے موتیوں کا خزانہ رکھتے ہوئے دوسروں کے درد و دکھ میں ایسے شریک ہوتے ہیں کہ گویا ان کا اپنا درد اور دکھ ہے۔

اور حاجی صاحب صرف "دردِ دل" ہی کی دولت سے سرفراز نہیں ہیں بلکہ اسلام کا درد بھی ان کے دل میں موجزن رہتا ہے اور دین کی تڑپ بھی ان کے سینہ میں نجم سحر کی طرح روشن رہتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تعلیم قرآنی کے لیے ایک عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد، خوبصورت مسجد کی تعمیر اور کئی یتیم خانوں کی مالی امداد کے علاوہ اور بہت سے رفاہی اداروں کی سرپرستی بھی دردِ دل کی بدولت قبول کیے ہوئے ہیں!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ کربلا کے حق و باطل کے خونیں معرکہ میں عباس کے بازو اس لیے قلم کیے گئے اور اکبر کی لاش پر گھوڑے اس لیے دوڑائے گئے اور اصغر کے حلق پر تیر اس لیے چلایا گیا اور امام حسین کا گلا خنجر سے اس لیے کاٹا گیا کہ وہ ظالم جلاد اور ملعون یزیدی دردِ دل کی بدولت سے محروم ہو چکے تھے۔

اور اگر ان یزید کے عیاش چیلوں۔ ابن زیاد کے سفاک حواریوں اور شمر کے بے رحم فوجیوں میں دردِ دل کی ایک پائی بھی ہوتی تو سیدۂ زینب کے خیموں کو آگ نہ لگاتے!

حضرت شیخ عطار رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے ایک مردِ درویش تھے اور جذب و مستی کے دریا میں ہمیشہ ڈوبے رہنے والے ایک صحت۔ الست اور

marfat.com

قلندر فقیر تھے وہ بھی بارگاہِ ربوبیت سے دردِ دل کی دولت کا سوال کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

کفر کافر را ودین۔ دیندار را
قطرۂ دردِ دل عطّار را

کہ اے ربِ دوجہاں میں تجھ سے مال و دولت کے ڈھیر طلب نہیں کرتا۔ سونے اور چاندی کے ذخیرے نہیں مانگتا۔ لعل وجواہرات کے خزانے نہیں چاہتا اور مجھے تخت وتاج اور لشکر وسپاہ نہیں چاہیئے۔

بس میرے مولا۔ تو اپنی رحمت کے سمندر سے دردِ دل کا ایک قطرہ عطا کر دے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن جناب حاجی محمد یوسف صاحب کا پیر و مرشد کہتا ہے کہ دردِ دل کی دولت اگر نصیب ہو جائے تو پھر اس غیر فانی سبق پر عمل پیرا ہو کر انسان خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کر کے قیامت کے دن حوضِ کوثر کا پیالہ پینے اور جنت کی پرکیف فضاؤں میں فرشتوں کے ساتھ اگلی زندگی بسر کرنے کا سزاوار بن جاتا ہے۔

وہ غیر فانی سبق یہ ہے ..... کہ

مرناں حق تے سچ جہان اندر
پر دین واسطے مریئے تاں جاناں
درد اپنا جیب سمیٹ لیئیے
دکھ غیراں دے جریئے تاں جاناں
اپنی ذات لئی لکھاں دا خرچ کریئے
پر ــــــ جھولی کسے یتیم دی بھریئے تاں جاناں

marfat.com

کسے ڈبدے نوں بنے لان خاطر

اوہدے نال جے تریں تے تاں جاناں

حضرات محترم ـــ میں نے حاجی محمد یوسف کی زندگی کے سفر کے ہر موڑ پر یہ تمام خوبیاں دیکھی ہیں اور مہاجر ہونے کی حیثیت سے ان کی تنگدستی سے لے کر آج خوش حالی اور دولت کی فراوانی اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ اور نوابی بود و باش ان ساری صفات سے متصف ہیں اور دردِ دل کا یہ عرفانی سبق بھی انہیں اچھی طرح یاد ہے اور ہر وقت اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

احباب کرام ـــ یہ بھی یاد رہے کہ حاجی صاحب کے دونوں صاحبزادوں احسان احمد اور محمد اکرم کے نام بھی میرے رکھے ہوئے ہیں۔ اور اب ہمیشہ کے لیئے یوسف کے نام سے پہلے احسان کا نام آتا رہے گا۔ اور یہ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ والدین کے فرمانبردار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے کاروبار کو اور بھی وسیع کرنے کی خاطر دن رات اپنے ماں باپ کے ساتھ مشغول رہتے ہیں اور اس عیاشی و فحاشی کے دور اور گندے معاشرے میں بھی شرافت کے پیکر ـــ بری مجلس سے دور رہنے کی عادت اور انکساری اور عاجزی کے مجسمہ نظر آتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اس گھرانے کا نام رہتی دنیا تک ہمیشہ روشن رہے اور حاجی صاحب کی فیاضی اور ان کی بیگم صاحبہ کی فراخ دلی کے باعث غریب و مفلس لوگ یتیم و بے سہارا آدمی اور محتاج و بے کس بیوہ عورتیں ان کے دروازے پر اپنی اپنی حاجتیں پوری کرتی رہیں۔

میاں محمد بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ڈھنگ اپنے اس مخلص۔ وفادار

marfat.com

اور جانثار مرید کی زندگی کی کہانی ختم کرتا ہوں — کہ

سدا بہار رہے اس بلغے کدی خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر بکھا پھل کھاوے
(آمین)

محترم دوستو! — آؤ میں آپ کو اپنے دو زندہ دل مریدوں کا تعارف بھی کراؤں جن کے چہروں پر کبھی اُداسی، غمگینی اور پریشانی کے ظاہر نہیں ہوتے اور جو ہر وقت اور ہر حال میں اپنے آپ کو خوش رکھنے کے عادی ہیں۔

آج سے چھ سال پہلے ۱۱ ربیع الاوّل شریف کو ہر سال کی طرح میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا جشن پوری شان وشوکت سے رات تین بجے مرکزی جامع مسجد الفردوس منصور آباد میں منایا جارہا تھا ملک کے نامور نعت خواں اور ممتاز خطیب اور سرکردہ علمائے کرام جشنِ پاک کو رونق بخشنے اور مسجد کی ساری انتظامیہ کمیٹی اور شہر اور مضافاتِ شہر کے معززز اور صاحبِ ذوق حضرات محفلِ پاک کو زینت سے آراستہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

جشنِ بہاراں کا سماں تھا۔ آسمانوں کے فرشتے بھی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے میلاد شریف کے جشن پر تحسین و آفرین کے پھول برسا رہے تھے —

اس لئے کہ نسلِ انسانی کا محسن — عاصی اور مجرموں کا شافعی — یتیموں اور بیکسوں کا حامی — بے سہارا اور بے آسرا لوگوں کا وارث اور رحمتِ

marfat.com

دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منائی جا رہی تھی ـــ وفادار ساتھیوں کی طرف سے نذرانۂ عقیدت پیش کیا جا رہا تھا۔

درود و سلام کا ورد جاری تھا اور اکیس گنوں کی سلامی دی جا رہی تھی اور ہر مسلمان کی زبان پہ یہی ترانہ تھا۔ کہ

سلام اے آمنہؓ کے لالؐ اے محبوبِ سبحانی

سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

تیرے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں

شریکِ حالِ قسمت ہو گیا پھر فضلِ ربّانی

اور ـــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن بارگاہِ رسالتؐ میں یہ نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کر رہا تھا ـــ کہ

سلام اس پہ کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی

سلام اس پہ کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پہ کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں

سلام اس پہ بُروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

اچانک میری نگاہ اٹھی تو میں نے خوبصورت اور رنگ برنگی جھنڈیوں اور گلاب کے پھولوں کے ہاروں اور بجلی کے دلکش اور رنگین قمقموں میں سے ان دونوں زندہ دل مریدوں کو بہترین لباس میں خراماں خراماں آتے دیکھا ـــ ہاتھوں میں نوٹوں کے خوبصورت ہار اور مٹھائی کے ڈبے اور چہروں پہ خوشی،

marfat.com

و مسرت کی جھلک ۔

دوسرے صاحبِ ذوق حاضرین اور مدحِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سُن کر وجد میں آنے والے اور خوشی سے جھومنے والے سامعین کے ساتھ بیٹھ گئے ۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان افروز محفل پاک ختم ہوئی تو ان دونوں یعنی میاں محمد اشرف ـــ اور ـــ چوھدری محمد حنیف نے پوری عقیدت سے میرے آگے دامن پھیلائے اور نوٹوں کے ہار میرے گلے میں ڈالتے ہوئے اپنی تمنا اور اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے یہ التجا کی کہ ـــــ

" حضور ہمیں بھی اپنی غلامی میں داخل کر لو "

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن ـــ انوار و تجلیات کی بارش ـــــ کیف و مستی میں ڈوبا ہوا ماحول اور صبح کا سہانا سماں اور پھر ایمان افروز ساعت اور رُوح پرور منظر میں ان دونوں کی التجا قبول اور نیک آرزو کو پورا کرتے ہوئے ان دونوں کو اپنے مریدوں کے رجسٹر میں شامل کر لیا !

دونوں کا ایک ہی ذہن ، دونوں کی ایک ہی برادری اور دونوں کا ایک ہی کاروبار ہے ۔

میاں محمد اشرف " صداقت ٹمبر سٹور " کے مالک ہیں ـــ اور

چوہدری محمد حنیف " غازی ٹمبر سٹور " کے نگران

marfat.com

اور پھر ان دونوں زندہ دل مُریدوں کی عقیدت و محبت آہستہ آہستہ
عشق کی منزل تک آن پہنچی ہے۔
میں جب کبھی اُداس ہوتا ہوں اور میری طبیعت جب کبھی موجودہ گندی سیاست ۔ غلیظ ماحول عیاش معاشرہ اور مسلمانوں میں نفرت و عداوت اور قتل و غارت کو دیکھتے ہوئے اُچاٹ ہو جاتی ہے تو ان دونوں کو بلا لیتا ہوں اور پھر یہ دونوں میرے زندہ دل مُرید اپنی خوش مزاجی اور رنگین گفتگو سے میری اُداسی کے خزاں رسیدہ گلشن کو تازہ بہار بہار سے ہم کنار کر دیتے ہیں۔
اور میری طرح سے ملک میں مذہبی کشیدگی ۔ سیاسی ناہمواری ۔ مرکز اور صوبہ کے درمیان بے ہودہ کشمکش اور ملک کی آزادی کو خطرہ میں دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتے ہوئے اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں ۔۔۔
انسانیت اور شرافت کی چار دیواری میں رہ کر اپنے کاروبار میں صبح و شام مگن رہتے ہیں۔ اور لطف اور مزہ کی بات یہ ہے کہ جس طرح پاکستان کا ہر فرقہ میری پر جوش اور نکتہ آفرین خطاب کا محتاج ہے۔ اسی طرح ہر امیر و غریب۔ ہر شاہ و گدا اور ہر مل کا مالک اور مزدور اور ہر چوہدری اور ہر مضارع ان دونوں کی تعمیراتی لکڑی کا دستِ نگر ہے۔
دس لاکھ کا بنگلہ ہو یا دو ہزار کی کٹیا، اور پچاس لاکھ کی کوٹھی ہو یا پانچ ہزار کی کُلّی، ان دونوں کے نمبروں سے دیار۔ کیل۔ پڑتل اور صندل مارکیٹ اور بازار سے سستی لکڑی خریدنے والوں کا ہجوم رہتا ہے۔
حلیم اور نرم دل اتنے کہ اپنے دشمن اور مخالف سے انتقام لینے کا

marfat.com

تصور بھی نہیں کرتے اور بہادر ـــ جوانمرد اور حوصلہ مند اتنے کہ پہاڑوں سے بھی ٹکرا جائیں۔

میرے یہ دونوں زندہ دل مرید جب سے میری بیعت کی لڑی میں پروئے گئے اس دن سے میری خدمت اور میرے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

اسلام کا درد ـــ دین کی تڑپ ـ نظام مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آرزو اور ملک و ملّت سے ہمدردو خیر خواہی ان دونوں کی زندگی کا مقصد اور غریب پروری ـــ بیمار پرسی اور کسی مریض کی عیادت کرنا صرف کارِ ثواب ہی نہیں بلکہ عبادت سمجھ کر بھرپور تعاون کرنے کے عادی ہیں۔ اور اگر کسی مریض کی جان بچانے کے لیے خون کی بھی ضرورت ہو تو اپنا خون دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے

ابھی چند دن ہوئے ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل علی پور کا ایک گھرانہ اپنی بیمار بچی کو لے کر فیصل آباد آگیا۔

چونکہ وہ گھرانہ میرا عقیدت مند تھا۔ اس لئے میرے پاس وہ لوگ آئے اور اپنی مشکلات اور ہسپتال کے اخراجات کا ذکر کیا۔

سرگودھا روڈ پر جمیل بھٹہ ہسپتال میں بچی داخل تھی میں نے انہیں تسلّی دی کہ گھبراؤ نہیں انشاء اللہ العزیز ہر چیز بروقت آپ کو ملتی رہے گی

اور میں پندرہ دن تک ناشتہ ـــ دوپہر کا کھانا شام کا کھانا اور گھریلو ضروریات مہیا کرتا رہا، ایک دن میں نے میاں محمد اشرف سے اس کا ذکر کیا تو وہ اپنے ایک جگری دوست خالد گجر کو ساتھ لیکر ہسپتال پہنچ گئے

اور اس دن کی تمام دوائیں اور کچھ نقد رقم بھی انہیں دے آئے جب کہ ان

marfat.com

کے ساتھی نے بھی دو سو روپے بیمار پرسی کے اصل مقصد کے پیش نظر دیئے
در کوئی ایک ہزار کے قریب ان کی امداد کی ۔

میں دو سال ہوئے بیمار ہو کر فیصل آباد کے سول ہسپتال یعنی بوچڑ خانہ میں داخل ہو گیا ۔ بوچڑ خانہ اس لئے کہ اس میں نہ کوئی صاف ستھرا کمرہ اور نہ کسی پرائیویٹ کمرہ میں "اے سی" پرائیویٹ کمرہ دے دیا گیا جو کسی سبزی فروش کا کھوکھا معلوم ہوتا تھا۔ شدید گرمی اور رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ـــ شہر میں میری بیماری اور پھر سول ہسپتال میں داخلہ کی خبر پھیل گئی تو ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند ہسپتال پہنچ گئے ۔

ان دونوں مخلص اور جانثار مریدوں کو بھی پتہ چلا تو گھبرائے ہوئے ہسپتال پہنچ گئے، انہوں نے جب دیکھا کہ کمرہ میں اے، سی نہیں ہے تو ڈاکٹروں سے کہا کہ ایئر کولر کا ہی انتظام کر دو ـــ مگر بوچڑ خانوں میں یہ سہولت کہاں ۔

یہ دونوں بھاگم بھاگ گئے اور شہر سے دو ایئر کولر لا کر نحوست و بیوست سے بھرپور کمرہ میں لگا دیئے ۔

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے علاج شروع کر دیا جو واقعی ایک قابل اعتماد اور شریف النفس ڈاکٹر ہیں

اسی سول ہسپتال میں ایک ڈاکٹر محمد نعیم صاحب بھی ہیں جو ہر وقت

ایک تجربہ وڈوقصائی کی طرح غریب و مفلس مریضوں ـــ بے سہارا و بے آسرا بیماروں اور بستر مرگ پہ تڑپنے والے دکھی انسانوں سے بھی ہر روز دو سو روپے بطور فیس کے چھین لیتے ہیں

marfat.com

چنانچہ وہ ظالم ڈاکٹر میرے ساتھ بھی یہی بے انصافی اور زیادتی کرتا رہا۔

شام چار بجے آتا — اور پیٹ پر دو ٹھونگے مار کر اور یہ پوچھ کر ہر روز دو سو روپے چھین کر لے جاتا — کہ

شاہ صاحب کیا حال ہے؟

غرضیکہ — میرے یہ دونوں زندہ دل اور مخلص مرید اپنے کاروبار میں ہمہ وقت مصروف رہنے اور زندگی کی دوسری ذاتی مصروفیات کے باوجود بھی ان کا دھیان میری خدمت کی طرف لگا رہتا ہے۔

اور جب بھی لکڑی لینے کے لئے سوات جاتے ہیں تو خالی ہاتھ واپس نہیں آتے، کبھی صوفہ سیٹ، کبھی چائے کا سیٹ، کبھی کھانے کا سیٹ اور کبھی قیمتی دوشالہ اور کبھی بہترین اور خوبصورت ٹیپ ریکارڈر لے کے آتے ہیں۔ اور ان تحائف کے علاوہ بھی اپنا سارا مال و متاع مجھ پہ نثار کرنے کو کمر بستہ رہتے ہیں۔

میاں محمد اشرف — شادی کے بعد کئی سال تک اولادِ نرینہ سے محروم رہنے کے بعد — ایک دن بڑے ہی معصومانہ انداز اور نہائیت ہی مایوسانہ لہجہ میں مجھ سے کہنے لگا۔

حضور — اولادِ نرینہ کے لیئے دعا فرمائیں۔

میں نے کہا — محرّم پاک میں امام حسین علیہ السّلام کی مقدّس بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے کے لیئے ایک مجلسِ پاک کا انتظام کرو، انشاء اللہ العزیز اولادِ نرینہ کی آرزو پوری ہوگی۔

marfat.com

چنانچہ ۔ میرے اس زندہ دل مُرید نے جامع مسجد حبیبیہ نگہبانپورہ میں اہل بیت رسول کی شان وعظمت کے موضوع پر ایک پروقار ۔ پرسوز اور ایمان افروز محفل اقدس کا انتظام کر دیا ۔ چوہدری محمد حنیف بھی اس کارِ خیر میں اس کے معاون تھے ۔

پہلے مولانا قاری ریاض احمد صاحب نے نہایت ہی پیارے انداز میں خطاب کیا جو اس مسجد کے خوش الحان اور قابلِ قدر خطیب ہیں اس کے بعد میں نے تقریر کے بعد بارگاہِ خداوندی میں دعا کی ۔

کہ اے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو نوّے سال کی عمر میں حلیم بیٹے اسمٰعیل کی خوشخبری سنانے والے رب دوجہاں اور حضرتِ ذکریا علیہ السلام کو سو سال کے بعد یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا عطا کرنے والے خالقِ کائنات اور لفظ کُن سے عدم کے اندھیروں میں ہست وبود کا اُجالا کرنے والے ربِّ غفور رحیم اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا صدقہ اور میرے مُرشدِ پاک شہبازِ لامکانی حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی سرکارِ علی پور شریف کا واسطہ میرے وفادار اور زندہ دل مُرید محمد اشرف کو فرزندِ ارجمند عطا فرما دے ۔

دعا قبول ہو گئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے محمد اشرف کو خوبصورت اور چاند سے مکھڑے والا بیٹا عطا فرما دیا ۔ اور اب یہ محفل پاک ہر سال ہونی قرار پائی ہے۔

اللہ کریم کے اس خاص لطف وکرم کے باعث محمد اشرف کی اداس اور مایوس زندگی کے اندھیروں میں خوشی ومسرت کا اُجالا ہو گیا اور اس کی زندگی کی تاریک راتوں میں چمکتا ہوا چاند نکل آیا اور اس کی زندگی کے گلشن

marfat.com

میں تازہ بہار آگئی۔

اور جہاں تک چوہدری محمد حنیف کے صبر و تحمل اور بلند حوصلہ کا تعلق ہے وہ بھی دیکھا جائے تو اس کی مثال نہیں ملتی۔

دو سال ہوئے کسی دشمن نے اس کے ٹمبر یعنی عمارتی لکڑی کے سٹور میں آگ لگا دی جس سے بہت سی لکڑی جل کر راکھ بن گئی اور لاکھوں کا نقصان ہو گیا لیکن محمد حنیف کے چہرہ پر نہ کوئی ملال کا نشان تھا اور نہ ہی دل میں کسی افسوس اور پریشانی کی لکیر۔ وہی صبر و شکر اور وہی تقدیر پہ راضی اور ــــ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ میرے اس وفادار اور زندہ دل مرید کے صبر و شکر اور اس کی زندہ دلی کا ہی نتیجہ ہے کہ چند ہی دنوں میں نئی عمارت بھی کھڑی ہو گئی اور ٹمبر پہ وہی چہل پہل دکھائی دینے لگی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ مجھے ایسے زندہ دل اور وفادار مریدوں پہ فخر ہے۔

حضراتِ مکرم! ــــ آؤ آپ کو ایک ایسے پیارے اور فداکار مرید کی پہچان بھی کراؤں جس پہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مصرعہ پوری طرح صادق آتا ہے ــــ کہ

ع دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہُو

نام اس جانثار مرید کا حاجی عبدالغفور ہے جس کی فیاضی، مہمان نوازی اور دریا دلی کا یہ عالم ہے کہ ہر روز اس کی دریا دلی کے دریا سے ہزاروں لہریں اُٹھتی رہتی ہیں اور ہر رشتہ دار ــــ ہر برادری اور ہر چھوٹے بڑے مہمان کو وسیع دستر خوان سے کئی قسم کے لذیذ اور پُر تکلف کھانوں

marfat.com

سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اور حاجی عبدالغفور کی رشتہ داری۔ برادری اور دوستوں کا دائرہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور پھر اس کی دریا دلی صرف اپنے رشتہ داروں ــــ بہنوں اور دوستوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ سال میں چار مذہبی تقریبات پر بھی ہزاروں روپے خرچ کر کے اپنی فیاضی ــــ دریا دلی اور سخاوت کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

(۱) مثلاً ــــ ہر سال دس محرم پاک کو اپنے خوبصورت بنگلہ میں "شہدائے کربلا" کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لیے پوری عقیدت محبت اور پوری ارادت سے ایک ایمان افروز محفل پاک کا انتظام بڑی شان و شوکت سے کرتے ہیں۔ جس میں سردار محمد سردار کے علاوہ ممتاز خطیب حضرات کے علاوہ میرا بھی بیان ہوتا ہے۔ اور پھر بعد میں وسیع لنگر، حاضرین وسامعین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲) اور پھر ہر سال سترہ رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد میں ایک نورانی محفل پاک اور افطاری کا روح پرور اور دلکش اہتمام کر کے اپنی دریا دلی کی عقیدت و محبت کی موجوں کے ذریعہ افطاری کے ثواب سے اپنا دامن بھر لیتے ہیں۔

اور اس محفل پاک کی سب سے بڑی سعادت، برکت اور خوش قسمتی یہ ہوتی ہے کہ اس کو رونق۔ زینت بخشنے اور اسے دربار رسالت اور ازواج مطہرات کے حضور قبول کروانے کے لیے حضرت قبلۂ عالم نقش لاثانی۔ غوث صمدانی صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز ہوتے رہے ہیں۔

مسند نشین آستانۂ عالیہ علی پور سیداں شریف

marfat.com

اور۔ اب انشاء اللہ العزیز حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصالِ پاک کے بعد آپ کے صحیح جانشین اور فرشتہ سیرت صاحبزادہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب حاجی عبد الغفور کی اس نورانی اور ایمانی محفلِ اقدس میں رونق افروز ہوتے رہیں گے۔

(۳) اور پھر مذکورہ بالا دینی۔ مذہبی اور خالص روحانی محافل کے علاوہ ہر سال سات اپریل کو اپنے والدین رحمتہ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لیے ——— ان کی قبروں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اور ان کی قبروں کو نورِ ایمان سے منور کرنے کے لیے اور قبروں پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی چادر کا سایہ کروانے کے لئے اپنی دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت ہی پیارے اور خوبصورت انداز میں ختم شریف کا انتظام کرتے ہوئے نعت خوانی اور قرآن خوانی کے ساتھ علمائے کرام کی تقریروں کا بھی پروگرام بنا کر اور پر تکلف لنگر کا بھی انتظام کر کے اپنے ماں باپ کو اور دنیا والوں کو بتا دیتے ہیں کہ جس طرح حاجی عبد الغفور ان کی زندگی میں ان کی اطاعت۔ فرمانبرداری اور خدمت کرتا تھا ہے وہ ان کے مرنے کے بعد آج بھی اسی طرح سے اطاعت شعار ——— فرمانبردار اور خدمت گزار ہے۔

(۴) اپنے والدین کے سالانہ ختم شریف کے علاوہ ہر مہینہ گیارہویں شریف کا ختم پاک بھی دلانا حاجی صاحب کی عادت بن چکی ہے۔

اور پھر ان کے علاوہ ہر سال قربانی کے موقعہ پہ ۲۵ ہزار روپے کی قربانی کر کے بھی اپنی دریا دلی کا ثبوت مہیا کرتے رہتے ہیں۔ قربانی کے جانور یہ ہوتے ہیں۔

ایک اونٹ، ایک گائے۔ چار دیسی بکرے اور چار چھترے

marfat.com

قارئینِ کرام — یہ سارا سلسلہ اور یہ وسیع سالانہ پروگرام یعنی نذرانی محفلیں، — والدین کا ختم — گیارہویں کا ختم شریف اور قربانی کا قیمتی نذرانہ صرف حاجی عبدالغفور تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ان سارے کارِ ہائے ثواب میں ان کی اہلیہ بھی برابر کی شریک ہوتی ہے اور ہر وقت مہمان نوازی میں مصروف رہتے ہوئے اپنی خوش خلقی۔ خوش مزاجی اور دھیمی طبیعت رکھنے کے باعث اپنی ساری برادری میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ نہ کسی سے دُکھ نہ دیر۔ نہ پیشانی پر بَل اور نہ ماتھے پر شکن — ہر رشتہ دار کی خدمت کی لگن اور ہر مہمان کی مہمان نوازی میں مگن!

بس یُوں سمجھیئے کہ حاجی عبدالغفور میرا ایک دریا دل مُرید ہے اور ان کی اہلِ خانہ اس دریا کی ایک زندہ دل موج ہے جو اپنی اس زندہ دلی کی وجہ سے اپنی ساری برادری کے ساتھ نہائیت ہی پرتپاک انداز اور بڑے ہی احسن طریقہ سے میل ملاپ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک سے حُسنِ سلوک اور حسنِ اخلاق کا بھرپور کردار ادا کرتی رہتی ہے۔

ہمارے ساتھ حاجی صاحب کی اس زندہ دل اہلیہ کی عقیدت کی انتہاء یہ ہے کہ اب پیری اور مُریدی کی منزل سے گزر کر میری بیوی کو اپنی ماں سمجھتی ہے اور مجھے اپنا باپ تصوّر کرتی ہے۔

اور پھر لطف اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس عیّاشی اور فحاشی کے ماحول میں جہاں اولاد اپنے والدین کی نافرمانی ہو چکی ہے وہاں حاجی عبدالغفور کے بچے اس گندے ماحول سے دُور رہتے ہوئے اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے وسیع کاروبار میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں اور مجھے دیکھ لیتے ہیں تو خوشی سے اُچھل

marfat.com

پڑتے ہیں !

اور جہاں تک حاجی عبدالغفور کے والدین مرحوم کی ذات کا تعلق ہے ان کے والد صاحب حاجی نور محمد صاحب مرحوم ایک پکے اور سچے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ پیروں فقیروں کی خدمت اور سیوا کرنی اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے تھے اس لئے کہ وہ خود بھی شریف النفس، حلیم الطبع اور فقیر منش انسان تھے اور وہ اپنے دل میں رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی شمع جلائے رکھتے تھے !

اور حاجی صاحب کی والدہ مرحومہ کی خیرات وسخاوت کا یہ حال تھا کہ وہ ہر روز پیسے اپنی جیب میں رکھ لیتی تھیں اور پھر دروازہ پہ آنے والے ہر بھکاری کی خواہش پوری کر دیتی تھیں۔

مجھ پر ان کی شفقت اور میرے ساتھ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ میری بھینس نے دُودھ دینا چھوڑ دیا تو میں حاجی صاحب کو ملنے گیا اور بھینس کے دُودھ نہ دینے کا ذکر کیا۔

حاجی صاحب کی والدہ نے سُنا تو کہا۔

بابو — اپنی بھینس کھول کر شاہ صاحب کے گھر چھوڑ دو۔

بس پھر حاجی صاحب کی ماں کی اطاعت و فرمانبرداری دیکھو کہ اسی وقت ماں کے فرمان کو پورا کر دیا۔

حضرات گرامی ! یہ بھی یاد رہے کہ میری غلامی کی زنجیر میں گرفتار ہونے سے پہلے ان کی طرف آٹھ دس پاور لومز تھیں اور ایک ناہموار مکان تھا۔

مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور خدا جانے کس مردِ درویش کی دعاؤں کے نتیجے میں ایک سو سے زائد لومز اور ایک خوبصورت بلند کشادہ اور خوشنما

marfat.com

اور بنگلہ نما مکان کے مالک ہیں۔ اور اپنے وسیع کاروبار کے ساتھ ساتھ میرا مختصر سا ٹومز کا کاروبار بھی پوری دیانت داری۔ دیکھ بھال اور احسن طریقہ سے چلا رہے ہیں اور پھر اس کی آمدن سے مجھے ہر سال مندرجہ ذیل اشیاء مہیا کرتے رہتے ہیں۔

- گندم کے لیے تین ہزار روپے
- قربانی کے لیے چار ہزار روپے
- ہر مہینے ایک ہزار روپے۔

آخر میں حاجی صاحب عبدالغفور صاحب" کی عقیدت، وفاداری اور دریا دلی کی ایک زندہ مثال بھی ملاحظہ ہو کہ ۱۹۷۹ء میں اہلِ ایمان حضرات حج بیت اللہ شریف۔ دیارِ حبیبِ خدا یعنی مدینہ منورہ کے شوقِ سفر اور زیارتِ روضۂ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درخواستیں دے رہے تھے کہ ایک جمعۃ المبارک کے خطبۂ مبارکہ میں ہی بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کے فضائل کے مقدس موضوع پہ تقریر کر رہا تھا کہ اچانک آنکھوں کے سامنے مدینہ شریف کا حسین نقشہ اور گنبد خضرا کا خوبصورت تصور آگیا اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور پھر عقیدت کے جذبات میں ڈوب کر میری زبان پر یہ شعر آگیا اور ربِ دوجہاں کی بارگاہ میں التجا کی ۔۔ کہ

اک واری مدینہ توں وکھا دے تے پھیر بھانویں جان کڈھ لئیں
میرے دل دی پیاس توں بجھا دے تے پھیر بھانویں جان کڈھ لئیں

اگلی صبح سویرے تو حاجی صاحب بمع اپنی اہلیہ کے حاضر ہوئے اور نہایت ہی ایمان افروز اور دلکش انداز میں کہنے لگے۔

سرکار ۔۔ جلو حج مبارک کی درخواست دے آئیں۔

marfat.com

پھر میرے ساتھ اپنی بھی درخواست دے آئے۔

اور پھر یہ قدرت کے فیصلے اور مدینہ پاک سے بلاوے کی بات ہے کہ ان کی درخواست تو منظور نہ ہو سکی اور میری درخواست نے شرفِ قبولیت پالیا اور پھر اللہ کریم کے لطف و کرم اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور بندہ پروری کی شان دیکھو کہ حکومت پاکستان کی طرف سے مجھے امیر الحجاج بنا کر حجِ بیت اللہ شریف کے لیئے بھیجا گیا۔

حضراتِ گرامی!

یہ بھی یاد رہے کہ پچھلے سال میں نادرے کے ایک ماہ کے تبلیغی دورے سے واپس آیا تو حاجی صاحب نے میرے استقبال اور میری واپسی کی خوشی میں حاجی صابر حسین کے تعاون سے عام لنگر کا انتظام کر رکھا تھا!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کو ایسے وفادار، جاں نثار اور دریا دل مریدوں پہ ناز ہے۔

قارئین کرام —— حاجی عبدالغفور صاحب کے ساتھ ہی میرے درد اور نیاز مند اور وفا و فرمانبرداری کے پیکر مُرید عبد المجید اور محمد رفیق بھی ہیں جو اتنے بڑے دولت مند تو نہیں مگر عقیدت و اطاعت کے کوہِ گراں ہونے کے ساتھ ساتھ سرفروشی کے جذبہ سے بھی بھرپور ہیں اور اپنی سادہ مزاجی اور طبیعت کی تازگی کے باعث ہمیشہ اور ہر حالت میں خوش و خرم رہنے کے ساتھ ساتھ میری عزت اور خدمت کے گلشن میں تازہ پھولوں کی طرح سے مہکتے رہتے ہیں۔

اور میرے مقام اور احترام کو دل و جان سے سمجھنے کے پیشِ نظر میرے مرید ہونے پہ فخر کرتے ہیں۔

marfat.com

میری دعا ہے کہ اللہ کریم ان دونوں کے کاروبار میں برکت دے اور ان کے رزق میں کشادگی عطا فرمائے۔ آمین

محترم بزرگو — آؤ آپ کو ملتان کے اپنے ایسے حقیقت شناس اور حق پرست مریدوں کے ایک ٹولے کا تعارف کراؤں کہ جنہیں مسکینوں کا ٹولہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔

نام ان کے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ محمد حسین ۲۔ محمد اسحٰق ۳۔ محمد اسلم ۴۔ محمد شفیق ۵۔ محمد رفیق

۶۔ غلام رسول ۷۔ عمر دین اور ۸۔ عبدالرحمٰن

عمر دین مرید تو حضرت خطیب پاکستان جناب صوفی غلام حسین صاحب آف گوجرہ کا ہے مگر میرے ساتھ دل و جان سے عقیدت رکھنے کے ساتھ ساتھ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کا شوق بھی رکھتا ہے۔

ملتان کی میری ساری خط و کتابت اسی کی معرفت ہوتی ہے لیکن یہ میری محبت میں اتنا گم اور سرمست ہے کہ کبھی کسی کا خط کسی اور کو دے دیتا ہے اور کسی اور کا لفافہ کسی اور کو — محمد حسین ان کا رنگ ماسٹر ہے۔

یہی حال عبدالرحمٰن کا ہے کہ میرا مرید نہ ہونے کے باوجود بھی میری عقیدت کی سونے کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے اور میری خدمت کے جذبہ سے بھی سرفراز ہے اور ان میں سے کوئی بھی کسی بڑے کاروبار سے تعلق نہیں رکھتا صرف محنت کش مزدوروں کی طرح اپنی گزر اوقات کرتے ہیں۔

اور ملتان کے میرے مریدوں کا یہ رنگین ٹولہ اور فرمانبردار گروہ اپنی مالی حالت کی کمزوری کے باوجود بھی اپنے دلوں میں میری محبت و عقیدت کے پہاڑ رکھتے ہیں اور میں جب بھی ملتان جاتا ہوں تو سارا سارا دن میری خدمت اور میرے

marfat.com

ہر حکم کی تعمیل کرنے میں معروف رہتے ہیں۔

اور سب سے بڑی بات اور سب سے بڑی خوبی میرے ان مخلص و جانثار مریدوں میں یہ ہے کہ اس عیاشی و فحاشی کے دور اور غلیظ اور گندے ماحول میں انسانیت و شرافت کے موتی اپنے اپنے دامن میں رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ طریقت کے بھائیوں کی طرح محبت، انس اور پیار کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

حضرات — یاد رہے کہ اس خوش مزاج اور رنگین ٹولہ میں محمد حسین کا نام سرفہرست آتا ہے۔ جو "علی ٹیکسٹائل ملز ملتان" کی ایک بہت بڑی اور مشہور و معروف دوکان میں ملازم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنا مال و متاع مجھ پہ نچھاور کر دینے کو بھی تیار رہتا ہے اور پیر و مرشد کے آداب کے پیش نظر اگر کسی بے ادب اور گستاخ کی زبان سے میرے متعلق کوئی نازیبا الفاظ بھی سن لیتا ہے تو پھر مرنے مارنے پر اتر آتا ہے۔

حضراتِ گرامی!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی — کہتا ہے کہ اگرچہ میرے مریدوں کا یہ جانثار ٹولہ غریب ہے تو بھی خوش قسمت ہے اور اگرچہ یہ مفلس ہے تو بھی خوش نصیب ہے اور اگر فقیر ہے تو بھی خوش بخت ہے اس لئے کہ درود تاج میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت ہی ایمان افروز القابات میں یہ بھی ہیں

مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاکِیْن۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فقیروں، غریبوں اور مسکینوں سے محبت

marfat.com

کرنے والے ہیں۔

سیّد افتخار الحسن زیدی مزید کہتا ہے کہ ہر فقیر۔ ہر غریب اور ہر مسکین مسلمان کو اپنے فقیر ہونے پہ ـــ اپنے غریب ہونے پہ اور اپنے مسکین ہونے پہ فخر کرنا چاہیئے ـــ کیونکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں ان الفاظ میں دعا کی ہے کہ :۔

یا اللہ ـــ "مجھے زندہ رکھو تو مسکینوں میں ـــ مجھے موت دو تو مسکینوں میں اور مجھے روزِ حشر اٹھاؤ تو مسکینوں میں۔"

تو ـــ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے یہ دعا کیوں کی ہے تو رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"اِنَّ الغُرَبَاءَ یَدخُلُونَ الجَنَّۃَ قبل الاغنیاءِ اربَعِینَ۔"

کہ غریب ـــ فقیر اور مسکین لوگ امیروں سے دولت مندوں سے اور سرمایہ داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

اور پھر ارشاد نبوت ہے۔

طوبیٰ للغُرَبَاءِ

کہ غریبوں کے لیے خوش خبری ہے۔

کس کی ـــ

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے۔

جنت کی ـــ

marfat.com

اور پھر فرمایا :-

بدءَ الاسلام فِی الغُرَبَاءِ وسیعود فِی الغُرَبَاءِ

کہ ــــ

اسلام غریبوں میں آیا ــــ غریبوں میں رہے گا ــ اور غریبوں میں ہی لوٹ کر واپس جائے گا ۔

درویش لاہوری اقبال مرحوم بھی کہتا ہے ۔

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب
اور زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب

اور نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب
اور پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب

اور اُمراء نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملّتِ بیضاء غرباء کے دم سے

محترم قارئین ! ــ آؤ ذرا میں آپ کو اپنے تین ایسے عقیدت مندوں کی جان پہچان بھی کراتا چلا جاؤں جو میرے حلقۂ مریدین میں شامل نہ ہونے کے باوجود بھی میرا ادب و احترام اسی طرح سے کرتے ہیں جیسے ایک مخلص اور

marfat.com

وفادار مرید اپنے پیرو مرشد کا کیا کرتا ہے اور میرے ساتھ اسی انداز میں محبت اور عقیدت رکھتے ہیں جس انداز میں ایک نیاز مند انسان اپنے کسی بزرگ پیشوا کی عزت اور خدمت کا جذبہ رکھتا ہے یہ تینوں بھائی یعنی میاں محمد نعیم، میاں محمد اعظم اور میاں محمد ناصر چنیوٹ کی مشہور اور سرمایہ دار شیخ برادری سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ نیک اور صالح ماں باپ کے زیر نظر بھی ہیں اور تینوں سوتی اور سلکی ٹوِمز کی فیکٹریوں کے مالک ہونے کے باوجود ہر ایک کی پیشانی پر سادگی کی لکیریں — ہر ایک کے چہرے پر انسانیت کی جھلک اور ہر ایک کے ماتھے پر انکساری کی روشنی دکھائی دیتی ہے

اور جو پاکستان کے لیٹرے سرمایہ داروں، عیاش چودھریوں اور بے رحم مل مالکوں کی طرح نہیں ہیں جو غریبوں اور مفلسوں کی جھونپڑیوں کو مسمار کرکے اپنے بلیلاذے تعمیر کرتے رہتے ہیں اور لنگڑے اور اپاہج لوگوں کے کھوکھوں کو ڈھا کر اپنی اپنی کوٹھیوں پر ان فاقہ کشوں کے خون سے رنگین کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنی دولت کے نشہ میں بدمست اور گمراہ ہو کر اپنے مزدوروں کے ساتھ ظلم و ستم کرنے کے ساتھ ساتھ بے کس و بے سہارا عورتوں کی غربت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے سروں سے شرم و حیا کی چادریں بھی چھین لیتے ہیں۔

نہیں — بلکہ یہ تینوں بھائی تو اپنی اپنی سوتی اور ریشمی فیکٹریوں میں تیار ہونے والے کپڑے سے محتاج لوگوں اور بے سہارا اور بیوہ عورتوں کے ننگے سروں کو ڈھانپنے اور ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لیے ہر سال ہزاروں گز کپڑا تقسیم کر دیتے ہیں۔

حضراتِ گرامی — یاد رہے کہ دنیا کی ہر نعمت سے مالا مال ہونے

marfat.com

اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ اور خوبصورت کوٹھیوں میں رہنے اور دولت ـــــ
جوانی اور بھرپور شباب رکھنے کے باوجود میرے ان تینوں عقیدت مندوں
میں کوئی بُری عادت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ نیک اور صالح والدین کی
اچھی تربیت اور خصوصاً ماں کے پاک دُودھ کا اثر بھی ہے۔

میاں محمد اعظم اور میاں محمد ناصر ہر سال رمضان المبارک کے مقدس مہینہ
میں میری اور میرے اہل خانہ کی پُرتکلف اور پُرذوق افطاری اور خورد
ونوش کا اعلیٰ انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ کئی قسم کے تحائف بھی نذرانہ
کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور اس سال تو گھریلو سامان اور اعلیٰ قسم کے
کپڑوں کے ساتھ انہوں نے ماہِ کنعان کتاب کے لئے ایک ہزار
روپے نقد بھی پیش کر کے بھرپور تعاون کا مظاہرہ بھی کیا!

اور یہی حال میاں محمد نعیم کا ہے جو نہائیت ہی ادب و احترام
اور پوری عقیدت سے میرے آگے سر جھکا کر اپنی عقیدت اور نیازمندی
کا اظہار کرنے کا عادی ہے۔ کبھی نقد نذرانہ اور کبھی کپڑے کے تھان کی پیشکش

اور یہ تینوں بھائی ہیں اور گہرے دوست بھی ہیں ایک ہی گھرانے کے
چشم و چراغ ہونے کے ساتھ ساتھ آپس میں اتحاد۔ یگانگت اور محبت
کی دولت سے بھی مالامال ہیں اور صرف اعلیٰ نسل کے گھوڑوں اور نیزہ بازی
کا شوق رکھتے ہیں۔

میری دُعا ہے کہ میاں اعظم اور ناصر کے والدِ گرامی میاں محمد سلیم مرحوم
اور میاں قمر نعیم کے ماں باپ مرحوم کی قبروں پر اللہ کریم اپنی رحمت
کی چادر کا سایہ رکھے

میاں محمد نعیم صاحب کی یہ انتہائی خوش نصیبی ہے کہ ان کے والدین

marfat.com

آخری دم تک ان کے پاس رہے اور یہ ان کی خدمت کرتے رہے اور والدین کی بیماریوں پہ لاکھوں روپے خرچ کر دیئے لیکن موت کے فرشتہ کا راستہ نہ روک سکے۔

ان تینوں کا رازدان اور میرا درباری نعت خوان خلیفہ مختار ان تینوں کی زندگی کا ایک با اعتماد اور وفادار ساتھی ہے۔

یوسف نے تجھے وس زلیخا کدھر گئی جوانی
کہے زلیخا عشق تیرے وچ کر دتی قربانی
کہے زلیخا ایہو ویلا دل دے راز کھلن دا
یوسف کہے اوہ اوکھا ویلا وقت اعمال تلن دا

میں اپنی اس کتاب "ماہِ کنعان" یعنی تفسیر سورۃ یوسف علیہ السلام کا پہلا حصہ ان دعاؤں پہ ختم کرتا ہوں۔

اے پروردگارِ عالم!

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

marfat.com

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لَا یَحْزَنُوْن کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر

سید افتخار الحسن
تہجد کے وقت
سید محمد یعقوب

marfat.com

گذارش

حضرات گرامی! — مجھ جیسا کم علم۔ کم عقل اور کم فہم انسان بھلا، قرآن حکیم کے احسن القصص یعنی سوہنا قِصّہ۔ یعنی تفسیر حضرت یوسف علیہ السلام بھلا کیسے لکھ سکتا تھا۔

اور دن رات اپنے لخت جگر شہزادہ انوار الحسن زیدی مرحوم کے غم میں آنسو بہانے والا آدمی اور پھر پاکستان کو تخریب کاری کی زد میں دیکھ کر پریشان رہنے والا اور طویل علالت کے باعث کانٹوں کے بستر پر کروٹیں بدلنے والا صاجزادہ سید افتخار الحسن اس مقدس اور پاکیزہ موضوع پر بھلا کیسے قلم اٹھا سکتا تھا۔

مگر باپ کے خون۔ ماں کی دعاؤں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے فیض اور جناب شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب کے لطف وکرم کے باعث علمِ دین کا خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب ہونے کے ساتھ ساتھ خطابت کے میدان کا شہسوار بھی بن گیا۔

اور پھر میں نے انہیں حضرات کے صدقہ طفیل قلم اٹھایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تفسیر کا پہلا حِصّہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مُرشدِ لاثانی کی ظاہری وباطنی توجہات کے باعث نہائیت ہی خوش اسلوبی سے اختتام کو پہنچا۔

اب میری قارئینِ کرام کی خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ اگر میری اس

marfat.com

کتاب "ماہِ کنعان" میں کوئی لغزش اور کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اسے معاف کر دیں اور میری صحتِ کاملہ کے لیئے اور خاتمہ بالایمان کے لئے دعا کریں۔

سید افتخار الحسن

آغاز ۱۸ شعبان ۱۹۸۷ء

اختتام ۱۵ ربیع الثانی ۱۹۸۹ء

★

کتاب ملنے کے پتہ جات

- نوری بک ڈپو۔ امین پور بازار۔ فیصل آباد
- مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ۔ فیصل آباد
- چوہان بک ڈپو۔ طارق آباد۔ فیصل آباد

marfat.com

مصنف کی دیگر تصانیف

مقاماتِ نبوّت ﷺ

مقاماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

مقاماتِ اولیاء

خاکِ کربلا

کفرِ یزید

ماہِ کنعان

زندگی

اللہ کے شیر

المعراج

خلیل و ذبیح

ملنے کا پتہ
مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ فیصل آباد

ملنے کا پتہ
نوری بک ڈپو امین پور بازار
فیصل آباد

ملنے کا پتہ : چوہان بکڈپو طارق آباد۔ فیصل آباد

marfat.com

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ : القرآن
مصنف
فیصل آباد
ماہ کنعان
• سورۃ یوسف علیہ السلام کی تفسیر کا پہلا حصہ
• چالیس تفسیروں کا درد و سوز سے بھرا ہوا القرآن حکیم کا سوہنا قصہ
• قرآن مجید، احادیث مبارکہ، تواریخ و مستند روایات کا مرقع • حضرت زلیخا کے خواب سے لیکر عزیز مصر کے خواب تک کی تعبیر • حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کے باہمی نکاح کے بھی ثبوت • آہ رے — کنعان کے اندھیرے کنوئیں سے لے کر مصر کے تخت و تاج تک کے ایمان افروز واقعات • اعلیٰ کاغذ مضبوط جلد۔ خوبصورت گرد پوش، سرورق
تمام تر رعنائیوں سے مزین
مارکیٹ میں دستیاب ہے
ملنے کا پتہ: مکتبہ رشد و ہدایت گلی ۱۳ طارق آباد فیصل آباد
مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے، فیصل آباد
مہران بک ڈپو طارق آباد فیصل آباد